اسلامی اخلاق و آداب
صدر الشریعہ مولانا علامہ محمد امجد علی اعظمی رحمہ اللہ تعالےٰ
فرید بُک سٹال (رجسٹرڈ) ۳۸۔ اُردو بازار لاہور

جن کے اختیار کرنے سے انسانی شخصیت میں
عجیب جاذبیت، دلکشی اور دل نوازی پیدا ہو جاتی ہے

صدر الشریعہ مولانا علامہ محمد امجد علی اعظمی رحمہ اللہ تعالیٰ
(مصنف بہارِ شریعت)

ناشر
فرید بُک سٹال (رجسٹرڈ) ۳۸۔ اردو بازار لاہور

نام کتاب ۞ اِسلامی اِخلاق وآداب (مکمل)

تصنیف ۞ صدر الشریعہ مولینا علامہ محمد امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ

مطبع ۞ ہاشم اینڈ حماد پرنٹرز، لاہور

الطبع الاوّل ۞ محرم الحرام ۱۴۲۳ھ / مارچ ۲۰۰۲ء

ہدیہ ۞ -/96 روپے

ناشر

فرید بُک سٹال (رجسٹرڈ) ۳۸۔ اُردو بازار لاہور

فون نمبر 042-7312173 ، فیکس نمبر 092-042-7224899

ای۔میل نمبر Email:info@faridbookstall.com

ویب سائٹ Visit us at : www.faridbookstall.com

مفصل فہرست کتاب

اسلامی اخلاق و آداب

ولیمہ وضیافت کا بیان

مکان میں جانے کے لئے اجازت لینا

اشارہ ① پوری کتاب بغور پڑھی جائے۔ اس میں بہت سی وہ باتیں بھی آپ کو مل سکتی ہیں جن کو فہرست کی گرفت سے آزاد رکھا گیا ہے۔

② فہرست میں داہنی طرف نمبر شمارۂ مضمون، بائیں طرف صفحہ نمبر دیا گیا ہے اور مضمون کا نمبر شمار ہر صفحہ میں حاشیہ پر بھی دے دیا گیا ہے تاکہ صفحہ نمبر اور مضمون نمبر دونوں ذہن میں رکھ کر مطلوبہ مضمون کی سطروں تک رسائی جلد سے جلد ہو سکے۔

تعارفِ مصنف

از: مولانا عبدالحکیم شرف قادری جامعہ نظامیہ لاہور[ع]

صدرالشریعہ مولانا شاہ محمد امجد علی اعظمی بن حکیم جمال الدین بن مولانا خدا بخش بن مولانا خیر الدین قدست اسرارہم (۱۲۹۶ھ - ۹ - ۱۸۷۸ء) میں قصبہ گھوسی محلہ کریم الدین پور ضلع اعظم گڑھ میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد ماجد اور جد امجد فن طب اور علم و فضل میں با کمال تھے۔ اپنے جد امجد، بعد ازاں اپنے بڑے بھائی مولانا محمد صدیق رحمۃ اللہ علیہ سے علوم و فنون کی ابتدائی کتابیں پڑھیں۔ پھر استاذ الاساتذہ مولانا ہدایت اللہ خان رامپوری ثم جونپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (م ۱۳۲۶ھ - ۱۹۰۸ء) سے اکتساب فیض کے لئے مدرسہ حنفیہ جونپور میں داخل ہوئے۔ علوم و فنون کی تکمیل کے بعد حجۃ العصر شیخ المحدثین مولانا شاہ وصی احمد محدث سورتی قدس سرہ (م ۱۳۳۴ھ - ۱۹۱۶ء) کی خدمت میں مدرسۃ الحدیث (پیلی بھیت) میں حاضر ہو کر درس حدیث لیا۔ اور سند فراغت حاصل کی۔[۱]

ذاتی اور وہبی خوبیوں کا یہ عالم تھا کہ خود فرماتے ہیں:۔ کسی کتاب کا یاد کرنے کی نیت سے تین دفعہ دیکھ لینا کافی ہوتا تھا۔[۲]

زمانہ طالب علمی میں آپ کی علمی صلاحیت اور حسن لیاقت کا اندازہ ذیل کی تحریر سے ہو سکتا ہے جو مہتمم مدرسۃ الحدیث پیلی بھیت نے تحفۂ حنفیہ پٹنہ میں شائع کی تھی۔

۱۔ مولانا غلام علی (الیواقیت المہریہ) ص ۷۹) ع۔ بہ تلخیص و اضافہ۔ ۱۲ محمد احمد

۲۔ مفتی عبدالمنان اعظمی:۔ مقدمہ فتاویٰ امجدیہ اول ص ۵۱ - ۵۲

"۶؍ ذی الحجہ ۱۳۲۴ھ کو بحمد اللہ تعالیٰ طلبہ کا امتحان حضرت مولانا مولوی شاہ محمد سلامت اللہ صاحب رام پوری دام فیضہ نے لیا، مولوی امجد علی صاحب نے بعد فراغ کتب درسیہ کے نہایت جانفشانی و کمال مستعدی سے سال بھر میں صحاح ستہ مسند شریف، کتاب الآثار شریف، موطا شریف، طحاوی شریف کا قراءۃً و سماعۃً درس حاصل کرکے اعلیٰ درجہ کا امتحان دیا جس کے باعث ممتحن صاحب و حاضرین نہایت شاداں اور ان کی حسن لیاقت و فہم و ذکاوت سے بہت فرحاں ہوئے اور دستار فضیلت زیب سر کی گئی۔"

(ضیاء الدین مہتمم مدرسہ (تحفہ حنفیہ ص ۴۴ محرم ۱۳۲۵ھ پٹنہ)

حکیم عبد الولی جوائی ٹولہ لکھنؤ سے علم طب حاصل کیا۔ ۲۴ھ سے ۲۷ھ تک حضرت محدث سورتی کے مدرسہ میں درس دیا۔ اس کے بعد ایک سال تک پٹنہ میں مطب کرتے رہے۔[1]

اس اثناء میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری بریلوی قدس سرہ کو مدرسہ منظر اسلام بریلی کے لئے ایک مدرس کی ضرورت پیش آئی۔ استاذ گرامی مولانا وصی احمد محدث سورتی کے ارشاد پر حضرت مولانا امجد علی اعظمی صاحب مطب چھوڑ کر بریلی شریف چلے گئے۔ ابتداءً تدریس کا کام شروع کیا۔ بعد ازاں مطبع اہلسنت کا انتظام اور جماعت رضائے مصطفیٰ بریلی کے شعبہ علمیہ کی صدارت کے فرائض بھی آپ کے سپرد کر دئے گئے۔ افتاء کی مصروفیات اس کے علاوہ تھیں، سلسلۂ عالیہ قادریہ میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری بریلوی کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے۔ اور جلد ہی خلافت سے نوازے گئے تقریباً ۱۸ برس شیخ کامل کے فیوض و برکات سے مستفید ہوئے۔ اور کمال عروج کو پہنچے[2]

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری بریلوی فتاویٰ کے سلسلے میں آپ پر صد درجہ اعتماد فرماتے تھے۔ ایک دفعہ ارشاد فرمایا۔

---

۱ مولانا محمود احمد قادری، تذکرہ علمائے اہلسنت ص ۵۱-۵۲

۲ ہفت روزہ (اور اب ماہنامہ) رضائے مصطفیٰ، گوجرانوالہ، ۲؍ ذیقعدہ ۱۳۷۹ھ، ص ۳

"آپ یہاں کے موجودین میں تفقہ جس کا نام ہے۔ وہ مولوی امجد علی صاحب میں زیادہ پائیے گا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ استفتاء سنایا کرتے ہیں۔ اور جو میں جواب دیتا ہوں لکھتے ہیں۔ طبیعت اخاذ ہے۔ طرز سے واقفیت ہو چلی ہے۔"[1]

تلامذہ اور خلفاء کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

میرا امجد مجد کا پکا اس سے بہت کچھ بھاتے یہ ہیں

صدر العلماء مولانا سید غلام جیلانی میرٹھی علیہ الرحمہ نے فرمایا:۔

"آپ کو فقہ کے جمیع ابواب کے تمام جزئیات ان کے تفصیلی دلائل کے ساتھ مستحضر تھے۔"[2]

بریلی شریف میں قیام کے دوران حضرت صدر الشریعہ کی مصروفیات حیرت انگیز حد تک بڑھی ہوئی تھیں، تدریس، پریس کی نگرانی، پروف ریڈنگ، پریس مینوں کو ہدایات، پارسلوں کی ترسیل اور فتویٰ نویسی وغیرہ امور تن تنہا انجام دیتے۔ فیض رضا نے دین کے لئے کام کرنے کی وہ اسپرٹ پیدا کر دی تھی۔ کہ تھکاوٹ یا اکتاہٹ کا سوال ہی پیدا نہ ہوتا تھا۔ بعض حضرات کہا کرتے تھے، کہ:۔

"مولانا امجد علی صاحب تو کام کی مشین ہیں۔"[3]

اعلیٰ حضرت مجدد دین و ملت مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہٗ کا فقید المثال ترجمۂ قرآن مجید مسمّٰی باسم تاریخی "کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن" (۱۳۳۰ھ — ۱۹۱۱ء) آپ ہی کی مساعی جمیلہ سے شروع ہوا۔ اور پایۂ تکمیل کو پہنچا۔

آپ نے ابتدائے شباب سے تدریس کا کام شروع کیا۔ اور آخر حیات تک جاری رکھا۔ اور ایسے نابغۂ روزگار افراد تیار کئے جن پر علم و فضل کو بھی ناز ہے — طویل عرصہ تک مدرسہ منظر اسلام بریلی میں فرائض تدریس انجام دیئے۔

---

[1] محمد مصطفےٰ رضا بریلوی، مفتیٔ اعظم ہند، ملفوظات حصہ اول (مطبوعہ کراچی) ص ۹۳

[2] مفتی عبد المنان اعظمی:۔ مقدمہ فتاویٰ امجدیہ اول صفحہ ص۔

[3] ماہنامہ پاسبان الٰہ آباد (امام احمد رضا نمبر شمارہ ۵ اپریل ۱۹۶۲ء) ص ۹۵

۱۳۴۲ھ/۱۹۲۴ء میں بحیثیت صدر مدرس دارالعلوم معینیہ عثمانیہ اجمیر شریف چلے گئے — ۱۳۵۱ھ/۱۹۳۲ء میں پھر بریلی شریف چلے آئے[1] اور تین سال تک قیام کیا[2] — بعدازاں نواب حاجی غلام محمد خاں شروانی رئیس ریاست دادوں (علی گڑھ) کی دعوت پر بحیثیت صدر مدرس دارالعلوم حافظیہ سعدیہ میں تشریف لے گئے۔ اور سات سال تک بہ کمال حسن وخوبی فرائض تدریس انجام دیئے — نواب صدر یار جنگ مولانا حبیب الرحمٰن خاں شیروانی نے ۱۳۵۶ھ/۱۹۳۷ء میں مدرسہ کے سالانہ جلسہ میں امتحان کے موقع پر تقریر کرتے ہوئے آپ کے فضل وکمال کا اعتراف ان الفاظ میں کیا۔

> مولانا امجد علی صاحب پورے ملک میں ان چار پانچ مدرسین میں ایک ہیں۔
> جنھیں میں منتخب جانتا ہوں[3]

اس زمانے میں مولانا عبدالشاہد خاں شیروانی اسی مدرسہ میں نائب مدرس تھے انھوں نے اپنے تاثرات کا اظہار اس طرح کیا ہے۔

> مولانا محمد امجد علی اعظمی سات سال سے صدر مدرس تھے۔ بریلی، اجمیر اور دوسرے مدرسوں کے صدر مدرس رہ چکے تھے۔ کہنہ مشقی کی بنا پر درسیات میں پوری مہارت رکھتے ہیں"[4]

۱۳۶۲ھ/۱۹۴۳ء تک دادوں، میں قیام رہا۔ اس کے بعد ایک سال مدرسہ مظہر العلوم کچی باغ بنارس میں رہے۔ بعد ازاں ۱۳۶۴ھ/۱۹۴۵ء تک منظر اسلام بریلی میں درس دیا۔

اجمیر شریف کے قریب دیوار میں راجہ پرتھوی راج کی اولاد آباد تھی۔ جو اگرچہ مسلمان ہو چکی تھی لیکن ان میں فرائض وواجبات سے غفلت اور مشرکانہ رسوم بکثرت پائی جاتی تھیں حضرت

---

[1] مولانا محمود احمد قادری، تذکرہ علمائے اہلسنت ص۵۲

[2] مولانا غلام مہر علی، الیواقیت المہریہ ص۳

[3] مولانا محمود احمد قادری، تذکرہ علمائے اہلسنت ص۵۱

[4] محمد عبدالشاہد خاں شیروانی، باغی ہندوستان جدید ایڈیشن ص۲۴۰

صدر الشریعہ کے ایما پر آپ کے تلامذہ نے ان میں تبلیغ کا پروگرام بنایا۔ تبلیغی جلسوں کا خوش گوار اثر ہوا۔ اور ان لوگوں میں مشرکانہ رسوم سے اجتناب اور دینی اقدار اپنانے کا جذبہ پیدا ہو گیا[1]
پروفیسر محمد ایوب قادری لکھتے ہیں۔

• اجمیر کے زمانۂ قیام میں نو مسلم راجپوتوں میں مولانا امجد علی نے خوب تبلیغ کی، اور اس کے بہت مفید نتائج برآمد ہوئے۔[2]

اس کے علاوہ اردگرد کے بڑے شہروں اور قصبات مثلاً نصیر آباد، بیاور، لاڈنوں، جے پور، چھوٹ، پالی مارواڑ اور چتوڑ وغیرہ میں بھی خود آپ اور آپ کے تلامذہ تبلیغی سرگرمیاں جاری رکھتے۔ آپ کی تقریر خالص علمی مضامین اور قرآن و حدیث کی تفسیر و تفصیل پر مشتمل ہوا کرتی تھی۔ مسلک اہلسنت کو ٹھوس دلائل سے اس طرح بیان فرماتے کہ اس کی حقانیت ہر منصف مزاج سامع پر واضح ہو جاتی۔

صدر الشریعہ علیہ الرحمہ کو اللہ تعالیٰ نے جملہ علوم و فنون میں مہارت تامہ عطا فرمائی تھی لیکن تفسیر، حدیث اور فقہ سے خصوصی لگاؤ تھا۔ فقہی جزئیات نوک زبان پر رہتی تھیں، اسی لئے امام احمد رضا فاضل بریلوی نے آپ کو "صدر الشریعہ" کا لقب عطا فرمایا تھا۔[3]

شعبان ۱۳۳۹ھ میں نواب سلطان احمد صاحب اور ان کے بھائی نے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ سے عرض کیا: "حضور، ہندوستان کو انگریزوں کی حکومت سے نجات ملے گی اور ملک کو آزادی حاصل ہوگی۔ لہٰذا حصول آزادی کے بعد جمہوری تقاضوں کی بنیاد پر قاضی شرع و مفتی شرع کا تقرر کیسے ہو گا؟

ارشاد فرمایا: ہاں ملک انگریزوں کے تسلط سے تو ضرور آزاد ہو جائے گا۔ قاضی شرع و مفتی شرع کے تقرر کے مسئلہ پر میں غور کروں گا۔

---

[1] ماہنامہ پاسبان (امام احمد رضا نمبر) ص ۶۸

[2] محمد ایوب قادری۔ یادگار بریلی نمبر ۲ مطبوعہ کراچی ۱۹۷۰ء ص ۱۰

[3] محمود احمد قادری: تذکرہ اہلسنت ص ۵۳

اس مختصر گفتگو کے بعد دوسرے یا تیسرے دن اعلیٰ حضرت نے بیٹھک میں صبح سے خاص طور پر بنفس نفیس کچھ انتظام کرائے۔ بیٹھک کے تخت کو مخصوص تین نشستوں کے ساتھ مزین کرایا گیا اور خود اعلیٰحضرت امام احمد رضا تخت کے سامنے، خلافِ معمول ایک علیحدہ کرسی پر تشریف فرما ہوئے ـــــ روزانہ کے حاضرین دربار جمع ہو گئے تو ارشاد فرمایا۔

• ملک انگریزوں کے تسلط سے ضرور آزاد ہوگا۔ جمہوری بنیادوں پر اس ملک کی حکومت کا قیام عمل میں آئے گا۔ مگر ملک میں قاضی شرع اور مفتی شرع کے تقرر کے لئے اسلامی شرعی قانون کی بنیاد پر سخت دشواری ہوگی ـــــ چوں کہ ملک کے بنیادی قوانین میں ایسا کوئی لائحہ عمل نہ ہوگا جس کی بنا پر قاضی شرع و مفتی شرع کا تقرر صحیح طور پر ہو سکے۔ لہٰذا میں آج ہی اس کی ابتدا کرنے جا رہا ہوں تاکہ یہ سلسلہ جاری رہے۔ اور آزادی کے بعد کسی دشواری کا سامنا نہ کرنا پڑے۔"

اس کے بعد ارشاد فرمایا۔ آج میں پورے ملک ہندوستان کے لئے مولانا امجد علی اعظمی کو قاضی شرع مقرر کرتا ہوں۔ پھر ان کا ہاتھ پکڑ کر مخصوص نشست پر بٹھایا اور دعا کی ـــ اور برہان الملۃ مفتی برہان الحق جبلپوری و مفتی اعظم ہند علامہ شاہ مصطفےٰ رضا علیہما الرحمہ کو دار القضا کے لئے مفتی اور معاون قاضی مقرر کیا۔[1]

قاضی کا منصب اور اس کے شرائط بہت ہیں، صدر الشریعہ کو اس منصب پر مقرر فرمانا اس امر کی واضح دلیل ہے کہ مجدد اسلام، فقیہ زمانہ امام احمد رضا قدس سرہٗ کو صدر الشریعہ کے تفقہ، استخراجِ احکام اور فیصلۂ مقدمات سے متعلق مکمل اعتماد تھا۔

آپ نے دادون (ضلع علی گڑھ) میں قیام کے دوران امام ابو جعفر طحاوی حنفی قدس سرہ (۳۲۱ھ/۹۳۳ء) کی حدیث کی مشہور کتاب شرح معانی الآثار پر حاشیہ لکھنا شروع کیا۔ اور سات ماہ کی مختصر مدت میں نصف اول پر مبسوط حاشیہ تحریر فرمایا۔ یہ حاشیہ باریک قلم سے ۴۵۰ صفحات پر مشتمل ہے، اور ہر صفحہ میں ۳۵۔۳۶ سطریں ہیں۔ گویا دیگر مشاغل سے فا ر غ

---

[1] مفتی برہان الحق جبلپوری: مفتی اعظم نمبر استقامت کانپور مئی ۱۹۸۳ء و تذکرہ برہان ملت۔

وقت میں ڈھائی صفحے روزانہ قلم بند فرماتے تھے [1]

آپ کی دوسری تصنیف فتاویٰ امجدیہ ہے۔ جو علمی تحقیقات پر اپنی مثال آپ ہے۔

آپ کی تحریر کی خصوصیت یہ ہے کہ آپ مشکل سے مشکل مسئلہ عام فہم انداز میں بیان فرما دیتے ہیں جس زمانے میں باتصویر قاعدے جاری ہوئے آپ نے ایک قاعدہ مرتب فرمایا جو صرف بے جان اشیاء کی تصاویر پر مشتمل تھا۔ اس کی ایک خوبی یہ بھی تھی کہ بچہ بہت جلد اردو پڑھنے پر قادر ہو جاتا۔

بہارِ شریعت حضرت صدر الشریعہ کی وہ شہرۂ آفاق تصنیف ہے جسے بجا طور پر فقہ حنفی کا دائرۃ المعارف (انسائیکلو پیڈیا) کہا جا سکتا ہے، اس کے کل سترہ حصے بارہا طبع ہو کر قبولِ عام کی سند حاصل کر چکے ہیں۔ اس کتاب سے نہ صرف عوام بلکہ علماء کے لئے بھی سہولت پیدا ہو گئی۔ اس کتاب کی ابتداء ۱۳۳۴ھ/ ۱۹۱۵-۱۶ء میں ہوئی۔ اور ۱۳۶۲ھ/ ۱۹۴۳ء میں پایۂ تکمیل کو پہونچ گئی آپ ابھی تین حصے اور لکھنا چاہتے تھے۔ مگر حالات نے اس کی مہلت نہ دی۔ چار سال کے عرصے میں یکے بعد دیگرے گیارہ عزیز داغِ مفارقت دے گئے جس کا اثر دل و دماغ پر اس قدر پڑا کہ بینائی کم زور ہو گئی اور تصنیف و تالیف کا کام رُک گیا۔

بہارِ شریعت کے ابتدائی چند حصے اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا بریلوی نے حرف بہ حرف سنے۔ اور جابجا اصلاح فرمائی۔ اور انھیں تقریظ سے مزین کیا۔ کتب فقہ میں بہارِ شریعت کی امتیازی خصوصیت یہ ہے کہ ہر باب میں پہلے آیاتِ مبارکہ پھر احادیثِ مقدسہ۔ اس کے بعد مسائلِ فقہیہ بیان کئے گئے ہیں۔

حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمہ کے

چند مشاہیر تلامذہ

(۱) محدثِ اعظم پاکستان حضرت مولانا سردار احمد خاں صاحب قبلہ علیہ الرحمہ ـــــ سابق

[1] صدر الشریعہ مولانا امجد علی اعظمی، بہار شریعت حصہ ۱۷، ص۱۰

صدر المدرسین جامعہ رضویہ لائل پور۔

۲) شیر بیشۂ اہلسنت حضرت مولانا حشمت علی خاں صاحب لکھنوی علیہ الرحمہ پیلی بھیت۔
۳) حافظ ملت حضرت مولانا عبد العزیز صاحب قبلہ علیہ الرحمہ شیخ الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور اعظم گڑھ۔
۴) مجاہد ملت حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب قبلہ صدر آل انڈیا تبلیغ سیرت کلکتہ۔
۵) حضرت مولانا غلام یزدانی صاحب اعظمی علیہ الرحمہ سابق صدر المدرسین منظر اسلام بریلی
۶) حضرت مولانا غلام جیلانی صاحب علیہ الرحمہ (برادر کلاں مولانا غلام یزدانی صاحب) شیخ الحدیث براؤں شریف۔
۷) حضرت مولانا سید غلام جیلانی صاحب علیہ الرحمہ مصنف بشیر القاری شرح بخاری وبشیر الناجیہ شرح کافیہ وغیرہما۔
۸) حضرت مولانا قاضی شمس الدین صاحب قبلہ سابق صدر المدرسین الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور۔
۹) حضرت مولانا رفاقت حسین صاحب قبلہ شیخ الحدیث مدرسہ احسن المدارس قدیم کانپور۔
۱۰) حضرت مولانا محمد سلیمان صاحب اشرفی علیہ الرحمہ سابق شیخ الحدیث حمیدیہ رضویہ بنارس۔
۱۱) سید العلماء حضرت مولانا سید آل مصطفےٰ صاحب قبلہ علیہ الرحمہ سابق صدر آل انڈیا سنی جمعیۃ العلماء بمبئی۔
۱۲) حضرت مولانا عبد المصطفےٰ صاحب ازہری شیخ الحدیث دار العلوم امجدیہ کراچی
۱۳) حضرت مولانا عبد المصطفےٰ صاحب قبلہ اعظمی شیخ الحدیث مدرسہ منظر حق ٹانڈہ، فیض آباد۔
۱۴) حضرت مولانا معین الدین صاحب اعظمی سابق شیخ الحدیث منظر اسلام، بریلی۔
۱۵) حضرت مولانا محمد الیاس صاحب قبلہ (سیالکوٹ)۔
۱۶) حضرت مولانا صدیق اللہ صاحب قبلہ علیہ الرحمہ، بنارس۔
۱۷) حضرت مولانا محمد حسن صاحب قبلہ، بھیونڈی۔

(۱۸) حضرت مولانا اسد الحق صاحب قبلہ، شیخ القرآن مدرسہ اسلامیہ اندور

(۱۹) حضرت مولانا وقار الدین صاحب قبلہ دار العلوم امجدیہ، کراچی

(۲۰) حضرت مولانا اعجاز ولی خاں صاحب قبلہ رضوی علیہ الرحمہ جامعہ داتا گنج بخش لاہور۔

(۲۱) حضرت مولانا افضل الدین صاحب قبلہ درگ، ایم پی۔

(۲۲) حضرت مولانا محبوب رضا خاں صاحب قبلہ، کراچی۔

(۲۳) حضرت مولانا تقدس علی صاحب قبلہ شیخ الحدیث جامعہ ارشادیہ پیر گوٹھ، سندھ۔

(۲۴) حضرت مولانا مختار الحق صاحب قبلہ خطیب اعظم ہند دار السلام، لائل پور

(۲۵) حضرت مولانا ولی الدین صاحب قبلہ، بیکی تورڈ، مردان۔

حضرت صدر الشریعہ بریلی شریف کے دوران قیام ۱۳۳۷ھ/۱۹۱۹ء میں پہلی مرتبہ حج و زیارت کی سعادت سے مشرف ہوئے[۱] دوسری مرتبہ حرمین شریفین کی حاضری کے ارادے سے بمبئی پہنچے تھے کہ ۲ ذیقعدہ ۶ ستمبر دوشنبہ/ ۱۳۶۷ھ/ ۱۹۴۸ء رات کو ۱۲ بجکر ۲۶ منٹ پر عالم جاودانی کو تشریف لے گئے۔ درج ذیل آیہ مبارکہ مادہ تاریخ ہے۔

اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِىْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ۝

۱۳۶۷ھ

شاعر مشرق علامہ شفیق جونپوری نے چہلم کے موقع پر بطور ہدیہ عقیدت یہ قطعہ پیش کیا[۲]

سلامی جا بجا ارض و سما دیں　　مہ و خورشید پیشانی جھکا دیں
ترے خدام اے صدر شریعت　　جدھر جائیں فرشتے سر جھکا دیں

٭

[۱] مولانا غلام مہر علی۔ الیواقیت المہریہ ص ۸۸　[۲] ماہنامہ پاسبان امام احمد رضا نمبر ص ۴۲

ــــ از: محمد احمد بھیروی مصباحی ــــ

صدر الشریعہ، شریعت و طریقت دونوں کے جامع تھے۔ حافظ ملت مولانا شاہ عبد العزیز مراد آبادی علیہ الرحمۃ نے بارہا فرمایا "صدر الشریعہ مجمع البحرین ہیں" شیخ العلماء حضرت مولانا غلام جیلانی اعظمی گھوسوی علیہ الرحمہ اپنے مضمون "صدر الشریعہ" میں لکھتے ہیں:۔

آپ شریعت و طریقت دونوں علموں کے جید عالم اور عامل تھے۔ اتباع سنت میں بھی آپ کو کمال حاصل تھا۔ بڑوں کا ادب، چھوٹوں پر شفقت، معاملات کی صفائی، لوگوں کے خطا و قصور کو معاف کر دینا آپ کا طریقۂ کار تھا۔ ظاہر و باطن قول و فعل، خلوت و جلوت میں آپ یکساں تھے۔ آپ کے مواعظ و نصائح حکیمانہ ہوتے۔ امر بالمعروف و نہی عن المنکر مؤثر طور پر فرماتے۔ اکل حلال و صدقِ مقال آپ کا شیوہ تھا۔ سادگی و تواضع کے ساتھ صاحبِ رعب و جلال بھی تھے کسی جری و بے باک کو بھی آپ کے روبرو بے باکی کے ساتھ کلام کرنے کی ہمت نہ ہوتی۔

حسن اخلاق، صبر و شکر، توکل و قناعت، خودداری و استغنا آپ کے امتیازات و خصوصیات میں سے تھے۔ آپ زہد و اتقا کے بلند مدارج پر فائز تھے۔ بلاشبہہ آپ ولی کامل تھے (ماہنامہ فیض الرسول مارچ ۱۹۶۶ء)

بعد وصال صدر الشریعہ علیہ الرحمہ کی یہ کرامت گھوسی اور قریب کے بے شمار لوگوں نے دیکھی کہ برسات کے سبب قبر مبارک کا ایک حصہ کھل گیا تو جس باغ میں مدفون ہیں وہ پورا باغ خوشبو سے معطر ہو گیا۔ مولانا ضیاء المصطفٰی صاحب بیان کرتے ہیں جو خوشبو یہاں سونگھنے میں آئی وہ دنیا کے کسی عطر و گلاب میں نہ ملی۔ باغ کی یہ خوشبو موافق، مخالف سب نے محسوس کی، بلکہ ایک مخالف عالم نے یہ برملا کہا۔

"مولوی امجد علی مرنے کے بعد بھی اپنی کرامت ظاہر کرنے سے باز نہ آئے"

اگرچہ خرق عادت کا صدور معیار ولایت نہیں، لیکن مومن متقی سے خارق عادت کا ظہور نشان ولایت ضرور ہے۔ اور کچھ نہ بھی ہو تو قرآن مقدس ولی کی تعریف میں جو فرماتا ہے

"اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَکَانُوْا یَتَّقُوْنَ" یعنی جو ایمان کامل اور تقویٰ کے حامل ہوں، یہ امر حضرت صدر الشریعہ میں پورے طور پر نمایاں رہا۔ یہ ایمان و تقویٰ بجائے خود وہ بنیادی معیار ولایت ہے جس سے کسی منکر قرآن ہی کو انکار ہو سکتا ہے۔

علم طریقت میں بھی صدر الشریعہ کو کمال حاصل تھا۔ اسی لئے حضرت اپنی کتاب بہار شریعت کے خاتمہ میں تحریر فرماتے ہیں:۔

> بلکہ اپنا ارادہ تو یہ تھا کہ اس کتاب کی تکمیل کے بعد اسی نہج پر ایک دوسری اور کتاب بھی لکھی جائے گی جو تصوف اور سلوک کے مسائل پر مشتمل ہوگی۔ جس کا اظہار اس سے پیشتر نہیں کیا گیا تھا۔ ہوتا وہی ہے جو خدا چاہتا ہے۔ چند سال کے اندر متعدد حوادث پیہم ایسے درپیش ہوئے جنہوں نے اس قابل بھی مجھے نہ رکھا کہ بہار شریعت کی تصنیف کو حد تکمیل تک پہنچاتا۔ (بہار شریعت حصہ ۱۷، ص ۱۰۱)

علم شریعت اعمال ظاہر کی صفائی و صحت کے قوانین کا مجموعہ ہوتا ہے (اگرچہ یہ قوانین بھی باطن کی بنیاد پر ہوتے ہیں)۔ اور علم طریقت باطن کے تزکیہ کے اصول بتاتا ہے۔ زیادہ مشکل اور اہم باطن کی طہارت ہے۔ صدر الشریعہ علیہ الرحمہ دونوں کے جامع تھے اس لئے ان کی درس گاہ فیض سے جو بھی گوہر آب دار نکلا، علم ظاہر کے ساتھ علم باطن کا بھی حامل نظر آیا۔ خوف خدا اور اخلاص و تقویٰ اگر مومن کی حیات میں پورے طور پر جگہ بنالے تو وہی صاحب باطن ہو جاتا ہے اور اس کی شریعت بھی طریقت کی جلوہ گاہ ہوتی ہے، اور طریقت، شریعت کی امانت دار۔ اگرچہ ظاہر بیں کو یہی نظر آئے گا کہ اس کی عبادت اور معاملت ویسی ہی ہے جیسی میری۔ مگر کہاں وہ نماز جو صرف قوموں کے پیچ و خم پر مبنی ہو اور کہاں وہ نماز جو مشاہدۂ ذات، اخلاص کامل اور خشوع تام کا مخزن ہو۔ کہاں وہ معاملت جس کا مطمح نظر دنیا کے آرام اور دولت کی ذخیرہ اندوزی سے زیادہ نہ ہو اور کہاں وہ معاملت جو کامل خوف خدا کے ساتھ اس طرح ہو کہ امام اعظم ابو حنیفہ کے شاگرد حضرت امام محمد بن حسن شیبانی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے بقول مومن کو ولی بنا دے۔

حضرت صدر الشریعہ کی زندگی نگاہ ظاہر میں درس و تدریس، تصنیف و اشاعت کتابوں

کی ترسیل و تجارت میں گھری ہوئی تھی لیکن یہ سب کام ایسے پاک جذبہ اور بلند نصب العین کے تحت ہو رہے تھے جہاں حرص مال، ہوس شہرت اور کبر و نخوت پامال ہو کر رہ گئے اور جہاں دنیا داری کا گزر ہی نہیں۔ جو سراسر دین آخرت اور رضائے مولیٰ کے لئے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ قدرت نے ان کے فیض کو دوام بخشا ہے اور ان کے دبستان علم کا جلوہ آج بھی عام ہے ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء۔ واللہ ذوالفضل العظیم۔

صدر الشریعہ علیہ الرحمہ ــــ اکابر کی نظر میں

(۱) اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

امجد علی کو درس نظامی کے تمام فنون میں کافی دسترس حاصل ہے اور فقہ میں تو ان کا پایہ بہت بلند ہے (ماہنامہ فیض الرسول مارچ ۱۹۶۶ء)

(۲) حضرت علامہ وصی احمد محدث سورتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

مجھ سے اگر کسی نے پڑھا تو امجد علی نے (ماہنامہ فیض الرسول براؤں شریف مارچ ۱۹۶۶ء)

(۳) استاذ الاساتذہ علامہ ہدایت اللہ خاں رامپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

شاگرد ایک ہی ملا وہ بھی بڑھاپے میں ــــ بروایت حافظ ملت مولانا شاہ عبد العزیز محدث مراد آبادی ــــ و علامہ قاضی شمس الدین جونپوری۔ وغیرہما۔ علیہم الرحمہ)

اپنے معاصرین کی نظر میں

(۴) حجۃ الاسلام حضرت علامہ حامد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ۔

مولانا امجد علی صاحب جوابات دے رہے تو ایسا معلوم ہو رہا تھا کہ ایک دریائے زخار موجیں مار رہا ہے (ماہنامہ فیض الرسول مارچ ۱۹۶۶ء)

(۵) صدر الافاضل حضرت علامہ نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ۔

"یہ اعلیٰ حضرت کے اَحَبُّ الْخُلَفَاء ہیں"

صدر الشریعہ۔ مفتی۔ مجمع الفضائل والکمالات۔ حامی الملۃ ــــ صبر و اجر دنیا آپ سے سیکھتی ہے ــــ (مکتوب قلمی ۲۸ اپریل و ۶ ستمبر ۱۹۴۳ء)

(۶) حضرت علامہ سید احمد اشرف بن حضرت اشرفی میاں کچھوچھوی رحمۃ اللہ علیہما۔

"یہ علم کی لائبریری ہیں"۔ (تعارفی تقریر کانفرنس منعقدہ بھاگلپور)

⑦ مبلغ اعظم حضرت علامہ عبدالعلیم میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ۔

اکرم الاخوان واصدق الخلان۔ نصاب تعلیم کا جو مسودہ حاضر خدمت کیا ہے۔ غالباً آنجناب نے اسے مکمل فرما دیا ہوگا۔ اگر نہ کیا ہو تو اب وقت نکال کر تکمیل فرمادیں اس کی ضرورت ہے (مکتوب قلمی ۱۶ فروری ۱۹۲۲ء)

⑧ سید المتکلمین حضرت علامہ سید سلیمان اشرف بہاری علیہ الرحمہ صدر شعبۂ دینیات مسلم یونیورسٹی علی گڑھ۔

مولانا المبجل المعظم۔ ذوالفضل والکرم اس وقت سنی حنفی کوئی مدرس ایسا نہیں ہے جو معقول و منقول صحیح استعداد کے ساتھ پڑھا سکتا ہو میرے علم میں مولانا محدث سورتی رحمۃ اللہ علیہ اور استاذ علیہ الرحمہ کے صرف آپ ہی یادگار ہیں (مکتوب قلمی ۲۰ ستمبر ۱۹۳۳ء)

⑨ مفتی اعظم ہند حضرت علامہ مصطفےٰ رضا خاں قدس سرہٗ۔

اگر یہ (حضرت صدر الشریعہ) یہاں سے چلے گئے تو دارالعلوم منظر اسلام کی تعلیمی حالت کمزور ہو جائے گی۔ لوگ یہ نہ خیال کریں کہ مولانا ظفر الدین صاحب یہاں آکر اس منصب کو سنبھال لیں گے بے شک وہ جید عالم اور قابل مدرس ہیں مگر ذوالمجد والعلاء (حضرت صدر الشریعہ) کے برابر وہ اس کام کو انجام دے سکیں گے اگر یہ یہاں سے چلے گئے تو علم کی بہت بڑی دولت ہم لوگوں کے ہاتھ سے جاتی رہے گی ان کے سوا کوئی دوسرا اس جگہ کو پر نہیں کر سکتا (ماہنامہ فیض الرسول مارچ ۱۹۶۹ء)

⑩ نواب صدر یار جنگ حبیب الرحمن خاں شیروانی شاگرد استاذ العلماء مفتی لطف اللہ علی گڑھی۔

میرا جو ذاتی تجربہ ہے وہ یہ ہے کہ جس کو مدرس کہتے ہیں وہ ہندوستان میں چار پانچ سے زائد نہیں ان چار پانچ میں سے ایک مولوی امجد علی صاحب ہیں ان کے ہاتھ سے طلبہ کا فاضل ہونا اور استاد پانا صاف بتلا رہا ہے کہ ان میں ضرور استعداد ہے۔ نام کے مولوی نہیں۔

(روداد مدرسہ سعدیہ ریاست دادوں ضلع علی گڑھ بابت ۵۰-۱۳۴۹ھ)

⑪ مولوی سید سلیمان ندوی دارالمصنفین اعظم گڈھ۔

جدید ضرورتوں سے آگاہ، نصابہائے تعلیم اور درس گاہوں کے تجربہ کار عالم۔

(ماہنامہ معارف اعظم گڈھ ۱۹۳۶ء)

باسمہ وحمدہ تعالیٰ

یہ ناقابل انکار حقیقت ہے کہ آج ہمارا معاشرہ برائیوں بے حیائیوں کی آماجگاہ بن چکا ہے کذب افتراء' فریب' دھوکہ' ریا' سمعہ' غیبت عیب جوئی لہو ولعب' لعن طعن گالی گلوچ' بغض' حسد' اضاعت وقت جیسی تمام خرابیاں معاشرے میں جنم لے چکی ہیں۔ جس کی وجہ سے زندگی کا لمحہ لمحہ اضطراب مسلسل کی شکل اختیار کرتا جارہا ہے۔ ایسے عالم رستاخیز میں ایسی کتاب جو صحیح اسلامی معاشرہ کی رہنمائی' اصلاح نفس' تزکیہ باطن' تطہیر قلب کا ضامن ہو منظر عام پر لانا کس قدر ضروری ہے؟ یہ محتاج بیان نہیں۔ بہار شریعت کا حصہ شانزدہم مصنفہ فقیہ اعظم صدر الشریعہ علامہ شاہ امجد علی اعظمی قدس سرہ (۱۲۹۶ھ / ۱۳۶۷ھ) ایسے تاریک ماحول میں یقیناً مینارۂ نور کا درجہ رکھتا ہے جو انتہائی بصیرت افروز' نصیحت آموز ارشادات خدا و فرمودات مصطفےٰ (ﷺ) کا عطر' پُر مغز عام فہم' سلیس ہونے کے ساتھ ساتھ صالح معاشرہ اور روحانی انقلاب برپا کرنے کا ضامن و امین ہے۔ اسی افادیت اور مقصد خیر کے تحت اس کو خیر الاذکیاء حضرت علامہ محمد احمد صاحب قبلہ مصباحی دام ظلہ العالی شیخ الادب جامعہ اشرفیہ مبارکپور نے المجمع الاسلامی مبارکپور سے جدید ترتیب' تہذیب' تحشیہ' تعلیق کے ساتھ بنام "اسلامی اخلاق و آداب" شائع فرمایا جس کے عمدہ نتائج و خوش آئند آثار رونما ہوئے اس لئے ضرورت ہے کہ زیادہ سے زیادہ اس کی اشاعت ہو تاکہ ستھرا ماحول' صالح معاشرہ قائم ہو اور لوگ بھرپور مستفید ہوں۔

اسی جذبۂ خیر کے پیش نظر حضرت علامہ علاء المصطفےٰ صاحب قادری ناظم اعلیٰ جامعہ امجدیہ گھوسی نے دائرۃ المعارف الامجدیہ' سے اسکی طباعت واشاعت کا عزم فرمایا مولیٰ تعالیٰ ان کے عزم وہمت کو استحکام بخشے اور ادارۂ نشر واشاعت کو ترقی عطا فرمائے۔ آمین

بجاہ حبیبہ سید الانبیاء والمرسلین صلوات اللہ وسلامہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین۔

محمد ابو الحسن قادری مصباحی

۱/ ۳/ ۲۰۰۰ء

خادم طیبۃ العلماء جامعہ امجدیہ گھوسی مئو

باسمہ وحمدہ والصلوٰۃ علی رسولہ وجنودہ

آج مسلم معاشرہ میں اصلاح کی کس قدر ضرورت ہے محتاج بیان نہیں مگر افسوس یہ ہے کہ معاشرہ خود درستگی کے لئے تیار نہیں ہوتا۔ بے شمار تقریریں کہی سنی جاتی ہیں اور سیکڑوں کتابیں لکھی پڑھی جاتی ہیں۔ لیکن زندگیوں میں انقلاب بپا نہیں ہوتا۔ ہر شخص بجائے خود اپنے کو مقدس سمجھ بیٹھا ہے اور سوچتا ہے کہ یہ کتاب و خطاب کسی اور سے توجہ کا طالب ہے۔ ہر انسان خود اپنا محاسبہ کرے، اپنے بیوی، بچوں اور ماتحتوں کے کردار و عمل کا جائزہ لے۔ دوسروں پر تنقید کے بجائے خود اپنے اوپر تنقید کرے تلاش کر کے اپنی خامیاں نکالے اور ان کی اصلاح پر کربستہ ہو تو معاشرہ کی اصلاح آسان ہو سکتی ہے۔

اس میں شک نہیں کہ جو خود علم کے ساتھ بے پناہ حسن عمل، زہد و تقویٰ اور اخلاص وللّٰہیت سے آراستہ ہو اس کے کلام میں جو تاثیر ہوگی وہ کسی ناقص العمل کے کلام میں نہ ہوگی۔ احیاء العلوم، غنیۃ الطالبین، التعرف وغیرہ سے بہت سی زندگیوں میں انقلاب آئے۔ حیات کا رخ پھیرا اور دل کی دنیا بدل گئی اس کا ایک بڑا سبب ان کتابوں کے مصنفین کا اخلاص و تقویٰ ہے۔

اسی خیال کے تحت ہم نے کسی معاصر صاحب علم وقلم کی خدمات حاصل کرنے کے بجائے صدر الشریعہ مولانا امجد علی اعظمی قدس سرہ (۱۲۹۶ھ/۱۳۶۷ھ)[1] کے رشحات قلم کو ذریعہ اصلاح بنایا۔ ان کی باخدا زندگی، ان کا زہد و تقویٰ، ان کی عظیم علمی سطوت اور حیرت انگیز عملی قوت بلکہ ولایت و کرامت کا اعتراف صرف ان کے حلقۂ تلامذہ ہی کو نہیں بلکہ ان

[1] مفصل تعارف بر ص ۳۱۴ تا ۳۲۹ ملاحظہ ہو ۱۲م

کے واقف کار اور با انصاف مخالفین کو بھی ہے۔

ان کی مشہور زمانہ کتاب بہارِ شریعت جہاں بے شمار علوم و معارف کا خزانہ ہے وہیں عظیم درسِ عمل، اور انسانی زندگی کو اسلامی شریعت کے سانچے میں ڈھالنے کی مشقت خیز کوشش بھی ہے۔

یہ کتاب ، خصوصاً پر مشتمل ہے اور اس لائق ہے کہ صرف مفتیان کرام ہی نہیں بلکہ تمام علماء، طلباء، خطباء، تجار، کاشتکار، صنعت کار اور سارے مسلمانوں کے مطالعہ میں رہے ۔۔۔ انھیں اس کی زیادہ ضرورت ہے، خصوصاً جب کہ عربی کتابیں ان کی دسترس سے باہر ہیں یا ان سے خاطر خواہ استفادہ پر قدرت نہیں ۔۔۔ اردو زبان کا فقہی سرمایہ بہارِ شریعت کے متبادل سے خالی ہے۔ جس سے کسی صاحبِ نظر اور منصف مزاج شخص کو اختلاف کی گنجائش نہیں ۔۔۔ اور ایسی دل نشیں تفہیم، ہر باب میں پیدا شدہ مسائل کی توضیح، قدیم مسائل کی تحریر، ترجیح راجح و معتمد کے ساتھ نفس مسائل کی جامع و پُر مغز تقریر سے تو عربی مآخذ بھی خالی ہیں۔ ان کا مطمح نظر اور اندازِ بیان اس سے مختلف ہے چونکہ زیادہ تر وہ خاص اہلِ علم کے پیشِ نظر زیادہ تفصیل یا بہت اختصار کے ساتھ لکھی گئی ہیں قادری بکڈپو، نو محلہ مسجد، بریلی شریف (یو پی) نے بہارِ شریعت کا ایک اچھا صحیح ایڈیشن شائع کیا ہے، لیکن اس کی اشاعت بہت کم نظر آرہی ہے، ہندوستان میں کئی کروڑ مسلمان رہتے ہیں اور ایسی اہم، سب کے لئے کارآمد کتاب صرف چند ہزار کی تعداد میں طبع ہو کر بھی شائقین کی منتظر پڑی رہتی ہے ۔۔۔ یہ صورتِ حال ناشرین اور قارئین سب کے لئے لمحۂ فکریہ ہے۔

———o———

ہمارے موضوع مقصود "اصلاحِ معاشرہ اور تہذیب اخلاق" پر اردو میں بھی بہت سی کتابیں لکھی گئیں اور لکھی جا رہی ہیں۔ لیکن بہارِ شریعت حصہ شانزدہم میں اس عنوان پر ہمیں بڑی جامعیت نظر آئی۔ دوسرے حصوں کی طرح اس میں بھی احادیث کریمہ کا ایک بڑا ذخیرہ ہے ۔۔۔ احادیث رسول صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اسلامی احکام کا مستند

[1] مگر اس کا حصہ ۱۶ جو ہمارے زیر مطالعہ آیا۔ غالباً اشاعت مکتبہ نعیمی کانپور کا عکس ہے یہ کافی صحیح اور مستقل

اصلاح معاشرہ اور تطہیر اخلاق کے باب میں حصۂ شانزدہم[۱۶] کی قدر و منزلت اِس بات کی متقاضی تھی کہ اُسے ایک امتیازی شان کے ساتھ پیش کیا جائے، تاکہ حضرت مصنف قدس سرہٗ کا اس حصہ کی تالیف سے جو عظیم مقصد تھا اُس کی طرف عمومی توجہ ہو اور وہ جلد تر حاصل ہو سکے۔ اِسی نظریہ کے تحت وہ "اسلامی اخلاق و آداب" کے نام سے آپ کے سامنے ہے ــــ اسے مفید تر، اور مقبولِ قلب و نظر بنانے میں ادارۂ اشاعت کا جو کردار ہے اُس کے متعلق قارئین ہی کچھ فرمائیں تو زیادہ مناسب ہوگا۔

میں سمجھتا ہوں المجمع الاسلامی کا یہ اقدام ہر حلقہ میں بہ نظرِ استحسان دیکھا جائے گا اور کتاب اپنا خاطر خواہ حقِ پذیرائی ضرور حاصل کرے گی۔ بِعَوْنِہٖ تعالیٰ ذِکْرُہٗ وَ تَقَدَّس۔

محمد احمد اعظمی مصباحی
نگران المجمع الاسلامی
صدر المدرسین، فیض العلوم، محمد آباد گوہنہ، اعظم گڑھ
صبح دوشنبہ ۲۱ محرم ۱۴۰۶ھ / ۷ اکتوبر ۱۹۸۵ء

حَرَجٌ وَّلَا عَلٰۤی اَنۡفُسِکُمۡ اَنۡ تَاۡکُلُوۡا مِنۡۢ بُیُوۡتِکُمۡ اَوۡ بُیُوۡتِ اٰبَآئِکُمۡ اَوۡ بُیُوۡتِ اُمَّهٰتِکُمۡ اَوۡ بُیُوۡتِ اِخۡوَانِکُمۡ اَوۡ بُیُوۡتِ اَخَوٰتِکُمۡ اَوۡ بُیُوۡتِ اَعۡمَامِکُمۡ اَوۡ بُیُوۡتِ عَمّٰتِکُمۡ اَوۡ بُیُوۡتِ اَخۡوَالِکُمۡ اَوۡ بُیُوۡتِ خٰلٰتِکُمۡ اَوۡ مَا مَلَکۡتُمۡ مَّفَاتِحَهٗۤ اَوۡ صَدِیۡقِکُمۡ لَیۡسَ عَلَیۡکُمۡ جُنَاحٌ اَنۡ تَاۡکُلُوۡا جَمِیۡعًا اَوۡ اَشۡتَاتًا (پ ۱۸. رکوع ۱۵)

نہ اندھے پر تنگی ہے اور نہ لنگڑے پر مضایقہ اور نہ بیمار پر حرج اور نہ تم میں کسی پر کہ کھاؤ اپنی اولاد کے گھر یا اپنے باپ کے گھر یا اپنی ماں کے گھر یا اپنے بھائیوں کے یہاں یا اپنی بہنوں کے یہاں یا اپنے چچاؤں کے یہاں یا اپنی پھپیوں کے گھر یا اپنی خالاؤں کے گھر یا جہاں کی کنجیاں تمہارے قبضہ میں ہیں یا اپنے دوست کے یہاں۔ تم پر اس میں کوئی گناہ نہیں کہ مجتمع ہو کر کھاؤ یا الگ الگ۔

پہلے کھانے کے متعلق چند حدیثیں بیان کی جاتی ہیں

حدیث ۱ صحیح مسلم شریف میں حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کھانے پر بسم اللہ نہ پڑھی جائے شیطان کے لئے وہ کھانا حلال ہو جاتا ہے یعنی بسم اللہ نہ پڑھنے کی صورت میں شیطان اُس کھانے میں شریک ہو جاتا ہے۔

حدیث ۲ صحیح مسلم میں جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی شخص مکان میں آیا اور داخل ہوتے وقت اور کھانے کے وقت اُس نے بسم اللہ پڑھ لی تو شیطان اپنی ذریت سے کہتا ہے کہ اس گھر میں نہ تمہیں رہنا ملے گا نہ کھانا اور اگر داخل ہوتے وقت بسم اللہ نہ پڑھی تو کہتا ہے اب تمہیں رہنے کی جگہ مل گئی اور کھانے کے وقت بھی بسم اللہ نہ پڑھی تو کہتا ہے کہ رہنے کی جگہ بھی ملی اور کھانا بھی ملا۔

حدیث ۳ صحیح بخاری و صحیح مسلم میں عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی کہتے ہیں کہ میں بچہ تھا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پرورش میں تھا (یعنی یہ حضور کے ربیب اور ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے فرزند ہیں) کھاتے وقت برتن میں ہر طرف ہاتھ ڈال دیتا حضور نے ارشاد فرمایا بسم اللہ پڑھو اور دا ہنے ہاتھ سے کھاؤ اور برتن کی اس جانب سے کھاؤ جو تمہارے قریب ہے۔

حدیث ۴ ابوداؤد و ترمذی و حاکم حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی کہ حضور نے فرمایا جب کوئی شخص کھانا کھائے تو اللہ کا نام ذکر کرے یعنی بسم اللہ پڑھے، اور اگر شروع میں بسم اللہ پڑھنا بھول جائے تو یوں کہے بِسْمِ اللّٰہِ اَوَّلَہٗ وَاٰخِرَہٗ۔

اور امام احمد و ابن ماجہ و ابن حبان و بیہقی کی روایت میں یوں ہے بِسْمِ اللّٰہِ فِیْ اَوَّلِہٖ وَاٰخِرِہٖ۔

حدیث ۵ امام احمد و ابوداؤد و ابن ماجہ و حاکم وحشی بن حرب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ ارشاد فرمایا، جمع ہو کر کھانا کھاؤ اور بسم اللہ پڑھو تمہارے لئے اس میں برکت ہوگی۔ ابن ماجہ کی روایت میں یہ بھی ہے کہ لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ ہم کھاتے ہیں اور پیٹ نہیں بھرتا۔ ارشاد فرمایا کہ تم شاید الگ الگ کھاتے ہوگے عرض کی ہاں فرمایا اکٹھے ہو کر کھاؤ اور بسم اللہ پڑھو برکت ہوگی۔

حدیث ۶ شرح سنہ میں ابو ایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے کھانا پیش کیا گیا ابتدا میں اتنی برکت ہم نے کسی کھانے میں نہیں دیکھی مگر آخر میں بڑی بے برکتی دیکھی ہم نے عرض کی یا رسول اللہ ایسا کیوں ہوا ارشاد فرمایا ہم سب نے کھانے کے وقت بسم اللہ پڑھی تھی پھر ایک شخص بغیر بسم اللہ پڑھے کھانے کو بیٹھ گیا اس کے ساتھ شیطان نے کھانا کھالیا۔

حدیث ۷ ابوداؤد نے امیہ بن مخشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہتے ہیں ایک شخص بغیر بسم اللہ پڑھے کھانا کھا رہا تھا جب کھا چکا صرف ایک لقمہ باقی رہ گیا یہ لقمہ اٹھایا اور یہ کہا بِسْمِ اللّٰہِ اَوَّلَہٗ وَاٰخِرَہٗ، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تبسم کیا اور

یہ فرمایا کہ شیطان اس کے ساتھ کھا رہا تھا جب اس نے اللہ کا نام ذکر کیا جو کچھ اُس کے پیٹ میں تھا اُگل دیا۔

اِس کے یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ بسم اللہ نہ کہنے سے کھانے کی برکت جو چلی گئی تھی واپس آ گئی۔

حدیث ۸ صحیح مسلم میں حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں جب ہم لوگ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ کھانے میں حاضر ہوتے تو جب تک حضور شروع نہ کرتے کھانے میں ہم ہاتھ نہیں ڈالتے ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ ہم حضور کے پاس حاضر تھے ایک لڑکی دوڑتی ہوئی آئی جیسے اُسے کوئی ڈھکیل رہا ہے اُس نے کھانے میں ہاتھ ڈالنا چاہا حضور نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا پھر ایک اعرابی دوڑتا ہوا آیا جیسے اُسے کوئی ڈھکیل رہا ہے حضور نے اُس کا ہاتھ بھی پکڑ لیا اور یہ فرمایا کہ جب کھانے پر اللہ کا نام نہیں لیا جاتا، وہ کھانا شیطان کے لئے حلال ہو جاتا ہے شیطان اس لڑکی کے ساتھ آیا کہ اس کے ساتھ کھائے میں نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا پھر اس اعرابی کے ساتھ آیا کہ اس کے ساتھ کھائے میں نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ قسم ہے اُس کی جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے اُس کا ہاتھ ان کے ہاتھ کے ساتھ میرے ہاتھ میں ہے اس کے بعد حضور نے اللہ کا نام ذکر کیا یعنی بسم اللہ کہی اور کھانا کھایا۔ اسی کے مثل امام احمد و ابوداؤد و نسائی و حاکم نے بھی روایت کی ہے۔

حدیث ۹ ابن عساکر نے عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ حضور نے فرمایا کہ جس کھانے پر اللہ کا نام ذکر نہ کیا ہو وہ بیماری ہے اور اُس میں برکت نہیں ہے اور اُس کا کفارہ یہ ہے کہ اگر ابھی دسترخوان نہ اٹھایا گیا ہو تو بسم اللہ پڑھ کر کچھ کھالے اور دسترخوان اٹھا لیا گیا ہو تو بسم اللہ پڑھ کر انگلیاں چاٹ لے۔

حدیث ۱۰ دیلمی نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کھائے یا پئے تو یہ کہے بِسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ الَّذِي لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهِ شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ يَا حَيُّ يَا

قَیُّومُ[1] پھر اُس سے کوئی بیماری نہ ہوگی اگرچہ اُس میں زہر ہو۔

حدیث ۱۱ صحیح مسلم میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب کھانا کھائے تو داہنے ہاتھ سے کھائے اور پانی پئے تو داہنے ہاتھ سے پئے۔

حدیث ۱۲ صحیح مسلم میں اُنہیں سے مروی کہ حضور نے فرمایا کوئی شخص نہ بائیں ہاتھ سے کھانا کھائے نہ پانی پئے کہ بائیں ہاتھ سے کھانا پینا شیطان کا طریقہ ہے۔

حدیث ۱۳ ابن ماجہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دہنے ہاتھ سے کھائے اور دہنے ہاتھ سے پئے اور دہنے ہاتھ سے لے اور دہنے ہاتھ سے دے کیونکہ شیطان بائیں سے کھاتا ہے بائیں سے پیتا ہے اور بائیں سے لیتا ہے اور بائیں سے دیتا ہے۔

حدیث ۱۴ ابن النجار نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ حضور نے فرمایا تین انگلیوں سے کھانا انبیاء علیہم السلام کا طریقہ ہے اور حکیم نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ حضور نے فرمایا تین انگلیوں سے کھاؤ کہ یہ سنت ہے اور پانچوں انگلیوں سے نہ کھاؤ کہ یہ اعراب (گنواروں) کا طریقہ ہے۔

حدیث ۱۵ صحیح مسلم میں کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تین انگلیوں سے کھانا تناول فرماتے اور پونچھنے سے پہلے ہاتھ چاٹ لیتے[2]

---

[1] ترجمہ:۔ اللہ کے نام سے اور اللہ کی مدد سے جس کے نام کے ساتھ کوئی چیز ضرر دینے والی نہیں نہ زمین میں نہ آسمان میں۔ اے حی اے قیوم (قائم رکھنے والے) م

[2] حضرت کعب بن عجرہ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تین انگلیوں سے کھانا تناول فرماتے دیکھا۔ انگوٹھا، جو انگلی اس سے متصل ہے اور درمیانی انگلی۔ پھر میں نے سرکار کو دیکھا کہ درمیانی انگلی اور اس سے متصل کو پھر انگوٹھے کو چاٹ رہے ہیں۔

(الوفا باحوال المصطفےٰ للعلامہ ابن الجوزی) محمد احمد۔

حدیث ۱۶ صحیح مسلم میں جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اُنگلیوں اور برتن کے چاٹنے کا حکم دیا اور یہ فرمایا کہ تمہیں معلوم نہیں کہ کھانے کے کس حصے میں برکت ہے۔

حدیث ۱۷ صحیح بخاری و مسلم میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کھانے کے بعد ہاتھ کو نہ پونچھے جب تک چاٹ نہ لے یا دوسرے کو چٹا نہ دے۔

یعنی ایسے شخص کو چٹا دے جو کراہت و نفرت نہ کرتا ہو مثلاً تلامذہ و مُریدین کہ یہ اُستاذ و شیخ کے جھوٹے کو تبرک جانتے ہیں اور بڑی خوشی سے اِستعمال کرتے ہیں۔

حدیث ۱۸ امام احمد و ترمذی و ابن ماجہ نے نُبَیشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کھانے کے بعد برتن کو چاٹ لے گا وہ برتن اس کے لئے اِستغفار کرے گا۔

رزین کی روایت میں یہ بھی ہے کہ وہ برتن یہ کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تجھ کو جہنم سے آزاد کرے جس طرح تو نے مجھے شیطان سے نجات دی۔

حدیث ۱۹ طبرانی نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ حضور نے کھانے اور پانی میں پھونکنے سے مُمانعت فرمائی۔

حدیث ۲۰ صحیح مسلم میں جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا شیطان تمہارے ہر کام میں حاضر ہو جاتا ہے کھانے کے وقت بھی حاضر ہو جاتا ہے لہٰذا اگر لقمہ گر جائے اور اُس میں کچھ لگ جائے تو صاف کر کے کھالے اُسے شیطان کے لئے چھوڑ نہ دے اور جب کھانے سے فارغ ہو جائے تو انگلیاں چاٹ لے کیوں کہ یہ معلوم نہیں کہ کھانے کے کس حصے میں برکت ہے۔

حدیث ۲۱ ابن ماجہ نے حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ معقل ابن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھانا کھا رہے تھے ان کے ہاتھ سے لقمہ گر گیا انہوں نے اٹھا لیا اور صاف کر کے کھا لیا یہ دیکھ کر گنواروں نے آنکھوں سے اشارہ کیا کہ کتنی حقیر و

ذلیل بات ہے کہ گرے ہوئے لقمہ کو اُنہوں نے کھا لیا) کسی نے ان سے کہا خدا امیر کا بھلا کرے (معقل بن یسار وہاں امیر و سردار کی حیثیت سے تھے) یہ گنوار کنکھیوں سے اشارہ کرتے ہیں کہ آپ نے گرا ہوا لقمہ کھا لیا اور آپ کے سامنے یہ کھانا موجود ہے انہوں نے فرمایا اِن عجمیوں کی وجہ سے میں اُس چیز کو نہیں چھوڑ سکتا ہوں جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا ہے ہم کو حکم تھا کہ جب لقمہ گر جائے اُسے صاف کر کے کھا جائے شیطان کے لئے نہ چھوڑ دے۔

حدیث ۲۲ ابن ماجہ نے اُم المومنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مکان میں تشریف لائے روٹی کا ٹکڑا پڑا ہوا دیکھا اُس کو لے کر پونچھا پھر کھا لیا اور فرمایا عائشہ اچھی چیز کا احترام کرو کہ یہ چیز (یعنی روٹی) جب کسی قوم سے بھاگی ہے تو لوٹ کر نہیں آئی۔

یعنی اگر ناشکری کی وجہ سے کسی قوم سے رزق چلا جاتا ہے تو پھر واپس نہیں آتا۔

حدیث ۲۳ طبرانی نے عبداللہ ابن ام حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ حضور نے فرمایا کہ روٹی کا احترام کرو کہ وہ آسمان و زمین کی برکات سے ہے۔ جو شخص دسترخوان سے گری ہوئی روٹی کو کھائے گا اُس کی مغفرت ہو جائے گی۔

حدیث ۲۴ دارمی نے اسما رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہ جب اُن کے پاس ثرید لایا جاتا تو حکم کرتیں کہ چھپا دیا جائے کہ اس کی بھاپ کا جوش ختم ہو جائے اور فرماتیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ اِس سے برکت زیادہ ہوتی ہے۔

حدیث ۲۵ حاکم جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ابو داؤد، اسما رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ ارشاد فرمایا کھانے کو ٹھنڈا کر لیا کرو کہ گرم کھانے میں برکت نہیں ہے۔

حدیث ۲۶ صحیح بخاری شریف میں ابو اُمامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جب دسترخوان اُٹھایا جاتا اُس وقت نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہ پڑھتے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُّبَارَكًا فِيْهِ غَيْرَ مَكْفِيٍّ وَّلَا مُوَدَّعٍ وَّلَا مُسْتَغْنًى عَنْهُ رَبَّنَا۔

حدیث ۲۷ صحیح مسلم میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ اُس بندہ سے راضی ہوتا ہے کہ جب لقمہ کھاتا ہے تو اُس پر اللہ کی حمد کرتا ہے اور پانی پیتا ہے تو اُس پر اُس کی حمد کرتا ہے۔

حدیث ۲۸ ترمذی و ابوداؤد و ابن ماجہ ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھانے سے فارغ ہو کر یہ پڑھتے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ۔

حدیث ۲۹ ترمذی ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کھانے والا شکر گزار ویسا ہی ہے جیسا روزہ دار صبر کرنے والا۔

حدیث ۳۰ ابوداؤد نے ابو ایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب کھاتے یا پیتے یہ پڑھتے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَطْعَمَ وَسَقٰى وَسَوَّغَهٗ وَجَعَلَ لَهٗ مَخْرَجًا۔

حدیث ۳۱ ضیاء نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ ارشاد فرمایا آدمی کے سامنے کھانا رکھا جاتا ہے اور اٹھانے سے پہلے اُس کی مغفرت ہو جاتی ہے اُس کی صورت یہ ہے کہ جب رکھا جائے بسم اللہ کہے اور جب اُٹھایا جانے لگے الحمد للہ کہے۔

حدیث ۳۲ نسائی وغیرہ نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ کھانے کے بعد یہ دعا پڑھے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ يُطْعِمُ وَلَا يُطْعَمُ وَمَنَّ عَلَيْنَا فَهَدَانَا وَاَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَكُلَّ بَلَاءٍ حَسَنٍ اَبْلَانَا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ غَيْرَ مُوَدَّعٍ رَبِّيْ وَلَا مُكَافٰى وَلَا مَكْفُوْرٍ وَّلَا مُسْتَغْنًى عَنْهُ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَطْعَمَنَا مِنَ الطَّعَامِ وَسَقَانَا مِنَ الشَّرَابِ وَكَسَانَا مِنَ الْعُرْيِ وَهَدَانَا

مِنَ الضَّلَالِ وَبَصَّرَنَا مِنَ الْعَمٰى وَفَضَّلَنَا عَلٰى كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقَہٗ تَفْضِيْلًا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔

حدیث ۲۳ امام احمد و ابو داؤد و ترمذی و ابن ماجہ نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی شخص کھانا کھائے تو یہ کہے اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْهِ وَاَبْدِلْنَا خَيْرًا مِّنْهُ[1] اور جب دودھ پئے تو یہ کہے اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْهِ وَزِدْنَا مِنْهُ[2] کیوں کہ دودھ کے سوا کوئی چیز ایسی نہیں جو کھانے اور پانی دونوں کی قائم مقام ہو۔

حدیث ۲۴ ابن ماجہ نے عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کھانے پر سے اُٹھنے کی مُمانعت کی جب تک کھانا اُٹھا نہ لیا جائے۔

حدیث ۲۵ ابن ماجہ نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب دسترخوان چُنا جائے تو کوئی شخص دسترخوان سے نہ اُٹھے جب تک دسترخوان نہ اُٹھا لیا جائے اور کھانے سے ہاتھ نہ کھینچے اگرچہ کھا چکا ہو جب تک سب لوگ فارغ نہ ہو جائیں اور اگر ہاتھ روکنا ہی چاہتا ہے تو معذرت پیش کرے کیوں کہ اگر بغیر معذرت کے ہاتھ روک دے گا تو اُس کے ساتھ دوسرا شخص جو کھانا کھا رہا ہے شرمندہ ہو گا وہ بھی ہاتھ کھینچ لے گا۔ اور شاید ابھی اُس کو کھانے کی حاجت باقی ہو۔

اسی حدیث کی بنا پر عُلماء یہ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص کم خوراک ہو تو آہستہ آہستہ تھوڑا تھوڑا کھائے اور اِس کے باوجود بھی اگر جماعت کا ساتھ نہ دے سکے تو معذرت

---

[1] اے اللہ اس میں ہمارے لئے برکت دے اور ہمیں اس سے بہتر بدل عطا فرما ۱۲ م

[2] اے اللہ اس میں ہمارے لئے برکت دے اور یہ ہمیں اور زیادہ دے ۱۲ محمد احمد

پیش کرے تاکہ دوسروں کو شرمندگی نہ ہو۔

حدیث ۳۶ ترمذی و ابو داؤد نے سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہتے ہیں میں نے توریت میں پڑھا تھا کہ کھانے کے بعد وضو کرنا یعنی ہاتھ دھونا اور کلی کرنا برکت ہے اس کو میں نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ذکر کیا حضور نے ارشاد فرمایا کھانے کی برکت اس کے پہلے وضو کرنا اور اس کے بعد وضو کرنا ہے (اس حدیث میں وضو سے مراد ہاتھ دھونا ہے)

حدیث ۳۷ طبرانی ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی کہ ارشاد فرمایا کھانے سے پہلے اور بعد میں وضو کرنا (ہاتھ منہ دھونا) محتاجی کو دور کرتا ہے اور یہ مرسلین کی سنتوں میں سے ہے

حدیث ۳۸ ابن ماجہ نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ فرمایا جو یہ پسند کرے کہ اللہ تعالیٰ اس کے گھر میں خیر زیادہ کرے تو جب کھانا حاضر کیا جائے وضو کرے اور جب اٹھایا جائے اس وقت وضو کرے یعنی ہاتھ منہ دھولے۔

حدیث ۳۹ ابن ماجہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نے فرمایا کہ اکٹھے ہو کر کھاؤ الگ الگ نہ کھاؤ کہ برکت جماعت کے ساتھ ہے۔

حدیث ۴۰ ترمذی نے عکراش بن ذؤیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہتے ہیں ہمارے پاس ایک برتن میں بہت سی ثرید اور بوٹیاں لائی گئیں۔ میرا ہاتھ برتن میں ہر طرف پڑنے لگا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سامنے سے تناول فرمایا پھر حضور نے اپنے بائیں ہاتھ سے میرا داہنا ہاتھ پکڑ لیا اور فرمایا کہ عکراش! ایک جگہ سے کھاؤ کہ یہ ایک ہی قسم کا کھانا ہے اس کے بعد طبق میں طرح طرح کی کھجوریں لائی گئیں میں نے اپنے سامنے سے کھانی شروع کیں اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ہاتھ مختلف جگہ طباق میں پڑتا پھر فرمایا کہ عکراش جہاں سے چاہو کھاؤ کہ یہ ایک قسم کی چیز نہیں پھر پانی لایا گیا حضور نے ہاتھ دھوئے اور ہاتھوں کی تری سے موٹھ اور کلائیوں اور سر پر مسح کر لیا اور فرمایا کہ عکراش جس چیز کو آگ نے چھوا یعنی جو آگ سے پکائی

گئی ہو اس کے کھانے کے بعد یہ وضو ہے۔

حدیث ۴۱ ترمذی و ابو داؤد و ابن ماجہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب کسی کے ہاتھ میں چکنائی کی بو ہو اور بغیر ہاتھ دھوئے سو جائے اور اُس کو کچھ تکلیف پہنچ جائے تو وہ خود اپنے ہی کو ملامت کرے۔ اِسی کی مثل حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بھی مروی ہے۔

حدیث ۴۲ حاکم نے ابو عبس بن جبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ ارشاد فرمایا کھانے کے وقت جوتے اُتار لو کہ یہ سُنّتِ جمیلہ (اچھا طریقہ) ہے اور اَنس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ کھانا رکھا جائے تو جُوتے اُتار لو کہ اس سے تمہارے پاؤں کے لئے راحت ہے۔

حدیث ۴۳ ابو داؤد عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی کہ حضور نے ارشاد فرمایا کہ (کھاتے وقت) گوشت کو چھری سے نہ کاٹو کہ یہ عجمیوں کا طریقہ ہے اُس کو دانت سے نوچ کر کھاؤ کہ یہ خوشگوار اور زُود ہضم ہے۔

یہ اس وقت ہے جب گوشت اچھی طرح پک گیا ہو۔ ہاتھ یا دانت سے نوچ کر کھایا جا سکتا ہو۔

آجکل یورپ کی تقلید میں بہت سے مسلمان بھی چھری کانٹے سے کھاتے ہیں یہ مذموم طریقہ ہے اور اگر بضرورت چھری سے گوشت کاٹ کر کھایا جائے کہ گوشت اتنا گلا ہوا نہیں ہے کہ ہاتھ سے توڑا جا سکے یا دانتوں سے نوچا جا سکے یا مثلاً مُسَلَّم ران بھنی ہوئی ہے کہ دانتوں سے نوچنے میں دِقّت ہو گی تو چھری سے کاٹ کر کھانے میں حرج نہیں اِسی قسم کے بعض مَواقع پر حضور اَقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا چھری سے گوشت کاٹ کر تناول فرمانا آیا ہے اُس سے آجکل کے چُھری کانٹے سے کھانے کی دلیل لانا صحیح نہیں۔

حدیث ۴۴ صحیح بُخاری میں ابو جحیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میں تکیہ لگا کر کھانا نہیں کھاتا۔

حدیث ۴۵ صحیح بخاری میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خوان پر کھانا نہیں تناول فرمایا۔ نہ چھوٹی چھوٹی پیالیوں میں کھایا اور نہ حضور کے لئے پتلی چپاتیاں پکائی گئیں۔ دوسری روایت میں یہ ہے کہ حضور نے پتلی چپاتی دیکھی بھی نہیں۔ قتادہ سے پوچھا گیا کہ کس چیز پر وہ لوگ کھانا کھایا کرتے تھے کہا کہ دسترخوان پر۔

خوان تپائی کی طرح اونچی چیز ہوتی ہے جس پر امرا کے یہاں کھانا چُنا جاتا ہے تاکہ کھاتے وقت جھکنا نہ پڑے اُس پر کھانا کھانا متکبرین کا طریقہ تھا جس طرح بعض لوگ اس زمانہ میں میز پر کھاتے ہیں۔ چھوٹی چھوٹی پیالیوں میں کھانا کھانا بھی امرا کا طریقہ ہے کہ اُن کے یہاں مختلف قسم کے کھانے ہوتے ہیں جو چھوٹے چھوٹے برتنوں میں رکھے جاتے ہیں۔

حدیث ۴۶ صحیح بخاری و مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کھانے کو کبھی عیب نہیں لگایا (یعنی برا نہیں کہا) اگر خواہش ہوئی کھالیا ورنہ چھوڑ دیا۔

حدیث ۴۷ صحیح مسلم میں جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ایک شخص کا کھانا دو کے لئے کفایت کرتا ہے اور دو کا کھانا چار کے لئے کفایت کرتا ہے اور چار کا کھانا آٹھ کو کفایت کرتا ہے۔

حدیث ۴۸ صحیح بخاری میں مقدام بن معدیکرب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ اپنے کھانے کو ناپ لیا کرو تمہارے لئے اس میں برکت ہوگی۔

حدیث ۴۹ ابن ماجہ و ترمذی و دارمی نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک برتن میں ثرید پیش کیا گیا ارشاد فرمایا کہ کناروں سے کھاؤ۔ بیچ میں سے نہ کھاؤ کہ بیچ میں برکت اُترتی ہے ثرید ایک قسم کا کھانا ہے روٹی توڑ کر شوربے میں مل دیتے ہیں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ کھانا پسند تھا۔

حدیث ۵۰ طبرانی نے عبدالرحمٰن بن موقع سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی ظرف جو بھرا جائے پیٹ سے زیادہ برا نہیں اگر تمہیں پیٹ میں کچھ ڈالنا ہی ہے تو ایک تہائی میں کھانا ڈالو اور ایک تہائی میں پانی اور ایک تہائی ہوا اور سانس کے لئے رکھو۔

حدیث ۵۱ ترمذی و ابن ماجہ نے مقدام بن معدیکرب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ آدمی نے پیٹ سے زیادہ برا کوئی برتن نہیں بھرا۔ ابن آدم کو چند لقمے کافی ہیں جو اس کی پیٹھ کو سیدھا رکھیں اگر زیادہ کھانا ضروری ہو تو تہائی پیٹ کھانے کے لئے اور تہائی پانی کے لئے اور تہائی سانس کے لئے۔

حدیث ۵۲ ترمذی نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک شخص کی ڈکار کی آواز سنی فرمایا اپنی ڈکار کم کر اس لئے کہ قیامت کے دن سب سے زیادہ بھوکا وہ ہوگا جو دنیا میں زیادہ پیٹ بھرتا ہے۔

حدیث ۵۳ صحیح مسلم میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کھجور کھاتے دیکھا اور حضور سرین پر اس طرح بیٹھے تھے کہ دونوں گھٹنے کھڑے تھے۔

حدیث ۵۴ صحیح بخاری و مسلم میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دو کھجوریں ملا کر کھانے سے منع فرمایا جب تک ساتھ والے سے اجازت نہ لے لے۔

حدیث ۵۵ صحیح مسلم میں عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جن کے یہاں کھجوریں ہیں اس گھر والے بھوکے نہیں۔ دوسری روایت میں یہ ہے کہ جس گھر میں کھجوریں نہ ہوں اس گھر والے بھوکے ہیں۔

یہ اس زمانے اور اس ملک کے لحاظ سے ہے کہ وہاں کھجوریں بکثرت ہوتی ہیں۔ اور جب گھر میں کھجوریں ہیں تو بال بچوں اور گھر والوں کے لئے اطمینان کی صورت ہے کہ بھوک لگے گی تو انہیں کھالیں گے بھوکے نہیں رہیں گے۔

حدیث ۵۶ صحیح مسلم میں ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس جب کھانا حاضر کیا جاتا تو تناول فرمانے کے بعد اس کا بقیہ (اُوبش) میرے پاس بھیج دیتے ایک دن کھانے کا برتن میرے پاس بھیج دیا اس میں سے کچھ نہیں تناول فرمایا تھا کیوں کہ اس میں لہسن پڑا ہوا تھا میں نے دریافت کیا کیا یہ حرام ہے فرمایا نہیں مگر میں بو کی وجہ سے اسے ناپسند کرتا ہوں میں نے عرض کی جس کو حضور ناپسند فرماتے ہیں میں بھی ناپسند کرتا ہوں۔

حدیث ۵۷ صحیح بخاری و مسلم میں جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص لہسن یا پیاز کھائے وہ ہم سے علیحدہ رہے یا فرمایا وہ ہماری مسجد سے علیحدہ رہے یا اپنے گھر میں بیٹھ جائے اور حضور کی خدمت میں ایک ہانڈی پیش کی گئی جس میں سبز ترکاریاں تھیں حضور نے فرمایا کہ بعض صحابہ کو پیش کردو اور اُن سے فرمایا کہ تم کھالو اس لئے کہ میں اُن سے باتیں کرتا ہوں کہ تم اُن سے باتیں نہیں کرتے یعنی ملائکہ سے۔

حدیث ۵۸ ترمذی و ابو داود نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے لہسن کھانے سے منع فرمایا مگر یہ کہ پکا ہوا ہو۔

حدیث ۵۹ ترمذی نے اُم ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہتی ہیں میرے یہاں حضور تشریف لائے فرمایا کچھ تمہارے یہاں ہے میں نے عرض کی سوکھی روٹی اور سرکہ کے سوا کچھ نہیں فرمایا لاؤ جس گھر میں سرکہ ہے اُس گھر والے سالن سے محتاج نہیں۔

حدیث ۶۰ صحیح مسلم میں جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے گھر والوں سے سالن کو دریافت کیا لوگوں نے کہا ہمارے یہاں سرکہ کے سوا کچھ نہیں۔ حضور نے اسے طلب فرمایا اور اُس سے کھانا شروع کیا اور بار بار فرمایا کہ سرکہ اچھا سالن ہے۔

حدیث ۶۱ ابن ماجہ نے اسما بنت یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں کھانا حاضر لایا گیا حضور نے ہم پر پیش فرمایا

ہم نے کہا ہمیں خواہش نہیں ہے فرمایا بھوک اور جھوٹ دونوں چیزوں کو اِکٹھا مت کرو۔ یعنی بھوک کے وقت کوئی کھانا کھلائے تو کھائیے یہ نہ کہیے کہ بھوک نہیں ہے کہ کھانا بھی نہ کھانا اور جھوٹ بھی بولنا دنیا و آخرت دونوں کا خسارہ ہے بعض تکلف کرنے والے ایسا کیا کرتے ہیں۔ اور بہت سے دیہاتی اِس قسم کی عادت رکھتے ہیں کہ جب تک اُن سے بار بار نہ کہا جائے کھانے سے انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمیں خواہش نہیں ہے جھوٹ بولنے سے بچنا ضروری ہے۔

حدیث ۶۲ صحیح مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم باہر تشریف لائے اور ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ملے ارشاد فرمایا کیا چیز تمہیں اس وقت گھر سے باہر لائی عرض کی بھوک فرمایا قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے جو چیز تمہیں گھر سے باہر لائی وہی مجھے بھی لائی۔ ارشاد فرمایا اُٹھو وہ لوگ حضور کے ساتھ کھڑے ہو گئے اور ایک انصاری کے یہاں تشریف لے گئے دیکھا تو وہ گھر میں نہیں ہیں انصاری کی بی بی نے جُوں ہی ان حضرات کو دیکھا مرحبا و اہلا کہا حضور نے دریافت فرمایا کہ فلاں شخص کہاں ہے کہا کہ میٹھا پانی لینے گئے ہیں اتنے میں انصاری آگئے حضور کو اور شیخین کو دیکھ کر کہا الحمد للہ آج مجھ سے بڑھ کر کوئی نہیں جس کے یہاں ایسے معزز مہمان آئے ہوں پھر وہ کھجور کا ایک خوشہ لائے جس میں ادھ پکی اور خشک کھجوریں بھی تھیں اور رُطب بھی تھے اور ان حضرات سے کہا کہ کھائیے اور خود چھری نکالی (یعنی بکری ذبح کرنے کا ارادہ کیا) حضور نے فرمایا دودھ والی کو نہ ذبح کرنا انصاری نے بکری ذبح کی اِن حضرات نے بکری کا گوشت کھایا اور کھجوریں کھائیں پانی پیا جب کھا پی کر فارغ ہوئے ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے فرمایا کہ قسم ہے اُس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے قیامت کے دن اِس نعمت کا سوال ہوگا۔ تمہیں بھوک گھر سے لائی اور واپس ہونے سے پہلے یہ نعمت تم کو ملی۔

حدیث ۶۳ مسلم و ابوداؤد نے ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہ حضور نے فرمایا جو شخص چاندی یا سونے کے برتن میں کھاتا پیتا ہے وہ اپنے پیٹ میں

جہنم کی آگ اتارتا ہے۔

حدیث ۶۴ ابو داؤد وغیرہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب کھانے میں مکھی گر جائے تو اُسے غوطہ دے دو (اور پھینک دو) کیوں کہ اس کے ایک بازو میں بیماری ہے اور دوسرے میں شفا ہے اور اُسی بازو سے اپنے کو بچاتی ہے جس میں بیماری ہے یعنی وہی بازو کھانے میں پہلے ڈالتی ہے جس میں بیماری ہے لہٰذا پوری کو غوطہ دیدو۔

حدیث ۶۵ ابو داؤد و ابن ماجہ و دارمی ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کھانا کھائے (اور دانتوں میں کچھ رہ جائے) اُسے اگر خلال سے نکالے تو تھوک دے اور زبان سے نکالے تو نگل جائے جس نے ایسا کیا اچھا کیا اور نہ کیا تو بھی حرج نہیں۔

مسائلِ فقہیّہ

بعض صورت میں کھانا فرض ہے کہ کھانے پر ثواب ہے اور نہ کھانے میں عذاب۔
اگر بھوک کا اتنا غلبہ ہو کہ جانتا ہو کہ نہ کھانے سے مر جائے گا تو اتنا کھا لینا جس سے جان بچ جائے فرض ہے اور اس صورت میں اگر نہیں کھایا یہاں تک کہ مر گیا تو گنہگار ہوا۔ اتنا کھا لینا کہ کھڑے ہو کر نماز پڑھنے کی طاقت آجائے اور روزہ رکھ سکے یعنی نہ کھانے سے اتنا کمزور ہو جائے گا کہ کھڑا ہو کر نماز نہ پڑھ سکے گا اور روزہ نہ رکھ سکے گا تو اس مقدار سے کھا لینا ضروری ہے اور اس میں بھی ثواب ہے (درّ مختار)

مسئلہ اضطرار کی حالت میں یعنی جبکہ جان جانے کا اندیشہ ہے اگر حلال چیز کھانے کے لیے نہیں ملتی تو حرام چیز یا مُردار یا دوسرے کی چیز کھا کر اپنی جان بچائے اور ان چیزوں کے کھا لینے پر اس صورت میں مُواخذہ نہیں بلکہ نہ کھا کر مر جانے میں مُواخذہ ہے اگرچہ پرائی چیز کھانے میں تاوان دینا ہوگا (درّ مختار)

مسئلہ پیاس سے ہلاک ہونے کا اندیشہ ہے تو کسی چیز کو پی کر اپنے کو ہلاکت سے

بچانا فرض ہے. پانی نہیں ہے اور شراب موجود ہے اور معلوم ہے کہ اس کے پی لینے میں جان بچ جائے گی تو اتنی پی لے جس سے یہ اندیشہ جاتا رہے (درمختار و ردالمحتار)

مسئلہ دوسرے کے پاس کھانے پینے کی چیز ہے تو قیمت سے خرید کر کھا پی لے. وہ قیمت سے بھی نہیں دیتا اور اُس کی جان پر بنی ہے تو اس سے زبردستی چھین لے اور اگر اُس کے لئے بھی یہی اندیشہ ہے تو کچھ لے لے اور کچھ اس کے لئے چھوڑ دے (ردالمحتار)

مسئلہ ایک شخص اضطرار کی حالت میں ہے دوسرا شخص اس سے یہ کہتا ہے کہ تم میرا ہاتھ کاٹ کر اس کا گوشت کھالو اُس کے لئے اس گوشت کے کھانے کی اجازت نہیں یعنی انسان کا گوشت کھانا اس حالت میں بھی مباح نہیں (ردالمحتار)

مسئلہ کھانے پینے پر دوا اور علاج کو قیاس نہ کیا جائے یعنی حالت اضطرار میں مردار اور شراب کو کھانے پینے کا حکم ہے مگر دوا کے طور پر شراب جائز نہیں کیوں کہ مردار کا گوشت اور شراب یقینی طور پر بھوک اور پیاس کا دفعیہ ہے اور دوا کے طور پر شراب پینے میں یہ یقین کے ساتھ نہیں کہا جا سکتا کہ مرض کا ازالہ ہی ہو جائے گا. (ردالمحتار)

مسئلہ بھوک سے کم کھانا چاہیے اور پوری بھوک بھر کر کھانا کھا لینا مباح ہے یعنی نہ ثواب ہے نہ گناہ کیوں کہ اس کا بھی صحیح مقصد ہو سکتا ہے کہ طاقت زیادہ ہوگی. اور بھوک سے زیادہ کھا لینا حرام ہے زیادہ کا یہ مطلب ہے کہ اتنا کھا لیا جس سے پیٹ خراب ہونے کا گمان ہے مثلاً دست آئیں گے اور طبیعت بدمزہ ہو جائے گی. (درمختار)

مسئلہ اگر بھوک سے کچھ زیادہ اس لئے کھا لیا کہ کل کا روزہ اچھی طرح رکھ سکے گا. روزہ میں کمزوری نہیں پیدا ہوگی تو حرج نہیں جبکہ اتنی ہی زیادتی ہو جس سے معدہ خراب ہونے کا اندیشہ نہ ہو اور معلوم ہے کہ زیادہ نہ کھایا تو کمزوری ہوگی دوسرے کاموں میں دقت ہوگی. یوں ہی اگر مہمان کے ساتھ کھا رہا ہے اور معلوم ہے کہ یہ ہاتھ روک دے گا تو مہمان شرما جائے گا اور سیر ہو کر نہ کھائے گا تو اس صورت میں بھی کچھ زیادہ کھا لینے کی اجازت ہے (درمختار)

مسئلہ سیر ہو کر کھانا اس لئے کہ نوافل کثرت سے پڑھ سکے گا اور پڑھنے

پڑھانے میں کم زوری پیدا نہ ہوگی اچھی طرح اس کام کو انجام دے سکے گا یہ مندوب ہے اور سیری سے زیادہ کھایا مگر اتنا زیادہ نہیں کہ شکم خراب ہو جائے یہ مکروہ ہے۔ عبادت گزار شخص کو یہ اختیار ہے کہ بقدر مباح تناول کرے یا بقدر مندوب مگر اسے یہ نیت کرنی چاہیئے کہ اس لئے کھاتا ہوں کہ عبادت کی قوت پیدا ہو کر اس نیت سے کھانا بھی ایک قسم کی طاعت ہے۔ کھانے سے اُس کا مقصود تلذذ و تنعم نہ ہو کہ یہ بُری صفت ہے۔ قرآن مجید میں کفار کی صفت یہ بیان کی گئی کہ کھانے سے اُن کا مقصود تمتع و تنعم ہوتا ہے اور حدیث میں کثرت خوری کفار کی صفت بتائی گئی (ردالمحتار)

مسئلہ ریاضت و مجاہدہ میں ایسی تقلیلِ غذا کہ عبادتِ مفروضہ کی ادا میں ضعف پیدا ہو جائے مثلاً اتنا کم زور ہو گیا کہ کھڑا ہو کر نماز نہ پڑھ سکے گا یہ ناجائز ہے اور اگر اس حد کی کم زوری نہ پیدا ہو تو حرج نہیں (درمختار)

مسئلہ زیادہ کھا لیا اِس لئے کہ قے کر ڈالے گا اور یہ صورت اس کے لئے مفید ہو تو حرج نہیں کیوں کہ بعض لوگوں کے لئے یہ طریقہ نافع ہوتا ہے (ردالمحتار)

مسئلہ طرح طرح کے میوے کھانے میں حرج نہیں اگرچہ افضل یہ ہے کہ ایسا نہ کرے (درمختار)

مسئلہ جوان آدمی کو یہ اندیشہ ہے کہ سیر ہو کر کھائے گا تو غلبۂ شہوت ہو گا تو کھانے میں کمی کرے کہ غلبۂ شہوت نہ ہو مگر اتنی کمی نہ کرے کہ عبادت میں قصور پیدا ہو (عالمگیری)

اسی طرح بعض لوگوں کو گوشت کھانے سے غلبۂ شہوت ہوتا ہے وہ بھی گوشت میں کمی کر دیں۔

مسئلہ ایک قسم کا کھانا ہو گا تو بقدر حاجت نہ کھا سکے گا طبیعت گھبرا جائے گی لہٰذا کئی قسم کے کھانے تیار کراتا ہے کہ سب میں سے کچھ کچھ کھا کر ضرورت پوری کرے گا اس مقصد کے لئے متعدد قسم کے کھانے میں حرج نہیں یا اس لئے بہت سے کھانے پکواتا ہے کہ لوگوں کی ضیافت کرنی ہے وہ سب کھانے صرف ہو جائیں گے تو اس میں بھی حرج نہیں اور یہ مقصود نہ ہو تو اسراف ہے (عالمگیری)

کھانے کے آداب وسُنن یہ ہیں!

مسئلہ کھانے سے پہلے اور بعد میں ہاتھ دھونا۔

③ ④ کھانے سے پہلے ہاتھ دھو کر پونچھے نہ جائیں اور کھانے کے بعد ہاتھ دھو کر رومال یا تولیا سے پونچھ لیں کہ کھانے کا اثر باقی نہ رہے۔

مسئلہ سنت یہ ہے کہ قبل طعام اور بعد طعام دونوں ہاتھ گٹوں تک دھوئے جائیں بعض لوگ صرف ایک ہاتھ یا فقط انگلیاں دھو لیتے ہیں بلکہ صرف چٹکی دھونے پر کفایت کرتے ہیں اس سے سنت ادا نہیں ہوتی (عالمگیری)

مسئلہ مستحب یہ ہے کہ ہاتھ دھوتے وقت خود اپنے ہاتھ سے پانی ڈالے دوسرے سے اس میں مدد نہ لے یعنی اس کا وہی حکم ہے جو وضو کا ہے (عالمگیری)

⑤ کھانے کے بعد اچھی طرح ہاتھ دھوئیں کہ کھانے کا اثر باقی نہ رہے۔

بھوسی یا آٹے یا بیسن سے ہاتھ دھونے میں حرج نہیں۔ اس زمانے میں صابون سے ہاتھ دھونے کا رواج ہے اس میں بھی حرج نہیں۔

کھانے کے لئے منہ دھونا سنت نہیں۔ اگر کسی نے نہ دھویا تو یہ نہیں کہا جائے گا کہ اس نے سنت ترک کردی ہاں جُنب نے اگر منہ نہ دھویا تو مکروہ ہے اور حیض والی کا بغیر دھوئے کھانا مکروہ نہیں۔

⑥ ⑦ کھانے سے قبل جوانوں کے ہاتھ پہلے دھلائے جائیں اور کھانے کے بعد پہلے بوڑھوں کے ہاتھ دھلائے جائیں اس کے بعد جوانوں کے۔ یہی حکم علماء و مشائخ کا ہے کہ کھانے سے قبل ان کے ہاتھ آخر میں دھلائے جائیں اور کھانے کے بعد ان کے ہاتھ پہلے دھلائے جائیں۔

⑧ ⑨ کھانا بسم اللہ پڑھ کر شروع کیا جائے اور ختم کر کے الحمد للہ پڑھیں۔ اگر بسم اللہ کہنا بھول گیا ہے تو جب یاد آ جائے یہ کہے بِسْمِ اللّٰہِ فِیْ اَوَّلِہٖ وَاٰخِرِہٖ

⑩ بسم اللہ بلند آواز سے کہے کہ ساتھ والوں کو اگر یاد نہ ہو تو اس سے سُن کر انہیں یاد

آجائے اور الحمد للہ آہستہ کہے. اگر جب سب لوگ فارغ ہو چکے ہوں تو الحمد للہ بھی زور سے کہے کہ دوسرے لوگ سن کر شکر خدا بجا لائیں۔

(۱۱) روٹی پر کوئی چیز نہ رکھی جائے۔
بعض لوگ سالن کا پیالہ یا چٹنی کی پیالی یا نمک دانی رکھ دیتے ہیں ایسا نہ کرنا چاہیے نمک اگر کاغذ میں ہے تو اُسے روٹی پر رکھ سکتے ہیں.

(۱۲) ہاتھ یا چھری کو روٹی سے نہ پونچھیں.

(۱۳) تکیہ لگا کر یا ننگے سر کھانا ادب کے خلاف ہے۔

(۱۵) بائیں ہاتھ کو زمین پر ٹیک دیکر کھانا بھی مکروہ ہے.

(۱۶) روٹی کا کنارہ توڑ کر ڈال دینا اور بیچ کی کھا لینا اسراف ہے بلکہ پوری روٹی کھائے ہاں اگر کنارے کچے رہ گئے ہیں اس کے کھانے سے ضرر ہوگا تو توڑ سکتا ہے۔ اسی طرح اگر معلوم ہے کہ یہ ٹوٹے ہوئے دوسرے لوگ کھالیں گے ضائع نہ ہوں گے تو توڑنے میں حرج نہیں. یہی حکم اس کا بھی ہے کہ روٹی میں جو حصہ پھولا ہوا ہے اُسے کھا لیتا ہے باقی کو چھوڑ دیتا ہے.

(۱۷) روٹی جب دسترخوان پر آگئی تو کھانا شروع کر دے سالن کا انتظار نہ کرے اسی لئے عموماً دسترخوان پر روٹی سب سے آخر میں لاتے ہیں تاکہ روٹی کے بعد انتظار نہ کرنا پڑے۔

(۱۸) دہنے ہاتھ سے کھانا کھائے۔

(۱۹) ہاتھ سے لقمہ چھوٹ کر دسترخوان پر گر گیا اُسے چھوڑ دینا اسراف ہے بلکہ پہلے اس کو اٹھا کر کھائے۔

(۲۰) رکابی یا پیالے کے بیچ میں سے ابتداءً نہ کھائے بلکہ ایک کنارہ سے کھائے.

(۲۱) اور جو کنارہ اس کے قریب ہے وہاں سے کھائے۔

(۲۲) جب کھانا ایک قسم کا ہو تو ایک جگہ سے کھائے ہر طرف ہاتھ نہ مارے ہاں اگر طباق میں مختلف قسم کی چیزیں لا کر رکھی گئیں تو اِدھر اُدھر سے کھانے کی اجازت ہے کہ یہ ایک چیز نہیں، (۲۳) کھانے کے وقت بایاں پاؤں بچھا دے اور داہنا کھڑا رکھے یا سرین

پر بیٹھے اور دونوں گھٹنے کھڑے رکھے۔
(۲۵)(۲۶) گرم[۲۴] کھانا نہ کھائے اور نہ کھانے[۲۵] پر پھونکے نہ کھانے کو سونگھے۔
(۲۷) کھانے کے وقت باتیں کرتا جائے بالکل چپ رہنا مجوسیوں کا طریقہ ہے مگر بیہودہ باتیں نہ بکے بلکہ اچھی باتیں کرے۔
(۲۸) کھانے کے بعد انگلیاں چاٹ لے ان میں جو کھانا لگا رہ گیا ہے۔
(۲۹) اور برتن کو انگلیوں سے پونچھ کر چاٹ لے۔ حدیث میں ہے کھانے کے بعد جو شخص برتن چاٹتا ہے تو وہ برتن اس کے لئے دعا کرتا ہے کہتا ہے کہ اللہ تجھے جہنم کی آگ سے آزاد کرے جس طرح تو نے مجھے شیطان سے آزاد کیا اور ایک روایت میں ہے برتن اس کے لئے استغفار کرتا ہے (۳۰) (۳۱) کھانے کی ابتدا نمک سے کی جائے اور ختم بھی اسی پر کریں۔ اس سے ستر بیماریاں دفع ہو جاتی ہیں (بزازیہ ردالمحتار)

مسئلہ راستہ اور بازار میں کھانا مکروہ ہے۔

مسئلہ دسترخوان پر روٹی کے ٹکڑے جمع ہو گئے اگر کھانا ہے تو کھالے ورنہ مرغی گائے بکری وغیرہ کو کھلا دے یا کہیں احتیاط کی جگہ پر رکھ دے کہ چیونٹیاں یا چڑیاں کھالیں گی راستہ پر نہ پھینکے (بزازیہ)

مسئلہ کھانے میں عیب نہ بتانا چاہیئے نہ یہ کہنا چاہیئے کہ برا ہے۔
حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کبھی کھانے کو عیب نہ لگایا اگر پسند آیا تناول فرمایا ورنہ نہ کھایا۔

مسئلہ کھانا کھاتے وقت جب کوئی آجاتا ہے تو ہندوستان کا عرف یہ ہے کہ اسے کھانے کو پوچھتے ہیں کہتے ہیں آؤ کھانا کھاؤ اگر نہ پوچھیں تو طعن کرتے ہیں کہ انہوں نے پوچھا تک نہیں۔ یہ بات میٹھی دوسرے مسلمان کو کھانے کے لئے بلانا اچھی بات ہے مگر بلانے والے کو یہ چاہیئے کہ یہ پوچھنا محض نمائش کے لئے نہ ہو بلکہ دل سے پوچھے۔
یہ بھی رواج ہے کہ جب پوچھا جاتا ہے تو وہ کہتا ہے بسم اللہ۔ یہ نہ کہنا چاہیئے۔
یہاں بسم اللہ کہنے کے کوئی معنی نہیں اس موقعہ پر بسم اللہ کہنے کو علماء نے بہت

سخت ممنوع فرمایا بلکہ ایسے موقع پر دعائیہ الفاظ کہنا بہتر ہے مثلاً اللہ تعالیٰ برکت دے زیادہ دے۔

(۶) **مسئلہ** باپ کو بیٹے کے مال کی حاجت ہے اگر احتیاج اس وجہ سے ہے کہ اس کے پاس دام نہیں ہیں کہ اس چیز کو خرید سکے تو بیٹے کی چیز بلا کسی معاوضہ کے استعمال کرنا جائز ہے۔ اور اگر دام ہیں مگر چیز نہیں ملتی تو معاوضہ دے کر لے یہ اس وقت ہے کہ بیٹا نالائق ہے اور اگر لائق ہے تو بغیر حاجت بھی اس کی چیز لے سکتا ہے (عالمگیری)

(۷) **مسئلہ** ایک شخص بھوک سے اتنا کمزور ہو گیا ہے کہ گھر سے باہر نہیں جا سکتا کہ لوگوں سے اپنی حالت بیان کرے تو جس کو اس کی یہ حالت معلوم ہے اس پر فرض ہے کہ اسے کھانے کو دے تاکہ گھر سے نکلنے کے قابل ہو جائے اگر ایسا نہیں کیا اور وہ بھوک سے مر گیا تو جن لوگوں کو اس کا یہ حال معلوم تھا سب گنہگار ہوئے۔

اور اگر یہ شخص جس کو اس کا حال معلوم تھا اس کے پاس بھی کچھ نہیں ہے کہ اسے کھلائے تو اس پر یہ فرض ہے کہ دوسروں سے کہے اور لوگوں سے کچھ مانگ لائے اور ایسا نہ ہوا اور وہ مر گیا تو یہ سب لوگ جن کو اس کے حال کی خبر تھی گنہگار ہوئے۔

اور اگر یہ شخص گھر سے باہر جا سکتا ہے مگر کمانے پر قادر نہیں تو جا کر لوگوں سے مانگے اور جس کے پاس صدقے کی قسم سے کوئی چیز ہو اس پر دینا واجب ہے۔

اور اگر وہ محتاج شخص کما سکتا ہے تو کام کر کے پیسے حاصل کرے اس کے لئے مانگنا حلال نہیں۔

محتاج شخص اگر کمانے پر قادر نہیں ہے مگر یہ کر سکتا ہے کہ دروازوں پر جا کر سوال کرے تو اس پر ایسا کرنا فرض ہے ایسا نہ کیا اور بھوک سے مر گیا تو گنہگار ہوگا (عالمگیری)

(۸) **مسئلہ** کھانے میں پسینہ ٹپک گیا یا رال ٹپک پڑی یا آنسو گر گیا وہ کھانا حرام نہیں ہے کھایا جا سکتا ہے۔

اسی طرح اگر پانی میں کوئی پاک چیز مل گئی اور اس سے طبیعت کو نفرت پیدا ہو گئی

دہ پیا جا سکتا ہے (علمگیری)

مسئلہ روٹی میں اگر اُپلے کا ٹکڑا ملا اور وہ سخت ہے تو اُتنا حصہ توڑ کر پھینک دے پوری روٹی کو نجس نہیں کہا جائے گا۔ اور اگر اس میں نرمی آگئی ہے تو بالکل نہ کھائے (علمگیری)

مسئلہ نالی وغیرہ کسی ناپاک جگہ میں روٹی کا ٹکڑا دیکھا تو اُس پر یہ لازم نہیں کہ اُسے نکال کر دھوئے اور کسی دوسری جگہ ڈال دے (علمگیری)

مسئلہ گیہوں کے ساتھ آدمی کا دانت بھی چکی میں پس گیا۔ اُس آٹے کو نہ خود کھا سکتا ہے نہ جانوروں کو کھلا سکتا ہے (علمگیری)

مسئلہ گوشت سڑ گیا تو اس کا کھانا حرام ہے (علمگیری)

مسئلہ باغ میں پہنچا وہاں پھل گرے ہوئے ہیں تو جب تک مالک باغ کی اجازت نہ ہو پھل نہیں کھا سکتا۔

اور اجازت دونوں طرح ہو سکتی ہے۔ صراحۃً اجازت ہو مثلاً مالک نے کہہ دیا ہو کہ گرے ہوئے پھلوں کو کھا سکتے ہو۔

یا دلالۃً اجازت ہو یعنی وہاں ایسا عرف و عادت ہے کہ باغ والے گرے ہوئے پھلوں سے لوگوں کو منع نہیں کرتے۔

درختوں سے پھل توڑ کر کھانے کی اجازت نہیں۔ مگر جب کہ پھلوں کی کثرت ہو معلوم ہو کہ توڑ کر کھانے میں بھی مالک کو ناگواری نہیں ہوگی تو توڑ کر بھی کھا سکتا ہے۔

مگر کسی صورت میں یہ اجازت نہیں کہ وہاں سے پھل اُٹھا لائے (علمگیری) ان سب صورتوں میں عرف و عادت کا لحاظ ہے اور اگر عرف و عادت نہ ہو یا معلوم ہو کہ مالک کو ناگواری ہوگی تو کھانا جائز نہیں۔

مسئلہ خریف کے موسم میں درختوں کے پتے گر جاتے ہیں اگر وہ پتے کام کے ہوں تو اٹھا لانا ناجائز ہے اور مالک کے لئے بے کار ہوں جیسا کہ ہمارے ملک میں باغات میں پتے گر جاتے ہیں اور مالک اُن کو کام میں نہیں لاتا جھاڑ جلانے والے اُٹھا لاتے ہیں ایسے

پتوں کو اٹھا لانے میں حرج نہیں (علمگیری)

۱۵ **مسئلہ** دوست کے گھر گیا جو چیز پکی ہوئی ملی خود لے کر کھا لی یا اُس کے باغ میں گیا اور پھل توڑ کر کھا لئے اگر معلوم ہے کہ اُسے ناگوار نہ ہوگا تو کھانا جائز ہے۔

مگر یہاں اچھی طرح غور کر لینے کی ضرورت ہے بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ یہ سمجھتا ہے کہ اُسے ناگوار نہ ہوگا حالاں کہ اُسے ناگوار ہے (علمگیری)

۱۶ **مسئلہ** روٹی کو چھری سے کاٹنا نصاریٰ کا طریقہ ہے مسلمانوں کو اس سے بچنا چاہیئے ہاں اگر ضرورت ہو مثلاً ڈبل روٹی کو چھری سے کاٹ کر اس کے ٹکڑے کرلئے جاتے ہیں تو حرج نہیں یا دعوتوں میں بعض مرتبہ ہر شخص کو نصف نصف شیرمال دی جاتی ہے ایسے موقع پر چھری سے کاٹ کر ٹکڑے بنانے میں حرج نہیں کہ یہاں مقصود دوسرا ہے۔ اسی طرح اگر مسلم ران بھنی ہوئی ہو اور چھری سے کاٹ کر کھائی جائے تو حرج نہیں۔

۱۷ **مسئلہ** مسلمانوں کے کھانے کا طریقہ یہ ہے کہ فرش وغیرہ پر بیٹھ کر کھانا کھاتے ہیں، میز کرسی پر کھانا نصاریٰ کا طریقہ ہے اس سے اجتناب چاہیئے بلکہ مسلمانوں کو ہر کام سلف صالحین کے طریقہ پر کرنا چاہیئے غیروں کے طریقہ کو ہرگز اختیار نہ کرنا چاہیئے۔

۱۸ **مسئلہ** خمیری روٹی پکوانے میں نان بائی سے خمیر لے لیتے ہیں پھر اُن کے آٹے میں سے اُسی اندازے نان بائی لے لیتا ہے اس میں حرج نہیں (علمگیری)

۱۹ **مسئلہ** بہت سے لوگوں نے چندہ کر کے کھانے کی چیز تیار کی اور سب مل کر اُسے کھائیں گے چندہ سب نے برابر دیا ہے اور کھانا کوئی کم کھائے گا کوئی زیادہ اس میں حرج نہیں۔ اسی طرح مسافروں نے اپنے توشے اور کھانے کی چیزیں ایک ساتھ مل کر کھائیں اس میں بھی حرج نہیں اگرچہ کوئی کم کھائے گا کوئی زیادہ یا بعض کی چیزیں اچھی ہیں اور بعض کی ویسی نہیں (علمگیری)

۲۰ **مسئلہ** کھانا کھانے کے بعد خلال کرنے میں جو کچھ دانتوں میں سے ریشہ وغیرہ نکلا بہتر ہے کہ اُسے پھینک دے اور نگل گیا تو اس میں بھی حرج نہیں اور خلال کا تنکا یا

جو کچھ خلال سے نکلا اس کو لوگوں کے سامنے نہ پھینکے بلکہ اُسے لئے رہے جب اُس کے سامنے طشت آئے اُس میں ڈال دے پھول اور میوہ کے تنکے سے خلال نہ کرے (عالمگیری) خلال کے لئے نیم کی سینک بہت بہتر ہے کہ اس کی تلخی سے مونہہ کی صفائی ہوتی ہے اور یہ مسوڑوں کے لئے بھی مفید ہے جھاڑو کی سینکیں بھی اس کام میں لاسکتے ہیں جبکہ وہ کوری ہوں مستعمل نہ ہوں۔

پانی پینے کا بیان

حدیث ۱ صحیح بخاری و مسلم میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پانی پینے میں تین بار سانس لیتے تھے اور مسلم کی روایت میں یہ بھی ہے کہ فرماتے تھے کہ اس طرح پینے میں زیادہ سیرابی ہوتی ہے اور صحت کے لئے مفید اور خوش گوار ہے۔

حدیث ۲ ترمذی نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک سانس میں پانی نہ پیو جیسے اونٹ پیتا ہے بلکہ دو اور تین مرتبہ میں پیو اور جب پیو تو بسم اللہ کہہ لو اور جب برتن کو منہ سے ہٹاؤ تو اللہ کی حمد کرو۔

حدیث ۳ ابوداؤد و ابن ماجہ نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے برتن میں سانس لینے اور پھونکنے سے منع فرمایا۔

حدیث ۴ ترمذی نے ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پینے کی چیز میں پھونکنے سے منع فرمایا۔ ایک شخص نے عرض کی کہ برتن میں کبھی کوڑا دکھائی دیتا ہے فرمایا اُسے گرا دو اُس نے عرض کی کہ ایک سانس میں سیراب نہیں ہوتا ہوں فرمایا برتن کو مونھ سے جُدا کر کے سانس لو۔

حدیث ۵ ابوداؤد نے ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پیالے میں جو جگہ ٹوٹی ہوئی ہے وہاں سے پینے کی اور پینے کی چیز میں

پھونکنے کی ممانعت فرمائی۔

حدیث ۶ صحیح بخاری و مسلم میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مشک کے دہانے سے پینے کو منع فرمایا۔

حدیث ۷ صحیح بخاری و مسلم و سنن ترمذی میں ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشک کے دہانے کو موڑ کر اس سے پانی پینے کو منع فرمایا۔

ابن ماجہ نے اس حدیث کو ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بھی روایت کیا ہے اور اس روایت میں یہ بھی ہے کہ حضور کے منع فرمانے کے بعد ایک شخص رات میں اٹھا اور مشک کا دہانہ پانی پینے کے لئے موڑا اس میں سے سانپ نکلا۔

حدیث ۸ صحیح بخاری و مسلم میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر پانی پینے سے منع فرمایا۔

حدیث ۹ صحیح مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کھڑے ہو کر ہرگز کوئی شخص پانی نہ پئے اور جو بھول کر ایسا کر گزرے وہ قے کر دے۔

حدیث ۱۰ صحیح بخاری و مسلم میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی کہتے ہیں میں آب زمزم کا ایک ڈول نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر لایا۔ حضور نے کھڑے کھڑے اسے پیا۔

حدیث ۱۱ صحیح بخاری میں ہے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ظہر کی نماز پڑھی اور لوگوں کی حاجات پوری کرنے کے لئے رحبۂ کوفہ میں بیٹھ گئے۔ جب عصر کا وقت آیا ان کے پاس پانی لایا گیا انھوں نے پیا اور وضو کیا پھر وضو کا بچا ہوا پانی کھڑے ہو کر پیا اور یہ فرمایا کہ لوگ کھڑے ہو کر پانی پینے کو مکروہ بتاتے ہیں اور جس طرح میں نے کیا نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بھی ویسا ہی کیا تھا۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ لوگ مطلقاً کھڑے ہو کر پانی پینے کو مکروہ بتاتے ہیں۔ حالانکہ

وضو کے پانی کا یہ حکم نہیں بلکہ اُس کو کھڑے ہو کر پینا مستحب ہے۔ اسی طرح آب زم زم کو بھی کھڑے ہو کر پینا سنت ہے یہ دونوں پانی اس حکم سے مستثنیٰ ہیں اور اس میں حکمت یہ ہے کہ کھڑے ہو کر جب پانی پیا جاتا ہے وہ فوراً تمام اعضا کی طرف سرایت کر جاتا ہے اور یہ مضر ہے مگر یہ دونوں برکت والے ہیں اور اُن سے مقصود ہی تبرک ہے لہٰذا ان کا تمام اَعضا میں پہنچ جانا فائدہ مند ہے۔

بعض لوگوں سے سُنا گیا ہے کہ مسلم کا جُوٹھا پانی بھی کھڑے ہو کر پینا چاہیے۔ مگر میں نے کسی کتاب میں اس کو نہیں دیکھا صرف دو ہی پانیوں کا کتابوں میں استثنا مذکور پایا۔ واللّٰہ اعلم عنداللّٰہ۔

حدیث ۱۲ ترمذی نے کبشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہتی ہیں میرے یہاں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے مشک لٹکی ہوئی تھی اُس کے دہانے سے کھڑے ہو کر پانی پیا (حضور کے اس فعل کو علما نے بیان جواز پر محمول کیا ہے) میں نے مشک کے دہانہ کو کاٹ کر رکھ لیا۔

اُن کا کاٹ کر رکھ لینا بغرض تبرک تھا کہ چونکہ اس سے حضور کا دہن اقدس لگا ہے یہ برکت کی چیز ہے اور اس سے بیماروں کو شفا ہوگی۔

حدیث ۱۳ صحیح بخاری میں جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک انصاری کے پاس تشریف لے گئے وہ اپنے باغ میں پیڑوں کو پانی دے رہے تھے ارشاد فرمایا کیا تمہارے یہاں باسی پانی پُرانی مشک میں ہے (اگر ہو تو لاؤ) ورنہ ہم مُنہ لگا کر پانی پی لیں انھوں نے کہا میرے یہاں باسی پانی پُرانی مشک میں ہے اپنی جھونپڑی میں گئے اور برتن میں پانی انڈیل کر اس میں بکری کا دودھ دوہا حضور نے پیا پھر دوبارہ اُنہوں نے پانی لے کر دودھ دوہا حضور کے ساتھی نے پیا۔

حدیث ۱۴ صحیح بخاری و مسلم میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے بکری کا دودھ دوہا گیا اور انس کے گھر میں جو کنواں تھا

اس کا پانی اس میں ملایا گیا —— یعنی لسی بنائی گئی ——
پھر حضور کی خدمت میں پیش کیا گیا حضور نے نوش فرمایا حضور کی بائیں طرف ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے اور دہنی طرف ایک اعرابی تھے۔ حضرت عمر نے عرض کی یا رسول اللہ ابوبکر کو دیجئے حضور نے اعرابی کو دیا کیونکہ یہ دہنی جانب تھے اور ارشاد فرمایا دہنا مستحق ہے پھر اس کے بعد جو داہنے ہو۔ دہنے کو مقدم رکھا کرو۔

حدیث ۱۵ بخاری و مسلم میں سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں پیالہ پیش کیا گیا۔ حضور نے نوش فرمایا۔ حضور کی دہنی جانب سب سے چھوٹے ایک شخص تھے (عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما) اور بڑے بڑے اصحاب بائیں جانب تھے۔ حضور نے فرمایا لڑکے اگر تم اجازت دو تو بڑوں کو دے دوں اُنہوں نے عرض کی حضور کے اُلش میں دوسروں کو اپنے پر ترجیح نہیں دوں گا۔ حضور نے اُن کو دے دیا۔

حدیث ۱۶ صحیح بخاری و مسلم میں حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں حریر اور دیباج نہ پہنو اور نہ سونے اور چاندی کے برتن میں پانی پیو اور نہ اُن کے برتنوں میں کھانا کھاؤ کہ یہ چیزیں دنیا میں کافروں کے لئے ہیں اور تمہارے لئے آخرت میں ہیں۔

حدیث ۱۷ ترمذی نے زہری سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پینے کی دو چیز زیادہ پسند تھی جو شیریں اور ٹھنڈی ہو۔

حدیث ۱۸ ابن ماجہ نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پیٹ کے بل جھک کر پانی میں مونھ ڈال کر پینے سے منع فرمایا اور ایک ہاتھ سے چلّو کر پانی پینے سے منع فرمایا۔ اور یہ فرمایا کہ کتے کی طرح پانی میں منہ نہ ڈالے اور نہ ایک ہاتھ سے چلّو کر کے پیئے جیسے وہ لوگ پیتے ہیں جن پر خدا ناراض ہے اور رات میں جب کسی برتن میں پانی پیئے تو اُسے ہلا لے مگر جبکہ وہ برتن ڈھکا ہو تو ہلانے کی ضرورت نہیں اور جو شخص برتن سے پینے پر قادر ہے اور تواضع کے طور پر ہاتھ سے پیتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے

لئے نیکیاں لکھتا ہے جتنی اُس کے ہاتھ میں انگلیاں ہیں۔ ہاتھ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا برتن تھا کہ اُنھوں نے اپنا پیالہ بھی پھینک دیا اور یہ کہا کہ یہ بھی دنیا کی چیز ہے۔

حدیث ۱۹ ابن ماجہ نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہاتھوں کو دھوؤ اور اُن میں پانی پیو کہ ہاتھ سے زیادہ پاکیزہ کوئی برتن نہیں۔

حدیث ۲۰ مسلم و احمد و ترمذی نے ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ساقی (جو لوگوں کو پانی پلا رہا ہے) وہ سب کے آخر میں پیئے گا۔

حدیث ۲۱ دیلمی نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ حضور نے فرمایا پانی کو چوس کر پیو کہ یہ خوش گوار اور زود ہضم ہے اور بیماری سے بچاؤ ہے۔

حدیث ۲۲ ابن ماجہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی انہوں نے کہا یا رسول اللہ کس چیز کا منع کرنا حلال نہیں۔ فرمایا پانی اور نمک اور آگ کہتی ہیں میں نے عرض کی یا رسول اللہ پانی کو تو ہم نے سمجھ لیا مگر نمک اور آگ کا منع کرنا کیوں حلال نہیں؟ فرمایا اے حمیرا جس نے آگ دیدی گویا اُسنے اُس پورے کو صدقہ کیا جو آگ سے پکایا گیا اور جس نے نمک دیدیا گویا اُس نے تمام اُس کھانے کو صدقہ کیا جو اُس نمک سے درست کیا گیا اور جس نے مسلمان کو اس جگہ پانی کا گھونٹ پلایا جہاں پانی ملتا ہے تو گویا گردن کو آزاد کیا اور جس نے مسلم کو ایسی جگہ پانی کا گھونٹ پلایا جہاں پانی نہیں ملتا ہے تو گویا اُسے زندہ کر دیا۔

مسائل فقہیہ

پانی بسم اللہ کہہ کر دہنے ہاتھ سے پیئے ـــ اور تین سانس میں پیئے ـــ ہر مرتبہ برتن کو مونھ سے ہٹا کر سانس لے ـــ پہلی اور دوسری مرتبہ ایک ایک گھونٹ پیئے اور تیسری سانس میں جتنا چاہے پی ڈالے ـــ اس طرح پینے سے پیاس بجھ جاتی ہے ـــ اور پانی کو چوس کر پیئے ـــ غٹ غٹ بڑے بڑے گھونٹ نہ پیئے ـــ جب پی چکے الحمد للہ کہے ـــ اس زمانہ میں بعض لوگ بائیں ہاتھ میں کٹورا

یا گلاس لے کر پانی پیتے ہیں خصوصاً کھانے کے وقت دہنے ہاتھ سے پینے کو خلاف تہذیب جانتے ہیں اُن کی یہ تہذیب تہذیب نصاریٰ ہے، اسلامی تہذیب دہنے ہاتھ سے پینا ہے۔

آج کل ایک تہذیب یہ بھی ہے کہ گلاس میں پینے کے بعد جو پانی بچا اُسے پھینک دیتے ہیں کہ اب وہ پانی جھوٹا ہو گیا جو دوسرے کو نہیں پلایا جائے گا یہ ہندوؤں سے سیکھا ہے۔ اسلام میں چھوت چھات نہیں ہے۔ مسلمان کے جھوٹے سے بچنے کے کوئی معنی نہیں اور اس علت سے پانی کو پھینکنا اسراف ہے۔

مسئلہ مشک کے دہانے میں مونھ لگا کر پانی پینا مکروہ ہے کیا معلوم کوئی مضر چیز اس کے حلق میں چلی جائے (عالمگیری) اسی طرح لوٹے کی ٹونٹی سے پانی پینا مگر جبکہ لوٹے کو دیکھ لیا ہو کہ اس میں کوئی چیز نہیں ہے صراحی میں مونھ لگا کر پانی پینے کا بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ سبیل کا پانی مالدار شخص بھی پی سکتا ہے مگر وہاں سے پانی کوئی شخص گھر نہیں لے جا سکتا کیونکہ وہاں پینے کے لئے پانی رکھا گیا ہے نہ کہ گھر لے جانے کے لئے ہاں اگر سبیل لگانے والے کی طرف سے اس کی اجازت ہو تو لے جا سکتا ہے (عالمگیری)

جاڑوں میں اکثر جگہ مسجد کے سقایہ میں پانی گرم کیا جاتا ہے تاکہ مسجد میں جو نمازی آئیں اس سے وضو و غسل کریں یہ پانی بھی وہیں استعمال کیا جا سکتا ہے گھر لے جانے کی اجازت نہیں اسی طرح مسجد کے لوٹوں کو بھی وہیں استعمال کر سکتے ہیں گھر نہیں لے جا سکتے بعض لوگ تازہ پانی بھر کر مسجد کے لوٹوں میں گھر لے جاتے ہیں یہ بھی ناجائز ہے۔

مسئلہ لوٹوں میں وضو کا پانی بچا ہوا ہوتا ہے اُسے بعض لوگ پھینک دیتے ہیں یہ ناجائز و اسراف ہے

مسئلہ وضو کا پانی اور آب زم زم کو کھڑے ہو کر پیا جائے باقی دوسرے پانی کو بیٹھ کر۔

وَلیمہ اور ضیافت کا بیان

حدیث ۱ صحیح بخاری و مسلم میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر زردی کا اثر دیکھا (یعنی خلوق کا رنگ ان کے بدن یا کپڑوں پر لگا ہوا دیکھا) فرمایا یہ کیا ہے (یعنی مرد کے بدن پر اس رنگ کو نہ ہونا چاہیے یہ کیونکر لگا) عرض کی میں نے ایک عورت سے نکاح کیا ہے (اس کے بدن سے یہ زردی چھوٹ کر لگ گئی) فرمایا اللہ تعالیٰ تمہارے لئے مبارک کرے تم ولیمہ کرو اگرچہ ایک بکری سے یا ایک ہی بکری سے۔ ۱-

حدیث ۲ بخاری و مسلم نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جتنا حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے نکاح پر ولیمہ کیا ایسا ولیمہ ازواج مطہرات میں سے کسی کا نہیں کیا۔ ایک بکری سے ولیمہ کیا۔ ۱-
یعنی تمام ولیموں میں یہ بہت بڑا ولیمہ تھا کہ ایک پوری بکری کا گوشت پکا تھا۔
صحیح بخاری شریف کی دوسری روایت انہیں سے ہے کہ حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے زفاف کے بعد جو ولیمہ کیا تھا لوگوں کو پیٹ بھر روٹی گوشت کھلایا تھا۔

حدیث ۳ صحیح بخاری میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہتے ہیں خیبر سے واپسی میں خیبر و مدینہ کے مابین صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے زفاف کی وجہ سے تین راتوں تک حضور نے قیام فرمایا میں مسلمانوں کو ولیمہ کی دعوت میں بلا لایا ولیمہ میں نہ گوشت تھا نہ روٹی تھی حضور نے حکم دیا دستر خوان بچھا دئے گئے، اس پر کھجوریں اور پنیر اور گھی ڈال دیا گیا۔ امام احمد و ترمذی و ابوداؤد و ابن ماجہ کی روایت میں ہے کہ حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ولیمہ میں ستو اور کھجوریں تھیں ۱-

حدیث ۴ صحیح بخاری و مسلم میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی

کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب کسی شخص کو ولیمہ کی دعوت دی جائے تو اُسے آنا چاہیئے۔

حدیث ۵ صحیح مسلم میں جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب کسی کو کھانے کی دعوت دی جائے تو قبول کرنی چاہیئے پھر اگر چاہے کھائے چاہے نہ کھائے۔

حدیث ۶ صحیح بخاری و مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا بُرا کھانا ولیمہ کا کھانا ہے جس میں مالدار لوگ بُلائے جاتے ہیں اور فقراء چھوڑ دئے جاتے ہیں۔ اور جس نے دعوت کو ترک کیا (یعنی بلاسبب انکار کر دیا) اُس نے اللہ و رسول کی نافرمانی کی۔

مسلم کی ایک روایت میں ہے ولیمہ کا کھانا بُرا کھانا ہے کہ جو اس میں آتا ہے اُسے منع کرتا ہے اور اُس کو بُلایا جاتا ہے جو انکار کرتا ہے اور جس نے دعوت قبول نہیں کی اس نے اللہ و رسول کی نافرمانی کی۔

حدیث ۷ ابوداؤد نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس کو دعوت دی گئی اور اُس نے قبول نہ کی اس نے اللہ و رسول کی نافرمانی کی اور جو بغیر بلائے گیا وہ چور ہو کر گھسا اور غارتگری کر کے نکلا۔

حدیث ۸ ترمذی نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا (شادیوں میں) پہلے دن کا کھانا حق ہے یعنی ثابت ہے اسے کرنا ہی چاہیئے اور دوسرے دن کا کھانا سنت ہے اور تیسرے دن کا کھانا سُمعہ ہے (یعنی سُنانے اور شہرت کے لئے ہے) جو سنانے کے لئے کوئی کام کریگا اللہ تعالیٰ اس کو سنائے گا یعنی اس کی سزا دیگا۔

حدیث ۹ ابوداؤد نے عکرمہ سے روایت کی کہ ایسے دو شخص جو مقابلہ اور تفاخر کے طور پر دعوت کریں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اُن کے یہاں کھانے سے منع فرمایا۔

حدیث ۱۰ امام احمد و ابو داؤد نے ایک صحابی سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب دو شخص دعوت دینے بیک وقت آئیں تو جس کا دروازہ تمہارے دروازے سے قریب ہو، اس کی دعوت قبول کرو اور اگر ایک پہلے آیا تو جو پہلے آیا اس کی قبول کرو۔

حدیث ۱۱ صحیح بخاری و مسلم میں ابو مسعود انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ ایک انصاری جن کی کنیت ابو شعیب تھی انہوں نے اپنے غلام سے کہا کہ اتنا کھانا پکاؤ جو پانچ شخصوں کے لئے کفایت کرے میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مع چار اصحاب کے دعوت کروں گا۔ تھوڑا سا کھانا تیار کیا اور حضور کو بلانے گئے ایک شخص حضور کے ساتھ ہو لئے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ابو شعیب ہمارے ساتھ یہ شخص چلا آیا اگر تم چاہو اسے اجازت دو اور چاہو تو نہ اجازت دو۔ انہوں نے عرض کی میں نے ان کو اجازت دی۔

یعنی اگر کسی کی دعوت ہو اور اس کے ساتھ کوئی دوسرا شخص بغیر بلائے چلا آئے تو ظاہر کر دے کہ میں نہیں لایا ہوں اور صاحب خانہ کو اختیار ہے اسے کھانے کی اجازت دے یا نہ دے کیوں کہ ظاہر نہ کرے گا تو صاحب خانہ کو یہ ناگوار ہو گا کہ اپنے ساتھ دوسروں کو کیوں لایا۔

حدیث ۱۲ بیہقی نے شعب الایمان میں عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فاسقوں کی دعوت قبول کرنے سے منع فرمایا۔

حدیث ۱۳ صحیح بخاری و مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتا ہے وہ مہمان کا اکرام کرے

اور جو شخص اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے پڑوسی کو ایذا نہ دے۔

اور جو شخص اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتا ہے وہ بھلی بات بولے یا چپ رہے۔

اور ایک روایت میں یہ ہے کہ جو شخص اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتا ہے وہ صلہ رحمی کرے۔

حدیث ۱۴ صحیح بخاری و مسلم میں ابو شریح کعبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے وہ مہمان کا اکرام کرے ایک دن رات اس کا جائزہ ہے (یعنی ایک دن رات اس کی پوری خاطر داری کرے اپنے مقدور بھر اُس کے لئے تکلف کا کھانا تیار کرائے) اور ضیافت تین دن ہے (یعنی ایک دن کے بعد ما حضر پیش کرے) اور تین دن کے بعد صدقہ ہے مہمان کے لئے یہ حلال نہیں کہ اس کے یہاں ٹھہرا رہے کہ اُسے حرج میں ڈال دے۔

حدیث ۱۵ ترمذی ابی الاحوص جشمی سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہتے ہیں میں نے عرض کی یا رسول اللہ یہ فرمائیے کہ میں ایک شخص کے یہاں گیا اُس نے میری مہمانی نہیں کی اب وہ میرے یہاں آئے تو اُس کی مہمانی کروں یا بدلا دوں۔ ارشاد فرمایا بلکہ تم اُس کی مہمانی کرو۔

حدیث ۱۶ ابن ماجہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سنت یہ ہے کہ مہمان کو دروازہ تک رخصت کرنے جائے۔

مسائل فقہیہ دعوت ولیمہ سنت ہے ـــــ ولیمہ یہ ہے کہ شب زفاف کی صبح کو اپنے دوست احباب عزیز و اقارب اور محلہ کے لوگوں کی حسب استطاعت ضیافت کرے ـــــ اور اُس کے لئے جانور ذبح کرنا اور کھانا تیار کرانا جائز ہے۔ اور جو لوگ بلائے جائیں اُن کو جانا چاہئے کہ اُن کا جانا اس کے لئے مسرت کا باعث ہوگا ـــــ ولیمہ میں جس شخص کو بلایا جائے اس کو جانا سنت ہے یا واجب؟ علماء کے دونوں قول ہیں ـــــ بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ اجابت سنت مؤکدہ ہے ـــــ ولیمہ کے سوا دوسری دعوتوں میں بھی جانا افضل ہے ـــــ اور یہ شخص اگر روزہ دار نہ ہو تو کھانا افضل ہے کہ اپنے مسلم بھائی کی خوشی میں شرکت اور اُس کا دل خوش کرنا ہے۔ اور روزہ دار ہو جب بھی جائے اور صاحب خانہ کے لئے دعا کرے ـــــ اور ولیمہ

کے سوا دوسری دعوتوں کا بھی یہی حکم ہے کہ روزہ دار نہ ہو تو کھائے ورنہ اُس کے لئے دُعا کرے (عالمگیری ردالمحتار)

مسئلہ دعوت ولیمہ کا یہ حکم جو بیان کیا گیا ہے اُس وقت ہے کہ دعوت کرنے والوں کا مقصود ادائے سنت ہو اور اگر مقصود تفاخر ہو یا یہ کہ میری واہ واہ ہو گی جیسا کہ اس زمانہ میں اکثر یہی دیکھا جاتا ہے تو ایسی دعوتوں میں نہ شریک ہونا بہتر ہے خصوصاً اہل علم کو ایسی جگہ نہ جانا چاہیئے (ردالمحتار)

مسئلہ دعوت میں جانا اُس وقت سنت ہے جب معلوم ہو کہ وہاں گانا بجانا لہو و لعب نہیں ہے اور اگر معلوم ہے کہ یہ خرافات وہاں ہیں تو نہ جائے ــــ جانے کے بعد معلوم ہوا کہ یہاں لغویات ہیں اگر وہیں یہ چیزیں ہوں تو واپس آئے ــــ اور اگر مکان کے دوسرے حصے میں ہیں جس جگہ کھانا کھلایا جاتا ہے وہاں نہیں ہیں تو وہاں بیٹھ سکتا ہے اور کھا سکتا ہے ــــ پھر اگر یہ شخص اُن لوگوں کو روک سکتا ہے تو روک دے اور اگر اس کی قدرت اُسے نہ ہو تو صبر کرے ــــ یہ اس صورت میں ہے کہ یہ شخص مذہبی پیشوا نہ ہو ــــ اور اگر مقتدیٰ و پیشوا ہو مثلاً علماء و مشائخ یہ اگر نہ روک سکتے ہوں تو وہاں سے چلے آئیں نہ وہاں بیٹھیں نہ کھانا کھائیں اور پہلے ہی سے یہ معلوم ہو کہ وہاں یہ چیزیں ہیں تو مقتدیٰ ہو یا نہ ہو کسی کو جانا جائز نہیں اگرچہ خاص اُس حصہ مکان میں یہ چیزیں نہ ہوں بلکہ دوسرے حصے میں ہوں (ہدایہ درمختار)

مسئلہ اگر وہاں لہو و لعب ہو اور یہ شخص جانتا ہے کہ میرے جانے سے یہ چیزیں بند ہو جائیں گی تو اس کو اس نیت سے جانا چاہیئے کہ اُس کے جانے سے منکرات شرعیہ روک دئے جائیں گے ــــ اور اگر معلوم ہے کہ وہاں نہ جانے سے اُن لوگوں کو نصیحت ہو گی اور ایسے موقع پر یہ حرکتیں نہ کریں گے کیوں کہ وہ لوگ اس کی شرکت کو ضروری جانتے ہیں اور جب یہ معلوم ہو گا کہ اگر شادیوں اور تقریبوں میں یہ چیزیں ہوں گی تو وہ شخص شریک نہ ہو گا تو اس پر لازم ہے کہ وہاں نہ جائے تاکہ لوگوں کو عبرت ہو اور ایسی حرکتیں نہ کریں (عالمگیری)

مسئلہ دعوت ولیمہ صرف پہلے دن ہے یا اُس کے بعد دوسرے دن بھی یعنی دو ہی دن تک یہ دعوت ہو سکتی ہے اس کے بعد ولیمہ اور شادی ختم (عالمگیری)

ہندوستان میں شادیوں کا سلسلہ کئی دن تک قائم رہتا ہے۔ سنت سے آگے بڑھنا ریا و سمعہ ہے اس سے بچنا ضروری ہے۔

مسئلہ ایک دستر خوان پر جو لوگ کھانا تناول کرتے ہیں اُن میں ایک شخص کوئی چیز اُٹھا کر دوسرے کو دیدے یہ جائز ہے جبکہ معلوم ہو کہ صاحب خانہ کو یہ دینا ناگوار نہ ہوگا۔ اور اگر معلوم ہے کہ اُسے ناگوار ہوگا تو دینا جائز نہیں بلکہ اگر مشتبہ حال ہو معلوم نہ ہو کہ ناگوار ہوگا یا نہیں جب بھی نہ دے (عالمگیری) بعض لوگ ایک ہی دستر خوان پر معززین کے سامنے عمدہ کھانے چنتے ہیں اور غریبوں کے لئے معمولی چیزیں رکھ دیتے ہیں۔ اگرچہ ایسا نہ کرنا چاہیئے کہ غریبوں کی اس میں دل شکنی ہوتی ہے مگر اس صورت میں جس کے پاس کوئی اچھی چیز ہے اس نے ایسے کو دیدی جس کے پاس نہیں ہے تو ظاہر یہی ہے کہ صاحب خانہ کو ناگوار ہوگا کیوں کہ اگر دینا ہوتا تو وہ خود ہی اُس کے سامنے بھی یہ چیز رکھتا یا کم از کم یہ صورت اشتباہ کی ہے لہٰذا ایسی حالت میں چیز دینا ناجائز ہے اور اگر ایک ہی قسم کا کھانا ہے مثلاً روٹی گوشت اور ایک کے پاس روٹی ختم ہوگئی دوسرے نے اپنے پاس سے اُٹھا کر دیدی تو ظاہر یہی ہے کہ صاحب خانہ کو ناگوار نہ ہوگا۔

مسئلہ دوسرے کے یہاں کھانا کھا رہا ہے سائل نے مانگا اس کو یہ جائز نہیں کہ سائل کو روٹی کا ٹکڑا دیدے کیوں کہ اُس نے اس کے کھانے کے لئے رکھا ہے اس کو مالک نہیں کر دیا ہے کہ جس کو چاہے دیدے (عالمگیری)

مسئلہ دو دستر خوان پر کھانا کھایا جا رہا ہے تو ایک دستر خوان والا دوسرے دستر خوان والے کو کوئی چیز اس پر سے اٹھا کر نہ دے مگر جبکہ یقین ہو کہ صاحب خانہ کو ایسا کرنا ناگوار نہ ہوگا (عالمگیری)

مسئلہ کھاتے وقت صاحب خانہ کا بچہ آگیا تو اس کو یا صاحب خانہ کے خادم کو اس کھانے میں سے نہیں دے سکتا۔ (عالمگیری)

مسئلہ کھانا ناپاک ہو گیا تو یہ جائز نہیں کہ کسی پاگل یا بچہ کو کھلائے یا کسی ایسے جانور کو کھلائے جس کا کھانا حلال ہے (عالمگیری)

مسئلہ مہمان کو چار باتیں ضروری ہیں۔ جہاں بٹھایا جائے وہیں بیٹھے جو کچھ اس کے سامنے پیش کیا جائے اس پر خوش ہو یہ نہ ہو کہ کہنے لگے اس سے اچھا تو میں اپنے ہی گھر کھایا کرتا ہوں یا اسی قسم کے دوسرے الفاظ جیسا کہ آج کل اکثر دعوتوں میں لوگ آپس میں کہا کرتے ہیں ــــ بغیر اجازتِ صاحب خانہ وہاں سے نہ اٹھے ــــ اور جب وہاں سے جائے تو اس کے لئے دعا کرے۔

میزبان کو چاہیئے کہ مہمان سے وقتاً فوقتاً کہے کہ اور کھاؤ مگر اس پر اصرار نہ کرے کہ کہیں اصرار کی وجہ سے زیادہ نہ کھا جائے اور یہ اس کے لئے مضر ہو ــــ میزبان کو بالکل خاموش نہ رہنا چاہیئے ــــ اور یہ بھی نہ کرنا چاہیئے کہ کھانا رکھ کر غائب ہو جائے بلکہ وہاں حاضر رہے ــــ اور مہمانوں کے سامنے خادم وغیرہ پر ناراض نہ ہو اور اگر صاحبِ وسعت ہو تو مہمان کی وجہ سے گھر والوں پر کھانے میں کمی نہ کرے میزبان کو چاہیئے کہ مہمان کی خاطر داری میں خود مشغول ہو خادموں کے ذمہ اس کو نہ چھوڑے کہ یہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی سنت ہے ــــ اگر مہمان تھوڑے ہوں تو میزبان اُن کے ساتھ کھانے پر بیٹھ جائے کہ یہی تقاضائے مروت ہے ــــ اور بہت سے مہمان ہوں تو اُن کے ساتھ نہ بیٹھے بلکہ اُن کی خدمت اور کھلانے میں مشغول ہو ــــ مہمانوں کے ساتھ ایسے کو نہ بٹھائے جس کا بیٹھنا اُن پر گراں ہو (عالمگیری)

مسئلہ جب کھا کر فارغ ہوں اُن کے ہاتھ دھلائے جائیں اور یہ نہ کرے کہ ہر شخص کے ہاتھ دھونے کے بعد پانی پھینک کر دوسرے کے سامنے ہاتھ دھونے کے لئے طشت پیش کرے (عالمگیری)

مسئلہ جس نے ہدیہ بھیجا اگر اس کے پاس حلال و حرام دونوں قسم کے اموال ہوں مگر غالب مال حلال ہے تو اس کے قبول کرنے میں حرج نہیں یہی حکم اس کے یہاں دعوت کھانے کا ہے ــــ اور اگر اس کا غالب مال حرام ہے تو نہ ہدیہ قبول کرے اور نہ

اُس کی دعوت کھائے جب تک یہ معلوم ہو کہ یہ چیز جو اُسے پیش کی گئی ہے حلال سے (عالمگیری)

۷- **مسئلہ** جس شخص پر اُس کا دَین ہے اگر اُس نے دعوت کی اور قرض سے پہلے بھی وہ اسی طرح دعوت کرتا تھا تو قبول کرنے میں حرج نہیں ـــــ اور اگر پہلے بیس دن میں دعوت کرتا تھا اور اب دس دن میں کرتا ہے یا اب اُس نے کھانے میں تکلفات بڑھا دیئے تو قبول نہ کرے کہ یہ قرض کی وجہ سے ہے (عالمگیری)

ظروف کا بیان

۱- **مسئلہ** سونے چاندی کے برتن میں کھانا پینا اور اُن کی پیالیوں سے تیل لگانا یا اُن کے عطر دان سے عطر لگانا یا ان کی انگیٹھی سے بخور کرنا منع ہے ـــــ اور یہ ممانعت مرد و عورت دونوں کے لئے ہے عورتوں کو اُن کے زیور پہننے کی اجازت ہے۔ زیور کے سوا دوسری طرح سونے چاندی کا استعمال مرد و عورت دونوں کے لئے ناجائز ہے (درمختار)

۲- **مسئلہ** سونے چاندی کے چمچے سے کھانا، اُن کی سلائی یا سرمہ دانی سے سرمہ لگانا، اُن کے آئینہ میں مونھ دیکھنا، ان کی قلم دوات سے لکھنا، اُن کے لوٹے یا طشت سے وضو کرنا، یا اُن کی کرسی پر بیٹھنا، مرد و عورت دونوں کے لئے ممنوع ہے (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ سونے چاندی کی آرسی پہننا عورت کے لئے جائز ہے مگر اس آرسی میں مونھ دیکھنا عورت کے لئے بھی ناجائز ہے۔

۳- **مسئلہ** سونے چاندی کی چیزوں کے استعمال کی ممانعت اُس صورت میں ہے کہ اُن کو استعمال کرنا ہی مقصود ہو اور اگر یہ مقصود نہ ہو تو ممانعت نہیں ـــــ مثلاً سونے چاندی کی پلیٹ یا کٹورے میں کھانا رکھا ہوا ہے اگر یہ کھانا اُسی میں چھوڑ دیا جائے تو اضاعتِ مال ہے اُس کو اُس میں سے نکال کر دوسرے برتن میں لے کر کھائے یا اس میں سے پانی چلو میں لے کر پیا یا پیالی میں تیل تھا سر پہ پیالی سے تیل نہیں ڈالا

بلکہ کسی برتن میں یا ہاتھ پر تیل اس غرض سے لیا کہ اُس سے استعمال ناجائز ہے لہٰذا تیل کو اُس میں سے لے لیا جائے اور اب استعمال کیا جائے یہ جائز ہے ـــــــ اور اگر ہاتھ میں تیل کا لینا بغرض استعمال ہو جس طرح پیالی سے تیل لے کر سر یا داڑھی میں لگاتے ہیں۔ اس طرح کرنے سے ناجائز استعمال سے بچا نہیں ہے کہ یہ بھی استعمال ہی ہے (درمختار و ردالمحتار)

مسئلہ چائے کے برتن سونے چاندی کے استعمال کرنا ناجائز ہے اسی طرح سونے چاندی کی گھڑی ہاتھ میں باندھنا بلکہ اس میں وقت دیکھنا بھی ناجائز ہے کہ گھڑی کا استعمال یہی ہے کہ اس میں وقت دیکھا جائے (ردالمحتار)

مسئلہ سونے چاندی کی چیزیں محض مکان کی آرائش و زینت کے لئے ہوں۔ مثلاً قرینہ سے یہ برتن و قلم و دوات لگا دیے کہ مکان آراستہ ہو جائے اس میں حرج نہیں۔ یوں ہی سونے چاندی کی کرسیاں یا میز یا تخت وغیرہ سے مکان سجا رکھا ہے ان پر بیٹھتا نہیں ہے تو حرج نہیں (درمختار ردالمحتار)

مسئلہ بچوں کو بسم اللہ پڑھانے کے موقع پر چاندی کی دوات قلم تختی لا کر رکھتے ہیں یہ چیزیں استعمال میں نہیں آتیں بلکہ پڑھانے والے کو دیدیتے ہیں اس میں حرج نہیں۔

مسئلہ سونے چاندی کے سوا ہر قسم کے برتن کا استعمال جائز ہے مثلاً تانبے پیتل سیسہ بِلّور وغیرہا مگر مٹی کے برتنوں کا استعمال سب سے بہتر کہ حدیث میں ہے کہ جس نے اپنے گھر کے برتن مٹی کے بنوائے فرشتے اُس کی زیارت کو آئیں گے ـــــــ تانبے اور پیتل کے برتنوں پر قلعی ہونی چاہیئے بغیر قلعی اُن کے برتن استعمال کرنا مکروہ ہے (درمختار ردالمحتار)

مسئلہ جس برتن میں سونے چاندی کا کام بنا ہوا ہے اُس کا استعمال جائز ہے جبکہ موضع استعمال میں سونا چاندی نہ ہو مثلاً کٹورے یا گلاس میں چاندی کا کام ہو تو پانی پینے میں اُس جگہ مونھ نہ لگے جہاں سونا یا چاندی ہے اور بعض کا قول یہ ہے کہ وہاں ہاتھ بھی نہ لگے اور قولِ اول اصح ہے (درمختار ردمحتار)

مسئلہ چھڑی کی موٹھ سونے چاندی کی ہو تو اُس کا استعمال ناجائز ہے کیوں کہ اس میں استعمال کا طریقہ یہ ہے کہ موٹھ پر ہاتھ رکھا جاتا ہے لہٰذا موضع استعمال میں سونا چاندی

ہوئی ــــ اور اگر اس کی شام سونے چاندی کی ہو دستہ سونے چاندی کا نہ ہو تو استعمال میں حرج نہیں کیونکہ ہاتھ رکھنے کی جگہ پر سونا چاندی نہیں ہے اسی طرح قلم کی نب اگر سونے چاندی کی ہو تو اس سے لکھنا ناجائز ہے کہ وہی موضع استعمال ہے اور اگر قلم کے بالائی حصہ میں ہو تو ناجائز نہیں۔

۶۸ **مسئلہ** چاندی سونے کا کرسی یا تخت میں کام بنا ہوا ہے یا زین میں کام بنا ہوا ہے تو اس پر بیٹھنا جائز ہے جبکہ سونے چاندی کی جگہ سے بچ کر بیٹھے ــــ **محصل یہ** ہے کہ جو چیز خالص سونے چاندی کی ہے اس کا استعمال مطلقاً ناجائز ہے ــــ اور اگر اس میں جگہ جگہ چاندی سونا ہے تو اگر موضع استعمال میں ہے تو ناجائز، ورنہ جائز ــــ مثلاً چاندی کی انگیٹھی سے بخور کرنا مطلقاً ناجائز ہے اگرچہ دھونی لیتے وقت اس کو ہاتھ بھی نہ لگائے ــــ اسی طرح اگر حقہ کی فرشی چاندی کی ہے تو اس سے حقہ پینا ناجائز ہے اگرچہ یہ شخص فرشی پر ہاتھ نہ لگائے ــــ اسی طرح حقہ کی مونہ نال سونے چاندی کی ہے تو اس سے حقہ پینا ناجائز ہے ــــ اور اگر نیچہ پر جگہ جگہ چاندی سونے کا تار ہو تو اس سے حقہ پی سکتا ہے جبکہ استعمال کی جگہ پر تار نہ ہو ــــ کرسی میں استعمال کی جگہ بیٹھنے کی جگہ ہے اور اس کا تکیہ ہے جس سے پیٹھ لگاتے ہیں اور اس کے دستے ہیں جن پر ہاتھ رکھتے ہیں ــــ تخت میں موضع استعمال بیٹھنے کی جگہ ہے اسی طرح زین میں ــــ اور رکاب بھی سونے چاندی کی ناجائز ہے اور اس میں کام بنا ہوا ہو تو موضع استعمال میں نہ ہو یہی حکم لگام اور دُمچی کا ہے (ہدایہ درمختار ردالمحتار)

۶۹ **مسئلہ** برتن پر سونے چاندی کا ملمع ہو تو اس کے استعمال میں حرج نہیں (درمختار)

مسئلہ آئینہ کا حلقہ جو وقت استعمال پکڑنے میں نہ آتا ہو اس میں سونے چاندی کا کام ہو اس کا بھی وہی حکم ہے (ہدایہ درمختار)

۷۰ **مسئلہ** تلوار کے قبضہ میں اور چھری یا پیش قبض کے دستے میں چاندی یا سونے کا کام ہے تو ان کا بھی وہی حکم ہے (ہدایہ درمختار)

۷۱ **مسئلہ** کپڑے میں سونے چاندی کے حروف بنائے گئے اس کے استعمال کا بھی

وہی حکم ہے (درمختار) اس میں تفصیل ہے جو لباس کے بیان میں آئے گی۔

مسئلہ ٹوٹے ہوئے برتن کو چاندی یا سونے کے تار سے جوڑنا جائز ہے اور اس کا استعمال بھی جائز ہے جبکہ اس جگہ سے استعمال نہ کرے جیسا کہ حدیث میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا لکڑی کا پیالہ تھا وہ ٹوٹ گیا تو چاندی کے تار سے جوڑا گیا اور یہ پیالہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس تھا۔

خبر کہاں معتبر ہے

اللہ عزوجل فرماتا ہے یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَیَّنُوْۤا اَنْ تُصِیْبُوْا قَوْمًۢا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰى مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِیْنَ

اے ایمان والو اگر فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لائے تو اسے خوب جانچ لو کہیں ایسا نہ ہو کہ نادانی میں کسی قوم کو تکلیف پہنچا دو پھر تمہیں اپنے کئے پر شرمندہ ہونا پڑے۔

مسئلہ اپنے نوکر یا غلام کو گوشت لانے کے لئے بھیجا اگرچہ یہ مجوسی یا ہندو ہو وہ گوشت لایا اور کہتا ہے کہ مسلمان یا کتابی سے خرید کر لایا ہوں تو یہ گوشت کھایا جا سکتا ہے ـــــ اور اگر اس نے آکر یہ کہا کہ مشرک مثلاً مجوسی یا ہندو سے خرید کر لایا ہوں تو اس گوشت کا کھانا حرام ہے کہ خریدنا بیچنا معاملات میں ہے اور معاملات میں کافر کی خبر معتبر ہے ـــــ اگرچہ حلت و حرمت دیانات میں سے ہیں اور دیانات میں کافر کی خبر نامقبول ہے ـــــ مگر چونکہ اصل خبر خریدنے کی ہے اور حلت و حرمت اس مقام پر ضمنی چیز ہے لہٰذا جب وہ خبر معتبر ہوئی تو ضمناً یہ بھی ثابت ہو جائے گی ـــــ اور اصل خبر حلت و حرمت کی ہوتی تو نامعتبر ہوتی (ہدایہ، درمختار)

مسئلہ معاملات میں کافر کی خبر معتبر ہونا اس وقت ہے جب غالب گمان یہ ہو کہ سچ کہتا ہے اور اگر غالب گمان اس کا جھوٹا ہونا ہو تو اس پر عمل نہ کرے (جوہرہ)

مسئلہ گوشت خریدا پھر یہ معلوم ہوا کہ جس سے خریدا ہے وہ مشرک ہے ـــــ

۲۶) بھیڑنے کو لے گیا اُس نے کہا کہ اس جانور کو مسلم نے ذبح کیا ہے اب بھی اس گوشت کو کھانا ممنوع ہے (ردالمحتار)

۲۷) **مسئلہ** لونڈی غلام اور بچے کی ہدیہ کے متعلق خبر معتبر ہے مثلاً بچے نے کسی کے پاس کوئی چیز لاکر یہ کہا کہ میرے والد نے آپ کے پاس یہ ہدیہ بھیجا ہے ـــــ وہ شخص چیز کو لے سکتا ہے اور اس میں تصرف کر سکتا ہے ـــــ کھانے کی چیز ہو تو کھا سکتا ہے ـــــ اسی طرح لونڈی غلام نے کوئی چیز دی اور یہ کہا کہ میرے مولیٰ نے یہ چیز ہدیہ بھیجی ہے بلکہ یہ دونوں خود اپنے متعلق اس کی خبر دیں کہ ہمارے مولیٰ نے خود ہمیں ہدیہ کیا ہے یہ خبر بھی مقبول ہے. فرض کرو لونڈی نے یہ خبر دی تو اُس سے یہ شخص وطی بھی کر سکتا ہے (زیلعی)

۲۸) **مسئلہ** ان لوگوں نے یہ خبر دی کہ ہمارے ولی یا مولیٰ نے ہمیں خریدنے کی اجازت دی ہے ـــــ یہ خبر بھی معتبر ہے ـــــ جب کہ غالب گمان ان کی سچائی ہو ـــــ لہٰذا بچہ نے کوئی چیز خریدی مثلاً نمک، مرچ، ہلدی، دھنیا اور کہتا ہے ہم کو اس کی اجازت ہے تو اس کے ہاتھ اس چیز کو بیچ سکتے ہیں ـــــ اور اگر غالب گمان یہ ہو کہ جھوٹ کہتا ہے تو اس کی بات کا اعتبار نہ کیا جائے ـــــ مثلاً اُسے چند پیسوں کی مٹھائی یا پھل وغیرہ خریدنا ہے اور یہ بتاتا ہے کہ مجھے اجازت ہے اس کا اعتبار نہ کیا جائے جب کہ اس صورت میں بظاہر یہ معلوم ہوتا ہو کہ اُس کو پیسے اس لیے نہیں ملے ہیں کہ مٹھائی وغیرہ خرید کر کھالے (درمختار، ردالمحتار) یعنی جب کہ گمان غالب یہ ہو کہ اُسے خریدنے کی اجازت نہیں ہے مثلاً یہ گمان ہے کہ چھپا کر لایا ہے مٹھائی خرید رہا ہے اُس کے گھر والے ایسے کہاں ہیں کہ مٹھائی کھانے کو پیسے دے دیں اس صورت میں اس کے ہاتھ مٹھائی کا بیچنا بھی ناجائز ہے۔

۲۹) **مسئلہ** کافر یا فاسق نے یہ خبر دی کہ میں فلاں شخص کا اس چیز کے بیچنے میں وکیل ہوں اُس کی خبر اعتبار کی جا سکتی ہے اور اس چیز کو خرید سکتے ہیں. اسی طرح دیگر معاملات میں بھی ان کی خبریں مقبول ہیں۔ جبکہ ظن غالب یہ ہو کہ سچ کہتا ہے (درمختار)

مسئلہ دیانات میں مخبر کا عادل ہونا ضروری ہے۔ دیانات سے مراد وہ چیزیں ہیں جن کا تعلق بندہ اور رب کے مابین ہے مثلاً حلت، حرمت، نجاست، طہارت ——— اور اگر دیانت کے ساتھ زوال ملک بھی ہو مثلاً میاں بی بی کے متعلق کسی نے یہ خبر دی کہ یہ دونوں رضاعی بہن بھائی ہیں تو اس کے ثبوت کے لئے فقط عدالت کافی نہیں بلکہ عدد اور عدالت دونوں چیزیں درکار ہیں یعنی خبر دینے والے دو مرد یا ایک مرد دو عورتیں ہوں اور یہ سب عادل ہوں (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ پانی کے متعلق کسی مسلم عادل نے یہ خبر دی کہ یہ نجس ہے تو اس سے وضو نہ کرے بلکہ اگر دوسرا پانی نہ ہو تو تیمم کرے اور اگر فاسق یا مستور نے خبر دی کہ پانی نجس ہے تو تحری (غور) کرے اگر دل پر یہ بات جمتی ہے کہ سچ کہتا ہے تو پانی کو پھینک دے اور تیمم کرے وضو نہ کرے اور اگر غالب گمان یہ ہے کہ جھوٹ کہتا ہے تو وضو کرے ——— اور احتیاط یہ ہے کہ وضو کے بعد تیمم بھی کرے اور اگر کافر نے نجاست کی خبر دی اور غالب گمان یہ ہے کہ سچ کہتا ہے جب بھی بہتر یہ ہے کہ اسے پھینک دے پھر تیمم کرے (درمختار)

مسئلہ ایک عادل نے یہ خبر دی کہ پاک ہے اور دوسرے عادل نے نجاست کی خبر دی یا ایک نے خبر دی کہ یہ مسلم کا ذبیحہ ہے اور دوسرے نے یہ کہ مشرک کا ذبیحہ ہے اس میں بھی تحری کرے جدھر غالب گمان ہو اس پر عمل کرے (ردالمحتار)

لباس کا بیان

حدیث ۱ امام بخاری نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو جو چاہے کھا اور تو جو چاہے پہن جب تک دو باتیں نہ ہوں اسراف و تکبر۔

حدیث ۲ امام احمد و نسائی و ابن ماجہ بروایت عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کھاؤ اور پیو اور صدقہ کرو اور پہنو جب

تک اسراف و تکبر کی آمیزش نہ ہو۔

حدیث ۳ صحیح بخاری و مسلم میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حبرہ بہت پسند تھا ــــ یہ ایک قسم کی دھاری دار چادر ہوتی تھی جو یمن میں بنتی تھی۔

حدیث ۴ ترمذی نے جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہتے ہیں میں نے چاندنی رات میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا حضور سرخ حُلّہ پہنے ہوئے تھے یعنی اس میں سرخ دھاریاں تھیں میں کبھی حضور کو دیکھتا اور کبھی چاند کو حضور میرے نزدیک چاند سے زیادہ حسین تھے۔

حدیث ۵ صحیح بخاری و مسلم میں ابو بردہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پیوند لگی ہوئی کملی اور موٹا تہبند نکالا اور یہ کہا کہ حضور کی وفات انہیں میں ہوئی (یعنی بوقت وفات اسی قسم کے کپڑے پہنے ہوئے تھے)

حدیث ۶ صحیح بخاری و مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص تکبر کے طور پر تہبند گھسیٹے (یعنی اتنا نیچا کرے کہ زمین سے لگ جائے) اس کی طرف اللہ تعالیٰ نظر رحمت نہیں فرمائے گا۔ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت میں ہے جو اترانے کے طور پر کپڑا گھسیٹے گا اس کی طرف اللہ نظر رحمت نہیں کرے گا۔ صحیح بخاری کی انہیں سے روایت ہے کہ ایک شخص اترانے کے طور پر تہبند گھسیٹ رہا تھا زمین میں دھنسا دیا گیا اب وہ قیامت تک زمین میں دھنستا ہی چلا جائے گا۔

حدیث ۷ صحیح بخاری میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ٹخنوں سے نیچے تہبند کا جو حصہ ہے وہ آگ میں ہے

حدیث ۸ ابوداؤد و ابن ماجہ ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں مومن کا تہبند آدھی پنڈلیوں تک ہے اور اس کے اور ٹخنوں کے درمیان میں ہو اس میں بھی حرج نہیں اور اس سے

جو نیچے ہو آگ میں ہے اور اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی طرف نظر نہیں فرمائے گا جو تہبند کو از راہِ تکبر گھسیٹے۔

حدیث ۹ ابوداؤد و نسائی و ابن ماجہ نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اسبال یعنی کپڑے کے نیچا کرنے کی ممانعت تہبند و قمیص و عمامہ سب میں ہے ــــــ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی عورتوں کے لئے کیا حکم ہے فرمایا ایک بالشت لٹکائیں (یعنی آدھی پنڈلی کے نیچے ایک بالشت لٹکائیں) عرض کی اب تو عورتوں کے قدم کھل جائیں گے ارشاد فرمایا ایک ہاتھ لٹکائیں اس سے زیادہ نہیں۔

حدیث ۱۰ صحیح مسلم میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی کہتے ہیں: میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس سے گزرا اور میرا تہبند کچھ لٹک رہا تھا ارشاد فرمایا عبداللہ اپنے تہبند کو اونچا کرو میں نے اونچا کر لیا پھر فرمایا زیادہ اونچا کرو میں نے زیادہ کر لیا۔ اس کے بعد میں ہمیشہ کوشش کرتا رہا۔ کسی نے عبداللہ سے پوچھا کہاں تک اونچا کیا جائے کہا نصف پنڈلی تک۔

حدیث ۱۱ صحیح بخاری میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنا کپڑا تکبر سے نیچا کرے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی طرف نظر نہیں فرمائے گا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی، یارسول اللہ میرا تہبند لٹک جاتا ہے مگر اس وقت کہ میں پورا خیال رکھوں (یعنی اُن کے شکم پر تہبند رکتا نہیں تھا سرک جاتا تھا) حضور نے فرمایا تم اُن میں سے نہیں جو براہ تکبر لٹکاتے ہیں (یعنی جو بالقصد تہبند کو نیچا کرتے ہیں ان کے لئے وعید ہے)۔

حدیث ۱۲ ابوداؤد نے عکرمہ سے روایت کی کہتے ہیں میں نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو دیکھا کہ اُن کے تہبند کا حاشیہ پشت قدم پر تھا ــــــ میں نے کہا آپ اس طرح کیوں تہبند باندھتے ہیں اُنہوں نے جواب دیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس طرح تہبند باندھے ہوئے دیکھا ہے۔

حدیث ۱۳ ترمذی و ابوداؤد نے اسماء بنت یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قمیص کی آستین گٹے تک تھی۔

حدیث ۱۴ امام احمد و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ نے سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا سپید کپڑے پہنو کہ وہ زیادہ پاک اور ستھرے ہیں اور انھیں میں اپنے مردے کفناؤ۔

حدیث ۱۵ ابن ماجہ نے ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا سب میں اچھے وہ کپڑے جنہیں پہن کر تم خدا کی زیارت قبروں اور مسجدوں میں کرو سپید ہیں یعنی سپید کپڑوں میں نماز پڑھنا اور مردے کفنانا اچھا ہے۔

حدیث ۱۶ ترمذی و ابوداؤد نے عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہتے ہیں ایک شخص سرخ کپڑا پہنے ہوئے گزرے اور انہوں نے حضور کو سلام کیا حضور نے سلام کا جواب نہیں دیا۔

حدیث ۱۷ ابوداؤد نے عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہ اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا باریک کپڑے پہن کر حضور کے سامنے آئیں حضور نے مونھ پھیر لیا اور فرمایا اے اسماء جب عورت بالغ ہو جائے تو اُس کے بدن کا کوئی حصہ دکھائی نہ دینا چاہیے سوا مونھ اور ہتھیلیوں کے۔

حدیث ۱۸ امام مالک علقمہ بن ابی علقمہ سے وہ اپنی ماں سے روایت کرتے ہیں کہ حفصہ بنت عبد الرحمٰن حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس باریک دوپٹہ اوڑھ کر آئیں حضرت عائشہ نے اُن کا دوپٹہ پھاڑ دیا اور موٹا دوپٹہ دے دیا۔

حدیث ۱۹ ترمذی نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عمامہ باندھتے تو دونوں شانوں کے درمیان شملہ لٹکاتے۔

حدیث ۲۰ بیہقی نے شعب الایمان میں عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عمامہ باندھنا اختیار کرو کہ یہ فرشتوں کا نشان ہے اور اُس کو پیٹھ کے پیچھے لٹکالو۔

حدیث ۲۱ ترمذی نے رکانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ حضور نے فرمایا کہ ہمارے اور مشرکین کے مابین یہ فرق ہے کہ ہمارے عمامے ٹوپیوں پر ہوتے ہیں۔

حدیث ۲۲ ترمذی نے عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہتی ہیں حضور نے مجھ سے یہ فرمایا عائشہ اگر تم مجھ سے ملنا چاہتی ہو تو دنیا سے اتنے ہی پر بس کرو جتنا سوار کے پاس توشہ ہوتا ہے اور مالداروں کے پاس بیٹھنے سے بچو اور کپڑے کو پرانا نہ سمجھو جب تک پیوند نہ لگا لو۔

حدیث ۲۳ ابوداؤد نے ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کیا سنتے نہیں ہو کیا سنتے نہیں ہو ردی حالت میں ہونا ایمان سے ہے۔ ردی حالت میں ہونا ایمان سے ہے۔

حدیث ۲۴ امام احمد و ابوداؤد و ابن ماجہ نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص شہرت کا کپڑا پہنے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اُس کو ذلت کا کپڑا پہنائے گا ـــــ لباسِ شہرت سے مراد یہ ہے کہ تکبر کے طور پر اچھے کپڑے پہنے ـــــ یا جو شخص درویش نہ ہو وہ ایسے کپڑے پہنے جس سے لوگ اسے درویش سمجھیں ـــــ یا عالم نہ ہو اور علما کے سے کپڑے پہن کر لوگوں کے سامنے اپنا عالم ہونا جتاتا ہے یعنی کپڑے سے مقصود کسی خوبی کا اظہار ہو۔

حدیث ۲۵ ابوداؤد نے ایک صحابی سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو باوجود قدرت اچھے کپڑے پہننا تواضع کے طور پر چھوڑ دے اللہ تعالیٰ اس کو کرامت کا حلہ پہنائے گا۔

حدیث ۲۶ امام احمد و نسائی جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمارے یہاں تشریف لائے ایک شخص کو پراگندہ سر دیکھا جس کے بال بکھرے ہوئے ہیں فرمایا کیا اس کو ایسی چیز نہیں ملتی جس سے بالوں کو اکٹھا کر لے اور دوسرے شخص کو میلے کپڑے پہنے ہوئے دیکھا فرمایا کیا اسے ایسی چیز نہیں ملتی جس سے کپڑے دھولے؟

حدیث ۲۷ ترمذی نے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کو یہ بات پسند ہے کہ اس کی نعمت کا اثر بندہ پر ظاہر ہو

حدیث ۲۸ امام احمد و نسائی نے ابوالاحوص سے انہوں نے اپنے والد سے روایت کی کہتے ہیں میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور میرے کپڑے گھٹیا تھے حضور نے فرمایا کیا تمہارے پاس مال نہیں ہے ــــ میں نے عرض کی ہاں ہے فرمایا کس قسم کا مال ہے میں نے عرض کی خدا کا دیا ہوا ہر قسم کا مال ہے ــــ اونٹ گائے بکریاں گھوڑے غلام ــــ فرمایا جب خدا نے تمہیں مال دیا ہے تو اس کی نعمت و کرامت کا اثر تم پر دکھائی دینا چاہئیے۔

حدیث ۲۹ صحیح بخاری و مسلم میں حضرت عمر و انس و ابن زبیر و ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو دنیا میں ریشم پہنے گا وہ آخرت میں نہیں پہنے گا۔

حدیث ۳۰ صحیح بخاری و مسلم میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو دنیا میں ریشم پہنے گا اس کے لئے آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہے۔

حدیث ۳۱ صحیح بخاری و مسلم میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ریشم پہننے کی ممانعت فرمائی مگر اتنا ــــ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دو انگلیاں بیچ والی اور کلمہ کی انگلیوں کو ملا کر اشارہ کیا۔ صحیح مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ حضرت عمر نے خطبہ میں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ریشم کی ممانعت فرمائی ہے مگر دو یا تین یا چار انگلیوں کی برابر ــــ یعنی کسی کپڑے میں اتنی چوڑی ریشم کی گوٹ لگائی جا سکتی ہے۔

حدیث ۳۲ صحیح مسلم میں اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے انہوں نے ایک کسروانی جبہ نکالا جس کا گریبان دیباج کا تھا اور دونوں چاکوں میں دیباج کی گوٹ لگی ہوئی تھی اور یہ کہا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا جبہ ہے جو حضرت عائشہ کے پاس

تھا جب حضرت عائشہ کا انتقال ہو گیا میں نے لے لیا ــــــ حضور اُسے پہنا کرتے تھے اور ہم اسے دھو کر بیماروں کو بغرض شفا پلاتے ہیں۔

حدیث ۲۳ ترمذی و نسائی نے ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا سونا اور ریشم میری امت کی عورتوں کے لئے حلال ہے اور مردوں پر حرام۔

حدیث ۲۴ صحیح مسلم میں عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے کُسم کے رنگے ہوئے کپڑے پہنے ہوئے دیکھا فرمایا یہ کافروں کے کپڑے ہیں انہیں تم مت پہنو ــــــ میں نے کہا انھیں دھو ڈالوں؟ فرمایا کہ جلا دو۔

حدیث ۲۵ ترمذی ابو الملیح سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے درندہ کی کھال بچھانے سے منع فرمایا۔

حدیث ۲۶ ترمذی نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب قمیص پہنتے تو دہنے سے شروع کرتے۔

حدیث ۲۷ ترمذی و ابو داؤد نے ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب نیا کپڑا پہنتے اُس کا نام لیتے عمامہ یا قمیص یا چادر پھر یہ دعا پڑھتے۔

اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ كَمَا كَسَوْتَنِيْهِ اَسْئَلُكَ خَيْرَهٗ وَخَيْرَ مَا صُنِعَ لَهٗ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّهٖ وَشَرِّ مَا صُنِعَ لَهٗ۔ [1]

حدیث ۲۸ ابو داؤد نے معاذ بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ

---

[1] ترجمہ: اے اللہ تیرے ہی لئے ہماری تعریفیں ہیں جیسے تو نے یہ مجھے پہننے کو دیا میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اس کی بھلائی کا اور اس کی بھلائی کا جس کام سے یہ بنا ہے اور میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں اس کے شر سے اور اس چیز کے شر سے جس کے لئے یہ بنا ہے۔ ۱۲ مصباحی

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کپڑا پہنے اور یہ پڑھے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ کَسَانِیْ ھٰذَا وَرَزَقَنِیْہِ مِنْ غَیْرِ حَوْلٍ مِّنِّیْ وَلَا قُوَّۃٍ۔ [1]

تو اُس کے اگلے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

حدیث ٣٩ امام احمد نے ابو مطر سے روایت کی کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تین درہم میں کپڑا خریدا اس کو پہنتے وقت یہ پڑھا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ رَزَقَنِیْ مِنَ الرِّیَاشِ مَا اَتَجَمَّلُ بِہٖ فِی النَّاسِ وَاُوَارِیْ بِہٖ عَوْرَتِیْ۔ [2]

پھر یہ کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہی پڑھتے ہوئے سنا۔

حدیث ٤٠ امام احمد و ترمذی و ابن ماجہ نے ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نیا کپڑا پہنا اور یہ پڑھا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ کَسَانِیْ مَا اُوَارِیْ بِہٖ عَوْرَتِیْ وَاَتَجَمَّلُ بِہٖ فِیْ حَیَاتِیْ۔ [3]

پھر یہ کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا کہ جو شخص نیا کپڑا پہنتے وقت یہ پڑھے اور پرانے کپڑے کو صدقہ کر دے وہ زندگی میں اور مرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کے کنف و حفظ و ستر میں رہے گا۔ تینوں لفظ کے ایک ہی معنی ہیں یعنی اللہ تعالیٰ اس کا حافظ و نگہبان ہے

حدیث ٤١ امام احمد و ابو داؤد نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص جس قوم سے تشبّہ کرے وہ انہیں میں سے ہے

---

[1] (ترجمہ: سب خوبیاں اللہ کے لئے جس نے یہ مجھے پہنایا اور میری کسی طاقت و قوت کے بغیر مجھے نصیب کیا۔ ١٢ مصباحی)

[2] (ترجمہ: تمام تعریف اللہ کے لئے جس نے پوشاکوں میں مجھے وہ عطا فرمایا جس سے میں لوگوں میں زیبائی حاصل کروں اور اپنا ستر چھپاؤں۔ ١٢ مصباحی)

[3] (ترجمہ: ساری حمد و ستائش اللہ کے لئے جس نے مجھے وہ پہنایا جس سے اپنا ستر چھپاؤں اور اپنی زندگی میں زیب تن کروں۔ ١٢ مصباحی

یہ حدیث ایک اصل کلی ہے لباس و عادات و اطوار میں کن لوگوں سے مشابہت کرنی چاہیئے اور کن سے نہیں کرنی چاہیئے کفار و فساق و فجار سے مشابہت بری ہے۔ اور اہل صلاح و تقویٰ کی مشابہت اچھی ہے ـــــ پھر اس تشبہ کے بھی درجات ہیں اور انھیں کے اعتبار سے احکام بھی مختلف ہیں ـــــ کفار و فساق سے تشبہ کا ادنیٰ مرتبہ کراہت ہے ـــــ مسلمان اپنے کو ان لوگوں سے ممتاز رکھے کہ پہچانا جا سکے اور غیر مسلم کا شبہ اس پر نہ ہو سکے۔

حدیث ۴۲ ابو داؤد نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان عورتوں پر لعنت کی جو مردوں سے تشبہ کریں اور ان مردوں پر جو عورتوں سے تشبہ کریں۔

حدیث ۴۳ ابو داؤد نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس مرد پر لعنت کی جو عورت کا لباس پہنتا ہے اور اس عورت پر لعنت کی جو مردانہ لباس پہنتی ہے۔

حدیث ۴۴ ابو داؤد عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ میں سرخ زین پوش پر سوار ہوتا ہوں اور نہ کسم کا رنگا ہوا کپڑا پہنتا ہوں اور نہ وہ قمیص پہنتا ہوں جس میں ریشم کا کف لگا ہوا ہو (یعنی چار انگل سے زائد) سن لو مردوں کی خوشبو وہ ہے جس میں بو ہو اور رنگ نہ ہو اور عورتوں کی خوشبو وہ ہے جس میں رنگ ہو بو نہ ہو ـــــ یعنی مردوں میں خوشبو مقصود ہوتی ہے اس کا رنگ نمایاں نہ ہونا چاہیئے کہ بدن یا کپڑے رنگین ہو جائیں۔ اور عورتیں ہلکی خوشبو استعمال کریں کہ یہاں زینت مقصود ہوتی ہے اور یہ رنگین خوشبو مثلاً خلوق سے حاصل ہوتی ہے تیز خوشبو سے خواہ مخواہ لوگوں کی نگاہیں اٹھیں گی۔

حدیث ۴۵ ترمذی نے ابو رمثہ تیمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہتے ہیں کہ میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا حضور دو سبز کپڑے پہنے ہوئے تھے۔

حدیث ۴۶ ابو داؤد نے دحیہ بن خلیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں چند قبطی کپڑے لائے گئے حضور نے ایک مجھے دیا اور یہ فرمایا کہ

اس کے دو ٹکڑے کر لو ایک ٹکڑے کی قمیص بنوا لو اور ایک اپنی بی بی کو دے دینا وہ اوڑھنی بنالے گی جب یہ چلے تو حضور نے فرمایا کہ اپنی بی بی سے کہہ دینا کہ اس کے نیچے کوئی دوسرا کپڑا لگالے تاکہ بدن نہ جھلکے۔

حدیث ۴۷ صحیح بخاری و مسلم میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بچھونا جس پر آرام فرماتے تھے چمڑے کا تھا جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی ــــــ مسلم کی روایت میں ہے کہ حضور کا تکیہ چمڑے کا تھا جس میں کھجور کی چھال بھری تھی۔

حدیث ۴۸ صحیح مسلم میں جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک بچھونا مرد کے لئے اور ایک اس کی زوجہ کے لئے اور تیسرا مہمان کے لئے اور چوتھا شیطان کے لئے ــــــ یعنی گھر کے آدمیوں اور مہمانوں کے لئے بچھونے جائز ہیں اور حاجت سے زیادہ نہ چاہیئے۔

مسئلہ اتنا لباس جس سے ستر عورت ہو جائے اور گرمی سردی کی تکلیف سے بچے فرض ہے ــــــ اور اس سے زائد جس سے زینت مقصود ہو اور یہ کہ جب کہ اللہ نے دیا ہے تو اس کی نعمت کا اظہار کیا جائے یہ مستحب ہے ــــــ خاص موقع پر مثلاً جمعہ یا عید کے دن عمدہ کپڑے پہننا مباح ہے ــــــ اس قسم کے کپڑے روز نہ پہنے کیونکہ ہو سکتا ہے کہ اترانے لگے اور غریبوں کو جن کے پاس ایسے کپڑے نہیں ہیں نظر حقارت سے دیکھے لہٰذا اس سے بچنا ہی چاہیئے ــــــ اور تکبر کے طور پر جو لباس ہو وہ ممنوع ہے ــــــ تکبر ہے یا نہیں اس کی شناخت یوں کرے کہ ان کپڑوں کے پہننے سے پہلے اپنی جو حالت پاتا تھا اگر پہننے کے بعد بھی وہی حالت ہے تو معلوم ہوا کہ ان کپڑوں سے تکبر پیدا نہیں ہوا اگر وہ حالت اب باقی نہیں رہی تو تکبر آ گیا۔ لہٰذا ایسے کپڑے سے بچے کہ تکبر بہت بری صفت ہے (ردالمحتار)

مسئلہ بہتر یہ ہے کہ اونی یا سوتی یا کتان کے کپڑے بنوائے جائیں جو سنت کے موافق ہوں نہ نہایت اعلیٰ درجہ کے ہوں نہ بہت گھٹیا۔ بلکہ متوسط قسم کے ہوں ــــــ کہ جس طرح بہت اعلیٰ درجہ کے کپڑوں سے نمود ہوتی ہے بہت گھٹیا کپڑے پہننے سے بھی نمائش ہوتی

ہے لوگوں کی نظریں اُٹھی ہیں سب سمجھتے ہیں کہ یہ کوئی صاحب کمال اور تارک الدنیا شخص ہیں ——
سفید کپڑے بہتر ہیں کہ حدیث میں اس کی تعریف آئی ہے اور سیاہ کپڑے بھی بہتر ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فتح مکہ کے دن جب مکہ معظمہ میں تشریف لائے تو سر اقدس پر سیاہ عمامہ تھا۔ سبز کپڑوں کو بعض کتابوں میں سنت لکھا ہے (ردالمحتار)

مسئلہ سنت یہ ہے کہ دامن کی لمبائی آدھی پنڈلی تک ہو —— اور آستین کی لمبائی زیادہ سے زیادہ انگلیوں کے پوروں تک اور چوڑائی ایک بالشت ہو (ردالمحتار) اس زمانہ میں بہت سے مسلمان پاجامہ کی جگہ جانگیا پہننے لگے ہیں۔ اس کے ناجائز ہونے میں کیا کلام کہ **گھٹنے کا کھلا ہونا حرام ہے** —— اور بہت لوگوں کے کُرتے کی آستینیں کہنی کے اوپر ہوتی ہیں یہ بھی خلاف سنت ہے —— اور دونوں کپڑے نصاریٰ کی تقلید میں پہنے جاتے ہیں —— اس چیز نے اُن کی قباحت میں اور اضافہ کر دیا۔

اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی آنکھیں کھولے کہ وہ کفار کی تقلید اور اُن کے وضع قطع سے بچیں —— حضرت امیر المؤمنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد آپ نے لشکروں کے لئے بھیجا تھا جن میں بیشتر حضرات صحابہ کرام تھے اس کو مسلمان پیش نظر رکھیں اور عمل کی کوشش کریں اور وہ ارشاد یہ ہے:۔

اِیَّاکُمْ وَزِیَّ الْاَعَاجِمْ —— عجمیوں کے بھیس سے بچو —— اُن جیسی وضع قطع نہ بنالینا۔

مسئلہ ریشم کے کپڑے مرد کے لئے حرام ہیں —— بدن اور کپڑوں کے درمیان کوئی دوسرا کپڑا حائل ہو یا نہ ہو دونوں صورتوں میں حرام ہیں —— اور جنگ کے موقع پر بھی نرے ریشم کے کپڑے حرام ہیں —— ہاں اگر تانا سوت ہو اور بانا ریشم تو لڑائی کے موقع پر پہننا جائز ہے —— اور اگر تانا ریشم ہو اور بانا سوت ہو تو ہر شخص کے لئے ہر موقع پر جائز ہے —— مجاہد اور غیر مجاہد دونوں پہن سکتے ہیں —— لڑائی کے موقع پر ایسا کپڑا پہننا جس کا بانا ریشم ہو اس وقت جائز ہے جبکہ کپڑا موٹا ہو اور اگر باریک ہو تو ناجائز ہے کہ اس کا جو فائدہ تھا اس صورت میں حاصل نہ ہوگا (ہدایہ درمختار)

مسئلہ تانا ریشم ہو اور بانا سوت مگر کپڑا اس طرح بنایا گیا ہے کہ ریشم ہی ریشم دکھائی دیتا ہے تو اس کا پہننا مکروہ ہے (عالمگیری) بعض قسم کی مخمل ایسی ہوتی ہے کہ اس کے روئیں ریشم کے ہوتے ہیں اس کے پہننے کا بھی یہی حکم ہے اس کی ٹوپی اور صدری وغیرہ نہ پہنی جائے

مسئلہ ریشم کے بچھونے پر بیٹھنا لیٹنا اور اس کا تکیہ لگانا بھی ممنوع ہے۔ اگرچہ پہننے میں بہ نسبت اس کے زیادہ برائی ہے (عالمگیری) مگر در مختار میں اسے مشہور کے خلاف بتایا ہے اور ظاہر یہی ہے کہ یہ جائز ہے۔

مسئلہ قز کہ ایک قسم کے ریشم کا نام ہے بھاگلپوری کپڑے قز کے کہلاتے ہیں وہ موٹا ریشم ہوتا ہے اس کا حکم بھی وہی ہے جو باریک ریشم کا ہے ـــــــ کاشی سلک اور چینا سلک بھی ریشم ہی ہے اس کے پہننے کا بھی وہی حکم ہے ـ ـــــ سن اور رام بانس کے کپڑے جو بظاہر بالکل ریشم معلوم ہوتے ہوں ان کا پہننا اگرچہ ریشم کا پہننا نہیں ہے مگر اس سے بچنا چاہیے خصوصاً علما کو کہ لوگوں کو بدظنی کا موقع ملے گا یا دوسروں کو ریشم پہننے کا ذریعہ بنے گا ـــــــ اس زمانے میں کیلے کا ریشم چلا ہے یہ ریشم نہیں ہے بلکہ کسی درخت کی چھال سے اس کو بناتے ہیں اور یہ بہت ظاہر طور پر شناخت میں آتا ہے اس کو پہننے میں حرج نہیں۔

مسئلہ ریشم کا لحاف اوڑھنا ناجائز ہے کہ یہ بھی لبس میں داخل ہے۔ ریشم کے پردے دروازوں پر لٹکانا مکروہ ہے کپڑے بیچنے والے نے ریشم کے کپڑے کندھے پر ڈال لیے جیسا کہ پھیری کرنے والے کندھوں پر ڈال لیا کرتے ہیں یہ ناجائز نہیں کہ یہ پہننا نہیں ہے اور اگر جبہ یا کرتہ ریشم کا ہو اور اس کی آستینوں میں ہاتھ ڈال لیے اگرچہ بیچنے کے لیے ہی لے جا رہا ہے یہ ممنوع ہے (عالمگیری)

مسئلہ عورتوں کو ریشم پہننا جائز ہے اگرچہ خالص ریشم ہو اس میں سوت کی بالکل آمیزش نہ ہو (عامۂ کتب)

مسئلہ مردوں کے کپڑوں میں ریشم کی گوٹ چار انگل تک کی جائز ہے اس سے زیادہ ناجائز ـــــ یعنی اس کی چوڑائی چار انگل تک ہو لمبائی کا شمار نہیں ــــــ اسی طرح اگر کپڑے کا کنارہ ریشم سے بُنا ہو جیسا کہ بعض عمامے یا چادروں یا تہبند کے کنارے اس طرح

کے ہوتے ہیں، اس کا بھی یہی حکم ہے کہ اگر چار انگل تک کا کنارہ ہو تو جائز ہے ورنہ ناجائز (درمختار ردالمحتار) یعنی جب اس کنارہ کی بناوٹ بھی ریشم کی ہو اور اگر سوت کی بناوٹ ہو تو چار انگل سے زیادہ بھی جائز ہے ــــ عمامہ یا چادر کے پلو ریشم سے بُنے ہوں تو چوں کہ بانا ریشم کا ہونا ناجائز ہے لہٰذا یہ پلو بھی چار انگل تک کا ہی ہونا چاہیئے زیادہ نہ ہو۔

مسئلہ آستین یا گریبان یا دامن کے کنارہ پر ریشم کا کام ہو تو وہ بھی چار انگل ہی تک ہو ــــ صدری یا جبہ کا ساز ریشم کا ہو تو چار انگل تک جائز ہے ــــ اور ریشم کی گھنڈیاں بھی جائز ہیں ــــ ٹوپی کا طرہ بھی چار انگل کا جائز ہے ــــ پائجامہ کا نیفہ بھی چار انگل تک کا جائز ہے ــــ اچکن یا جبہ میں شانوں اور پیٹھ پر ریشم کے پان یا کیری چار انگل تک کے جائز ہیں (ردالمحتار) یہ حکم اس وقت ہے کہ پان وغیرہ مُغرق ہوں کہ کپڑا دکھائی نہ دے اور اگر مُغرق نہ ہو تو چار انگل سے زیادہ بھی جائز ہے۔

مسئلہ ریشم کے کپڑے کا پیوند کسی کپڑے میں لگایا اگر یہ پیوند چار انگل تک کا ہو، جائز ہے اور زیادہ ہو تو ناجائز ــــ ریشم کو روئی کی طرح کپڑے میں بھر دیا گیا مگر ابرا اور استر دونوں سوتی ہوں تو اس کا پہننا جائز ہے ــــ اور اگر ابرا یا استر دونوں میں سے کوئی بھی ریشم ہو تو ناجائز ہے ــــ اسی طرح ٹوپی کا استر بھی ریشم کا ناجائز ہے ــــ اور ٹوپی میں ریشم کا کنارہ چار انگل تک جائز ہے (ردالمحتار)

مسئلہ ٹوپی میں لیس لگائی گئی یا عمامہ میں گوٹا لچکا لگایا گیا اگر یہ چار انگل سے کم چوڑا ہے جائز ہے، ورنہ نہیں۔

مسئلہ متفرق جگہوں پر ریشم کا کام ہے تو اس کو جمع نہیں کیا جائیگا یعنی اگر ایک جگہ چار انگل سے زیادہ نہیں ہے مگر جمع کریں تو زیادہ ہو جائے گا یہ ناجائز نہیں ــــ لہٰذا کپڑے کی بناوٹ میں جگہ جگہ ریشم کی دھاریاں ہوں تو جائز ہے جبکہ ایک جگہ چار انگل سے زیادہ چوڑی کوئی دھاری نہ ہو۔ یہی حکم نقش و نگار کا ہے کہ ایک جگہ چار انگل سے زیادہ نہ ہونا چاہیئے ــــ اور اگر پھول یا کام اس طرح بنایا ہے کہ ریشم ہی ریشم نظر آتا ہو جس کو مغرق کہتے ہیں جس میں کپڑا نظر ہی نہیں آتا تو اس کام کو متفرق نہیں کہا جا سکتا ــــ اس

قسم کا ریشم یا زری کا کام ٹوپی یا اچکن یا صدری یا کسی کپڑے پر ہو اور چار انگل سے زائد ہو تو ناجائز ہے (درمختار رد المحتار) دھاریوں کے لئے چار انگل سے زیادہ نہ ہو اس وقت ضروری ہے کہ بانے میں دھاریاں ہوں اور اگر تانے میں ہوں اور بانا سوت ہو تو چار انگل سے زیادہ ہونے کی صورت میں بھی جائز ہے۔

مسئلہ کپڑا اس طرح بنا گیا کہ ایک تاگا سوت ہے اور ایک ریشم مگر دیکھنے میں بالکل ریشم معلوم ہوتا ہے یعنی سوت نظر نہیں آتا یہ ناجائز ہے (ردالمحتار)

مسئلہ سونے چاندی سے کپڑا بنا جائے جیسا کہ بنارسی کپڑے میں زری بنی جاتی ہے، کمخواب اور پوت میں زری ہوتی ہے اور اسی طرح بنارسی عمامہ کے کنارے اور دونوں طرف کے حاشیے زری کے ہوتے ہیں ان کا یہ حکم ہے کہ اگر ایک جگہ چار انگل سے زیادہ ہو تو ناجائز ہے ورنہ جائز ——— مگر کمخواب اور پوت میں چوں کہ تانا بانا دونوں ریشم ہوتا ہے لہٰذا زری اگرچہ چار انگل سے کم ہو جب بھی ناجائز ہے ——— ہاں اگر سوتی کپڑا ہوتا یا تانا ریشم اور بانا سوت ہوتا اور اس میں زری بنی جاتی تو چار انگل تک جائز ہوتا جیسا کہ عمامہ سوت کا ہوتا ہے اور اس میں زری بنی جاتی ہے اس کا یہی حکم ہے کہ ایک جگہ چار انگل سے زیادہ ناجائز ہے ——— یہ حکم مردوں کے لئے ہے ——— عورتوں کے لئے ریشم اور سونا چاندی پہننا جائز ہے ان کے لئے چار انگل کی تخصیص نہیں ——— اسی طرح عورتوں کے لئے گوٹے بچلے اگرچہ کتنے ہی چوڑے ہوں جائز ہیں اور متفرق اور غیر متفرق کا فرق بھی مردوں ہی کے لئے ہے عورتوں کے لئے مطلقاً جائز ہے (المستفاد من رد المحتار)

مسئلہ زری کی بناوٹ کا جو حکم ہے وہی اس کے نقش و نگار کا بھی ہے اب بھی زری کی ٹوپیاں بعض لوگ پہنتے ہیں اگر کام کے درمیان سے کپڑا نظر آتا ہو تو چوں کہ ایک جگہ چار انگل نہیں ہے جائز ہے ——— اور متفرق ہو کر بالکل کام لسا ہوا ہو تو چار انگل سے زیادہ ناجائز ہے ——— اسی طرح کا مدانی کہ کپڑا چاندی کے کام سے چھپ گیا ہو تو چار انگل سے زیادہ جب ایک جگہ ہو ناجائز ہے ورنہ جائز۔

مسئلہ کمر کی پیٹی ریشم کی ہو تو ناجائز ہے ——— اگر سوتی ہو اس میں ریشم کی

دھاری ہو اور چار انگل تک ہو تو جائز ہے (عالمگیری) کلابتو کی پیٹی ناجائز ہے بعض رؤسا اپنے سپاہیوں اور چپراسیوں کی پیٹیاں اس قسم کی بنواتے ہیں ان کو بچنا چاہیئے۔

مسئلہ ریشم کی مچھر دانی مردوں کے لئے بھی جائز ہے کیوں کہ اس کا استعمال پہننے میں داخل نہیں۔ (درمختار)

مسئلہ ریشم کے کپڑے میں تعویذ سی کر گلے میں لٹکانا یا بازو پر باندھنا ناجائز ہے کہ یہ پہننے میں داخل ہے ـــــ اسی طرح سونے اور چاندی میں رکھ کر پہننا بھی ناجائز ہے ـــــ اور چاندی یا سونے ہی پر تعویذ کھدا ہوا ہو یہ بدرجہ اولیٰ ناجائز ہے۔

مسئلہ ریشم کی ٹوپی اگرچہ عمامہ کے نیچے ہو یہ بھی ناجائز ہے ـــــ اسی طرح زری کی ٹوپی بھی ناجائز ہے اگرچہ عمامہ کے نیچے ہو (درمختار، ردالمحتار) زریں کلاہ جو افغانی اور سرحدی اور پنجابی عمامہ کے نیچے پہنتے ہیں اور وہ مغرق ہوتی ہے اور اس کا کام چار انگل سے زیادہ ہوتا ہے یہ ناجائز ہے ہاں اگر چار انگل یا کم ہو تو جائز ہے۔

مسئلہ ریشم کا کمربند ممنوع ہے ـــــ ریشم کے ڈورے میں تسبیح گوندھی جائے تو اس کو گلے میں ڈالنا منع ہے ـــــ اسی طرح گھڑی کا ڈورا ریشم کا ہو تو اس کو گلے میں ڈالنا یا ریشم کی چین کاج میں ڈال کر لٹکانا بھی ممنوع ہے ـــــ ریشم کا ڈورا یا فیتا کلائی پر باندھنا بھی منع ہے ـــــ ان سب میں یہ نہیں دیکھا جائے گا کہ یہ چیز چار انگل سے کم ہے کیوں کہ یہ چیز پوری ریشم کی ہے ـــــ سونے چاندی کی زنجیر گھڑی میں لگا کر اس کو گلے میں پہننا یا کاج میں لٹکانا یا کلائی پر باندھنا منع ہے (ردالمحتار) بلکہ دوسری دھات مثلاً تانبے، پیتل، لوہے وغیرہ کی چینوں کا بھی یہی حکم ہے کیوں کہ ان دھاتوں کا بھی پہننا ناجائز ہے ـــــ اور اگر ان چیزوں کو لٹکایا نہیں اور نہ کلائی پر باندھا بلکہ جیب میں پڑی رہتی ہیں تو ناجائز نہیں کہ ان کے پہننے سے ممانعت ہے جیب میں رکھنا منع نہیں۔

مسئلہ قرآن مجید کا جزدان ایسے کپڑے کا بنایا جس کا پہننا ممنوع ہے تو اس میں قرآن مجید رکھ سکتا ہے مگر اس میں فیتا لگا کر گلے میں ڈالنا ممنوع ہے یعنی ممانعت اسی صورت میں ہے کہ جزدان ریشم یا زری کا ہو (ردالمحتار)

مسئلہ ریشم کی تھیلی میں روپیہ رکھنا منع نہیں ہاں اس کو گلے میں لٹکانا منع ہے (ردالمحتار)

مسئلہ ریشم کا بٹوا گلے میں لٹکانا منع ہے ـــــ اور اس میں چھالیہ تمباکو رکھ کر اسے جیب میں رکھنا اور اس میں سے کھانا منع نہیں کہ اس کا پہننا منع ہے نہ کہ مطلقاً استعمال اور زری کے بٹوے کا مطلقاً استعمال منع ہے کیوں کہ سونے چاندی کا مطلقاً استعمال منع ہے اس میں سے چھالیہ تمباکو کھانا بھی منع ہے۔

مسئلہ فصاد فصد لیتے وقت پٹی باندھتا ہے تاکہ رگیں ظاہر ہو جائیں یہ پٹی ریشم کی ہو تو مرد کو باندھنا ناجائز ہے (عالمگیری)

مسئلہ ریشم کے مصلے پر نماز پڑھنا حرام نہیں (ردالمحتار) مگر اس پر پڑھنا نہ چاہیئے۔

مسئلہ مکان کو ریشم چاندی سونے سے آراستہ کرنا، مثلاً دیواروں، دروازوں پر ریشمی پردے لٹکانا، اور جگہ جگہ قرینہ سے سونے چاندی کے ظروف و آلات رکھنا جس سے مقصود محض آرائش و زیبائش ہو تو کراہت ہے اور اگر تکبر و تفاخر سے ایسا کرتا ہے تو ناجائز ہے (ردالمحتار) غالباً کراہت کی وجہ یہ ہوگی کہ ایسی چیزیں اگرچہ ابتداءً تکبر سے نہ ہوں مگر بالآخر عموماً ان سے تکبر پیدا ہو جایا کرتا ہے۔

مسئلہ فقہا و علما کو ایسے کپڑے پہننے چاہیئے کہ وہ پہچانے جائیں تاکہ لوگوں کو اُن سے استفادہ کا موقع ملے اور علم کی وقعت لوگوں کے ذہن نشین ہو (ردالمحتار) اور اگر اس کو اپنا ذاتی تشخص و امتیاز مقصود ہو تو یہ مذموم ہے۔

مسئلہ کھانے کے وقت بعض لوگ گھٹنوں پر کپڑا ڈال لیتے ہیں تاکہ اگر شوربا ٹپکے تو کپڑے خراب نہ ہوں جو کپڑا گھٹنوں پر ڈالا گیا اگر ریشم ہے تو ناجائز ہے ـــــ ریشم کا رومال ناک وغیرہ پونچھنے یا وضو کے بعد ہاتھ مونھ پونچھنے کے لیے جائز ہے یعنی جبکہ اس سے پونچھنے کا کام لے، رومال کی طرح اسے نہ رکھے اور تکبر بھی مقصود نہ ہو (ردالمحتار)

مسئلہ سونے چاندی کے بٹن کرتے یا اچکن میں لگانا جائز ہے جس طرح ریشم کی گھنڈی جائز ہے (درمختار) یعنی جبکہ بٹن بغیر زنجیر ہوں اور اگر زنجیر والے بٹن ہوں تو اُن کا استعمال

ناجائز ہے کہ یہ زنجیر زیور کے حکم میں ہے جس کا استعمال مرد کو ناجائز ہے۔

مسئلہ آشوب چشم کی وجہ سے مونھ پر سیاہ ریشم کا نقاب ڈالنا جائز ہے کہ یہ عذر کی صورت ہے (درمختار) اس زمانے میں رنگین چشمے بکتے ہیں جو دھوپ اور روشنی کے موقع پر لگائے جاتے ہیں ایسا چشمہ ہوتے ہوئے ریشم کے استعمال کی ضرورت نہیں رہتی۔

مسئلہ نابالغ لڑکوں کو بھی ریشم کے کپڑے پہنانا حرام ہے اور گناہ پہنانے والے پر ہے (علمگیری)

مسئلہ کسم یا زعفران کا رنگا ہوا کپڑا پہننا مرد کو منع ہے، گہرا رنگ ہو کہ سرخ ہو جائے یا ہلکا ہو کہ زرد رہے دونوں کا ایک حکم ہے ــــــ عورتوں کو یہ دونوں قسم کے رنگ جائز ہیں ــــــ ان دونوں رنگوں کے سوا باقی ہر قسم کے رنگ زرد سرخ دھانی بسنتی چمپئی نارنجی وغیرہا مردوں کو بھی جائز ہیں ــــــ اگرچہ بہتر یہ ہے کہ سرخ رنگ یا شوخ رنگ کے کپڑے مرد نہ پہنے خصوصاً جن رنگوں میں زنانہ پن ہو مرد اس کو بالکل نہ پہنے (درمختار ردالمحتار) اور یہ ممانعت رنگ کی وجہ سے نہیں بلکہ عورتوں سے تشبہ ہوتا ہے اس وجہ سے ممانعت ہے لہٰذا اگر یہ علت نہ ہو تو ممانعت بھی نہ ہوگی مثلاً بعض رنگ اس قسم کے ہیں کہ عمامہ رنگا جا سکتا ہے اور کرتہ پاجامہ اسی رنگ سے رنگا جائے یا چادر رنگ کر اوڑھیں تو اس میں زنانہ پن ظاہر ہوتا ہے تو عمامہ کو جائز کہا جائے گا اور دوسرے کپڑوں کو مکروہ۔

مسئلہ جس کے یہاں میت ہوئی اُسے اظہارِ غم میں سیاہ کپڑے پہننا جائز ہے (علمگیری) سیاہ بلّے لگانا بھی ناجائز ہے اولاً تو وہ سوگ کی صورت ہے دوم یہ کہ نصاریٰ کا یہ طریقہ ہے ــــــ ایام محرم میں یعنی پہلی محرم سے بارہویں تک تین قسم کے رنگ نہ پہنے جائیں: ــــــ سیاہ کہ یہ رافضیوں کا طریقہ ہے ــــــ اور سبز کہ یہ مبتدعین یعنی تعزیہ داروں کا طریقہ ہے ــــــ اور سرخ کہ یہ خارجیوں کا طریقہ ہے کہ وہ معاذ اللہ اظہار مسرت کے لئے سرخ پہنتے ہیں (اعلحضرت قبلہ قدس سرہٗ)

مسئلہ اون اور بالوں کے کپڑے انبیائے کرام علیہم السلام کی سنت ہے ــــــ سب سے پہلے سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ کپڑے پہنے ــــــ حدیث میں ہے کہ

اُون کے کپڑے پہن کر اپنے دلوں کو منوّر کرو کہ یہ دنیا میں مذلّت ہے اور آخرت میں نور ہے (علمگیری) اور صوف یعنی اون کے کپڑے اولیائے کاملین اور بزرگان دین نے پہنے اور اُن کو صُوفی کہنے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ وہ صوف یعنی اُون کے کپڑے پہنتے تھے اگرچہ اُن کے جسم پر کالی کملی ہوتی مگر دل مخزنِ انوارِ الٰہی اور معدنِ اسرار نامتناہی ہوتا ——— مگر اس زمانے میں اون کے کپڑے بہت بیش قیمت ہوتے ہیں اور اُن کا شمار لباس ہائے فاخرہ میں ہوتا ہے یہ چیزیں فُقرا و غُربا کو کہاں ملیں انہیں تو اُمرا و رُؤسا استعمال کرتے ہیں فقہا اور حدیث کا مقصد غالباً ان بیش قیمت اونی کپڑوں سے پورا نہ ہوگا بلکہ وہی معمولی دیسی کمل جو کم وقعت سمجھے جاتے ہیں اُن کے استعمال سے وہ بات پوری ہوگی۔

مسئلہ پاجامہ پہننا سنّت ہے کیوں کہ اس میں بہت زیادہ ستر عورت ہے (علمگیری) اس کو سنّت بایں معنی کہا گیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسے پسند فرمایا اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے پہنا خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تہبند پہنا کرتے تھے پاجامہ پہننا ثابت نہیں۔ ۱۹

مسئلہ مرد کو ایسا پاجامہ پہننا جس کے پائنچے کے اگلے حصے پشت قدم پر رہتے ہوں مکروہ ہے ——— کپڑوں میں اِسبال یعنی اتنا نیچا کرنا کہ جب پاجامہ تہبند پہن کر ٹخنے چھپ جائیں ممنوع ہے ——— یہ کپڑے آدھی پنڈلی سے لے کر ٹخنے تک ہوں یعنی ٹخنے نہ چھپنے پائیں (علمگیری) مگر پاجامہ یا تہبند بہت اونچا پہننا آجکل وہابیوں کا طریقہ ہے لہٰذا اتنا اونچا بھی نہ پہنے کہ دیکھنے والا وہابی سمجھے ——— اس زمانے میں بعض لوگوں نے پاجامے بہت نیچے پہننے شروع کر دئے ہیں کہ ٹخنے تو کیا ایڑیاں بھی چھپ جاتی ہیں ——— حدیث میں اس کی بہت سخت ممانعت آئی ہے یہاں تک کہ ارشاد فرمایا کہ ٹخنے سے جو نیچا ہو وہ جہنم میں ہے ——— اور بعض لوگ اتنا اونچا پہنتے ہیں کہ گھٹنے بھی کھل جاتے ہیں جس کو نیکر کہتے ہیں یہ نصرانیوں سے سیکھا ہے اونچا پہنتے ہیں تو گھٹنے کھول دیتے ہیں اور نیچا پہنتے ہیں تو ایڑیاں چھپا دیتے ہیں ——— اِفراط و تفریط سے علیحدہ ہو کر مسنون طریقہ نہیں اختیار کرتے ——— بعض لوگ چوڑی دار پاجامہ پہنتے ہیں اس میں بھی ٹخنے چھپتے ہیں ۲۰ ۲۱ ۲۲

اور عضو کی پوری ہیات نظر آتی ہے۔ عورتوں کو بالخصوص چوڑی دار پاجامہ نہیں پہننا چاہیئے عورتوں کے پاجامے ڈھیلے ڈھالے ہوں اور نیچے ہوں کہ قدم چھپ جائیں اُن کے لئے جہاں تک پاؤں کا زیادہ حصّہ چھپے اچھا ہے۔

مسئلہ موٹے کپڑے پہننا اور پرانا ہو جائے تو پیوند لگا کر پہننا اسلامی طریقہ ہے (عالمگیری) حدیث میں فرمایا کہ جب تک پیوند لگا کر پہن نہ لو کپڑے کو پرانا نہ سمجھو ـــــ اور بہت باریک کپڑے نہ پہنے جس سے بدن کی رنگت جھلکے خصوصاً تہبند کہ اگر یہ باریک ہے تو ستر عورت نہ ہو سکے گا ـــــ اس زمانے میں ایک یہ بلا بھی پیدا ہو گئی ہے کہ ساڑی کا تہبند پہنتے ہیں جس سے بالکل ستر عورت نہیں ہوتا اور اُسی کو پہن کر بعض لوگ نماز بھی پڑھتے ہیں ان کی نماز بھی نہیں ہوتی کہ ستر عورت نماز میں فرض ہے ـــــ بعض لوگ پاجامہ اور تہبند کی جگہ دھوتی باندھتے ہیں دھوتی باندھنا ہندوؤں کا طریقہ ہے اور اس سے ستر عورت بھی نہیں ہوتا ـــــ چلنے میں ران کا پچھلا حصّہ کھل جاتا ہے اور نظر آتا ہے

مسئلہ سدل یعنی سر یا شانے پر کپڑا ڈال کر اس کے کنارے لٹکائے رکھنا نماز میں مکروہ ہے جس کا بیان گزر چکا ـــــ مگر نماز میں نہ ہو تو مکروہ ہے یا نہیں اس میں تفصیل یہ ہے کہ اگر کرتہ یا پاجامہ یا تہبند پہنے ہوئے ہے اور چادر کو سر یا شانوں سے لٹکا دیا تو مکروہ نہیں اور اگر کرتہ نہیں پہنے ہوئے ہے تو سدل مکروہ ہے (عالمگیری)

مسئلہ پوستین پہننا جائز ہے ـــــ بزرگانِ دین علماء و مشائخ نے پہنی ہے ـــــ جو جانور حلال نہیں اگر اس کو ذبح کر دیا ہو یا اس کے چمڑے کی دباعت کر لی ہو تو اس کی پوستین بھی پہنی جا سکتی ہے اور اس کی ٹوپی اوڑھی جا سکتی ہے مثلاً لومڑی کی پوستین یا سمور کی پوستین کہ بلی کی شکل کا ایک جانور ہوتا ہے جس کی پوستین بنائی جاتی ہے اسی طرح سنجاب کی پوستین یہ گھونس کی شکل کا جانور ہوتا ہے (عالمگیری)

مسئلہ درندہ جانور شیر چیتا وغیرہ کی پوستین میں بھی حرج نہیں اس کو پہن سکتے ہیں اس پر نماز پڑھ سکتے ہیں (عالمگیری) اگرچہ افضل اس سے بچنا ہے حدیث میں چیتے کی کھال پر سوار ہونے کی ممانعت آئی ہے۔

مسئلہ ناک منہ پونچھنے کے لئے رومال رکھنا یا وضو کے بعد ہاتھ منہ پونچھنے کے لئے رومال رکھنا جائز ہے اسی طرح پسینہ پونچھنے کے لئے رومال رکھنا جائز ہے اور اگر براہ تکبر ہو تو منع ہے۔ (عالمگیری)

عمامہ کا بیان

عمامہ باندھنا سنت ہے خصوصاً نماز میں کہ جو نماز عمامہ کے ساتھ پڑھی جاتی ہے اس کا ثواب بہت زیادہ ہوتا ہے ـــــ عمامہ کے متعلق چند حدیثیں اوپر ذکر کی جا چکی ہیں۔

مسئلہ عمامہ باندھے تو اس کا شملہ پیٹھ پر دونوں شانوں کے درمیان لٹکائے ـــــ شملہ کتنا ہونا چاہیئے اس میں اختلاف ہے، زیادہ سے زیادہ اتنا ہو کہ بیٹھنے میں نہ دبے۔ (عالمگیری) بعض لوگ شملہ بالکل نہیں لٹکاتے یہ سنت کے خلاف ہے ـــــ اور بعض شملہ کو اوپر لاکر عمامہ میں گھرس دیتے ہیں یہ بھی نہ چاہیئے خصوصاً حالت نماز میں ایسا ہے تو نماز مکروہ ہوگی۔

مسئلہ عمامہ کو جب پھر سے باندھنا ہو تو اُسے اتار کر زمین پر پھینک نہ دے بلکہ جس طرح لپیٹا ہے اُسی طرح اُدھیڑا جائے (عالمگیری) **مسئلہ** ٹوپی پہننا خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ثابت ہے (عالمگیری) مگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام عمامہ بھی باندھتے تھے یعنی عمامہ کے نیچے ٹوپی ہوتی اور یہ فرمایا کہ ہم میں اور ان میں فرق ٹوپی پر عمامہ باندھنا ہے ـــــ یعنی ہم دونوں چیزیں رکھتے ہیں اور وہ صرف عمامہ ہی باندھتے ہیں اُس کے نیچے ٹوپی نہیں رکھتے ـــــ چنانچہ یہاں کے کفار بھی اگر پگڑی باندھتے ہیں تو اس کے نیچے ٹوپی نہیں پہنتے ـــــ بعض نے حدیث کا یہ مطلب بیان کیا کہ صرف ٹوپی پہننا مشرکین کا طریقہ ہے مگر یہ قول صحیح نہیں۔ کیوں کہ مشرکین عرب بھی عمامہ باندھا کرتے تھے۔

مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں مذکور ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا چھوٹا عمامہ سات ہاتھ کا اور بڑا عمامہ بارہ ہاتھ کا تھا بس اسی سنت کے مطابق عمامہ رکھے اس سے

زیادہ بڑا نہ رکھے ـــــ بعض لوگ بہت بڑے بڑے عمامے باندھتے ہیں ایسا نہ کرے کہ سنت کے خلاف ہے۔ مارواڑ کے علاقے میں بہت سے لوگ پگڑیاں باندھتے ہیں جو بہت کم چوڑی ہوتی ہیں اور چالیس پچاس گز لمبی ہوتی ہیں اس طرح کی پگڑیاں مسلمان نہ باندھیں۔

متفرق مسائل

۱ـ بزرگانِ دین، اولیاء و صالحین کے مزارات طیبہ پر غلاف ڈالنا جائز ہے جب کہ یہ مقصود ہو کہ صاحبِ مزار کی وقعت نظرِ عوام میں پیدا ہو، اُن کا ادب کریں، اُن کے برکات حاصل کریں (ردالمحتار)

۲ـ یاد داشت کے لئے یعنی اس غرض سے کہ بات یاد ہے بعض لوگ رومال یا کمر بند میں گرہ لگا لیتے ہیں یا کسی جگہ انگلی وغیرہ پر ڈورا باندھ لیتے ہیں یہ جائز ہے ـــــ اور بلا وجہ ڈورا باندھ لینا مکروہ ہے (درمختار)

۳ـ **مسئلہ** گلے میں تعویذ لٹکانا جائز ہے جب کہ وہ تعویذ جائز ہو یعنی آیاتِ قرآنیہ یا اسمائے الٰہیہ یا اَدعیہ سے تعویذ کیا جائے ـــــ اور بعض حدیثوں میں جو ممانعت آئی ہے اُس سے مُراد وہ تعویذات ہیں جو ناجائز الفاظ پر مشتمل ہوں جو زمانہ جاہلیت میں کئے جاتے تھے۔ اسی طرح تعویذات اور آیات و احادیث و ادعیہ کو رکابی میں لکھ کر مریض کو بہ نیت شفا پلانا بھی جائز ہے ـــــ جنب و حائض و نفسا بھی تعویذات کو گلے میں پہن سکتے ہیں بازو پر باندھ سکتے ہیں جب کہ غلاف میں ہوں (درمختار ردالمحتار)

۴ـ **مسئلہ** بچھونے یا مصلے پر کچھ لکھا ہوا ہو تو اس کو استعمال کرنا ناجائز ہے یہ عبارت اس کی بناوٹ میں ہو یا کاڑھی گئی ہو یا روشنائی سے لکھی ہو اگرچہ حروفِ مفردہ لکھے ہوں کیوں کہ حروفِ مفردہ کا بھی احترام ہے (ردالمحتار) اکثر دستر خوان پر عبارت لکھی ہوتی ہے ایسے دسترخوانوں کو استعمال میں لانا اُن پر کھانا کھانا نہ چاہیئے بعض لوگوں کے تکیوں پر اشعار لکھے ہوتے ہیں اُن کا بھی استعمال نہ کیا جائے۔

۵ـ **مسئلہ** بعض کاشتکار اپنے کھیتوں میں کپڑا لپیٹ کر کسی لکڑی پر لگا دیتے ہیں اس سے مقصود نظرِ بد سے کھیتوں کو بچانا ہوتا ہے کیوں کہ دیکھنے والے کی نظر پہلے اس پر پڑے گی اس کے بعد زراعت پر پڑے گی اور اس صورت میں زراعت کو نظر نہیں لگے گی ـــــ ایسا کرنا ناجائز نہیں کیوں کہ نظر کا لگنا صحیح ہے۔ احادیث سے ثابت ہے

اس کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔ حدیث میں ہے کہ جب اپنی یا کسی مسلمان بھائی کی چیز دیکھے اور پسند آئے تو برکت کی دعا کرے یہ کہے تَبَارَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ — اَللّٰهُمَّ بَارِكْ فِيْهِ یا اردو میں یہ کہہ دے کہ "اللہ برکت کرے" اس طرح کہنے سے نظر نہیں لگے گی (ردالمحتار)

جوتا پہننے کا بیان

حدیث ۱ صحیح مسلم میں جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ جوتے بکثرت استعمال کرو کہ آدمی جب تک جوتے پہنے ہوئے ہے گویا وہ سوار ہے یعنی کم تھکتا ہے۔

حدیث ۲ صحیح بخاری میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو میں نے ایسی نعلین پہنے دیکھا جن میں بال نہ تھے۔

حدیث ۳ صحیح بخاری میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ حضور کی نعلین میں دو قبال تھے یعنی انگلیوں کے مابین دو تسمے تھے۔

حدیث ۴ صحیح بخاری و مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب جوتا پہنے تو پہلے دہنے پاؤں میں پہنے اور جب اُتارے تو پہلے بائیں پاؤں کا اُتارے کہ دہنا پہننے میں پہلے ہو اور اُتارنے میں پیچھے۔

حدیث ۵ صحیح بخاری و مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک جوتا پہن کر نہ چلے دونوں اتار دے یا دونوں پہن لے۔

حدیث ۶ صحیح مسلم میں جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جوتے کا تسمہ ٹوٹ جائے تو فقط ایک جوتا پہن کر

نہ چلے بلکہ تسمہ کو درست کرے اور ایک موزہ پہن کر نہ چلے۔

حدیث ۷ ترمذی نے جابر سے اور ابن ماجہ نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ حضور نے کھڑے ہو کر جوتا پہننے سے منع فرمایا۔ یہ حکم ان جوتوں کا ہے جن کو کھڑے ہو کر پہننے میں دقت ہوتی ہے جن میں تسمے باندھنے کی ضرورت ہوتی ہے اسی طرح بوٹ جوتا بھی بیٹھ کر پہنے کہ اس میں بھی فیتہ باندھنا پڑتا ہے اور کھڑے ہو کر باندھنے میں دشواری ہوتی ہے اور جو اس قسم کے نہ ہوں جیسے سلیم شاہی یا پمپ یا وہ چپل جس میں تسمہ باندھنا نہیں ہوتا ان کو کھڑے ہو کر پہننے میں مضایقہ نہیں۔

حدیث ۸ ترمذی نے عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کبھی ایک نعل پہن کر بھی چلے ہیں ـــــ یہ بیان جواز کے لئے ہوگا یا دو ایک قدم چلنا ہوا ہوگا مثلاً حجرے کا دروازہ کھولنے کے لئے۔

حدیث ۹ ابوداؤد نے ابن ابی ملیکہ سے روایت کی کہ کسی نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہا کہ ایک عورت (مردوں کی طرح) جوتے پہنتی ہے انہوں نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مردانی عورتوں پر لعنت فرمائی۔

یعنی عورتوں کو مردانہ جوتا نہیں پہننا چاہیے بلکہ وہ تمام باتیں جن میں مردوں اور عورتوں کا امتیاز ہوتا ہے اُن میں ہر ایک کو دوسرے کی وضع اختیار کرنے سے ممانعت ہے نہ مرد عورت کی وضع اختیار کرے نہ عورت مرد کی۔

حدیث ۱۰ ابوداؤد نے عبداللہ بن بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ کسی نے فضالہ بن عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ کیا بات ہے کہ آپ کو پراگندہ سر دیکھتا ہوں۔ اُنہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہم کو کثرتِ ارفاہ یعنی بنے سنورے رہنے سے منع فرماتے تھے ـــ اُس نے کہا کیا بات ہے کہ آپ کو ننگے پاؤں دیکھتا ہوں ـــ اُنہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہم کو حکم فرماتے کہ کبھی کبھی ہم ننگے پاؤں رہیں۔

مسئلہ بال کے چمڑے کی جوتیاں جائز ہیں بلکہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

نے بعض مرتبہ اس قسم کی نعلین استعمال فرمائی ہیں ـــــ لوہے کی کیلوں سے سلے ہوئے جوتے جائز ہیں بلکہ اس زمانے میں ایسے بہت جوتے بنتے ہیں جن کی سلائی کیلوں سے ہوتی ہے (عالمگیری)

انگوٹھی اور زیور کا بیان

حدیث ۱ صحیح مسلم میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جب یہ ارادہ فرمایا کہ کسریٰ و قیصر و نجاشی کو خطوط لکھے جائیں تو کسی نے یہ عرض کی کہ وہ لوگ بغیر مہر کے خط کو قبول نہیں کرتے حضور نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی جس میں یہ نقش تھا مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ـــــ امام بخاری کی روایت میں ہے کہ انگوٹھی کا نقش تین سطر میں تھا ایک سطر میں محمد دوسری سطر میں رسول تیسری میں اللہ۔

حدیث ۲ صحیح بخاری و مسلم میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سونے کی انگوٹھی بنوائی اور ایک روایت میں ہے کہ اس کو دہنے ہاتھ میں پہنا پھر اس کو پھینک دیا اور چاندی کی انگوٹھی بنوائی جس میں یہ نقش تھا محمد رسول اللہ اور یہ فرمایا کہ کوئی شخص میری انگوٹھی کے نقش کے موافق اپنی انگوٹھی میں نقش کندہ نہ کرائے ـــــ اور حضور جب انگوٹھی پہنتے تو نگینہ ہتھیلی کی طرف ہوتا۔

حدیث ۳ صحیح بخاری میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی انگوٹھی چاندی کی تھی اور اس کا نگینہ بھی تھا۔

حدیث ۴ صحیح بخاری و مسلم میں انھیں سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دہنے ہاتھ میں چاندی کی انگوٹھی پہنی اور اس کا نگینہ حبشی ساخت کا تھا اور نگینہ ہتھیلی کی جانب رکھتے۔

حدیث ۵ مسلم کی روایت انھیں سے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی انگوٹھی اس انگلی میں تھی یعنی بائیں ہاتھ کی چھنگلیا میں۔

حدیث ۶ صحیح مسلم میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم نے اس میں یا اس میں یعنی بیچ والی میں یا کلمہ کی انگلی میں انگوٹھی پہننے سے مجھے منع فرمایا۔

حدیث ۷ ابن ماجہ نے عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اور ابوداؤد و نسائی نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دہنے ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے ـــــ اور ابوداؤد نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ بائیں ہاتھ میں پہنتے تھے ـــــ ان دونوں حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ کبھی دہنے میں پہنی اور کبھی بائیں میں مگر بیہقی نے کہا کہ دہنے ہاتھ میں انگوٹھی پہننا منسوخ ہے۔

حدیث ۸ ابوداؤد و نسائی نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دہنے ہاتھ میں ریشم لیا اور بائیں ہاتھ میں سونا پھر یہ فرمایا کہ یہ دونوں چیزیں میری امت کے مردوں پر حرام ہیں۔

حدیث ۹ صحیح مسلم میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قسی (یہ ایک قسم کا ریشمی کپڑا ہے) اور کسم کے رنگے ہوئے کپڑے اور سونے کی انگوٹھی پہننے سے اور رکوع میں قرآن مجید پڑھنے سے منع فرمایا۔

حدیث ۱۰ صحیح مسلم میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک شخص کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی دیکھی تو اس کو اُتار کر پھینک دیا اور یہ فرمایا کہ کیا کوئی اپنے ہاتھ میں انگارہ رکھتا ہے جب حضور تشریف لے گئے کسی نے ان سے کہا کہ اپنی انگوٹھی اُٹھالو اور کسی کام میں لانا۔ انھوں نے کہا نہ۔ خدا کی قسم میں اُسے کبھی نہ لوں گا جب کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اُسے پھینک دیا۔

حدیث ۱۱ ابوداؤد و نسائی نے معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے چیتے کی کھال پر سوار ہونے سے اور سونا پہننے سے ممانعت فرمائی مگر ریزہ ریزہ کرکے ـــــ یعنی اگر کپڑے میں سونے کے باریک باریک ریزے لگائے جائیں تو ممنوع نہیں۔

حدیث ۱۲ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ مؤطا میں فرماتے ہیں کہ بچوں کو سونا پہنانا مُرا

جانتا ہوں کیوں کہ مجھے یہ حدیث پہنچی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سونے کی انگوٹھی سے ممانعت فرمائی لہٰذا مردوں کے لئے بُرا ہے چھوٹے اور بڑے دونوں کے لئے۔

حدیث ۱۳ ترمذی وابوداؤد ونسائی نے بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ ایک شخص پیتل کی انگوٹھی پہنے ہوئے تھے حضور نے فرمایا کیا بات ہے کہ تم سے بُت کی بو آتی ہے۔ اُنھوں نے وہ انگوٹھی پھینک دی پھر لوہے کی انگوٹھی پہن کر آئے فرمایا کیا بات ہے کہ تم جہنمیوں کا زیور پہنے ہوئے ہو اسے بھی پھینکا اور عرض کی یا رسول اللہ کس چیز کی انگوٹھی بناؤں فرمایا چاندی کی بناؤ اور ایک مثقال پورا نہ کرو ـــ یعنی ساڑھے چار ماشے سے کم کی ہو ترمذی کی روایت میں ہے کہ لوہے کے بعد سونے کی انگوٹھی پہن کر آئے حضور نے فرمایا کہ کیا بات ہے کہ تم کو جنتیوں کا زیور پہنے دیکھتا ہوں یعنی سونا تو اہل جنت جنت میں پہنیں گے

حدیث ۱۴ ابوداؤد ونسائی نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دس چیزوں کو بُرا بتاتے تھے۔ (۱) زردی یعنی مرد کو خلوق استعمال کرنا (۲) سپید بالوں میں سیاہ خضاب کرنا (۳) تہبند لٹکانا (۴) سونے کی انگوٹھی پہننا (۵) بے محل عورت کا زینت کو ظاہر کرنا یعنی شوہر اور محارم کے سوا دوسروں کے سامنے اظہار زینت (۶) پانسا پھینکنا یعنی چوسر اور شطرنج وغیرہ کھیلنا (۷) جھاڑ پھونک کرنا مگر معوذات سے ـــ یعنی جس میں ناجائز الفاظ ہوں اُن سے جھاڑ پھونک منع ہے (۸) اور تعویذ باندھنا ـــ یعنی وہ تعویذ باندھنا جس میں خلاف شرع الفاظ ہوں (۹) اور پانی کو غیر محل میں گرانا ـــ یعنی وطی کے بعد منی کو باہر گرانا کہ یہ آزاد عورت میں بغیر اجازت ناجائز ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس سے مراد لواطت ہو (۱۰) اور بچہ کو فاسد کر دینا مگر اس دسویں کو حرام نہیں کیا یعنی بچہ کے دودھ پینے کے زمانے میں اس کی ماں سے وطی کرنا کہ اگر وہ حاملہ ہو گئی تو بچہ خراب ہو جائے گا۔

حدیث ۱۵ ابوداؤد نے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہتے ہیں کہ ہمارے یہاں کی لونڈی حضرت زبیر کی لڑکی کو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس لائی اور اس کے پاؤں میں گھنگرو تھے۔ حضرت عمر نے اُنھیں کاٹ دیا اور فرمایا کہ

میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ ہر گھنگرو کے ساتھ شیطان ہوتا ہے۔

حدیث ۱۶ ابوداؤد نے روایت کی کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس ایک لڑکی آئی جس کے پاؤں میں گھنگرو بج رہے تھے فرمایا کہ اسے میرے پاس نہ لانا جب تک اس کے گھنگرو کاٹ نہ لینا میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ جس گھر میں جرس یعنی گھنٹی یا گھنگرو ہوتے ہیں اس میں فرشتے نہیں آتے۔

مسئلہ مرد کو زیور پہننا مطلقاً حرام ہے صرف چاندی کی ایک انگوٹھی جائز ہے جو وزن میں ایک مثقال یعنی ساڑھے چار ماشہ سے کم ہو اور سونے کی انگوٹھی بھی حرام ہے۔ تلوار کا حلیہ چاندی کا جائز ہے یعنی اس کے نیام اور قبضہ یا پرتلے میں چاندی لگائی جاسکتی ہے بشرطیکہ وہ چاندی موضع استعمال میں نہ ہو (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ انگوٹھی صرف چاندی ہی کی پہنی جاسکتی ہے دوسری دھات کی انگوٹھی پہننا حرام ہے مثلاً لوہا، پیتل، تانبا، جست وغیرہا ان دھاتوں کی انگوٹھیاں مرد و عورت دونوں کے لیے ناجائز ہیں فرق اتنا ہے کہ عورت سونا بھی پہن سکتی ہے اور مرد نہیں پہن سکتا۔ حدیث میں ہے کہ ایک شخص حضور کی خدمت میں پیتل کی انگوٹھی پہن کر حاضر ہوئے فرمایا کیا بات ہے کہ تم سے بُت کی بو آتی ہے انھوں نے وہ انگوٹھی پھینک دی پھر دوسرے دن لوہے کی انگوٹھی پہن کر حاضر ہوئے فرمایا کیا بات ہے کہ تم پر جہنمیوں کا زیور دیکھتا ہوں انھوں نے اس کو بھی اُتار دیا۔ اور عرض کی یا رسول اللہ کس چیز کی انگوٹھی بناؤں؟ فرمایا کہ چاندی کی اور اس کو ایک مثقال پورا نہ کرنا (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ بعض علماء نے یشب اور عقیق کی انگوٹھی جائز بتائی اور بعض نے ہر قسم کے پتھر کی انگوٹھی کی اجازت دی اور بعض ان سب کی ممانعت کرتے ہیں لہٰذا احتیاط کا تقاضا یہ ہے کہ چاندی کے سوا ہر قسم کی انگوٹھی سے بچا جائے خصوصاً جب کہ صاحبِ ہدایہ جیسے جلیل القدر کا میلان ان سب کے عدمِ جواز کی طرف ہے۔

مسئلہ انگوٹھی سے مراد حلقہ ہے نگینہ نہیں نگینہ ہر قسم کے پتھر کا ہو سکتا ہے عقیق یاقوت، زمرد، فیروزہ وغیرہا سب کا نگینہ جائز ہے (درمختار)

٩- **مسئلہ** جب ان چیزوں کی انگوٹھیاں مرد و عورت دونوں کے لئے ناجائز ہیں تو ان کا بنانا اور بیچنا بھی ممنوع ہوا کہ یہ ناجائز کام پر اعانت ہے ہاں بیع کی ممانعت ویسی نہیں جیسی پہننے کی ممانعت ہے (درمختار ردالمحتار)

١٠- **مسئلہ** لوہے کی انگوٹھی پر چاندی کا خول چڑھا دیا کہ لوہا بالکل نہ دکھائی دیتا ہو اس انگوٹھی کے پہننے کی ممانعت نہیں (عالمگیری) اس سے معلوم ہوا کہ سونے کے زیوروں میں جو بہت لوگ اندر تانبے یا لوہے کی سلاخ رکھتے ہیں اور اوپر سے سونے کا پتر چڑھا دیتے ہیں اس کا پہننا جائز ہے

١١- **مسئلہ** انگوٹھی کے نگینے میں سوراخ کر کے اس میں سونے کی کیل ڈال دینا جائز ہے (ہدایہ)

١٢- **مسئلہ** انگوٹھی انہیں کے لئے مسنون ہے جن کو مہر کرنے کی حاجت ہوتی ہے جیسے سلطان و قاضی اور علماء جو فتوے پر مہر کرتے ہیں ان کے سوا دوسروں کے لئے جن کو مہر کرنے کی حاجت نہ ہو مسنون نہیں مگر پہننا جائز ہے (عالمگیری)

١٣- **مسئلہ** مرد کو چاہیئے کہ اگر انگوٹھی پہنے تو اس کا نگینہ ہتھیلی کی طرف رکھے اور عورتیں نگینہ ہاتھ کی پشت کی طرف رکھیں کہ ان کا پہننا زینت کے لئے ہے اور زینت اسی صورت میں زیادہ ہے کہ نگینہ باہر کی جانب رہے (ہدایہ)

١٤- **مسئلہ** دہنے یا بائیں جس ہاتھ میں چاہیں انگوٹھی پہن سکتے ہیں اور چھنگلیا میں پہنی جائے (درمختار ردالمحتار)

١٥- **مسئلہ** انگوٹھی پر اپنا نام کندہ کرا سکتا ہے اور اللہ تعالیٰ اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام پاک بھی کندہ کرا سکتا ہے مگر محمد رسول اللہ یعنی یہ عبارت کندہ نہ کرائے کہ یہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی انگشتری پر تین سطروں میں کندہ تھی پہلی سطر محمد دوسری رسول تیسری اسم جلالت اور حضور نے فرما دیا تھا کہ دوسرا شخص اپنی انگوٹھی پر یہ نقش کندہ نہ کرائے ــــ نگینے پر انسان یا کسی جانور کی تصویر کندہ نہ کرائے (درمختار ردالمحتار)

١٦- **مسئلہ** انگوٹھی وہی جائز ہے جو مردوں کی انگوٹھی کی طرح ہو یعنی ایک نگینے کی ہو اور

اگر اُس میں کئی نگینے ہوں تو اگرچہ وہ چاندی ہی کی ہو مرد کے لئے ناجائز ہے (ردالمحتار) اِسی طرح مردوں کے لئے ایک سے زیادہ انگوٹھی پہننا یا چھلے پہننا بھی ناجائز ہے کہ یہ انگوٹھی نہیں عورتیں چھلے پہن سکتی ہیں۔

مسئلہ ہلتے ہوئے دانتوں کو سونے کے تار سے بندھوانا جائز ہے اور اگر کسی کی ناک کٹ گئی ہو تو سونے کی ناک بنوا کر لگا سکتا ہے اِن دونوں صورتوں میں ضرورت کی وجہ سے سونے کو جائز کہا گیا کیوں کہ چاندی کے تار سے دانت باندھے جائیں یا چاندی کی ناک لگائی جائے تو اس میں تعفّن پیدا ہوگا (علمگیری)

مسئلہ دانت گر گیا اُسی دانت کو سونے یا چاندی کے تار سے بندھوا سکتا ہے دوسرے شخص کا دانت اپنے مونھ میں نہیں لگا سکتا (علمگیری)

مسئلہ لڑکوں کو سونے چاندی کے زیور پہنانا حرام ہے اور جس نے پہنایا وہ گنہگار ہوگا اِسی طرح بچوں کے ہاتھ پاؤں میں بلاضرورت مہندی لگانا ناجائز ہے — عورت خود اپنے ہاتھ پاؤں میں لگا سکتی ہے مگر لڑکے کو لگائے گی تو گنہ گار ہوگی (درمختار ردالمحتار)

برتن چھپانے اور سونے کے وقت کے آداب

حدیث ۱ صحیح بخاری و مسلم میں جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب رات کی ابتدائی تاریکی آجائے یا یہ فرمایا کہ جب شام ہو جائے تو بچوں کو سمیٹ لو کہ اُس وقت شیاطین منتشر ہوتے ہیں پھر جب ایک گھڑی رات چلی جائے اب اُنھیں چھوڑ دو اور بسم اللہ کہہ کر دروازے بند کر لو کہ اِس طرح جب دروازہ بند کیا جائے تو شیطان نہیں کھول سکتا اور بسم اللہ کہہ کر مشکوں کے دہانے باندھو اور بسم اللہ پڑھ کر برتنوں کو ڈھانک دو، ڈھانکو نہیں تو یہی کرو کہ اُس پر کوئی چیز آڑی کر کے رکھ دو اور چراغوں کو بجھا دو — اور صحیح بخاری کی ایک روایت میں ہے کہ برتن چھپا دو اور مشکوں کے مونھ بند کر دو اور دروازے بھیڑ دو اور بچوں کو سمیٹ لو

شام کے وقت کیوں کہ اس وقت جن منتشر ہوتے ہیں اور اُچک لیتے ہیں اور سوتے وقت چراغ بجھادو کہ کبھی چوہا بتی گھسیٹ لے جاتا ہے اور گھر جل جاتا ہے ۔ مسلم کی ایک روایت میں ہے برتن چھپادو اور مشک کا موٗنھ باندھ دو اور دروازے بند کر دو اور چراغ بجھادو کہ شیطان مشک کو نہیں کھولے گا اور نہ دروازہ اور برتن کھولے گا اگر کچھ نہ ملے تو بسم اللہ کہہ کر ایک لکڑی آڑی کر کے رکھ دے اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ سال میں ایک رات ایسی آتی ہے کہ اُس میں وبا اُترتی ہے جو برتن چھپا ہوا نہیں ہے یا مشک کا موٗنھ باندھا ہوا نہیں ہے اگر وہاں سے وہ وبا گزرتی ہے تو اُس میں اُتر جاتی ہے۔

حدیث ۲ امام احمد و مسلم و ابو داؤد نے جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا آفتاب ڈوب جائے تو جب تک عشا کی سیاہی جاتی نہ رہے اپنے چوپایوں اور بچوں کو نہ چھوڑو کیوں کہ اس وقت شیاطین منتشر ہوتے ہیں۔

حدیث ۳ صحیح بخاری و مسلم میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سوتے وقت اپنے گھروں میں آگ مت چھوڑا کرو۔

حدیث ۴ صحیح بخاری میں ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ مدینہ میں ایک مکان رات میں جل گیا حضور نے فرمایا کہ یہ آگ تمہاری دشمن ہے جب سویا کرو تو بجھا دیا کرو۔

حدیث ۵ شرح السنۃ میں جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب رات میں کتے کا بھونکنا اور گدھے کی آواز سنو تو اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم پڑھو کہ وہ اُس چیز کو دیکھتے ہیں جس کو تم نہیں دیکھتے اور جب چہل پہل بند ہو جائے تو گھر سے کم نکلو کہ اللہ عزوجل رات میں اپنی مخلوقات میں سے جس کو چاہتا ہے زمین پر منتشر کرتا ہے۔

بیٹھنے اور سونے اور چلنے کے آداب

قرآن مجید میں ارشاد ہے: وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا ۖ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُورٍ عہ وَاقْصِدْ فِي مَشْيِكَ وَاغْضُضْ مِن صَوْتِكَ ۚ إِنَّ أَنكَرَ الْأَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيرِ عہ ١-

ترجمہ: (لقمان نے بیٹے سے کہا) کسی سے بات کرنے میں اپنا رخسارہ ٹیڑھا نہ کر اور زمین میں اِتراتا نہ چل بیشک اللہ کو پسند نہیں ہے کوئی اِتراتے والا فخر کرنے والا اور میانہ چال چل اور اپنی آواز پست کر، بیشک سب آوازوں میں بُری آواز گدھے کی آواز ہے۔

اور فرماتا ہے:- وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا ۖ إِنَّكَ لَن تَخْرِقَ الْأَرْضَ وَلَن تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُولًا عہ ١-

ترجمہ: اور زمین میں اِتراتا نہ چل بے شک تو ہر گز نہ تو زمین چیر ڈالے گا اور نہ تو بلندی میں پہاڑوں کو پہنچے گا۔

اور فرماتا ہے: وَعِبَادُ الرَّحْمَٰنِ الَّذِينَ يَمْشُونَ عَلَى الْأَرْضِ هَوْنًا وَإِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُونَ قَالُوا سَلَامًا ۝ وَالَّذِينَ يَبِيتُونَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَقِيَامًا ۝ (پارہ ۱۹ رکوع ۴) ١-٢

ترجمہ: اور رحمن کے بندے وہ ہیں جو زمین پر آہستہ چلتے ہیں اور جاہل جب اُن سے مخاطبہ کرتے ہیں تو کہتے ہیں سلام اور وہ جو اپنے رب کے لئے سجدہ اور قیام میں رات گزارتے ہیں۔

اور فرماتا ہے: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قِيلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوا فِي الْمَجَالِسِ ١-٢

عہ پ ۲۱ ع ۱۱ سورہ لقمان عہ پ ۱۵ ع ۴۔

فَافْسَحُوْا يَفْسَحِ اللّٰهُ لَكُمْ ۚ وَاِذَا قِيْلَ انْشُزُوْا فَانْشُزُوْا يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ ۙ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ (پ ۲۸ ع ۲)

ترجمہ: اے ایمان والو جب تم سے کہا جائے مجلسوں میں جگہ دو تو جگہ دے دو اللہ تم کو جگہ دے گا اور جب کہا جائے اُٹھ کھڑے ہو تو اُٹھ کھڑے ہو اللہ تعالیٰ تم میں ایمان والوں اور علم والوں کو درجوں بلند کرے گا۔

حدیث ۱ صحیح بخاری و مسلم میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ایسا نہ کرے کہ ایک شخص دوسرے کو اس کی جگہ سے اُٹھا کر خود بیٹھ جائے ولیکن ہٹ جایا کرو اور جگہ کشادہ کر دیا کرو ــــ یعنی بیٹھنے والوں کو یہ چاہیئے کہ آنے والے کے لئے سرک جائیں اور جگہ دے دیں کہ وہ بھی بیٹھ جائے یا یہ کہ آنے والا کسی کو نہ اُٹھائے بلکہ اُن سے کہے کہ سرک جاؤ مجھے بھی جگہ دے دو ــــ صحیح بخاری میں یہ بھی مذکور ہے کہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اسے مکروہ جانتے تھے کہ کوئی شخص اپنی جگہ سے اُٹھ جائے اور یہ اُس کی جگہ پر بیٹھیں ــــ حضرت ابن عمر کا یہ فعل کمال ورع سے تھا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ اُس کا جی نہ چاہتا ہو اور محض ان کی خاطر سے جگہ چھوڑ دی ہو۔

حدیث ۲ ابو داؤد نے سعید بن ابی الحسن سے روایت کی کہتے ہیں کہ ابو بکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمارے پاس ایک شہادت میں آئے ایک شخص اُن کے لئے اپنی جگہ سے اٹھ گیا اُنہوں نے اس جگہ پر بیٹھنے سے انکار کیا اور یہ کہا کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے اور حضور نے اِس سے بھی منع فرمایا ہے کہ کوئی شخص ایسے شخص کے کپڑے سے ہاتھ پونچھے جس کو یہ کپڑا پہنایا نہیں ہے اس حدیث میں بھی اگرچہ یہ نہیں ہے کہ ابو بکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُس شخص کو اس کی جگہ سے اُٹھایا ہو بلکہ وہ شخص خود اُٹھ گیا تھا اور بظاہر یہ صورت ممانعت کی نہیں ہے مگر یہ کمالِ احتیاط ہے کہ اُنہوں نے اِس صورت میں بھی بیٹھنا گوارا نہ کیا کہ اگرچہ اُٹھنے کو کہا نہیں مگر اُٹھا چوں کہ اُنہیں کے لئے ہوا لہٰذا یہ خیال کیا کہ کہیں یہ بھی اُٹھانے ہی کے حکم میں نہ ہو۔

حدیث ۳ صحیح مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنی جگہ سے اٹھ کر گیا پھر آگیا تو اُس جگہ کا وہی حقدار ہے یعنی جب کہ جلد آجائے۔

حدیث ۴ ابو داؤد نے ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب بیٹھتے اور ہم لوگ حضور کے پاس بیٹھتے اور اُٹھ کر تشریف لے جاتے مگر واپسی کا ارادہ ہوتا تو نعلین مبارک یا کوئی چیز وہاں چھوڑ جاتے اس سے صحابہ کو یہ پتہ چلتا کہ حضور تشریف لائیں گے اور سب لوگ ٹھہرے رہتے۔

حدیث ۵ ترمذی و ابو داؤد نے عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کسی کو یہ حلال نہیں کہ دو شخصوں کے درمیان جدائی کر دے (یعنی دونوں کے درمیان میں بیٹھ جائے) مگر اُن کی اجازت سے۔

حدیث ۶ بیہقی نے شعب الایمان میں واثلہ بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور حضور مسجد میں تشریف فرما تھے اُس کے لئے حضور اپنی جگہ سے سرک گئے اُس نے عرض کی یا رسول اللہ جگہ کشادہ موجود ہے (حضور کو سرکنے اور تکلیف فرمانے کی ضرورت نہیں) ارشاد فرمایا مسلم کا یہ حق ہے کہ جب اُس کا بھائی اُسے دیکھے اس کے لئے سرک جائے۔

حدیث ۷ رزین نے ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب مسجد میں بیٹھتے دونوں ہاتھوں سے احتبا کرتے ـــــ احتبا کی صورت یہ ہے کہ آدمی سرین کو زمین پر رکھ دے اور گھٹنے کھڑے کرکے دونوں ہاتھوں سے گھیر لے اور ایک ہاتھ کو دوسرے سے پکڑ لے اس قسم کا بیٹھنا تواضع اور انکسار میں شمار ہوتا ہے۔

حدیث ۸ ابو داؤد نے جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب نماز فجر پڑھ لیتے، چار زانو بیٹھے رہتے یہاں تک کہ آفتاب اچھی طرح طلوع ہو جاتا۔

حدیث ۹ ابو داؤد نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی شخص سایہ میں ہو اور سایہ سمٹ گیا کچھ سایہ میں ہو

گیا کچھ دھوپ میں تو وہاں سے اُٹھ جائے۔

حدیث ۱۰ ابوداؤد نے عمرو بن شرید سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہتے ہیں میں اِس طرح بیٹھا ہوا تھا کہ بائیں ہاتھ کو پیٹھ کر لیا اور داہنے ہاتھ کی ہتھیلی کی گدی پر ٹیک لگالی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میرے پاس سے گزرے اور یہ فرمایا کہ کیا تم اُن لوگوں کی طرح بیٹھتے ہو جن پر خدا کا غضب ہے۔

حدیث ۱۱ ابوداؤد نے جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہتے ہیں کہ جب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتے تو وہاں بیٹھ جاتے جہاں مجلس ختم ہوتی یعنی مجلس کے کنارے پر بیٹھتے اُسے چیر کر اندر نہیں گھستے۔

حدیث ۱۲ طبرانی نے ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی شخص کسی قوم کے پاس آئے اور اُس کی خوشنودی کے لئے وہ لوگ جگہ میں وسعت کردیں تو اللہ پر حق ہے کہ اُن کو راضی کرے۔

حدیث ۱۳ ابوداؤد نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا چند کلمات ہیں کہ جو شخص مجلس سے فارغ ہو کر ان کو تین مرتبہ کہے گا اللہ تعالیٰ اُس کے گناہ مٹا دے گا اور جو شخص مجلس خیر و مجلس ذکر میں اُن کو کہے گا تو اللہ تعالیٰ اِن کے لئے اُس خیر پر مہر کر دے گا جس طرح کوئی شخص انگوٹھی سے مہر کرتا ہے۔ وہ یہ ہیں: سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ

حدیث ۱۴ حاکم نے مستدرک میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو لوگ دیر تک کسی جگہ بیٹھے اور بغیر ذکر اللہ اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود پڑھے وہاں سے متفرق ہو گئے انہوں نے نقصان کیا اگر اللہ چاہے عذاب دے اور چاہے تو بخش دے۔

حدیث ۱۵ بزار نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب بیٹھو جوتے اُتار لو تمہارے قدم آرام پائیں گے۔

حدیث ۱۶ صحیح مسلم میں جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پاؤں پر پاؤں رکھنے سے منع فرمایا ہے جب کہ چت لیٹا ہو۔ ۱ے

حدیث ۱۷ صحیح بخاری و مسلم میں عباد بن تمیم سے روایت ہے وہ اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مسجد میں لیٹے ہوئے میں نے دیکھا حضور نے ایک پاؤں کو دوسرے پر رکھا تھا ـــــ یہ بیانِ جواز کے لئے ہے اور اس صورت میں کہ ستر کھلنے کا اندیشہ نہ ہوا ور پہلی حدیث اُس صورت میں ہے کہ ستر کھلنے کا اندیشہ ہو مثلاً آدمی تہبند پہنے ہو اور چت لیٹ کر ایک پاؤں کھڑا کر کے اُس پر دوسرے کو رکھے تو ستر کھلنے کا اندیشہ ہوتا ہے اور اگر پاؤں پھیلا کر ایک کو دوسرے پر رکھے تو اس صورت میں کھلنے کا اندیشہ نہیں ہوتا۔

حدیث ۱۸ شرحِ سُنہ میں ہے کہ ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب رات میں منزل میں اترتے تو دہنی کروٹ پر لیٹتے اور جب صبح سے کچھ ہی پہلے اُترتے تو دہنے ہاتھ کو کھڑا کرتے اور اُس کی ہتھیلی پر سر رکھ کر لیٹتے۔ ۱ے

حدیث ۱۹ ترمذی نے جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بائیں کروٹ پر تکیہ لگائے ہوئے دیکھا۔ ۱ے

حدیث ۲۰ ترمذی نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک شخص کو پیٹ کے بل لیٹے ہوئے دیکھا فرمایا اس طرح لیٹنے کو اللہ پسند نہیں کرتا۔ ۱ے

حدیث ۲۱ ابو داؤد و ابن ماجہ نے طخفہ غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی (یہ اصحاب صفہ میں سے تھے) کہتے ہیں سینے کی بیماری کی وجہ سے میں پیٹ کے بل لیٹا ہوا تھا کہ اچانک کوئی شخص اپنے پاؤں سے مجھے حرکت دیتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ اس طرح لیٹنے کو اللہ تعالیٰ مبغوض رکھتا ہے میں نے دیکھا تو وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تھے۔ ۱ے

حدیث ۲۲ ابن ماجہ نے ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہتے ہیں میں ۱ے

پیٹ کے بل لیٹا ہوا تھا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میرے پاس سے گزرے اور پاؤں سے ٹھوکر ماری اور فرمایا اے جُندُب (یہ حضرت ابوذر کا نام ہے) یہ جہنمیوں کے لیٹنے کا طریقہ ہے یعنی اس طرح کافر لیٹتے ہیں یا یہ کہ جہنمی جہنم میں اس طرح لیٹیں گے

حدیث ۲۳ ابوداؤد نے علی بن شیبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ایسی چھت پر رات میں رہے جس پر روک نہیں ہے یعنی دیوار یا منڈیر نہیں ہے اُس سے ذمہ بری ہے یعنی اگر رات میں چھت سے گر جائے تو اس کا ذمہ دار وہ خود ہے۔

حدیث ۲۴ ترمذی نے جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اُس چھت پر سونے سے منع فرمایا ہے جس پر روک نہ ہو۔

حدیث ۲۵ ابویعلیٰ نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص عصر کے بعد سوئے اور اس کی عقل جاتی رہے تو وہ اپنے ہی کو ملامت کرے۔

حدیث ۲۶ امام احمد نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تنہائی سے منع فرمایا ــــ یعنی اس سے کہ آدمی تنہا سوئے۔

حدیث ۲۷ صحیح بخاری و مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ایک شخص دو چادریں اوڑھے ہوئے اترا کر چل رہا تھا اور گھمنڈ میں تھا وہ زمین میں دھنسا دیا گیا وہ قیامت تک دھنستا ہی جائے گا۔

حدیث ۲۸ ابوداؤد نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مرد کو دو عورتوں کے درمیان میں چلنے سے منع فرمایا۔

حدیث ۲۹ بیہقی نے شعب الایمان میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب تمہارے سامنے عورتیں آجائیں تو اُن کے درمیان میں نہ گزرو داہنے یا بائیں کا راستہ لے لو۔

مسئلہ قیلولہ کرنا جائز بلکہ مستحب ہے (عالمگیری) غالباً یہ اُن لوگوں کے لئے ہوگا جو

شب بیداری کرتے ہیں، رات میں نمازیں پڑھتے، ذکر الٰہی کرتے ہیں یا کتب بینی یا مطالعہ میں مشغول رہتے ہیں کہ شب بیداری میں جو تکان ہو قیلولہ سے دفع ہو جائے۔

مسئلہ دن کے ابتدائی حصہ میں سونا یا مغرب و عشا کے درمیان میں سونا مکروہ ہے سونے میں مستحب یہ ہے کہ باطہارت سوئے اور کچھ دیر دہنی کروٹ پر دہنے ہاتھ کو رخسارہ کے نیچے رکھ کر قبلہ رُو سوئے پھر اس کے بعد بائیں کروٹ پر اور سوتے وقت قبر میں سونے کو یاد کرے کہ وہاں تنہا سونا ہوگا، سوا اپنے اعمال کے کوئی ساتھ نہ ہوگا ۔۔۔۔۔۔

سوتے وقت یاد خدا میں مشغول ہو۔ تہلیل و تسبیح و تحمید پڑھے یہاں تک کہ سو جائے کہ جس حالت پر انسان ہوتا ہے اسی پر اٹھتا ہے اور جس حالت پر مرتا ہے قیامت کے دن اسی پر اٹھے گا سو کر صبح سے پہلے ہی اٹھ جائے اور اٹھتے ہی یاد خدا کرے یہ پڑھے: اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَحْیَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَیْہِ النُّشُوْرُ۔ اسی وقت اس کا پکا ارادہ کرے کہ پرہیز گاری و تقویٰ کرے گا کسی کو ستائے گا نہیں (عالمگیری)

مسئلہ بعد نماز عشاء باتیں کرنے کی تین صورتیں ہیں اوّل علمی گفتگو کسی سے مسئلہ پوچھنا اس کا جواب دینا یا اس کی تحقیق و تفتیش کرنا اس قسم کی گفتگو سونے سے افضل ہے دوم جھوٹے قصّے کہانی کہنا مسخرہ پن اور ہنسی مذاق کی باتیں کرنا یہ مکروہ ہے سوم مؤانست کی بات چیت کرنا جیسے میاں بیوی میں یا مہمان سے اس کے اُنس کے لئے کلام کرنا یہ جائز ہے اس قسم کی باتیں کرے تو آخر میں ذکر الٰہی میں مشغول ہو جائے اور تسبیح و استغفار پر کلام کا خاتمہ ہونا چاہیئے

مسئلہ دو مرد برہنہ ایک ہی کپڑے کو اوڑھ کر لیٹیں یہ ناجائز ہے اگرچہ بچھونے کے ایک کنارہ پر ایک لیٹا ہو اور دوسرے کنارہ دوسرا ہو، اسی طرح دو عورتوں کا برہنہ ہو کر ایک کپڑے کو اوڑھ کر لیٹنا بھی ناجائز ہے حدیث میں اس کی ممانعت آئی ہے۔

مسئلہ جب لڑکے اور لڑکی کی عمر دس سال کی ہو جائے تو ان کو الگ الگ سلانا چاہیئے یعنی لڑکا جب اتنا بڑا ہو جائے اپنی ماں یا بہن یا کسی عورت کے ساتھ نہ سوئے صرف اپنی زوجہ یا باندی کے ساتھ سو سکتا ہے بلکہ اس عمر کا لڑکا اتنے بڑے لڑکوں یا مردوں کے ساتھ بھی نہ سوئے۔ (در مختار، ردالمحتار)

۱۷ **مسئلہ** میاں بیوی جب ایک چارپائی پر سوئیں تو دس برس کے بچہ کو اپنے ساتھ نہ سلائیں لڑکا جب حدِ شہوت کو پہنچ جائے تو وہ مرد کے حکم میں ہے (درمختار)

۱۸ **مسئلہ** راستہ چھوڑ کر کسی کی زمین میں چلنے کا حق نہیں اور اگر وہاں راستہ نہیں ہے تو چل سکتا ہے مگر جب کہ مالک زمین منع کرے تو اب نہیں چل سکتا۔ یہ حکم ایک شخص کے متعلق ہے اور جو بہت سے لوگ ہوں تو جب تک مالک زمین راضی نہ ہو نہیں چلنا چاہیے۔ راستہ میں پانی ہے اُس کے کنارہ کسی کی زمین ہے ایسی صورت میں اُس زمین میں چل سکتا ہے (عالمگیری) بعض مرتبہ کھیت بو یا ہوتا ہے ظاہر ہے کہ اس میں چلنا کاشتکار کے نقصان کا سبب ہے ایسی صورت میں ہرگز اُس میں چلنا نہ چاہیے بلکہ بعض مرتبہ کاشتکار کھیت کے کنارہ پر جہاں سے چلنے کا احتمال ہوتا ہے کانٹے رکھ دیتے ہیں یہ صاف اِس کی دلیل ہے کہ اُس کی جانب سے چلنے کی ممانعت ہے مگر اس پر بھی بعض لوگ توجہ نہیں کرتے اُن کو جاننا چاہیے کہ اس صورت میں چلنا منع ہے۔

دیکھنے اور چھونے کا بیان

اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے: قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ ○ وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَآئِهِنَّ اَوْ اٰبَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اَبْنَآئِهِنَّ اَوْ اَبْنَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اَخَوٰتِهِنَّ اَوْ نِسَآئِهِنَّ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ اَوِ التّٰبِعِيْنَ غَيْرِ اُولِي الْاِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ اَوِ الطِّفْلِ الَّذِيْنَ لَمْ يَظْهَرُوْا عَلٰى عَوْرٰتِ النِّسَآءِ وَلَا يَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِيْنَ مِنْ زِيْنَتِهِنَّ وَتُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ

تُفْلِحُوْنَ ۝ (پ۱۸ ع ۱۰)

ترجمہ: مسلمان مردوں سے فرما دو اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں یہ اُن کے لئے بہت ستھرا ہے بے شک اللہ کو ان کے کاموں کی خبر ہے اور مسلمان عورتوں کو حکم دو کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں اور اپنا بناؤ نہ دکھائیں مگر جتنا خود ہی ظاہر ہے اور دوپٹے اپنے گریبانوں پر ڈالے رہیں اور اپنا سنگار ظاہر نہ کریں مگر اپنے شوہروں پر یا اپنے باپ یا شوہروں کے باپ یا اپنے بیٹے یا شوہروں کے بیٹے یا اپنے بھائی یا اپنے بھتیجے یا اپنے بھانجے یا اپنے دین کی عورتیں یا اپنی کنیزیں جو اپنے ہاتھ کی ملک ہوں یا نوکر بشرط یہ کہ شہوت والے مرد نہ ہوں یا وہ بچے جنہیں عورتوں کی شرم کی چیزوں کی خبر نہیں اور زمین پر پاؤں نہ ماریں جس سے اُن کا چھپا ہوا سنگار معلوم ہو جائے اور اللہ کی طرف توبہ کرو اے مسلمانو سب کے سب اس امید پر کہ فلاح پاؤ۔

اور فرماتا ہے: يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ يُّعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝

ترجمہ: اے نبی اپنی ازواج اور صاحبزادیوں اور مومنین کی عورتوں سے فرما دو کہ اپنے اوپر اپنی اوڑھنیاں لٹکا لیں اس سے وہ پہچانی جائیں گی اور اُن کو ایذا نہیں دی جائے گی اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

اور فرماتا ہے: وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَآءِ الّٰتِيْ لَا يَرْجُوْنَ نِكَاحًا فَلَيْسَ عَلَيْهِنَّ جُنَاحٌ اَنْ يَّضَعْنَ ثِيَابَهُنَّ غَيْرَ مُتَبَرِّجٰتٍۭ بِزِيْنَةٍ وَاَنْ يَّسْتَعْفِفْنَ خَيْرٌ لَّهُنَّ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝

ترجمہ: بوڑھی خانہ نشین عورتیں جنہیں نکاح کی آرزو نہیں ان پر کچھ گناہ نہیں کہ

اپنے بالائی کپڑے اتار رکھیں جب کہ سنگار ظاہر نہ کریں اور اس سے بچنا اُن کے لئے بہتر ہے اور اللہ سنتا جانتا ہے۔

حدیث ۱ صحیح مسلم میں جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا عورت شیطان کی صورت میں آگے آتی ہے اور شیطان کی صورت میں پیچھے جاتی ہے جب کسی نے کوئی عورت دیکھی اور وہ پسند آگئی اور اس کے دل میں کچھ واقع ہو تو اپنی عورت سے جماع کرے اس سے وہ بات جاتی رہے گی جو دل میں پیدا ہوگئی ہے۔

حدیث ۲ دارمی نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے کسی عورت کو دیکھا اور وہ پسند آگئی تو اپنی زوجہ کے پاس چلا جائے کہ اس کے پاس بھی ویسی ہی چیز ہے جو اُس کے پاس ہے۔

حدیث ۳ صحیح مسلم میں جریر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اچانک نظر پڑ جانے کے متعلق دریافت کیا حضور نے حکم دیا کہ اپنی نگاہ پھیر لو۔

حدیث ۴ امام احمد و ابوداؤد و ترمذی و دارمی نے بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ ایک نظر کے بعد دوسری نظر نہ کرو (یعنی اگر اچانک بلا قصد کسی عورت پر نظر پڑ جائے تو فوراً نظر ہٹالے اور دوبارہ نظر نہ کرے) کہ پہلی نظر جائز ہے اور دوسری جائز نہیں۔

حدیث ۵ ترمذی نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورت عورت ہے یعنی چھپانے کی چیز ہے جب وہ نکلتی ہے تو اسے شیطان جھانک کر دیکھتا ہے یعنی اُسے دیکھنا شیطانی کام ہے۔

حدیث ۶ امام احمد نے ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو مسلمان کسی عورت کی خوبیوں کی طرف پہلی دفعہ نظر کرے یعنی بلا قصد پھر اپنی آنکھ نیچی لے اللہ تعالیٰ اس کے لئے عبادت پیدا کر دے گا جس کا مزہ اُس کو ملے گا۔

حدیث ۷ بیہقی نے حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہتے ہیں مجھے یہ خبر پہنچی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دیکھنے والے پر اور اُس پر جس کی طرف نظر کی گئی اللہ کی لعنت یعنی دیکھنے والا جب بلا عذر قصداً دیکھے اور دوسرا اپنے کو بلا عذر قصداً دکھلائے۔

حدیث ۸ ابن ماجہ نے عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہتی ہیں میں نے حضور کی شرم گاہ کی طرف کبھی نظر نہیں کی۔

حدیث ۹ ترمذی و ابوداؤد و ابن ماجہ بہ روایت بہز بن حکیم عن أبیہ عن جدہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اپنی عورت یعنی ستر کی جگہ کو محفوظ رکھو مگر بی بی سے یا اُس باندی سے جس کے تم مالک ہو، میں نے عرض کی یا رسول اللہ یہ فرمایئے کہ اگر مرد تنہائی میں ہو؟ ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ سے شرم کرنا زیادہ سزاوار ہے۔

حدیث ۱۰ ترمذی نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب مرد عورت کے ساتھ تنہائی میں ہوتا ہے تو تیسرا شیطان ہوتا ہے۔

حدیث ۱۱ ترمذی نے جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جن عورتوں کے شوہر غائب ہیں اُن کے پاس نہ جاؤ کہ شیطان تم میں خون کی طرح تیرتا ہے یعنی شیطان کو بہکاتے دیر نہیں لگتی ہم نے عرض کی اور حضور سے؟ یا رسول اللہ فرمایا اور مجھ سے بھی، مگر اللہ نے میری اس کے مقابل میں مدد فرمائی وہ مسلمان ہو گیا یا میں سلامت رہتا ہوں ـــــ حدیث کے لفظ میں دونوں معنی ہو سکتے ہیں۔

حدیث ۱۲ صحیح بخاری و مسلم میں عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، عورتوں کے پاس جانے سے بچو ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ دیور کے متعلق کیا حکم ہے، فرمایا کہ دیور موت ہے ـــــ یعنی دیور کے سامنے ہونا گویا موت کا سامنا ہے کہ یہاں فتنہ کا زیادہ احتمال ہے۔

حدیث نمبر ۱۳ ترمذی نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا برہنہ ہونے سے بچو کیوں کہ تمہارے ساتھ وہ (فرشتے) ہوتے ہیں جو

جدا نہیں ہوتے مگر صرف پاخانہ کے وقت اور اُس وقت جب مرد اپنی عورت کے پاس جاتا ہے لہٰذا اُن سے حیا کرو اور اُن کا اکرام کرو۔

حدیث ۱۴ ترمذی و ابوداؤد نے جرہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تمہیں معلوم نہیں کہ ران عورت ہے یعنی چھپانے کی چیز ہے۔

حدیث ۱۵ ابوداؤد و ابن ماجہ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ حضور نے فرمایا کہ اے علی ران کو نہ کھولو اور نہ زندہ کی ران کی طرف نظر کرو نہ مردہ کی۔

حدیث ۱۶ صحیح مسلم میں ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ایک مرد دوسرے مرد کی ستر کی جگہ نہ دیکھے اور نہ عورت دوسری عورت کی ستر کی جگہ دیکھے اور نہ مرد دوسرے مرد کے ساتھ ایک کپڑے میں برہنہ سوئے اور نہ عورت دوسری عورت کے ساتھ ایک کپڑے میں برہنہ سوئے۔

حدیث ۱۷ امام احمد و ترمذی و ابوداؤد نے حضرت اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہ یہ اور حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور کی خدمت میں حاضر تھیں کہ عبداللہ بن اُم مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے حضور نے ان دونوں سے فرمایا کہ پردہ کرو کہتی ہیں میں نے عرض کی یا رسول اللہ وہ تو نابینا ہیں ــــ ہمیں نہیں دیکھیں گے ــــ حضور نے فرمایا کیا تم دونوں اندھی ہو؟ ــــ کیا تم اُنہیں نہیں دیکھو گی؟

حدیث ۱۸ صحیح بخاری و مسلم میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ایسا نہ ہو کہ ایک عورت دوسری عورت کے ساتھ رہے پھر اپنے شوہر کے سامنے اُس کا حال بیان کرے گویا یہ اُسے دیکھ رہا ہے۔

حدیث ۱۹ صحیح مسلم میں جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا خبردار کوئی مرد ثیبہ عورت کے یہاں رات کو نہ رہے مگر اُس صورت میں کہ اس سے نکاح کرنے والا ہو یا اس کا ذی محرم ہو۔

حدیث ۲۰ صحیح مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں یہ عرض کی کہ انصاریہ عورت سے نکاح کا میرا

ارادہ ہے حضور نے فرمایا اُسے دیکھ لو کیوں کہ انصار کی آنکھوں میں کچھ ہے۔۔۔ یعنی اُن کی آنکھیں کچھ بھوری ہوتی ہیں۔

حدیث ۲۱ امام احمد و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ و دارمی نے مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہتے ہیں میں نے ایک عورت کو نکاح کا پیغام دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ تم نے اُسے دیکھ لیا ہے؟ عرض کی نہیں۔۔۔ فرمایا اُسے دیکھ لو کہ اس کی وجہ سے تم دونوں کے درمیان موافقت ہونے کا پہلو غالب ہے۔

مسائل فقہیہ اس باب کے مسائل چار قسم کے ہیں ① مرد کا مرد کو دیکھنا ② عورت کا عورت کو دیکھنا ③ عورت کا مرد کو دیکھنا ④ مرد کا عورت کو دیکھنا۔

① مرد مرد کے ہر حصۂ بدن کی طرف نظر کر سکتا ہے سوا اُن اعضا کے جن کا ستر ضروری ہے۔۔۔ وہ ناف کے نیچے سے گھٹنے کے نیچے تک ہے کہ اس حصۂ بدن کا چھپانا فرض ہے جن اعضا کا چھپانا ضروری ہے اُن کو عورت کہتے ہیں۔۔۔ کسی کو گھٹنا کھولے ہوئے دیکھے تو اُسے منع کرے اور ران کھولے ہوئے دیکھے تو سختی سے منع کرے اور شرم گاہ کھولے ہوئے ہو تو اُسے سزا دی جائے گی (عالمگیری)

مسئلہ بہت چھوٹے بچے کے لئے عورت نہیں یعنی اُس کے بدن کے کسی حصہ کا چھپانا فرض نہیں پھر جب کچھ بڑا ہو گیا تو اُس کے آگے پیچھے کا مقام چھپانا ضروری ہے پھر جب اور بڑا ہو جائے دس برس سے زیادہ کا ہو جائے تو اس کے لئے بالغ کا سا حکم ہے (ردالمحتار)

مسئلہ جس حصۂ بدن کی طرف نظر کر سکتا ہے اُس کو چھو بھی سکتا ہے (ہدایہ)

مسئلہ لڑکا جب مراہق ہو جائے اور وہ خوب صورت نہ ہو تو نظر کے بارے میں اُس کا وہی حکم ہے جو مرد کا ہے۔ اور خوب صورت ہو تو عورت کا جو حکم ہے وہ اس کے لئے ہے یعنی شہوت کے ساتھ اس کی طرف نظر کرنا حرام ہے اور شہوت نہ ہو تو اس کی طرف بھی نظر کر سکتا ہے اور اُس کے ساتھ تنہائی بھی جائز ہے شہوت نہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اُسے یقین ہو کہ نظر کرنے سے شہوت نہ ہو گی اور اگر اس کا شبہ بھی ہو تو ہرگز نظر نہ کرے بوسہ کی خواہش پیدا ہونا بھی شہوت کی حد میں داخل ہے (درالمختار)

② **مسئلہ** عورت کا عورت کو دیکھنا اس کا وہی حکم ہے جو مرد کو مرد کی طرف نظر کرنے کا ہے یعنی ناف کے نیچے سے گھٹنے تک نہیں دیکھ سکتی باقی اعضا کی طرف نظر کر سکتی ہے بشرطیکہ شہوت کا اندیشہ نہ ہو (ہدایہ)

مسئلہ عورت صالحہ کو یہ چاہیئے کہ اپنے کو بدکار عورت کے دیکھنے سے بچائے یعنی اُس کے سامنے دوپٹہ وغیرہ نہ اُتارے کیوں کہ وہ اُسے دیکھ کر مردوں کے سامنے اُس کی شکل و صورت کا ذکر کرے گی۔ مسلمان عورت کو یہ بھی حلال نہیں کہ کافرہ کے سامنے اپنا ستر کھولے (علمگیری) گھروں میں کافرہ عورتیں آتی ہیں اور بیبیاں اُن کے سامنے اُسی طرح مواضعِ ستر کھولے ہوئے ہوتی ہیں جس طرح مسلمہ کے سامنے رہتی ہیں اُن کو اس سے اجتناب لازم ہے اکثر جگہ دائیاں کافرہ ہوتی ہیں اور وہ بچہ جنانے کی خدمت انجام دیتی ہیں اگر مسلمان دائیاں مل سکیں تو کافرہ سے ہرگز یہ کام نہ کرایا جائے کہ کافرہ کے سامنے اِن اعضا کے کھولنے کی اجازت نہیں۔

③ **مسئلہ** عورت کا مرد اجنبی کی طرف نظر کرنے کا وہی حکم ہے جو مرد کا مرد کی طرف نظر کرنے کا ہے اور یہ اُس وقت ہے کہ عورت کو یقین کے ساتھ معلوم ہو کہ اس کی طرف نظر کرنے سے شہوت نہیں پیدا ہوگی اور اگر اس کا شبہ بھی ہو تو ہرگز نظر نہ کرے۔ (علمگیری)

مسئلہ عورت مرد اجنبی کے جسم کو ہرگز نہ چھوئے جب کہ دونوں میں سے کوئی جوان ہو اس کو شہوت ہو سکتی ہو اگرچہ اِس بات کا دونوں کو اطمینان ہو کہ شہوت نہیں پیدا ہوگی (علمگیری) بعض جوان عورتیں اپنے پیروں کے ہاتھ پاؤں دباتی ہیں اور بعض پیر اپنی مریدہ سے ہاتھ پاؤں دبواتے ہیں اور اُن میں اکثر دونوں یا ایک حدِ شہوت میں ہوتا ہے ایسا کرنا ناجائز ہے اور دونوں گنہ گار ہیں۔

④ **مسئلہ** مرد کا عورت کو دیکھنا اس کی کئی صورتیں ہیں ① مرد کا اپنی زوجہ یا باندی کو دیکھنا ② مرد کا اپنے محارِم کی طرف نظر کرنا ③ مرد کا آزاد عورت اجنبیہ کو دیکھنا ④ مرد کا دوسرے کی باندی کو دیکھنا۔

① پہلی صورت کا حکم یہ ہے کہ عورت کی ایڑی سے چوٹی تک ہر عُضو کی طرف نظر کر سکتا ہے شہوت اور بلا شہوت دونوں صورتوں میں دیکھ سکتا ہے۔ اسی طرح یہ دونوں قسم کی عورتیں اُس مرد کے ہر عُضو کو دیکھ سکتی ہیں ہاں بہتر یہ ہے کہ مقام مخصوص کی طرف نظر نہ کرے۔ کیوں کہ اس سے نسیان پیدا ہوتا ہے اور نظر میں بھی ضعف پیدا ہوتا ہے اس مسئلے میں باندی سے مراد وہ ہے جس سے وطی جائز ہے (علمگیری، ردالمحتار، درمختار)

مسئلہ جس باندی سے وطی نہ کر سکتا ہو مثلاً وہ مُشرکہ ہے یا مُکاتبہ یا مشترکہ یا رضاعت یا مُصاہرت کی وجہ سے اُس سے وطی حرام ہو وہ اجنبیہ کے حکم میں ہے (دُرمختار)

مسئلہ زوجہ اور اُس باندی کے ہر عُضو کو چھو بھی سکتا ہے اور یہ بھی اُس کے ہر عضو کو چھو سکتی ہے یہاں تک کہ ہر ایک دوسرے کی شرم گاہ کو بھی چھو سکتا ہے (علمگیری)

مسئلہ جماع کے وقت دونوں بالکل برہنہ بھی ہو سکتے ہیں جب کہ وہ مکان چھوٹا دس پانچ ہاتھ کا ہو (علمگیری) **مسئلہ** میاں بی بی جب بچھونے پر ہوں مگر جماع میں مشغول نہ ہوں اس حالت میں اُن کے محارم وہاں اجازت لے کر آ سکتے ہیں۔ بغیر اجازت نہیں آ سکتے — اسی طرح خادم یعنی غلام اور باندی بھی آ سکتی ہے (علمگیری)

مسئلہ باندی کا ہاتھ پکڑ کر مکان کے اندر لے گیا اور دروازہ بند کر لیا اور لوگوں کو معلوم ہو گیا کہ وطی کرنے کے لئے ایسا کیا ہے یہ کروہ ہے۔ یوں ہی سوت کے سامنے بی بی سے وطی کرنا مکروہ ہے (علمگیری)

② **مسئلہ** جو عورت اُس کے محارم میں ہو اس کے سر۔ سینہ۔ پنڈلی۔ بازو۔ کلائی۔ گردن قدم کی طرف نظر کر سکتا ہے جب کہ دونوں میں سے کسی کی شہوت کا اندیشہ نہ ہو۔ محارم کے پیٹ پیٹھ اور ران کی طرف نظر کرنا ناجائز ہے (ہدایہ) اسی طرح کروٹ اور اور گھٹنے کی طرف نظر کرنا بھی ناجائز ہے (ردالمحتار) — کان اور گردن اور شانہ اور چہرہ کی طرف نظر کرنا جائز ہے (علمگیری)

مسئلہ محارم سے مراد وہ عورتیں ہیں جن سے ہمیشہ کے لئے نکاح حرام ہے یہ حرمت نسب سے ہو یا سبب سے مثلاً رضاعت یا مُصاہرت اگر زنا کی وجہ سے حرمتِ مصاہرت ہو جیسے مزنیہ کے اُصول و فُروع ان کی طرف نظر کا بھی یہی حکم ہے (ہدایہ)

۱۵) **مسئلہ** محارم کے جن اعضا کی طرف نظر کر سکتا ہے اُن کو چُھو بھی سکتا ہے جب کہ دونوں میں سے کسی کی شہوت کا اندیشہ نہ ہو مرد اپنی والدہ کے پاؤں دبا سکتا ہے مگر ران اُس وقت دبا سکتا ہے جب کپڑے سے چُھپی ہوئی کپڑے کے اوپر سے اور بغیر حائل چھونا جائز نہیں (علمگیری)

۱۵) **مسئلہ** والدہ کے قدم کو بوسہ بھی دے سکتا ہے حدیث میں ہے جس نے اپنی والدہ کا پاؤں چوما تو ایسا ہے جیسے جنت کی چوکھٹ کو بوسہ دیا (در مختار)

مسئلہ محارم کے ساتھ سفر کرنا یا خلوت میں اُس کے ساتھ ہونا یعنی مکان میں دونوں کا تنہا ہونا کہ کوئی دوسرا وہاں نہ ہو جائز ہے بشرطیکہ شہوت کا اندیشہ نہ ہو (علمگیری)

مسئلہ (۳) دوسرے کی باندی کی طرف نظر کرنے کا وہی حکم ہے جو محارم کا ہے مدبّرہ اور مکاتبہ کا بھی یہی حکم ہے (ہدایہ)

۱۶) **مسئلہ** کنیز کو خریدنے کا ارادہ ہو تو اس کی کلائی اور بازو اور پنڈلی اور سینہ کی طرف نظر کر سکتا ہے کیوں کہ اس حالت میں دیکھنے کی ضرورت ہے اور اُس کے ان اعضا کو بھی چھو سکتا ہے بشرطیکہ شہوت کا اندیشہ نہ ہو (ہدایہ)

مسئلہ (۴) اجنبی عورت کی طرف نظر کرنے کا حکم یہ ہے کہ اُس کے چہرہ اور ہتھیلی کی طرف نظر کرنا جائز ہے کیوں کہ اس کی ضرورت پڑتی ہے کہ کبھی اُس کے موافق یا مخالف شہادت دینی ہوتی ہے یا فیصلہ کرنا ہوتا ہے اگر اُسے نہ دیکھا ہو تو کیوں کر گواہی دے سکتا ہے کہ اس نے ایسا کیا ہے اُس کی طرف دیکھنے میں بھی وہی شرط ہے کہ شہوت کا اندیشہ نہ ہو اور یوں بھی ضرورت ہے کہ بہت سی عورتیں گھر سے باہر آتی جاتی ہیں لہٰذا اس سے بچنا بہت دشوار ہے بعض علماء نے قدم کی طرف بھی نظر کو جائز کہا ہے (درمختار علمگیری)

۱۷) **مسئلہ** اجنبیہ عورت کے چہرہ اور ہتھیلی کو دیکھنا اگرچہ جائز ہے مگر چھونا جائز نہیں اگرچہ شہوت کا اندیشہ نہ ہو کیوں کہ نظر کے جواز کی وجہ ضرورت اور بلوائے عام ہے چھونے کی ضرورت نہیں لہٰذا چھونا حرام ہے اس سے معلوم ہوا کہ ان سے مصافحہ جائز نہیں اسی لئے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بوقتِ بیعت بھی عورتوں سے مصافحہ نہ فرماتے صرف زبان سے بیعت لیتے ہاں اگر وہ بہت زیادہ بوڑھی ہو کہ محلِ شہوت نہ ہو تو اُس سے مصافحہ میں حرج نہیں

یوں ہی اگر مرد بہت زیادہ بوڑھا ہو کہ فتنہ کا اندیشہ ہی نہ ہو تو مصافحہ کر سکتا ہے (ہدایہ)

مسئلہ بہت چھوٹی لڑکی جو مُشتہاۃ نہ ہو اُس کو دیکھنا بھی جائز ہے اور چھونا بھی جائز ہے (ہدایہ)

مسئلہ اجنبیہ عورت نے کسی کے یہاں کام کاج کرنے روٹی پکانے کی نوکری کی ہے اِس صورت میں اُس کی کلائی کی طرف نظر جائز ہے کہ وہ کام کاج کے لئے آستین چڑھائے گی کلائیاں اُس کی کھلیں گی اور جب اس کے مکان میں ہے تو کیوں کر بچ سکے گا اِسی طرح اُس کے دانتوں کی طرف نظر کرنا بھی جائز ہے (عالمگیری)

مسئلہ اجنبیہ عورت کے چہرہ کی طرف اگرچہ نظر جائز ہے جب کہ شہوت کا اندیشہ نہ ہو مگر یہ زمانہ فتنہ کا ہے اِس زمانے میں ویسے لوگ کہاں جیسے اگلے زمانہ میں تھے لہٰذا اِس زمانہ میں اُس کو دیکھنے کی ممانعت کی جائے گی مگر گواہ و قاضی کے لئے کہ بوجہ ضرورت اُن کے لئے نظر کرنا جائز ہے اور ایک صورت اور بھی ہے وہ یہ کہ اُس عورت سے نکاح کرنے کا ارادہ ہو تو اِس نیت سے دیکھنا جائز ہے کہ حدیث میں یہ آیا ہے کہ جس سے نکاح کرنا چاہتے ہو اُس کو دیکھ لو کہ یہ بقائے محبت کا ذریعہ ہوگا اِسی طرح عورت اُس مرد کو جس نے اُس کے پاس پیغام بھیجا ہے دیکھ سکتی ہے اگرچہ اندیشۂ شہوت ہو مگر دیکھنے میں دونوں کی یہی نیت ہو کہ حدیث پر عمل کرنا چاہتے ہیں (دُرِ مختار، ردالمحتار)

مسئلہ جس عورت سے نکاح کرنا چاہتا ہے اگر اُس کو دیکھنا نا ممکن ہو جیسا کہ اِس زمانے کا رواج یہی ہے کہ اگر کسی نے نکاح کا پیغام دے دیا تو کسی طرح بھی اُسے لڑکی کو نہیں دیکھنے دیں گے یعنی اُس سے اِتنا زبردست پردہ کیا جاتا ہے کہ دوسرے سے اُتنا پردہ نہیں ہوتا اِس صورت میں اُس شخص کو یہ چاہیئے کہ کسی عورت کو بھیج کر دکھوالے اور وہ آکر اُس کے سامنے سارا حُلیہ و نقشہ وغیرہ بیان کر دے تاکہ اُسے اُس کی شکل و صورت کے متعلق اِطمینان ہو جائے (ردالمحتار)

مسئلہ جس عورت سے نکاح کرنا چاہتا ہے اُس کی ایک لڑکی بھی ہے اور معلوم ہوا کہ یہ لڑکی بالکل اپنی ماں کی شکل و صورت کی ہے اِس مقصد سے کہ اس کی ماں سے نکاح

کرنا ہے لڑکی کو دیکھنا جائز نہیں جب کہ یہ مُشتہاۃ ہو (ردالمحتار)

مسئلہ اجنبیہ عورت کی طرف نظر کرنے میں ضرورت کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ عورت بیمار ہے اُس کے علاج میں بعض اعضا کی طرف نظر کرنے کی ضرورت پڑتی ہے بلکہ اُس کے جسم کو چھونا پڑتا ہے مثلاً نبض دیکھنے میں ہاتھ چھونا ہوتا ہے یا پیٹ میں ورم کا خیال ہو تو ٹٹول کر دیکھنا ہوتا ہے یا کسی جگہ پھوڑا ہو تو اُسے دیکھنا ہوتا ہے بلکہ بعض مرتبہ ٹٹولنا بھی پڑتا ہے اِس صورت میں موضعِ مرض کی طرف نظر کرنا یا اِس ضرورت سے بقدرِ ضرورت اُس جگہ کو چھونا جائز ہے یہ اُس صورت میں ہے کہ کوئی علاج کرنے والی نہ ہو ورنہ چاہیئے یہ کہ عورتوں کو بھی علاج کرنا سکھایا جائے تاکہ ایسے مواقع پر وہ کام کریں کہ اُن کے دیکھنے وغیرہ میں اتنی خرابی نہیں جو مرد کے دیکھنے وغیرہ میں ہے اکثر جگہ دائیاں ہوتی ہیں جو پیٹ کے ورم کو دیکھ سکتی ہیں جہاں دائیاں دستیاب ہوں مرد کو دیکھنے کی ضرورت باقی نہیں رہتی ـــــ علاج کی ضرورت سے نظر کرنے میں بھی یہ احتیاط ضروری ہے کہ صرف اُتنا ہی حصۂ بدن کھولا جائے جس کے دیکھنے کی ضرورت ہے باقی حصۂ بدن کو اچھی طرح چھپا دیا جائے کہ اُس پر نظر نہ پڑے (ہدایہ وغیرہا)

مسئلہ عمل دینے کی ضرورت ہو تو مرد مرد کے موضعِ حُقنہ کی طرف بھی نظر کرسکتا ہے یہ بھی بوجہ ضرورت جائز ہے اور ختنہ کرنے میں موضعِ ختنہ کی طرف نظر کرنا بلکہ اُس کا چھونا بھی جائز ہے کہ یہ بھی بوجہ ضرورت ہے (ہدایہ، عالمگیری)

مسئلہ عورت کو فصد کرانے کی ضرورت ہے' اور کوئی عورت ایسی نہیں ہے جو اچھی طرح فصد کھولے تو مرد سے فصد کرانا جائز ہے (عالمگیری)

مسئلہ اجنبیہ عورت نے خوب موٹے کپڑے پہن رکھے ہیں کہ بدن کی رنگت وغیرہ نظر نہیں آتی تو اِس صورت میں اُس کی طرف نظر کرنا جائز ہے کہ یہاں عورت کو دیکھنا نہیں ہوا بلکہ اُن کپڑوں کو دیکھنا ہوا یہ اُس وقت ہے کہ اُس کے کپڑے چست نہ ہوں اور اگر چُست کپڑے پہنے ہو کہ جسم کا نقشہ کھچ جاتا ہو مثلاً چست پاجامہ میں پنڈلی اور ران کی پوری ہیئت نظر آتی ہے تو اِس صورت میں نظر کرنا ناجائز ہے اسی طرح بعض عورتیں بہت باریک

کپڑے پہنتی ہیں مثلاً آبِ رواں یا جالی یا باریک ململ ہی کا دوپٹہ جس سے سر کے بال یا بالوں کی سیاہی یا گردن یا کان نظر آتے ہیں اور بعض باریک تنزیب یا جالی کے کرتے پہنتی ہیں کہ پیٹ اور پیٹھ بالکل نظر آتی ہے اس حالت میں نظر کرنا حرام ہے اور ایسے موقع پر اُن کو اس قسم کے کپڑے پہننا بھی ناجائز (عالمگیری)

مسئلہ خصی یعنی جس کے اُنثیین نکال لئے گئے ہوں یا مجبوب جس کا عضوِ تناسل کاٹ لیا گیا جب ان کی عمر پندرہ سال کی ہو تو ان کے لئے بھی اجنبیہ کی طرف نظر کرنا ناجائز ہے یہی حکم زنخوں کا بھی ہے (ہدایہ)

مسئلہ جس عضو کی طرف نظر کرنا ناجائز ہے اگر وہ بدن سے جدا ہو جائے تو اب بھی اُس کی طرف نظر کرنا ناجائز ہی رہے گا مثلاً پیڑو کے بال کہ اُن کو جدا کرنے کے بعد بھی دُوسرا شخص دیکھ نہیں سکتا۔ عورت کے سر کے بال یا اُس کے پاؤں یا کلائی کی ہڈی کہ اس کے مرنے کے بعد بھی اجنبی شخص اُن کو نہیں دیکھ سکتا عورت کے پاؤں کے ناخن کہ اُن کو بھی اجنبی شخص نہیں دیکھ سکتا (درمختار) اکثر دیکھا گیا ہے کہ غسل خانہ یا پاخانہ میں موئے زیرِ ناف مونڈ کر بعض لوگ چھوڑ دیتے ہیں ایسا کرنا درست نہیں بلکہ اُن کو ایسی جگہ ڈال دیں کہ کسی کی نظر نہ پڑے یا زمین میں دفن کر دیں عورتوں کو بھی لازم ہے کہ کنگھا کرنے میں یا سر دھونے میں جو بال نکلیں انہیں کہیں چھپا دیں کہ اُن پر اجنبی کی نظر نہ پڑے۔

مسئلہ عورت کو داڑھی یا مونچھ کے بال نکل آئیں تو اُن کا نوچنا جائز بلکہ مستحب ہے کہ کہیں اُس کے شوہر کو اُس سے نفرت نہ پیدا ہو (ردالمحتار)

مسئلہ اجنبیہ عورت کے ساتھ خلوت یعنی دونوں کا ایک مکان میں تنہا ہونا حرام ہے ہاں اگر وہ بالکل بوڑھی ہے کہ شہوت کے قابل نہ ہو تو خلوت ہو سکتی ہے۔ عورت کو طلاقِ بائن دیدی تو اُس کے ساتھ تنہا مکان میں رہنا ناجائز ہے اور اگر دوسرا مکان نہ ہو تو دونوں کے مابین پردہ لگا دیا جائے تاکہ دونوں اپنے اپنے حصہ میں رہیں یہ اس وقت ہے کہ شوہر فاسق نہ ہو اور اگر فاسق ہو تو ضروری ہے کہ وہاں کوئی ایسی عورت بھی رہے جو شوہر کو عورت سے روکنے پر قادر ہو (ردالمحتار)

مسئلہ محارم کے ساتھ خلوت جائز ہے یعنی دونوں ایک مکان میں تنہا ہو سکتے ہیں مگر رضاعی بہن اور ساس کے ساتھ تنہائی جائز نہیں جب کہ یہ جوان ہوں یہی حکم عورت کی جوان لڑکی کا ہے جو دوسرے شوہر سے ہے (درمختار ردالمحتار)

مکان میں جانے کے لئے اجازت لینا

اللہ عزوجل فرماتا ہے: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتًا غَیْرَ بُیُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا وَ تُسَلِّمُوْا عَلٰۤى اَهْلِهَاؕ ذٰلِكُمْ خَیْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ۝ فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فِیْهَاۤ اَحَدًا فَلَا تَدْخُلُوْهَا حَتّٰى یُؤْذَنَ لَكُمْۚ وَ اِنْ قِیْلَ لَكُمُ ارْجِعُوْا فَارْجِعُوْا هُوَ اَزْكٰى لَكُمْؕ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِیْمٌ ۝ لَیْسَ عَلَیْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَدْخُلُوْا بُیُوْتًا غَیْرَ مَسْكُوْنَةٍ فِیْهَا مَتَاعٌ لَّكُمْؕ وَ اللّٰهُ یَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَ مَا تَكْتُمُوْنَ ۝

ترجمہ: اے ایمان والو اپنے گھروں کے سوا دوسرے گھروں میں داخل نہ ہو جب تک اجازت نہ لے لو اور گھر والوں پر سلام نہ کر لو یہ تمہارے لئے بہتر ہے تاکہ تم نصیحت پکڑو اور اگر ان گھروں میں کسی کو نہ پاؤ تو اندر نہ جاؤ جب تک تمہیں اجازت نہ ملے اور اگر تم سے کہا جائے کہ لوٹ جاؤ تو واپس چلے آؤ یہ تمہارے لئے زیادہ پاکیزہ ہے اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس کو جانتا ہے اس میں تم پر کوئی گناہ نہیں کہ ایسے گھروں کے اندر چلے جاؤ جن میں کوئی رہتا نہیں ہے اور ان میں تمہارا سامان ہے اور اللہ جانتا ہے جو تم ظاہر کرتے ہو اور جس کو چھپاتے ہو۔

اور فرماتا ہے: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لِیَسْتَاْذِنْكُمُ الَّذِیْنَ مَلَكَتْ اَیْمَانُكُمْ وَ الَّذِیْنَ لَمْ یَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنْكُمْ ثَلٰثَ مَرّٰتٍؕ مِنْ قَبْلِ صَلٰوةِ الْفَجْرِ وَ حِیْنَ تَضَعُوْنَ ثِیَابَكُمْ مِّنَ الظَّهِیْرَةِ وَ مِنْۢ بَعْدِ صَلٰوةِ الْعِشَآءِ

ثَلٰثُ عَوْرٰتٍ لَّكُمْ ؕ لَيْسَ عَلَيْكُمْ وَلَا عَلَيْهِمْ جُنَاحٌۢ بَعْدَهُنَّ ؕ طَوّٰفُوْنَ عَلَيْكُمْ بَعْضُكُمْ عَلٰى بَعْضٍ ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝ وَاِذَا بَلَغَ الْاَطْفَالُ مِنْكُمُ الْحُلُمَ فَلْيَسْتَاْذِنُوْا كَمَا اسْتَاْذَنَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝ (پ۱۸ ع۱۰)

ترجمہ: اے ایمان والو چاہیے کہ تم سے اذن لیں وہ جن کے تم مالک ہو (غلام) اور وہ جو تم میں ابھی جوانی کو نہ پہنچے تین وقت نماز صبح سے پہلے اور جب تم اپنے کپڑے اتار رکھتے ہو دوپہر کو اور نماز عشاء کے بعد یہ تین وقت تمہاری شرم کے ہیں ان تین کے علاوہ کچھ گناہ نہیں تم پر نہ اُن پر تمہارے پاس آمد و رفت رکھتے ہیں بعض بعض کے پاس یوں ہی اللہ تمہارے لئے آیتیں بیان کرتا ہے اور اللہ علم و حکمت والا ہے اور جب تم میں کے لڑکے جوانی کو پہنچ جائیں تو وہ بھی اذن مانگیں جیسے اُن کے اگلوں نے اذن مانگا یوں ہی اللہ تمہارے لئے اپنی آیتیں بیان کرتا ہے اور اللہ علم و حکمت والا ہے۔

حدیث ۱ صحیح بخاری و مسلم میں ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمارے پاس آئے اور یہ کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے بلایا تھا میں نے اُن کے دروازہ پر جاکر تین بار سلام کیا جب جواب نہیں ملا تو میں واپس چلا آیا اب حضرت عمر فرماتے ہیں کہ تم کیوں نہیں آئے؟ میں نے کہا کہ میں آیا تھا اور دروازہ پر تین بار سلام کیا جب جواب نہیں ملا تو واپس گیا اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا ہے کہ جب کوئی شخص تین بار اجازت مانگے اور جواب نہ ملے تو واپس جائے حضرت عمر یہ فرماتے ہیں کہ گواہ لاؤ کہ حضور نے ایسا فرمایا ہے۔ ابو سعید خدری کہتے ہیں میں نے جاکر گواہی دی۔

حدیث ۲ صحیح بخاری میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ میں مکان میں گیا حضور کو پیالے میں دودھ ملا اور فرمایا ابو ہر اصحاب صُفّہ کے پاس جاؤ انہیں بلالاؤ تاکہ اُن کو دودھ دیا جائے۔ میں اُنہیں بلا لایا وہ آئے اور اجازت

طلب کی حضور نے اجازت دی تب وہ مکان کے اندر داخل ہوئے۔

حدیث ۳ ابوداؤد نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی شخص بلایا جائے اور اُسی بلانے والے کے ساتھ ہی آئے تو یہی (بلانا) اُس کے لئے اجازت ہے ——— یعنی اس صورت میں اجازت حاصل کرنے کی ضرورت نہیں ہے اور ایک روایت میں ہے کہ آدمی بھیجنا ہی اجازت ہے۔

یہ حکم اُس وقت ہے کہ فوراً آئے اور قرائن سے معلوم ہو کہ صاحب خانہ انتظار میں ہے مکان میں پردہ ہو چکا ہے تو اجازت لینے کی ضرورت نہیں اور اگر دیر میں آئے تو اجازت حاصل کرے جیسا کہ اصحاب صُفّہ نے کیا تھا۔

حدیث ۴ ترمذی و ابوداؤد نے کلدہ بن حنبل سے روایت کی کہتے ہیں کہ صفوان بن اُمیّہ نے مجھے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس بھیجا تھا میں بغیر سلام کئے اور بغیر اجازت اندر چلا گیا حضور نے فرمایا باہر جاؤ اور یہ کہو اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ اَاَدْخُلُ (کیا اندر آجاؤں)

حدیث ۵ امام مالک نے عطاء بن یسار سے روایت کی کہتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ کیا میں اپنی ماں کے پاس جاؤں تو اُس سے بھی اجازت لوں۔ حضور نے فرمایا ہاں۔ اُنہوں نے کہا میں تو اُس کے ساتھ اُسی مکان میں رہتا ہوں۔ حضور نے فرمایا اجازت لے کر اُس کے پاس جاؤ۔ اُنھوں نے کہا میں اُس کی خدمت کرتا ہوں ——— یعنی بار بار آنا جانا ہوتا ہے پھر اجازت کی کیا ضرورت ہے ——— رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اجازت لے کر جاؤ۔ کیا تم یہ پسند کرتے ہو کہ اُسے برہنہ دیکھو۔ عرض کی نہیں فرمایا تو اجازت حاصل کرو۔

حدیث ۶ بیہقی نے شُعَبُ الایمان میں جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اجازت طلب کرنے سے پہلے سلام نہ کرے اُسے اجازت نہ دو۔

حدیث ۷ ابوداؤد نے عبداللہ بن بسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہتے ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کسی کے دروازہ پر تشریف لے جاتے تو دروازہ

کے سامنے نہیں کھڑے ہوتے تھے بلکہ دہنے یا بائیں ہٹ کر کھڑے ہوتے اور یہ فرماتے اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ اور اس کی وجہ یہ تھی کہ اس زمانہ میں دروازوں پر پردے نہیں ہوتے تھے۔

حدیث ۸ ترمذی نے ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی شخص کو یہ حلال نہیں کہ دوسرے کے گھر میں بغیر اجازت حاصل کئے نظر کرے اور اگر نظر کرلی تو داخل ہی ہوگیا ـــــ اور یہ نہ کرے کہ کسی قوم کی امامت کرے اور خاص اپنے لئے دعا کرے اُن کے لئے نہ کرے اور ایسا کیا تو اُن کی خیانت کی۔

حدیث ۹ احمد و نسائی نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو کسی کے گھر میں بغیر اجازت لئے جھانکے اور اُنھوں نے اُس کی آنکھ پھوڑ دی تو نہ دیت ہے نہ قصاص۔

حدیث ۱۰ ترمذی نے ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے اجازت سے قبل پردہ ہٹا کر مکان کے اندر نظر کی اُس نے ایسا کام کیا جو اُس کے لئے حلال نہ تھا اور اگر کسی نے اُس کی آنکھ پھوڑ دی تو اُس پر کچھ نہیں اور اگر کوئی شخص ایسے دروازے پر گیا جس پر پردہ نہیں اور اُس کی نظر گھر والے کی عورت پر پڑ گئی (یعنی بلا قصد) تو اُس کی خطا نہیں گھر والوں کی ہے (کہ اُنھوں نے دروازہ پر پردہ کیوں نہیں لٹکایا)

مسائل فقہیہ **مسئلہ ۱:** جب کوئی شخص دوسرے کے مکان پر جائے تو پہلے اندر آنے کی اجازت حاصل کرے پھر جب اندر جائے تو پہلے سلام کرے اس کے بعد بات چیت شروع کرے۔ اور اگر جس کے پاس گیا ہے وہ باہر ہے تو اجازت کی ضرورت نہیں سلام کرے اس کے بعد کلام شروع کرے (خانیہ)

مسئلہ کسی کے دروازہ پر جاکر آواز دی اُس نے کہا کون؟ تو اس کے جواب میں یہ نہ کہے کہ "میں" جیسا کہ بہت سے لوگ میں کہہ کر جواب دیتے ہیں اس جواب کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ناپسند فرمایا بلکہ جواب میں اپنا نام ذکر کرے کیوں کہ میں کا لفظ تو ہر شخص اپنے کو کہہ سکتا ہے یہ جواب ہی کب ہوا۔

۷۹ **مسئلہ** اگر تم نے اجازت مانگی اور صاحب خانہ نے اجازت نہ دی تو اس سے ناراض نہ ہو، اپنے دل میں کدورت نہ لاؤ، خوشی خوشی وہاں سے واپس آؤ، ہو سکتا ہے اس کو اس وقت تم سے ملنے کی فرصت نہ ہو کسی ضروری کام میں مشغول ہو۔

۷۹ **مسئلہ** اگر ایسے مکان میں جانا ہو کہ اس میں کوئی نہ ہو تو یہ کہو السلامُ علینا وعلیٰ عِبادِ اللّٰہِ الصّٰلِحِین فرشتے اس سلام کا جواب دیں گے (ردالمحتار) یا اس طرح کہے السّلامُ علیکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ کیوں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی روحِ مبارک مسلمانوں کے گھروں میں تشریف فرما ہے (شفا و شرح شفا)

۸۰ **مسئلہ** آنے والے نے سلام نہیں کیا اور بات چیت شروع کر دی تو اُسے اختیار ہے کہ اس کی بات کا جواب نہ دے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے سلام سے قبل کلام کیا اُس کی بات کا جواب نہ دو۔ (ردالمحتار)

۸۱ **مسئلہ** آنے کے وقت بھی سلام کرے اور جاتے وقت بھی یہاں تک کہ دونوں کے درمیان میں اگر دیوار یا درخت حائل ہو جائے جب بھی سلام کرے (ردالمحتار)

سَلام کا بیَان

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَاِذَا حُیِّیْتُمْ بِتَحِیَّۃٍ فَحَیُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْھَآ اَوْ رُدُّوْھَا اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلٰی کُلِّ شَیْئٍ حَسِیْبًا۔

ترجمہ: جب تم کو کوئی کسی لفظ سے سلام کرے تو تم اس سے بہتر لفظ جواب میں کہو یا وہی کہہ دو بے شک اللہ ہر چیز پر حساب لینے والا ہے۔

اور فرماتا ہے: فَاِذَا دَخَلْتُمْ بُیُوْتًا فَسَلِّمُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِکُمْ تَحِیَّۃً مِّنْ عِنْدِ اللّٰہِ مُبٰرَکَۃً طَیِّبَۃً۔

ترجمہ: جب تم گھروں پر جاؤ تو اپنوں کو سلام کرو اللہ کی طرف سے تحیت ہے مبارک پاکیزہ۔

حدیث ۱ صحیح بخاری و مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو اُن کی صورت پر پیدا فرمایا اُن کا قد ساٹھ ہاتھ کا تھا۔ جب پیدا کیا یہ فرمایا کہ اُن فرشتوں کے پاس جاؤ اور سلام کرو اور سنو کہ وہ تمہیں کیا جواب دیتے ہیں۔ جو کچھ وہ تحیت کریں وہی تمہاری اور تمہاری ذریت کی تحیت ہے حضرت آدم علیہ السلام نے اُن کے پاس جا کر السلام علیکم کہا انہوں نے جواب میں کہا السلام علیک ورحمۃ اللہ۔ حضور نے فرمایا کہ جواب میں ملائکہ نے ورحمۃ اللہ زیادہ کیا۔ حضور نے فرمایا جو شخص جنت میں جائے گا وہ آدم علیہ السلام کی صورت پر ہو گا اور ساٹھ ہاتھ لمبا ہو گا۔ آدم علیہ السلام کے بعد لوگوں کی خلقت کم ہوتی گئی۔ یہاں تک کہ اب (بہت چھوٹے قد کا انسان ہوتا ہے)

حدیث ۲ صحیح بخاری و مسلم میں عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ اسلام کی کون سی چیز سب سے اچھی ہے۔؟ حضور نے فرمایا کھانا کھلاؤ اور جس کو پہچانتے ہو اور نہیں پہچانتے سب کو سلام کرو۔

حدیث ۳ نسائی نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ایک مومن کے دوسرے مومن پر چھ حق ہیں۔

(۱) جب وہ بیمار ہو تو عیادت کرے۔
(۲) اور جب وہ مر جائے تو اُس کے جنازے میں حاضر ہو۔
(۳) اور جب وہ بلائے تو اجابت کرے یعنی حاضر ہو۔
(۴) اور جب اُس سے ملے تو سلام کرے۔
(۵) اور جب چھینکے تو جواب دے۔
(۶) اور حاضر و غائب اُس کی خیر خواہی کرے۔

حدیث ۴ ترمذی و دارمی نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا مسلم کے مسلم پر چھ حقوق ہیں۔

(۱) معروف کے ساتھ جب اُس سے ملے تو سلام کرے۔

(۲) اور جب وہ بلائے اجابت کرے۔
(۳) اور جب چھینکے یہ جواب دے۔
(۴) اور جب بیمار ہو عیادت کرے۔
(۵) اور جب وہ مرجائے اُس کے جنازے کے ساتھ جائے۔
(۶) اور جو چیز اپنے لئے پسند کرے اُس کے لئے پسند کرے۔

حدیث ۵ صحیح مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنت میں تم نہیں جاؤ گے جب تک ایمان نہ لاؤ اور تم مومن نہیں ہو گے جب تک آپس میں محبت نہ کرو کیا تمہیں ایسی چیز نہ بتاؤں کہ جب تم اُسے کرو تو آپس میں محبت کرنے لگو گے وہ یہ ہے کہ آپس میں سلام کو پھیلاؤ۔

حدیث ۶ امام احمد و ترمذی و ابوداؤد ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص پہلے سلام کرے وہ رحمتِ الٰہی کا زیادہ مستحق ہے۔

حدیث ۷ بیہقی نے شعب الایمان میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا — جو پہلے سلام کرتا ہے وہ تکبر سے بری ہے۔

حدیث ۸ ابوداؤد نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی شخص اپنے بھائی سے ملے تو اُسے سلام کرے پھر اُن دونوں کے درمیان درخت یا دیوار یا پتھر حائل ہو جائے اور پھر ملاقات ہو تو پھر سلام کرے۔

حدیث ۹ ترمذی نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا بیٹے جب گھر والوں کے پاس جاؤ تو انہیں سلام کرو — تم پر اور تمہارے گھر والوں پر اس کی برکت ہوگی۔

حدیث ۱۰ ترمذی نے جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سلام بات چیت کرنے سے پہلے ہے۔

حدیث ۱۱ ترمذی نے جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا سلام کو کلام سے پہلے ہونا چاہیئے — اور کسی کو کھانے کے لئے نہ بلاؤ جب تک وہ سلام نہ کرے۔

حدیث ۱۲ ابن النجار نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا سوال سے پہلے سلام ہے۔ جو شخص سلام سے پہلے سوال کرے اُسے جواب نہ دو۔

حدیث ۱۳ ترمذی و ابوداؤد نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کسی مجلس تک کوئی پہنچے تو سلام کرے — پھر اگر وہاں بیٹھنا ہو تو بیٹھ جائے — پھر جب وہاں سے اُٹھے سلام کرے کیوں کہ پہلی مرتبہ کا سلام پچھلی مرتبہ کے سلام سے زیادہ بہتر نہیں ہے —— یعنی جیسے وہ سنّت ہے یہ بھی سنّت ہے۔

حدیث ۱۴ امام مالک و بیہقی نے شعب الایمان میں طفیل بن اُبی بن کعب سے روایت کی کہ یہ صبح کو ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس جاتے تو وہ اُن کو اپنے ساتھ بازار لے جاتے وہ گھٹیا چیزوں کے بیچنے والے، اور کسی بیچنے والے اور مسکین یا کسی کے سامنے سے گزرتے سب کو سلام کرتے — طفیل کہتے ہیں کہ ایک دن میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس آیا — اُنھوں نے بازار چلنے کو کہا۔ میں نے کہا آپ بازار جاکر کیا کریں گے؟ نہ تو آپ وہاں کھڑے ہوتے ہیں، نہ سَودے کے متعلق کچھ دریافت کرتے ہیں، نہ کسی چیز کا نرخ چکاتے ہیں، اور نہ بازار کی مجلسوں میں بیٹھتے ہیں یہیں بیٹھے باتیں کیجئے — یعنی حدیثیں سنائیے اُنھوں نے فرمایا ہم سلام کرنے کے لئے بازار جاتے ہیں کہ جو ملے گا اُسے سلام کریں گے۔

حدیث ۱۵ امام احمد و بیہقی نے شُعب الایمان میں جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ ایک دن نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور یہ عرض کی کہ فلاں شخص کے میرے باغ میں کچھ پھل ہیں اُن کی وجہ سے مجھے تکلیف ہے حضور نے آدمی بھیج کر اُسے بُلایا اور یہ فرمایا کہ اپنے پھلوں کو بیچ ڈالو۔ اُس نے کہا نہیں بیچوں گا، حضور نے فرمایا ہبہ کردو۔ اُس نے کہا نہیں، حضور نے فرمایا اس کو جنّت کے پھل کے عوض

بیچ دو، اُس نے کہا نہیں۔ حضور نے فرمایا تجھ سے بڑھ کر بخیل میں نے نہیں دیکھا اگر وہ شخص جو سلام کرنے میں بخل کرتا ہے۔

حدیث ۱۶ بیہقی نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی فرمایا جماعت کہیں سے گزری اور اس میں سے ایک نے سلام کر لیا یہ کافی ہے اور جو لوگ بیٹھے ہیں اُن میں سے ایک نے جواب دے دیا یہ کافی ہے۔ یعنی سب پر جواب دینا ضروری نہیں۔

حدیث ۱۷ صحیح بخاری و مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سوار پیدل کو سلام کرے اور چلنے والا بیٹھے ہوئے کو سلام کرے اور تھوڑے آدمی زیادہ آدمیوں کو سلام کریں۔ یعنی ایک طرف زیادہ ہوں اور دوسری طرف کم تو سلام وہ لوگ کریں جو کم ہیں۔ بخاری کی دوسری روایت اُنھیں سے یہ ہے کہ چھوٹا بڑے کو سلام کرے اور گزرنے والا بیٹھے ہوئے کو اور تھوڑے زیادہ کو۔

حدیث ۱۸ صحیح بخاری و مسلم میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بچوں کے سامنے سے گزرے اور بچوں کو سلام کیا۔

حدیث ۱۹ صحیح مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا یہود و نصاریٰ کو ابتداءً سلام نہ کرو اور جب تم اُن سے راستہ میں ملو تو اُن کو تنگ راستہ کی طرف مضطر کرو۔

حدیث ۲۰ صحیح بخاری و مسلم میں اُسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک مجلس پر گزرے جس میں مسلمان اور مشرکین بت پرست اور یہود سب ہی تھے حضور نے سلام کیا یعنی مسلمانوں کی نیت سے۔

حدیث ۲۱ صحیح بخاری و مسلم میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب یہود تم کو سلام کرتے ہیں تو یہ کہتے ہیں اَلسَّامُ عَلَیْکَ تو تم اس کے جواب میں وَعَلَیْکَ کہو یعنی وَعَلَیْکَ السَّلَام نہ کہو۔ سام کے معنی موت ہیں وہ لوگ حقیقۃً سلام نہیں کرتے بلکہ مسلم کے جلد مر جانے کی دعا کرتے ہیں۔ اسی کی مثل انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی مروی ہے کہ اہل کتاب سلام کریں تو ان کے جواب میں وعلیکم کہہ دو

حدیث ۲۲ صحیح بخاری و مسلم میں ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ راستوں میں بیٹھنے سے بچو۔ لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ ہمیں راستہ میں بیٹھنے سے چارہ نہیں۔ ہم وہاں آپس میں بات چیت کرتے ہیں ــــ فرمایا جب تم نہیں مانتے بیٹھنا ہی چاہتے ہو تو راستہ کا حق ادا کرو۔ لوگوں نے عرض کی راستہ کا حق کیا ہے فرمایا کہ نظر نیچی رکھنا اور اذیت کو دور کرنا اور سلام کا جواب دینا اور اچھی بات کا حکم کرنا اور بری باتوں سے منع کرنا ــــ دوسری روایت میں ہے اور راستہ بتانا ــــ ایک اور روایت میں ہے فریاد کرنے والے کی فریاد سننا اور بھولے ہوئے کو ہدایت کرنا۔

حدیث ۲۳ شرح سنہ میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ راستوں کے بیٹھنے میں بھلائی نہیں ہے مگر اُس کے لیے جو راستہ بتلائے اور سلام کا جواب دے اور نظر نیچی رکھے اور بوجھ لادنے پر مدد کرے۔

حدیث ۲۴ ترمذی و ابو داؤد نے عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ ایک شخص نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور السلام علیکم کہا۔ حضور نے اُسے جواب دیا وہ بیٹھ گیا۔ حضور نے ارشاد فرمایا اس کے لئے دس ــــ یعنی دس نیکیاں ہیں پھر دوسرا آیا اور السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہا ــــ حضور نے جواب دیا، وہ بیٹھ گیا، ارشاد فرمایا اس کے لئے بیس ــــ پھر تیسرا شخص آیا اور السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، کہا اس کو جواب دیا اور یہ بھی بیٹھ گیا، حضور نے فرمایا اس کے لئے تیس اور معاذ بن انس کی روایت میں ہے کہ پھر ایک شخص آیا اس نے کہا السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ومغفرتہ، حضور نے فرمایا اس کے لئے چالیس اور فضائل اسی طرح ہوتے ہیں ــــ یعنی جتنا کام زیادہ ہوگا ثواب بھی بڑھتا جائے گا۔

حدیث ۲۵ ترمذی میں بروایت عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ہمارے غیر کے ساتھ تشبہ کرے وہ ہم میں سے نہیں ــــ یہود و نصاریٰ کے ساتھ تشبہ نہ کرو ــــ یہودیوں کا سلام انگلیوں کے اشارے سے ہے ــــ اور نصاریٰ کا سلام ہتھیلیوں کے اشارے سے ہے۔

حدیث ۲۶ ابو داؤد و ترمذی نے ابو جُری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہتے ہیں نے حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ کہا علیک السلام یا رسول اللہ میں نے دو مرتبہ کہا حضور نے فرمایا علیک السلام نہ کہو علیک السلام مُردے کی تحیت ہے السلام علیک کہا کرو۔

مسائل فقہیہ سلام کرنے میں یہ نیت ہو کہ اس کی عزت و آبرو اور مال سب کچھ اس کی حفاظت میں ہے ان چیزوں سے تعرض کرنا حرام ہے (ردالمحتار)

مسئلہ صرف اُسی کو سلام نہ کرے جس کو پہچانتا ہو بلکہ ہر مسلمان کو سلام کرے چاہے پہچانتا ہو یا نہ پہچانتا ہو۔ بلکہ بعض صحابہ کرام اسی ارادہ سے بازار جاتے تھے کہ کثرت سے لوگ ملیں گے اور زیادہ سلام کرنے کا موقع ملے گا۔

مسئلہ اس میں اختلاف ہے کہ افضل کیا ہے؟ سلام کرنا یا جواب دینا۔ کسی نے کہا جواب دینا افضل ہے کیوں کہ سلام کرنا سنت ہے اور جواب دینا واجب ہے۔ بعض نے کہا کہ سلام کرنا افضل ہے کہ اس میں تواضع ہے جواب تو سبھی دے دیتے ہیں مگر سلام کرنے میں بعض مرتبہ بعض لوگ کسرِ شان سمجھتے ہیں (علمگیری)

مسئلہ ایک شخص کو سلام کرے تو اُس کے لئے بھی لفظ جمع ہونا چاہیئے یعنی السلام علیکم کہے اور جواب دینے والا بھی وعلیکم السلام کہے۔ بجائے علیکم علیک نہ کہے اور دو یا دو سے زیادہ کو سلام کرے جب بھی علیکم کہے۔ اور بہتر یہ ہے کہ سلام میں رحمت و برکت کا بھی ذکر کرے یعنی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ کہے۔ اور جواب دینے والا بھی وہی کہے۔ برکاتہٗ پر سلام کا خاتمہ ہوتا ہے۔ اس کے بعد اور الفاظ زیادہ کرنے کی ضرورت نہیں (علمگیری)

مسئلہ جواب میں واؤ ہونا یعنی وعلیکم السلام کہنا بہتر ہے اور اگر صرف علیکم السلام بغیر واؤ کہا یہ بھی ہو سکتا ہے اور اگر جواب میں اُس نے بھی وہی "السلام علیکم" کہہ دیا تو اس سے بھی جواب ہو جائے گا (علمگیری)

مسئلہ اگرچہ سلامٌ علیکم بھی سلام ہے مگر یہ لفظ شیعوں میں اس طرح جاری ہے کہ اس کے کہنے سے سننے والے کا ذہن فوراً اس کی طرف منتقل ہوتا ہے کہ یہ شخص شیعی ہے لہٰذا اس سے بچنا ضروری ہے۔

ابو جُری بالتصغیر ...

مسئلہ سلام کا جواب فوراً دینا واجب ہے بلا عذر تاخیر کی تو گنہ گار ہوا اور یہ گناہ جواب دینے سے دفع نہ ہوگا بلکہ توبہ کرنی ہوگی (درمختار ردالمحتار)

مسئلہ جن لوگوں کو اس نے سلام کیا اُن میں سے کسی نے جواب نہ دیا بلکہ کسی اور نے جو اِس مجلس سے خارج تھا جواب دیا تو یہ جواب اہلِ مجلس کی طرف سے نہیں ہوا یعنی وہ لوگ بریُ الذمہ نہ ہوئے (ردالمحتار)

مسئلہ ایک جماعت دوسری جماعت کے پاس آئی اور کسی نے سلام نہ کیا تو سب نے سنت کو ترک کیا سب پر اِلزام ہے اور اگر اُن میں سے ایک نے سلام کر لیا تو سب بَری ہوگئے اور افضل یہ ہے کہ سب ہی سلام کریں۔ یوں ہی اگر اُن میں سے کسی نے جواب نہ دیا تو سب گنہ گار ہوئے اور ایک نے جواب دے دیا تو سب بری ہوگئے اور افضل یہ ہے کہ سب جواب دیں (عالمگیری)

مسئلہ ایک شخص مجلس میں آیا اور اُس نے سلام کیا، اہلِ مجلس پر جواب دینا واجب ہے اور دوبارہ پھر سلام کیا تو جواب دینا واجب نہیں۔ مجلس میں آکر کسی نے السلام علیک کہا یعنی صیغہ واحد بولا اور کسی ایک شخص نے جواب دے دیا تو جواب ہوگیا خاص اس کو جواب دینا واجب نہیں جس کی طرف اس نے اشارہ کیا ہے۔ ہاں اگر اس نے کسی شخص کا نام لے کر سلام کیا کہ فلاں صاحب السلام علیک تو خاص اُس شخص کو جواب دینا ہوگا دوسرے کا جواب اس کے جواب کے قائم مقام نہیں ہوگا (خانیہ عالمگیری)

مسئلہ اہلِ مجلس پر سلام کیا اُن میں سے کسی نابالغ عاقل نے جواب دے دیا تو یہ جواب کافی ہے۔ اور بڑھیا نے جواب دیا یہ جواب بھی ہوگیا۔ جوان عورت یا مجنون یا ناسمجھ بچے نے جواب دیا یہ ناکافی ہے (درمختار)

مسئلہ سائل نے دروازہ پر آکر سلام کیا اِس کا جواب دینا واجب نہیں۔ کچہری میں قاضی جب اجلاس کر رہا ہو اُس کو سلام کیا گیا قاضی پر جواب دینا واجب نہیں۔ لوگ کھانا کھا رہے ہوں اُس وقت کوئی آیا تو سلام نہ کرے۔ ہاں اگر یہ بھوکا ہے اور جانتا ہے کہ اُسے وہ لوگ کھانے میں شریک کر لیں گے تو سلام کرے (خانیہ بزازیہ)

یہ اُس وقت ہے کہ کھانے والے کے مُنہ میں لقمہ ہے اور وہ چبا رہا ہے کہ اُس وقت وہ جواب دینے سے عاجز ہے اور ابھی کھانے کے لئے بیٹھا ہی ہے یا کھا چکا ہے تو سلام کر سکتا ہے کہ اب وہ عاجز نہیں (ردالمحتار)

۷) **مسئلہ** ایک شخص شہر سے آرہا ہے دوسرا دیہات سے دونوں میں کون سلام کرے؟ بعض نے کہا شہری دیہاتی کو سلام کرے اور بعض علماء فرماتے ہیں دیہاتی شہری کو سلام کرے ایک شخص بیٹھا ہوا ہے دوسرا یہاں سے گزرا تو یہ گزرنے والا بیٹھے ہوئے کو سلام کرے اور چھوٹا بڑے کو سلام کرے اور سوار پیدل کو سلام کرے اور تھوڑے زیادہ کو سلام کریں ایک شخص پیچھے سے آیا یہ آگے والے کو سلام کرے (بزازیہ علمگیری)

۷) **مسئلہ** مرد اور عورت کی ملاقات ہو تو مرد عورت کو سلام کرے اور اگر عورت اجنبیہ نے مرد کو سلام کیا اور وہ بوڑھی ہو تو اس طرح جواب دے کہ وہ بھی سُنے اور وہ جوان ہو تو اس طرح جواب دے کہ وہ نہ سنے (خانیہ)

مسئلہ جب اپنے گھر میں جائے تو گھر والوں کو سلام کرے بچّوں کے سامنے گزرے تو اُن بچّوں کو سلام کرے (علمگیری)

۹) **مسئلہ** کفّار کو سلام نہ کرے اور وہ سلام کریں تو جواب دے سکتا ہے مگر جواب میں صرف علیکم کہے ـــــ اگر ایسی جگہ گزرنا ہو جہاں مسلم و کافر دونوں ہوں تو السلام علیکم کہے اور مسلمانوں پر سلام کا ارادہ کرے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ السلام علیٰ من اتبع الھدیٰ کہے (علمگیری)

مسئلہ کافر کو اگر حاجت کی وجہ سے سلام کیا مثلاً سلام نہ کرنے میں اُس سے اندیشہ ہے تو حرج نہیں اور بہ قصدِ تعظیم کافر کو ہرگز ہرگز سلام نہ کرے کہ کافر کی تعظیم کفر ہے (درمختار)

۱۰) **مسئلہ** سلام اس لئے ہے کہ ملاقات کرنے کو جو شخص آئے وہ سلام کرے کہ زائر اور ملاقات کرنے والے کی یہ تحیت ہے لہٰذا جو شخص مسجد میں آیا اور حاضرینِ مسجد تلاوتِ قرآن و تسبیح و درود میں مشغول ہیں یا انتظارِ نماز میں بیٹھے ہیں تو سلام نہ کرے کہ یہ سلام کا وقت نہیں ـــــ اسی واسطے فقہا یہ فرماتے ہیں کہ اُن کو اختیار ہے کہ جواب دیں یا نہ دیں ـــ یہاں

اگر کوئی شخص مسجد میں اس لئے بیٹھا ہے کہ لوگ اُس کے پاس ملاقات کو آئیں تو آنے والے سلام کریں (عالمگیری)

مسئلہ کوئی شخص تلاوت میں مشغول ہے یا درس و تدریس یا علمی گفتگو یا سبق کی تکرار میں ہے تو اُس کو سلام نہ کرے۔ اسی طرح اذان واقامت وخطبہ جمعہ وعیدین کے وقت سلام نہ کرے سب لوگ علمی گفتگو کر رہے ہوں یا ایک شخص بول رہا ہے باقی سُن رہے ہوں دونوں صورتوں میں سلام نہ کرے مثلاً عالم وعظ کہہ رہا ہے یا دینی مسئلہ پر تقریر کر رہا ہے اور حاضرین سُن رہے ہیں آنے والا شخص چپکے سے آکر بیٹھ جائے سلام نہ کرے (عالمگیری)

مسئلہ عالم دین تعلیم دین میں مشغول ہے طالب علم آیا تو سلام نہ کرے اور سلام کیا تو اُس پر جواب دینا واجب نہیں (عالمگیری) اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اگرچہ وہ پڑھا نہ رہا ہو سلام کا جواب دینا واجب نہیں کیوں کہ یہ اُس کی ملاقات کو نہیں آیا ہے کہ اس کے لئے سلام کرنا مسنون ہو بلکہ پڑھنے کے لئے آیا ہے جس طرح قاضی کے پاس جو لوگ اجلاس میں جاتے ہیں وہ ملنے کو نہیں جاتے بلکہ اپنے مقدمہ کے لئے جاتے ہیں۔

مسئلہ جو شخص ذکر میں مشغول ہو اُس کے پاس کوئی شخص آیا تو سلام نہ کرے اور کیا تو ذاکر پر جواب واجب نہیں (عالمگیری)

مسئلہ جو شخص پیشاب پاخانہ پھر رہا ہے یا کبوتر اڑا رہا ہے یا گا رہا ہے یا حمام یا غسل خانہ میں ننگا نہا رہا ہے اُس کو سلام نہ کیا جائے اور اُس پر جواب دینا واجب نہیں (عالمگیری) پیشاب کے بعد ڈھیلا لے کر استنجا سکھانے کے لئے ٹہلتے ہیں یہ بھی اسی حکم میں ہے کہ پیشاب کر رہا ہے۔

مسئلہ جو شخص علانیہ فسق کرتا ہو اُسے سلام نہ کرے کسی کے پڑوس میں فساق رہتے ہیں مگر اُن سے یہ اگر سختی برتتا ہے تو وہ اس کو زیادہ پریشان کریں گے اور نرمی کرتا ہے اُن سے سلام کلام جاری رکھتا ہے تو وہ ایذا پہنچانے سے باز رہتے ہیں تو ان کے ساتھ ظاہری طور پر میل جول رکھنے میں یہ معذور ہے (عالمگیری)

مسئلہ جو لوگ شطرنج کھیل رہے ہوں اُن کو سلام کیا جائے یا نہ کیا جائے جو علما

سلام کرنے کو جائز فرماتے ہیں وہ یہ کہتے ہیں کہ سلام اس مقصد سے کرے کہ اتنی دیر تک کہ وہ جواب دیں گے کھیل سے باز رہیں گے۔ یہ سلام اُن کو معصیت سے بچانے کے لیے ہے اگرچہ اتنی ہی دیر تک سہی۔ جو فرماتے ہیں کہ سلام کرنا ناجائز ہے اُن کا مقصد زجر و توبیخ ہے کہ اس میں اُن کی تذلیل ہے (عالمگیری)

مسئلہ کسی سے کہہ دیا کہ فلاں کو میرا سلام کہہ دینا اُس پر سلام پہنچانا واجب ہے اور جب اُس نے سلام پہنچایا تو جواب یوں دے کہ پہلے اس پہنچانے والے کو اس کے بعد اُس کو جس نے سلام بھیجا ہے۔ یعنی یہ کہے "وعلیک وعلیہ السلام" (عالمگیری)

یہ سلام پہنچانا اُس وقت واجب ہے جب اُس نے اس کا التزام کرلیا ہو۔ یعنی کہہ دیا ہو کہ ہاں تمہارا سلام کہہ دوں گا کہ اس وقت یہ سلام اُس کے پاس امانت ہے، جو اُس کا حق دار ہے اُس کو دینا ہی ہوگا، ورنہ یہ بمنزلہ ودیعت ہے کہ اس پر یہ لازم نہیں کہ سلام پہنچانے وہاں جائے۔ اسی طرح حاجیوں سے لوگ یہ کہہ دیتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دربار میں میرا سلام عرض کردینا یہ سلام بھی پہنچانا واجب ہے (ردالمحتار)

مسئلہ خط میں سلام لکھا ہوتا ہے اس کا بھی جواب دینا واجب ہے اور یہاں جواب دو طرح ہوتا ہے ایک یہ کہ زبان سے جواب دے دوسری صورت یہ ہے کہ سلام کا جواب لکھ کر بھیجے (درمختار ردالمحتار) مگر چوں کہ جواب سلام فوراً دینا واجب ہے جیسا کہ اُوپر مذکور ہوا تو اگر فوراً تحریری جواب نہ ہو جیسا کہ عموماً یہی ہوتا ہے کہ خط کا جواب فوراً ہی نہیں لکھا جاتا خواہ مخواہ کچھ دیر ہوتی ہے تو زبان سے جواب فوراً دے دے تاکہ تاخیر سے گناہ نہ ہو۔ اسی وجہ سے علامہ سید احمد طحطاوی نے اس جگہ فرمایا وَالنَّاسُ عَنْہُ غَافِلُوْنَ یعنی لوگ اس سے غافل ہیں۔ اعلیٰ حضرت قبلہ قدس سرہٗ جب خط پڑھا کرتے تو خط میں جو السلام علیکم لکھا ہوتا ہے اس کا جواب زبان سے دے کر بعد کا مضمون پڑھتے۔

مسئلہ سلام کی میم کو ساکن کہا یعنی سلامْ علیکم جیسا کہ اکثر جاہل اسی طرح کہتے ہیں یا سلامُ علیکم میم کو پیش کے ساتھ کہا ان دونوں صورتوں میں جواب واجب نہیں کہ یہ مسنون سلام نہیں (درمختار ردالمحتار)

۲۵) **مسئلہ** ابتداءً کسی نے یہ کہا علیک السلام یا علیکم السلام تو اس کا جواب نہیں حدیث میں فرمایا کہ یہ مُردوں کی تحیت ہے۔

۲۶) **مسئلہ** سلام اتنی آواز سے کہے کہ جس کو سلام کیا ہے وہ سُن لے اور اگر اتنی آواز نہ ہو تو جواب دینا واجب نہیں۔ جوابِ سلام میں بھی اتنی آواز ہو کہ سلام کرنے والا سُن لے اور اتنا آہستہ کہا کہ وہ سُن نہ سکا تو واجب ساقط نہ ہوا۔ اور اگر وہ بہرا ہے تو اس کے سامنے ہونٹ کو جنبش دے کہ اس کی سمجھ میں آجائے کہ جواب دے دیا چھینک کے جواب کا بھی یہی حکم ہے (بزازیہ)

۲۷) **مسئلہ** اُنگلی یا ہتھیلی سے سلام کرنا ممنوع ہے حدیث میں فرمایا کہ انگلیوں سے سلام کرنا یہودیوں کا طریقہ ہے اور ہتھیلی سے اشارہ کرنا نصاریٰ کا۔

۲۸) **مسئلہ** بعض لوگ سلام کے جواب میں ہاتھ یا سر سے اشارہ کر دیتے ہیں بلکہ بعض صرف آنکھوں کے اشارہ سے جواب دیتے ہیں یوں جواب نہیں ہوا اُن کو مُنہ سے جواب دینا واجب ہے۔

۲۸) **مسئلہ** بعض لوگ سلام کرتے وقت جھک بھی جاتے ہیں یہ جھکنا اگر حدِ رکوع[1] تک ہو تو حرام ہے اور اس سے کم ہو تو مکروہ ہے۔

۲۹) **مسئلہ** اِس زمانہ میں کئی طرح کے سلام لوگوں نے ایجاد کرئیے ہیں اُن میں سب سے بُرا یہ ہے جو بعض لوگ کہتے ہیں "بندگی عرض" یہ لفظ ہرگز نہ کہا جائے۔ بعض لوگ "آداب عرض" کہتے ہیں اگرچہ اس میں اتنی برائی نہیں مگر سنت کے خلاف ہے۔ بعض لوگ تسلیم یا تسلیمات عرض کہتے ہیں اس کو سلام کہا جا سکتا ہے کہ یہ سلام ہی کے معنی میں ہے بعض کہتے ہیں سلام۔ اس کو بھی سلام کہا جا سکتا ہے قرآن مجید میں ہے کہ ملائکہ جب ابراہیم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے فَقَالُوْا سَلٰمًا اُنہوں نے آکر سلام کہا اس کے جواب میں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بھی سلام کہا۔ یعنی اگر کسی نے کہا سلام تو سلام کہہ دینے سے جواب ہو جائے گا۔ بعض

[1] رکوع کی حد یہ کہ اتنا جھکے کہ ہاتھ گھٹنے تک پہنچ سکتا ہے اگرچہ پوری پشت خم نہ ہو ۱۲ محمد احمد

لوگ اس قسم کے ہیں کہ وہ خود تو کیا سلام کریں گے اگر ان کو سلام کیا جاتا ہے تو بگڑتے ہیں کہتے ہیں کہ کیا ہمیں برابر کا سمجھ لیا ہے یعنی کوئی غریب آدمی سلام مسنون کرے تو وہ اپنی کسر شان سمجھتے ہیں اور بعض یہ چاہتے ہیں کہ انھیں آداب عرض کہا جائے یا جھک کر ہاتھ سے اشارہ کیا جائے اور بعض یہاں تک بے باک ہیں کہ یہ کہتے ہیں کہ کیا ہمیں دھنا جولاہا سمجھ رکھا ہے اللہ تعالیٰ اُن کو ہدایت دے اور اُن کی آنکھیں کھولے۔

مسئلہ کسی کے نام کے ساتھ علیہ السلام کہنا یہ انبیاء و ملائکہ علیہم السلام کے ساتھ خاص ہے مثلاً موسیٰ علیہ السلام عیسیٰ علیہ السلام جبریل علیہ السلام نبی اور فرشتے کے سوا کسی دوسرے کے نام کے ساتھ یوں نہ کہا جائے۔

مسئلہ اکثر جگہ یہ طریقہ ہے کہ چھوٹا جب بڑے کو سلام کرتا ہے تو وہ جواب میں کہتا ہے جیتے رہو یہ سلام کا جواب نہیں ہے بلکہ یہ جواب جاہلیت میں کفار دیا کرتے تھے وہ کہتے تھے حَیَّاکَ اللہ۔ اسلام نے یہ بتایا کہ جواب میں وعلیکم السلام کہا جائے۔

مصافحہ و معانقہ و بوسہ و قیام

حدیث ۱ امام احمد و ترمذی و ابن ماجہ نے براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب دو مسلمان مل کر مصافحہ کرتے ہیں تو جدا ہونے سے پہلے ہی اُن کی مغفرت ہو جاتی ہے ـــــ اور ابو داؤد کی روایت میں ہے جب دو مسلمان ملیں اور مصافحہ کریں اور اللہ کی حمد کریں اور استغفار کریں تو دونوں کی مغفرت ہو جائے گی۔

حدیث ۲ بیہقی نے شعب الایمان میں براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے

سلہ انبیاء کی تبعیت میں دوسروں کے لئے علیہ السلام بلا کراہت جائز ہے جیسے امام حسین علیٰ جدہ وعلیہ السلام ۱۲ محمد احمد۔

روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص دوپہر سے پہلے چار رکعتیں (نماز چاشت) پڑھے تو گویا اس نے شب قدر میں پڑھیں اور دو مسلمان مصافحہ کریں تو کوئی گناہ باقی نہ رہے گا مگر جھڑ جائے گا۔

حدیث ۳ صحیح بخاری میں قتادہ سے روایت ہے کہتے ہیں میں نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا کیا اصحابِ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں مصافحہ کا دستور تھا کہا ہاں۔

حدیث ۴ امام مالک نے عطاء خراسانی سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا آپس میں مصافحہ کرو دل کی کپٹ جاتی رہے گی اور باہم ہدیہ کیا کرو محبت پیدا ہوگی اور عداوت نکل جائے گی۔

حدیث ۵ امام احمد نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب دو مسلمانوں نے ملاقات کی اور ایک نے دوسرے کا ہاتھ پکڑ لیا (مصافحہ کیا) تو اللہ تعالیٰ کے ذمہ میں یہ حق ہے کہ ان کی دعا کو حاضر کردے اور ہاتھ جدا نہ ہونے پائیں گے کہ ان کی مغفرت ہو جائے گی — اور جو لوگ جمع ہو کر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں اور سوا رضائے الٰہی کے ان کا کوئی مقصد نہیں ہے تو آسمان سے منادی ندا دیتا ہے کہ کھڑے ہو جاؤ تمہاری مغفرت ہو گئی۔ تمہارے گناہوں کو نیکیوں سے بدل دیا گیا۔

حدیث ۶ طبرانی نے سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان جب اپنے مسلمان بھائی سے ملے اور ہاتھ پکڑے (مصافحہ کرے) تو ان دونوں کے گناہ ایسے گرتے ہیں جیسے تیز آندھی کے دن میں خشک درخت کے پتے اور ان کے گناہ بخش دئے جاتے ہیں اگرچہ سمندر کی جھاگ برابر ہوں۔

حدیث ۷ ابن النجار نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو مسلمان اپنے بھائی سے مصافحہ کرے اور کسی کے دل میں دوسرے سے عداوت نہ ہو تو ہاتھ جدا ہونے سے پہلے اللہ تعالیٰ دونوں کے گزشتہ گناہوں کو بخش دے گا اور جو شخص اپنے بھائی کی طرف نظر محبت سے دیکھے اس کے دل یا سینے میں عداوت نہ ہو تو نگاہ لوٹنے سے پہلے دونوں کے گزشتہ گناہ بخش دئے جائیں گے۔

حدیث ۸ امام احمد و ترمذی نے ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مریض کی پوری عیادت یہ ہے کہ اس کی پیشانی یا ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر پوچھے کہ مزاج کیسا ہے اور پوری تحیت یہ ہے کہ مصافحہ کیا جائے۔

حدیث ۹ ترمذی نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ کوئی شخص اپنے بھائی یا دوست سے ملاقات کرے تو کیا اس کے لئے جھک جائے۔؟ فرمایا نہیں۔ اس نے کہا تو کیا اس سے چمٹ جائے اور بوسہ لے۔؟ فرمایا نہیں۔ اس نے کہا تو کیا اس کا ہاتھ پکڑ کر مصافحہ کرے۔؟ فرمایا ہاں۔

حدیث ۱۰ ابوداؤد نے روایت کی کہ ایک شخص نے ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کیا تم لوگ جب حضور سے ملتے تھے تو حضور تم سے مصافحہ کرتے تھے انھوں نے کہا میں نے جب کبھی ملاقات کی حضور نے مصافحہ کیا۔ ایک دن حضور نے آدمی بھیجا۔ میں گھر پر موجود نہ تھا۔ جب آیا تو مجھے مطلع کیا گیا، میں حاضر ہوا، اس وقت حضور تخت پر تھے مجھے چپٹا لیا تو یہ خوب ہی اچھا تھا خوب اچھا۔

حدیث ۱۱ صحیح بخاری و مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہتے ہیں میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر گیا حضور نے حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دریافت کیا کہ وہ یہاں ہیں تھوڑی دیر بعد وہ دوڑتے ہوئے آئے اور حضور نے انھیں گلے لگایا اور وہ بھی چپٹ گئے پھر فرمایا اے اللہ میں اسے محبوب رکھتا ہوں تو بھی اسے محبوب رکھ اور اُسے محبوب بنالے جو اسے محبوب رکھے۔

حدیث ۱۲ امام احمد نے یعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہتے ہیں حضرت حسن و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما دوڑ کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے حضور نے انھیں چپٹا لیا اور فرمایا: اولاد بخل اور بزدلی کا سبب ہوتی ہے۔

حدیث ۱۳ ترمذی نے ام المومنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہ زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب مدینہ میں آئے حضور میرے مکان میں تشریف فرما تھے انھوں نے آکر دروازہ کھٹ کھٹایا۔ حضور کپڑا گھسیٹتے ہوئے برہنہ یعنی بغیر چادر اوڑھے ہوئے چل دئے۔

واللہ میں نے کبھی اس کے پہلے حضور کو برہنہ یعنی بغیر چادر اوڑھے کسی کے پاس جاتے نہیں دیکھا تھا اور نہ اس کے بعد کبھی اس طرح دیکھا حضور نے انہیں گلے لگایا اور بوسہ دیا۔

حدیث ۱۴ ابوداؤد نے اُسید بن حضیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ ایک انصاری شخص جن کی طبیعت میں مزاح تھا وہ باتیں کر رہے تھے اور لوگوں کو ہنسا رہے تھے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک لکڑی سے ان کی کمر میں کونچا دیا۔ انھوں نے حضور سے عرض کی۔ مجھے اس کا بدلہ دیجئے۔ حضور نے فرمایا بدلہ لے لو۔ اُنھوں نے کہا حضور قمیص پہنے ہوئے ہیں میرے بدن پر قمیص نہیں ہے۔ حضور نے قمیص ہٹادی، وہ چپٹ گئے اور پہلو کو بوسہ دیا اور یہ کہا کہ میرا مقصد یہی تھا (بدلہ لینا مقصود نہ تھا)

حدیث ۱۵ ابوداؤد و بیہقی نے عامر شعبی سے مرسلاً روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے جعفر بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا استقبال کیا اور اُن سے معانقہ فرمایا اور دونوں آنکھوں کے درمیان میں بوسہ دیا۔

حدیث ۱۶ ابوداؤد نے زارع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ جب قبیلہ عبدالقیس کا وفد حضور کی خدمت میں آیا تھا یہ بھی اس وفد میں تھے یہ کہتے ہیں جب ہم مدینہ میں پہنچے اپنی منزلوں سے جلدی جلدی حضور کی خدمت میں حاضر ہوتے اور حضور کے دستِ مبارک اور پائے مبارک کو بوسہ دیتے۔

حدیث ۱۷ ابوداؤد نے ام المومنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جب حضور کی خدمت میں حاضر ہوتیں تو حضور اُن کی طرف کھڑے ہو جاتے اور اُن کا ہاتھ پکڑتے اور اُن کو بوسہ دیتے۔ پھر اپنی جگہ بٹھاتے — اور جب حضور اُن کے یہاں تشریف لے جاتے تو وہ کھڑی ہوجاتیں اور حضور کا ہاتھ پکڑلیتیں اور بوسہ دیتیں اور اپنی جگہ پر بٹھاتیں۔

حدیث ۱۸ ابوداؤد نے براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ جب ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ شروع شروع مدینہ میں آئے تھے میں اُن کے ساتھ اُن کے یہاں گیا حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بخار میں لیٹی ہوئی تھیں۔ حضرت ابوبکر اُن کے پاس

گئے اور پوچھا بیٹی کیسی ہو اور ان کے رخسارہ پر بوسہ دیا۔

حدیث ۱۹ ترمذی نے صفوان بن عسال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ دو یہودی حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ سوال کیا کہ کھلی ہوئی نو نشانیاں کیا ہیں حضور نے فرمایا اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو اور چوری نہ کرو اور زنا نہ کرو اور جس جان کو اللہ نے حرام کیا ہے اسے ناحق قتل نہ کرو اور جو جرم سے بری ہو اسے بادشاہ کے پاس قتل کے لئے نہ لے جاؤ اور جادو نہ کرو اور سود نہ کھاؤ اور عفیفہ پر زنا کی تہمت نہ دھرو اور لڑائی کے دن منہ پھیر کر نہ بھاگو اور خاص تم یہودیوں کے متعلق حد سے تجاوز نہ کرو۔ جب حضور نے یہ فرمایا تو انھوں نے حضور کے ہاتھوں اور قدموں کو بوسہ دیا۔

حدیث ۲۰ ابو داؤد نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہتے ہیں کہ ہم حضور کے قریب گئے اور ہاتھ کو بوسہ دیا۔

حدیث ۲۱ صحیح بخاری و مسلم میں ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ جب بنی قریظہ اپنے قلعہ سے سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حکم پر اترے حضور نے سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آدمی بھیجا وہ وہاں سے قریب میں تھے جب مسجد کے قریب آ گئے حضور نے انصار سے فرمایا اپنے سردار کے پاس اٹھ کر جاؤ۔

حدیث ۲۲ بیہقی نے شعب الایمان میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مسجد میں بیٹھ کر ہم سے باتیں کرتے جب حضور کھڑے ہوتے ہم بھی کھڑے ہو جاتے اور اتنی دیر کھڑے رہتے کہ حضور کو دیکھ لیتے کہ بعض ازواج مطہرات کے مکان میں تشریف لے گئے۔

حدیث ۲۳ ترمذی و ابو داؤد نے معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس کی یہ خوشی ہو کہ لوگ میری تعظیم کے لئے کھڑے رہیں وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنائے۔

حدیث ۲۴ ابو داؤد نے ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عصا پر ٹیک لگا کر باہر تشریف لائے ہم حضور کے لئے کھڑے

ہو گئے ارشاد فرمایا اُس طرح نہ کھڑے ہوا کرو جیسے عجمی کھڑے ہوا کرتے ہیں کہ اُن میں کا بعض بعض دوسرے کی تعظیم کیا کرتا ہے۔

یعنی عجمیوں کا کھڑے ہونے میں جو طریقہ ہے وہ قبیح و مذموم ہے اُس طرح کھڑے ہونے کی ممانعت ہے، وہ یہ ہے کہ اُمرا بیٹھے ہوئے ہوتے ہیں اور کچھ لوگ بروجہ تعظیم اُن کے قریب کھڑے رہتے ہیں — دوسری صورت عدم جواز کی وہ ہے کہ خود پسند کرتا ہو کہ میرے لئے لوگ کھڑے ہوا کریں اور کوئی کھڑا نہ ہو تو بُرا ماننے جیسا کہ ہندوستان میں اب بھی بہت جگہ رواج ہے کہ امیروں رئیسوں زمین داروں کے لئے اُن کی رعایا کھڑی ہوتی ہے نہ کھڑے ہوں تو زدوکوب تک نوبت آتی ہے۔ ایسے ہی متکبرین و متجبرین کے متعلق معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ والی حدیث میں وعید آئی ہے اور اگر اُن کی طرف سے یہ نہ ہو بلکہ یہ کھڑا ہونے والا اُس کو مستحق تعظیم سمجھ کر ثواب کے لئے کھڑا ہوتا ہے یا تواضع کے طور پر کسی کے لئے کھڑا ہوتا ہے تو یہ ناجائز نہیں بلکہ مستحب ہے۔

مسئلہ مصافحہ سنت ہے اور اس کا ثبوت تواتر سے ہے اور احادیث میں اس کی بڑی فضیلت آئی ہے۔ ایک حدیث یہ ہے کہ جس نے اپنے مسلمان بھائی سے مصافحہ کیا اور ہاتھ کو حرکت دی اُس کے تمام گناہ گر جائیں گے جتنی بار ملاقات ہو ہر بار مصافحہ کرنا مستحب ہے مطلقاً مصافحہ کا جواز بتاتا ہے کہ نماز فجر و عصر کے بعد جو اکثر جگہ مصافحہ کرنے کا مسلمانوں میں رواج ہے یہ بھی جائز ہے اور بعض کتابوں میں جو اس کو بدعت کہا گیا اس سے مراد بدعت حسنہ ہے (درمختار ردالمحتار)

مسئلہ جس طرح فجر و عصر کے بعد مصافحہ کرنا جائز ہے دوسری نمازوں کے بعد بھی مصافحہ کرنا جائز ہے کیوں کہ اصل مصافحہ کرنا جائز ہے تو کسی وقت بھی کیا جائے جائز ہے جب تک شرع مطہر سے ممانعت ثابت نہ ہو (ردالمحتار)

مسئلہ مصافحہ یہ ہے کہ ایک شخص اپنی ہتھیلی دوسرے کی ہتھیلی سے ملائے۔ فقط اُنگلیوں کے چھونے کا نام مصافحہ نہیں ہے۔ سنت یہ ہے کہ دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کیا جائے اور دونوں کے ہاتھوں کے مابین کپڑا وغیرہ کوئی چیز حائل نہ ہو (ردالمحتار)

مسئلہ مصافحہ کا ایک طریقہ وہ ہے جو بخاری شریف وغیرہ میں عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دستِ مبارک ان کے دونوں ہاتھوں کے درمیان میں تھا یعنی ہر ایک کا ایک ہاتھ دوسرے کے دونوں ہاتھوں کے درمیان میں ہو۔ دوسرا طریقہ جس کو بعض فقہا نے بیان کیا اور اس کی نسبت بھی وہ کہتے ہیں کہ حدیث سے ثابت ہے وہ یہ کہ ہر ایک اپنا داہنا ہاتھ دوسرے کے دہنے سے اور بایاں بائیں سے ملائے اور انگوٹھے کو دبائے کہ انگوٹھے میں ایک رگ ہے کہ اس کے پکڑنے سے محبت پیدا ہوتی ہے۔

مسئلہ مصافحہ مسنون یہ ہے کہ جب دو مسلمان باہم ملیں تو پہلے سلام کیا جائے اس کے بعد مصافحہ کریں۔ رخصت کے وقت بھی عموماً مصافحہ کرتے ہیں اس کے مسنون ہونے کی تصریح نظر فقیر سے نہیں گزری مگر اصل مصافحہ کا جواز حدیث سے ثابت ہے تو اس کو بھی جائز ہی سمجھا جائے گا۔

مسئلہ معانقہ کرنا بھی جائز ہے جب کہ خوفِ فتنہ اور اندیشۂ شہوت نہ ہو۔ چاہیئے کہ جس سے معانقہ کیا جائے وہ صرف تہبند یا فقط پاجامہ پہنے ہوئے نہ ہو بلکہ کرتا یا اچکن بھی پہنے ہو یا چادر اوڑھے ہو یعنی کپڑا حائل ہو (زیلعی) حدیث سے ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے معانقہ کیا۔

مسئلہ بعد نماز عیدین مسلمانوں میں معانقہ کا رواج ہے اور یہ بھی اظہارِ خوشی کا ایک طریقہ ہے یہ معانقہ بھی جائز ہے جب کہ محلِ فتنہ نہ ہو مثلاً امرد خوب صورت سے معانقہ کرنا کہ یہ محلِ فتنہ ہے۔

مسئلہ بوسہ دینا اگر بہ شہوت ہو تو ناجائز ہے۔ اور اکرام و تعظیم کے لئے ہو تو ہو سکتا ہے۔ پیشانی پر بوسہ بھی انہیں شرائط کے ساتھ جائز ہے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دونوں آنکھوں کے درمیان کو بوسہ دیا اور صحابہ و تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے بھی بوسہ دینا ثابت ہے۔

مسئلہ بعض لوگ مصافحہ کرنے کے بعد خود اپنا ہاتھ چوم لیا کرتے ہیں یہ مکروہ ہے

ایسا نہیں کرنا چاہیئے (زیلعی)

مسئلہ عالمِ دین اور بادشاہِ عادل کے ہاتھ کو بوسہ دینا جائز ہے بلکہ اُس کے قدم چومنا بھی جائز ہے بلکہ اگر کسی نے عالمِ دین سے یہ خواہش کی کہ آپ اپنا ہاتھ یا قدم مجھے دیجئے کہ میں بوسہ دوں تو اُس کے کہنے کے مطابق وہ عالم اپنا ہاتھ پاؤں بوسہ کے لئے اُس کی طرف بڑھا سکتا ہے (درمختار)

مسئلہ عورت نے عورت کے مُنہ یا رخسار کو بوقت ملاقات یا بوقت رخصت بوسہ دیا یہ مکروہ ہے (درمختار)

مسئلہ عالم یا کسی بڑے کے سامنے زمین کو بوسہ دینا حرام ہے۔ جس نے ایسا کیا اور جو اس پر راضی ہوا دونوں گنہ گار ہوئے (زیلعی)

مسئلہ بوسہ کی پانچ قسمیں ہیں۔ (۱) بوسۂ رحمت جیسے والدین کا اولاد کو بوسہ دینا (۲) بوسۂ شفقت جیسے اولاد کا والدین کو بوسہ دینا (۳) بوسۂ محبت جیسے ایک شخص اپنے بھائی کی پیشانی کو بوسہ دے (۴) بوسۂ تحیت جیسے بوقت ملاقات ایک مسلم دوسرے مسلم کو بوسہ دے (۵) بوسۂ شہوت جیسے مرد عورت کو بوسہ دے (۶) اور ایک قسم بوسۂ دیانت ہے جیسے حجرِ اسود کا بوسہ (زیلعی)

مسئلہ مصحف یعنی قرآن مجید کو بوسہ دینا بھی صحابہ کرام کے فعل سے ثابت ہے۔ حضرتِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روزانہ صبح کو بوسہ دیتے تھے اور کہتے یہ میرے رب کا عہد اور اس کی کتاب ہے۔ اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی مصحف کو بوسہ دیتے اور چہرے سے مَس کرتے (ردالمحتار)

مسئلہ سجدۂ تحیت یعنی ملاقات کے وقت بطور اکرام کسی کو سجدہ کرنا حرام ہے۔ اور اگر بقصد عبادت ہو تو سجدہ کرنے والا کافر ہے کہ غیر خدا کی عبادت کفر ہے (ردالمحتار)

مسئلہ بادشاہ کو بروجہ تحیت سجدہ کرنا یا اُس کے سامنے زمین کو بوسہ دینا کفر نہیں مگر یہ شخص گنہگار ہوا اور اگر عبادت کے طور پر سجدہ کیا تو کفر ہے۔ عالم کے پاس آنے والا بھی اگر زمین کو بوسہ دے یہ بھی ناجائز و گناہ ہے۔ کرنے والا اور اس پر راضی ہونے والا دونوں

گنہ گار ہیں (عالمگیری)

مسئلہ ملاقات کے وقت جھکنا منع ہے (عالمگیری) یعنی اتنا جھکنا کہ حد رکوع تک ہو جائے۔

مسئلہ آنے والے کی تعظیم کے لئے کھڑا ہونا جائز بلکہ مندوب ہے جب کہ ایسے کی تعظیم کے لئے کھڑا ہو جو مستحق تعظیم ہے مثلاً عالم دین کی تعظیم کو کھڑا ہونا۔ کوئی شخص مسجد میں بیٹھا ہے یا قرآن مجید پڑھ رہا ہے اور ایسا شخص آ گیا جس کی تعظیم کرنی چاہیے تو اس حالت میں بھی تعظیم کو کھڑا ہو سکتا ہے (در مختار، رد المحتار)

مسئلہ جو شخص یہ پسند کرتا ہو کہ لوگ میرے لئے کھڑے ہوں اس کی یہ بات ناپسند و مذموم ہے (رد المحتار) احادیث میں اسی قیام کی مذمت ہے یا اس قیام کو برا بتایا گیا ہے جو اعاجم میں مروج ہے کہ سلاطین بیٹھے ہوتے ہیں اور اس کے آس پاس تعظیم کے طور پر لوگ کھڑے رہتے ہیں آنے والے کے لئے کھڑا ہونا اس قیام ممنوع میں داخل نہیں۔ قیام میلاد شریف کی ممانعت پر ان احادیث سے دلیل لانا جہالت ہے۔

مسئلہ جہاں یہ اندیشہ ہو کہ تعظیم کے لئے اگر کھڑا نہ ہوا تو اس کے دل میں بغض و عداوت پیدا ہوگا خصوصاً ایسی جگہ جہاں قیام کا رواج ہے تو قیام کرنا چاہیے تاکہ ایک مسلم کو بغض و عداوت سے بچایا جائے۔ (رد المحتار)

چھینک و جماہی کا بیان

حدیث ۱ صحیح بخاری میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کو چھینک پسند ہے اور جماہی ناپسند ہے جب کوئی شخص چھینکے اور الحمد للہ کہے تو جو مسلمان اس کو سنے اس پر یہ حق ہے کہ یرحمک اللہ کہے اور جماہی شیطان کی طرف سے ہے جب کسی کو جماہی آئے تو جہاں تک ہو سکے اسے دفع کرے کیوں کہ جب جماہی لیتا ہے شیطان ہنستا ہے یعنی خوش ہوتا ہے کیوں کہ یہ کسل اور غفلت کی دلیل ہے ایسی چیز کو شیطان پسند کرتا ہے اور صحیح مسلم کی روایت میں ہے کہ جب وہ (ہا) کہتا ہے

شیطان ہنستا ہے۔

حدیث ۲ صحیح بخاری میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب کسی کو چھینک آئے تو الحمد للہ کہے اور اس کا بھائی یا ساتھ والا یَرْحَمُكَ اللہُ کہے جب یہ یرحمک اللہ کہہ لے تو چھینکنے والا اس کے جواب میں یہ کہے یَھْدِیْکُمُ اللہُ وَیُصْلِحُ بَالَکُمْ۔ ترمذی اور دارمی کی روایت میں ابو ایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے کہ جب چھینک آئے تو یہ کہے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی کُلِّ حَالٍ۔ ۱ھ

حدیث ۳ طبرانی نے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب کسی کو چھینک آئے تو الحمد للہ رب العلمین کہے۔ ۱ھ

حدیث ۴ طبرانی ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نے فرمایا جب کسی کو چھینک آئے اور وہ الحمد للہ کہے تو فرشتے کہتے ہیں رب العالمین اور اگر وہ رب العالمین کہتا ہے تو فرشتے کہتے ہیں رحمک اللہ۔ ۱ھ

حدیث ۵ ترمذی نے نافع سے روایت کی کہ ایک شخص کو ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس چھینک آئی اس نے کہا الحمد للہ والسلام علیٰ رسول اللہ ابن عمر نے فرمایا یہ تو میں بھی کہتا ہوں کہ الحمد للہ والسلام علیٰ رسول اللہ مگر اس کے کہنے کی یہ جگہ نہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمیں یہ تعلیم نہیں دی ہمیں یہ تعلیم دی ہے کہ اس موقع پر الحمد للہ علیٰ کل حال کہیں۔ ۱ھ

حدیث ۶ ترمذی و ابوداؤد نے ہلال بن یساف سے روایت کی کہتے ہیں ہم سالم بن عبید کے پاس تھے ایک شخص کو چھینک آئی اس نے کہا السلام علیکم سالم نے کہا وعلیک وعلیٰ امک (اسے اس کا رنج ہوا کہ مجھے ایسا جواب کیوں دیا) ابوداؤد کی روایت میں ہے کہ اس نے کہا میری ماں کا آپ نے ذکر نہ کیا ہوتا نہ اچھا نہ برا تو اچھا ہوتا۔ سالم نے کہا میں نے کہا جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تھا نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص کو چھینک آئی اس نے کہا السلام علیکم حضور نے فرمایا وَعَلَیْكَ وَعَلٰی اُمِّكَ جب کسی کو چھینک آئے تو کہے الحمد للہ رب العالمین اور جواب دینے والا کہے یرحمک اللہ اور وہ کہے یَغْفِرُ اللہُ لِیْ وَلَکُمْ۔

حدیث ۷ صحیح بخاری و مسلم میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس دو شخصوں کو چھینک آئی آپ نے ایک کو جواب دیا دوسرے کو نہیں دیا اُس نے عرض کی یا رسول اللہ حضور نے اُس کو جواب دیا اور مجھے نہیں دیا، ارشاد فرمایا اُس نے الحمد للہ کہا اور تو نے نہیں کہا۔

حدیث ۸ صحیح مسلم میں ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ جب کوئی چھینکے اور الحمد للہ کہے تو اُسے جواب دو اور الحمد للہ نہ کہے تو اُسے جواب مت دو۔

حدیث ۹ صحیح مسلم میں سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص کو چھینک آئی حضور نے اُس کے جواب میں یرحمک اللہ کہا۔ پھر دوبارہ چھینک آئی تو حضور نے فرمایا اسے زکام ہوگیا ہے۔ اور ترمذی کی روایت میں ہے کہ تیسری مرتبہ چھینک آئی تب حضور نے ایسا فرمایا یعنی جب بار بار چھینک آئے تو جواب کی حاجت نہیں۔

حدیث ۱۰ ترمذی و ابو داؤد نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو چھینک آتی تو مُنہ کو ہاتھ یا کپڑے سے چھپا لیتے اور آواز کو پست کرتے۔

حدیث ۱۱ صحیح مسلم میں ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ جب کسی کو جماہی آئے تو مُنہ پر ہاتھ رکھ لے کیوں کہ شیطان مُنہ میں گھس جاتا ہے۔

حدیث ۱۲ طبرانی اوسط میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا سچی بات وہ ہے کہ اس وقت چھینک آجائے اور حکیم کی روایت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ ہے کہ جب کوئی بات کی جائے اور چھینک آجائے تو وہ حق ہے اور ابو نعیم کی روایت انھیں سے ہے کہ دعا کے وقت چھینک آجانا سچا گواہ ہے۔

حدیث ۱۳ بیہقی نے شعب الایمان میں عُبادہ بن صامت و شداد بن اوس و اثلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب کسی کو ڈکار یا چھینک آئے تو آواز کو بلند نہ کرے کہ شیطان کو یہ بات پسند ہے کہ ان میں آواز بلند کی جائے۔

مسئلہ چھینک کا جواب دینا واجب ہے جب کہ چھینکنے والا الحمد للہ کہے۔ اور

اس کا جواب بھی فوراً دینا اور اس طرح جواب دینا کہ وہ سُن لے واجب ہے جس طرح سلام کے جواب میں یہاں بھی ہے (در مختار رد المحتار)

مسئلہ چھینک کا جواب ایک مرتبہ واجب ہے۔ دوبارہ چھینک آئی اور اس نے الحمد للہ کہا تو دوبارہ جواب واجب نہیں بلکہ مستحب ہے (عالمگیری)

مسئلہ جس کو چھینک آئے اُسے الحمد للہ کہنا چاہیئے۔ اور بہتر یہ ہے کہ الحمد للہ رب العالمین کہے جب اُس نے الحمد للہ کہا تو سننے والے پر اس کا جواب دینا واجب ہو گیا۔ اور حمد نہ کرے تو جواب نہیں۔ ایک مجلس میں کئی مرتبہ کسی کو چھینک آئی تو صرف تین بار تک جواب دینا ہے اس کے بعد اُسے اختیار ہے کہ جواب دے یا نہ دے (بزازیہ)

مسئلہ جس کو چھینک آئے وہ یہ کہے الحمد للہ رب العالمین یا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی کُلِّ حَالٍ اور اس کے جواب میں دوسرا شخص یوں کہے یَرْحَمُکَ اللّٰہُ پھر چھینکنے والا یہ کہے یَغْفِرُ اللّٰہُ لَنَا وَلَکُمْ یا یہ کہے یَھْدِیْکُمُ اللّٰہُ وَیُصْلِحُ بَالَکُمْ اس کے سوا دوسری بات نہ کہے (عالمگیری)

مسئلہ عورت کو چھینک آئی اگر وہ بوڑھی ہے تو مرد اس کا جواب دے۔ اگر جوان ہے تو اس طرح جواب دے کہ وہ نہ سُنے۔ مرد کو چھینک آئی اور عورت نے جواب دیا اگر جوان ہے تو مرد اس کا جواب اپنے دل میں دے اور بوڑھی ہے تو زور سے جواب دے سکتا ہے (عالمگیری)

مسئلہ خطبہ کے وقت کسی کو چھینک آئی تو سننے والا اس کو جواب نہ دے (خانیہ)

مسئلہ کافر کو چھینک آئی اور اس نے الحمد للہ کہا تو جواب میں یَھْدِیْکَ اللّٰہُ کہا جائے (رد المحتار)

مسئلہ چھینکنے والے کو چاہیئے کہ زور سے حمد کہے تاکہ کوئی سُنے اور جواب دے چھینک کا جواب بعض حاضرین نے دے دیا تو سب کی طرف سے ہو گیا اور بہتر یہ ہے کہ سب حاضرین جواب دیں (رد المحتار)

مسئلہ دیوار کے پیچھے کسی کو چھینک آئی اور اُس نے الحمد للہ کہا تو سننے والا اس کا جواب دے (رد المحتار)

مسئلہ چھینکنے والے سے پہلے ہی سننے والے نے الحمد للہ کہا تو ایک حدیث میں آیا ہے کہ یہ شخص دانتوں اور کانوں کے درد اور تخمہ سے محفوظ رہے گا اور ایک حدیث میں ہے کہ کمر کے درد سے محفوظ رہے گا (ردالمحتار)

مسئلہ چھینک کے وقت سر جھکالے اور منہ چھپالے اور آواز کو پست کرے۔ چھینک کی آواز بلند کرنا حماقت ہے (ردالمحتار)

فائدہ حدیث میں ہے کہ بات کے وقت چھینک آجانا شاہد عدل ہے۔

مسئلہ بہت لوگ چھینک کو بدفالی خیال کرتے ہیں مثلاً کسی کام کے لئے جا رہا ہے اور کسی کو چھینک آگئی تو سمجھتے ہیں کہ اب وہ کام انجام نہیں پائے گا۔ یہ جہالت ہے کہ بدفالی کوئی چیز نہیں۔ اور ایسی چیز کو بدفالی کہنا جس کو حدیث میں شاہد عدل فرمایا سخت غلطی ہے۔

خریدؔ و فروخت کا بیان

مسئلہ جب تک خرید و فروخت کے مسائل معلوم نہ ہوں کہ کون سی بیع جائز ہے اور کون ناجائز اس وقت تک تجارت نہ کرے (عالمگیری)

مسئلہ انسان کے پاخانے کا بیع کرنا ممنوع ہے گوبر کا بیچنا ممنوع نہیں انسان کے پاخانے میں مٹی یا راکھ مل کر غالب ہو جائے جیسے کھاد میں مٹی کا غلبہ ہو جاتا ہے تو بیع بھی جائز ہے اور اس کو کام میں لانا مثلاً کھیت میں ڈالنا بھی جائز ہے (ہدایہ)

مسئلہ یہ معلوم ہے کہ فلاں شخص کی کنیز ہے اور دوسرا شخص اسے بیع کر رہا ہے یہ بائع کہتا ہے کہ اس نے مجھے بیع کا وکیل کیا ہے یا اس سے میں نے خرید لی ہے یا اس نے مجھے ہبہ کر دی ہے تو اس کو خریدنا اور اس سے وطی کرنا جائز ہے جب کہ وہ شخص ثقہ ہو یا غالب گمان یہ ہو کہ سچ کہتا ہے۔ اور اگر غالب گمان یہ ہے کہ وہ اس خبر میں جھوٹا ہے تو

ؔ خرید و فروخت کا مفصل بیان (بہار شریعت) حصہ یازدہم میں گزر چکا ہے وہاں سے معلوم کریں۔ ۱۲ منہ

اس کے لئے ایسا کرنا جائز نہیں۔ اور اگر اس کو خود اس کا علم نہیں کہ یہ فلاں کی ہے مگر اس بائع ہی نے بتایا کہ یہ فلاں کی ہے اور مجھے اس نے بیع کا وکیل کیا ہے اور وہ بائع ثقہ ہے یا غالب گمان یہ ہے کہ سچ کہتا ہے تو اس کو خریدنا وغیرہ جائز ہے (ہدایہ) اسی طرح دوسری اشیاء کے متعلق یہ علم ہے کہ فلاں کی ہے اور بیچنے والا کہتا ہے کہ اس نے بیع کا وکیل کیا ہے یا میں نے خرید لی ہے یا اس نے ہبہ کر دی ہے تو اس کو خریدنا اور اس چیز سے نفع اٹھانا انہیں شرائط کے ساتھ جائز ہے۔

مسئلہ جو شخص چیز کو بیع کر رہا ہے اس نے یہ نہیں بتایا کہ یہ چیز میرے پاس اس طرح آئی اور مشتری کو معلوم ہے کہ یہ چیز فلاں کی ہے تو جب تک معلوم نہ ہو جائے کہ یہ چیز اس کو یوں ملی ہے اسے نہ خریدے۔ مشتری کو یہ نہیں معلوم ہے کہ چیز کسی دوسرے شخص کی ہے تو بیچنے والے سے خریدنا جائز ہے کہ اس کے قبضہ میں ہونا اس کی ملک کی دلیل ہے اور اس کا معارض پایا نہیں گیا۔ پھر اس کی کوئی وجہ نہیں کہ خواہ مخواہ دوسرے کی ملک کا توہم کیا جائے۔ ہاں اگر وہ چیز ایسی ہے کہ اس جیسے شخص کی نہیں ہو سکتی مثلاً وہ چیز بیش قیمت ہے اور یہ شخص ایسا نہیں معلوم ہوتا کہ وہ اس کی ہوگی یا جاہل کے پاس کتاب ہے اور اس کے باپ دادا بھی عالم نہ تھے کہ اسے میراث میں ملی ہو تو اس صورت میں اس کی خریداری سے بچنا چاہیئے اور اس کے باوجود اس نے خرید ہی لی تو خریدنا جائز ہے کیوں کہ خریدار نے دلیل شرعی پر اعتماد کر کے خریدا ہے یعنی قبضہ کو ملک کی دلیل قرار دیا ہے (ہدایہ)

مسئلہ مشترک چیز میں جو اس کا حصہ ہے اسے نہ بیچے جب تک شریک کو مطلع نہ کر دے۔ اگر وہ شریک خریدے فبہا ورنہ جس کے ہاتھ چاہے بیچ ڈالے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ شریک کو مطلع کرنا مستحب ہے اور بغیر مطلع کئے بیچنا مکروہ ہے۔ یہ مطلب نہیں کہ بغیر اطلاع بیع ہی ناجائز ہے (عالمگیری)

مسئلہ اگر بازار والے ایسے لوگوں سے مال خریدتے ہیں جن کا غالب مال حرام ہے اور ان میں سود اور عقود فاسدہ جاری ہیں تو ان سے خریدنے میں تین صورتیں ہیں جس چیز کے متعلق گمان غالب یہ ہے کہ ظلم کے طور پر کسی کی چیز بازار میں لا کر بیچ گیا ایسی چیز خریدی نہ

جائے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ مالِ حرام بعینہ موجود ہے مگر مال حلال میں اس طرح مل گیا کہ جدا کرنا ناممکن ہے اس طرح مل جانے سے اس کی ملک ہوگئی مگر اس کو بھی خریدنا نہ چاہیئے جب تک بائع اس مالک کو عوض دے کر راضی نہ کر لے، اور اگر خرید ہی لی تو مشتری کی ملک ہو جائے گی اور کراہت رہے گی۔ تیسری صورت یہ ہے کہ معلوم ہے کہ جس کو غصب کیا تھا یا چوری وغیرہ کا مال تھا وہ بعینہ باقی نہ رہا تو دوکان دار سے چیز خریدنی جائز ہے (علمگیری)

۵) **مسئلہ** تاجر اپنی تجارت میں اس طرح مشغول نہ ہو کہ فرائض فوت ہو جائیں بلکہ جب نماز کا وقت آجائے تو تجارت چھوڑ کر نماز کو چلا جائے (علمگیری)

۶) **مسئلہ** نجس کپڑے کو بیچ سکتا ہے مگر جب یہ گمان ہو کہ خریدار اس میں نماز پڑھے گا تو اس کو ظاہر کر دے کہ یہ کپڑا ناپاک ہے (علمگیری)

۷) **مسئلہ** جتنے میں چیز خریدی بائع کو اس سے کچھ زیادہ دیا تو جب تک یہ نہ کہہ دے کہ یہ زیادتی تمہارے لئے حلال ہے یا یہ کہ میں نے تمہیں مالک کر دیا اس زیادتی کو لینا جائز نہیں (علمگیری) خریدنے کے بعد بہت سے لوگ ٹونگ لیتے ہیں کہ جتنی چیز طے ہوئی ہے اس سے کچھ زیادہ لیتے ہیں بغیر بائع کی رضامندی کے یہ ناجائز ہے اور ٹونگ مانگنا بھی نہ چاہیئے کہ یہ ایک قسم کا سوال ہے اور بغیر حاجت سوال کی اجازت نہیں۔

۸) **مسئلہ** گوشت یا مچھلی یا پھل وغیرہ ایسی چیز جو جلد خراب ہو جانے والی ہے کسی کے ہاتھ بیچی اور مشتری غائب ہو گیا اور بائع کو اندیشہ ہے کہ اس کے انتظار میں چیز خراب ہو جائے گی ایسی صورت میں اس کو دوسرے کے ہاتھ بیچ سکتا ہے اور جس کو ایسا معلوم ہے وہ خرید سکتا ہے (علمگیری)

۹) **مسئلہ** جو شخص بیمار ہے اس کا باپ یا بیٹا بغیر اس کی اجازت کے ایسی چیزیں خرید سکتا ہے جس کی مریض کو حاجت ہے مثلاً دوا وغیرہ (علمگیری)

۱۰) **مسئلہ** اچھے صاف گیہوں میں خاک دھول ملا کر بیچنا ناجائز ہے اگرچہ وہاں ملانے کی عادت ہو (علمگیری) اسی طرح دودھ میں پانی ملا کر بیچنا ناجائز ہے۔

۱۱) **مسئلہ** جس جگہ بازار میں روٹی گوشت کا نرخ مقرر ہے کہ اس حساب سے فروخت

ہوتی ہے کسی نے خریدی بائع نے کم دی۔ مگر خریدار کو اُس وقت یہ نہیں معلوم ہوا کہ کم ہے بعد کو معلوم ہوا تو جو کچھ کمی ہے وصول کر سکتا ہے جب کہ مشتری کو بھی نرخ معلوم ہے۔ اور اگر خریدار پردیسی ہے وہاں کا نہیں ہے تو روٹی میں جو کمی ہے وصول کر سکتا ہے گوشت میں جو کمی ہے وصول نہیں کر سکتا کیوں کہ روٹی کا نرخ قریب قریب سب شہروں میں یکساں ہوتا ہے اور گوشت میں یہ بات نہیں (زیلعی)

مسئلہ ۲۱ لوہے پیتل وغیرہ کی انگوٹھی جس کا پہننا مرد و عورت دونوں کے لئے ناجائز ہے اُس کا بیچنا مکروہ ہے (عالمگیری) اسی طرح افیون وغیرہ جس کا کھانا ناجائز ہے ایسوں کے ہاتھ فروخت کرنا جو کھاتے ہوں ناجائز ہے کہ اس میں گناہ پر اعانت ہے۔

مسئلہ ۲۲ مسلمان کا کافر پر دَین ہے اُس نے شراب بیچ کر اُس کے ثمن سے دَین ادا کیا مسلم کے علم میں ہے کہ یہ روپیہ شراب کا ثمن ہے اس کا لینا جائز ہے کیوں کہ کافر کا کافر کے ہاتھ شراب بیچنا جائز ہے اور ثمن میں جو روپیہ آئے گا وہ جائز ہے لہٰذا مسلم اپنے دَین میں لے سکتا ہے۔ اور مسلم نے شراب بیچی تو چوں کہ یہ بیع ناجائز ہے اس کا ثمن بھی ناجائز ہے اس روپیہ کو دَین میں لینا ناجائز ہے (درمختار) یہی حکم ہر ایسی صورت میں ہے جہاں یہ معلوم ہے کہ یہ مال بعینہٖ خبیث و حرام ہے تو اس کو لینا ناجائز ہے مثلاً معلوم ہے کہ چوری یا غصب کا مال ہے۔

مسئلہ ۲۳ رنڈیوں کو ناچ گانے کی جو اُجرت ملی ہے یہ بھی خبیث ہے جس کسی کو دَین یا کسی مطالبہ میں دے اُس کا لینا ناجائز ہے۔ جس شخص نے ظلم یا رشوت کے طور پر مال حاصل کیا ہو مرنے کے بعد اُس کا مال ورثہ کو نہ لینا چاہیئے کہ یہ مال حرام ہے۔ بلکہ ورثہ یہ کریں کہ اگر معلوم ہے کہ یہ مال فلاں کا ہے تو جس سے مورث نے حاصل کیا ہے اُسے واپس دے دیں اور معلوم نہ ہو کہ کس سے لیا ہے تو فقرا پر تصدّق کر دیں کہ ایسے مال کا یہی حکم ہے (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۴ پنساری کو روپیہ دیتے ہیں اور یہ کہہ دیتے ہیں کہ یہ روپیہ سودے میں کٹتا رہے گا۔ یا دیتے وقت یہ شرط نہ ہو کہ سودے میں کٹ جائے گا مگر معلوم ہے کہ یوں ہی کیا جائے گا تو اس طرح روپیہ دینا ممنوع ہے کہ اس قرض سے یہ نفع ہوا کہ اس کے پاس رہنے

میں اُس کے ضائع ہونے کا اِحتمال تھا اب یہ احتمال جاتا رہا۔ اور قرض سے نفع اٹھانا جائز ہے (در مختار)

مسئلہ اِحتکار ممنوع ہے۔ اِحتکار کے یہ معنی ہیں کہ کھانے کی چیز کو اس لئے روکنا کہ گراں ہونے پر فروخت کرے گا۔ احادیث میں اس بارے میں سخت وعیدیں آئی ہیں۔ ایک حدیث میں یہ ہے جو چالیس روز تک احتکار کرے گا اللہ تعالیٰ اُس کو جذام و افلاس میں مبتلا کرے گا دوسری حدیث میں یہ ہے کہ وہ اللہ سے بری اور اللہ اُس سے بری۔ تیسری حدیث یہ ہے کہ اُس پر اللہ اور فرشتوں اور تمام آدمیوں کی لعنت اللہ تعالیٰ نہ اُس کے نفل قبول کرے گا نہ فرض احتکار انسان کے کھانے کی چیزوں میں بھی ہوتا ہے مثلاً اناج اور انگور بادام وغیرہ اور جانوروں کے چارے میں بھی ہوتا ہے جیسے گھاس بھوسا (در مختار ردالمحتار)

مسئلہ احتکار وہیں کہلائے گا جب کہ اُس کا غلہ روکنا وہاں والوں کے لئے مُضر ہو یعنی اُس کی وجہ سے گرانی ہو جائے یا یہ صورت ہو کہ سارا غلہ اِسی کے قبضہ میں ہے اِس کے رکنے سے قحط پڑنے کا اندیشہ ہے دوسری جگہ غلہ دستیاب نہ ہوگا (ہدایہ)

مسئلہ احتکار کرنے والے کو قاضی یہ حکم دے گا کہ اپنے گھر والوں کے خرچ کے لائق غلہ رکھ لے اور باقی فروخت کر ڈالے اگر وہ شخص قاضی کے اس حکم کے خلاف کرے یعنی زائد غلہ نہ بیچے تو قاضی اُس کو مناسب سزا دے گا اور اُس کی حاجت سے زیادہ جتنا غلہ ہے قاضی خود بیع کر دے گا کیوں کہ ضررِ عام سے بچنے کی یہی صورت ہے (ہدایہ)

مسئلہ بادشاہ کو رعایا کی ہلاکت کا اندیشہ ہو تو احتکار کرنے والوں سے غلہ لے کر رعایا پر تقسیم کر دے پھر جب اُن کے پاس غلہ ہو جائے تو جتنا جتنا لیا ہے واپس دے دیں (در مختار)

مسئلہ اپنی زمین کا غلہ روک لینا احتکار نہیں۔ ہاں اگر یہ شخص گرانی یا قحط کا منتظر ہے تو اِس بُری نیت کی وجہ سے گنہگار ہوگا اور اِس صورت میں بھی اگر عام لوگوں کو غلہ کی حاجت ہو اور غلہ دستیاب نہ ہوتا ہو تو قاضی اُسے بیع کرنے پر مجبور کرے گا (در مختار و المحتار)

لہ احتکار کے متعلق چند حدیثیں (بہار شریعت) حصہ یازدہم بیع مکروہ کے بیان میں لکھی جا چکی ہیں ۱۲ منہ

مسئلہ دوسری جگہ سے غلہ خرید کر لایا اگر وہاں سے عموماً یہاں غلہ آتا ہے تو اس کا روکنا بھی احتکار ہے اور اگر وہاں سے یہاں غلہ لانے کی عادت جاری نہ ہو تو روکنا احتکار نہیں مگر اس صورت میں بھی بیچ ڈالنا مستحب ہے کہ روکنے میں یہاں بھی ایک قسم کی کراہت ہے (درمختار ردالمحتار)

مسئلہ حاکم کو یہ چاہیئے کہ اشیا کا نرخ مقرر کردے۔ حدیث میں ہے کہ لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ نرخ گراں ہو گیا حضور نرخ مقرر فرمادیں ارشاد فرمایا: نرخ مقرر کرنے والا تنگی کشادگی کرنے والا روزی دینے والا اللہ ہے۔ اور میں امید کرتا ہوں کہ خدا سے اس حالت میں ملوں کہ کوئی شخص خون یا مال کے معاملے میں مجھ سے کسی حق کا مطالبہ نہ کرے۔

مسئلہ تاجروں نے اگر چیزوں کا نرخ بہت زیادہ کر دیا ہے اور بغیر نرخ مقرر کئے کام چلتا نظر نہ آتا ہو تو اہل الرائے سے مشورہ لے کر قاضی نرخ مقرر کر سکتا ہے۔ اور مقرر شدہ نرخ کے موافق جو بیع ہوئی یہ بیع جائز ہے۔ یہ نہیں کہا جا سکتا کہ یہ بیع مکرہ ہے کیوں کہ یہاں بیع پر اکراہ نہیں قاضی نے اُسے بیچنے پر مجبور نہیں کیا اُسے اختیار ہے کہ اپنی چیز بیچے یا نہ بیچے صرف یہ کہا ہے کہ اگر بیچے تو جو نرخ مقرر ہوا ہے اس سے گراں نہ بیچے (ہدایہ)

مسئلہ انسان کے کھانے اور جانوروں کے چارے میں نرخ مقرر کرنا صورت مذکورہ میں جائز ہے اور دوسری چیزوں میں بھی حکم یہ ہے کہ اگر تاجروں نے بہت زیادہ گراں کر دی ہوں تو ان میں بھی نرخ مقرر کیا جا سکتا ہے (درمختار)

قرآن مجید پڑھنے کے فضائل

قرآن مجید پڑھنے اور پڑھانے کے بہت فضائل ہیں۔ اجمالی طور پر اتنا سمجھ لینا کافی ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اس پر اسلام اور احکام اسلام کا مدار ہے۔ اس کی تلاوت کرا اس میں تدبر آدمی کو خدا تک پہنچاتا ہے۔ اس موقع پر اس کے متعلق چند حدیثیں ذکر کی جاتی ہیں۔

حدیث ۱ صحیح بخاری میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں بہتر وہ شخص ہے جو قرآن سیکھے اور سکھائے۔

حدیث ۲ صحیح مسلم میں عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم میں کوئی شخص اس کو پسند کرتا ہے کہ بطحان یا عقیق میں صبح کو جائے اور وہاں سے دو اونٹنیاں کوہان والی لائے اس طرح کہ گناہ اور قطع رحم نہ ہو۔ یعنی جائز طور پر ہم نے عرض کی کہ یہ بات ہم سب کو پسند ہے فرمایا پھر کیوں نہیں صبح کو مسجد میں جا کر کتاب اللہ کی دو آیتوں کو سیکھتا کہ یہ دو اونٹنیوں سے بہتر ہیں اور تین تین سے بہتر اور چار چار سے بہتر وعلیٰ ہذا القیاس۔

حدیث ۳ صحیح بخاری و مسلم میں ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو مومن قرآن پڑھتا ہے اس کی مثال ترنج کی سی ہے کہ خوشبو بھی اچھی ہے اور مزہ بھی اچھا ہے۔ اور جو مومن قرآن نہیں پڑھتا وہ کھجور کی مثل ہے کہ اس میں خوشبو نہیں مگر مزہ شیریں ہے۔ اور جو منافق قرآن نہیں پڑھتا ہے وہ اندرائن کی مثل ہے کہ اس میں خوشبو بھی نہیں اور مزہ کڑوا ہے اور جو منافق قرآن پڑھتا ہے وہ پھول کی مثل ہے کہ اس میں خوشبو ہے مگر مزہ کڑوا۔

حدیث ۴ صحیح مسلم میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب سے بہت لوگوں کو بلند کرتا ہے اور بہتوں کو پست کرتا ہے۔ یعنی جو اس پر ایمان لائے اور عمل کرتے ہیں ان کے لئے بلندی ہے اور دوسروں کے لئے پستی ہے۔

حدیث ۵ صحیح بخاری و مسلم میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو قرآن پڑھنے میں ماہر ہے وہ کراما کاتبین کے ساتھ ہے اور جو شخص رک رک کر قرآن پڑھتا ہے اور وہ اس پر شاق ہے یعنی اس کی زبان آسانی سے نہیں چلتی تکلیف کے ساتھ ادا کرتا ہے اس کے لئے دو اجر ہیں۔

حدیث ۶ شرح سنہ میں عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تین چیزیں قیامت کے دن عرش کے نیچے ہوں گی ایک قرآن کہ یہ بندوں کے لئے جھگڑا کرے گا اس کے لئے ظاہر و باطن ہے اور امانت اور رشتہ پکارے گا کہ جس نے مجھے ملایا اسے اللہ ملائے گا اور جس نے مجھے کاٹا اللہ اسے کاٹے گا۔

حدیث ۷ امام احمد و ترمذی و ابوداؤد و نسائی نے عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا صاحب قرآن سے کہا جائے گا کہ پڑھ اور چڑھ اور ترتیل کے ساتھ پڑھ جس طرح دنیا میں ترتیل کے ساتھ پڑھتا تھا تیری منزل آخر آیت جو تو پڑھے گا وہاں ہے۔

حدیث ۸ ترمذی و دارمی نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس کے جوف میں کچھ قرآن نہیں ہے وہ ویران مکان کی مثل ہے

حدیث ۹ ترمذی و دارمی نے ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جس کو قرآن نے میرے ذکر اور مجھ سے سوال کرنے سے مشغول رکھا اُسے میں اُس سے بہتر دوں گا جو مانگنے والوں کو دیتا ہوں۔ اور کلام اللہ کی فضیلت دوسرے کلاموں پر ویسی ہی ہے جیسی اللہ کی فضیلت اُس کی مخلوق پر ہے۔

حدیث ۱۰ ترمذی و دارمی نے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کتاب اللہ کا ایک حرف پڑھے گا اُس کو ایک نیکی ملے گی جو دس کے برابر ہوگی میں نہیں کہتا الٓمّٓ ایک حرف ہے بلکہ الف ایک حرف ہے لام دوسرا حرف ہے میم تیسرا حرف۔

حدیث ۱۱ ابوداؤد نے معاذ جہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے قرآن پڑھا اور جو کچھ اُس میں ہے اس پر عمل کیا اُس کے والدین کو قیامت کے دن تاج پہنایا جائے گا جس کی روشنی سورج سے اچھی ہے اگر وہ تمہارے گھروں میں ہوتا۔ تو اب خود اُس عمل کرنے والے کے متعلق تمہارا کیا گمان ہے۔

حدیث ۱۲ امام احمد و ترمذی و ابن ماجہ و دارمی نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے قرآن پڑھا اور اُس کو یاد کر لیا اُس کے حلال کو حلال سمجھا اور حرام کو حرام جانا اُس کے گھر والوں میں سے

دس شخصوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ اُس کی شفاعت قبول فرمائے گا جن پر جہنم واجب ہو چکا تھا۔

حدیث ۱۳ ترمذی و نسائی و ابن ماجہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قرآن سیکھو اور پڑھو کہ جس نے قرآن سیکھا اور پڑھا اور اُس کے ساتھ قیام کیا اُس کی مثال یہ ہے جیسے مشک سے تھیلی بھری ہوئی ہے جس کی خوشبو ہر جگہ پھیلی ہوئی ہے اور جس نے سیکھا اور سو گیا یعنی قیام اللیل نہیں کیا اُس کی مثال وہ تھیلی ہے جس میں مشک بھری ہوئی ہے اور اس کا منہ باندھ دیا گیا ہے۔

حدیث ۱۴ بیہقی نے شعب الایمان میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ان دلوں میں بھی زنگ لگ جاتی ہے جس طرح لوہے میں پانی لگنے سے زنگ لگتی ہے عرض کی یا رسول اللہ اُس کی جِلا کس چیز سے ہوگی؟ فرمایا: کثرت سے موت کو یاد کرنے اور تلاوت قرآن سے ــــ

حدیث ۱۵ صحیح بخاری و مسلم میں جندب بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا قرآن کو اُس وقت تک پڑھو جب تک تمہارے دل کو اُلفت اور لگاؤ ہو اور جب دل اُچاٹ ہو جائے کھڑے ہو جاؤ یعنی تلاوت بند کر دو۔

حدیث ۱۶ صحیح بخاری و مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کو جتنی توجہ اُس نبی کی طرف ہے جو خوش آوازی سے قرآن پڑھتا ہے کسی کی طرف اُتنی توجہ نہیں۔

حدیث ۱۷ صحیح بخاری میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص قرآن کو تغنی یعنی خوش آوازی سے نہ پڑھے وہ ہم میں سے نہیں اس حدیث کے متعلق یہ بھی کہا جاتا ہے کہ تغنی سے مراد استغنا ہے یعنی قرآن پڑھنے کے عوض میں کسی سے کچھ لینا نہ چاہیئے۔

حدیث ۱۸ امام احمد و ابوداؤد و ابن ماجہ و دارمی نے براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا قرآن کو اپنی آوازوں سے مزین کرو اور دارمی کی روایت میں ہے کہ اپنی آوازوں سے قرآن کو خوب صورت کرو کیوں کہ اچھی

آواز قرآن کا حسن بڑھا دیتی ہے۔

حدیث ۱۹ بیہقی نے عبیدہ ملیکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اے قرآن والو قرآن کو تکیہ نہ بناؤ یعنی سستی اور تغافل نہ برتو اور رات اور دن میں اس کی تلاوت کرو جیسا تلاوت کا حق ہے اور اُس کو پھیلاؤ اور تغنی کرو یعنی اچھی آواز سے پڑھو یا اُس کا معاوضہ نہ لو اور جو کچھ اُس میں ہے اُسے غور کرو تاکہ تم کو فلاح ملے اس کے ثواب میں جلدی نہ کرو کیوں کہ اس کا ثواب بہت بڑا ہے (جو آخرت میں ملنے والا ہے)

حدیث ۲۰ ابوداؤد و بیہقی نے جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہتے ہیں کہ ہم قرآن پڑھ رہے تھے اور ہمارے ساتھ اعرابی اور عجمی بھی تھے اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا کہ قرآن پڑھو تم سب اچھے ہو بعد میں قومیں آئیں گی جو قرآن کو اس طرح سیدھا کریں گی جیسا تیر سیدھا ہوتا ہے اُس کا بدلہ جلدی لینا چاہیں گے دیر میں لینا نہیں چاہیں گے یعنی دنیا میں بدلہ لینا چاہیں گے۔

حدیث ۲۱ بیہقی نے حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قرآن کو عرب کے لحن اور آواز سے پڑھو اہل عشق اور یہود و نصاریٰ کے لحن سے بچو یعنی قواعد موسیقی کے مطابق گانے سے بچو اور میرے بعد ایک قوم آئے گی جو قرآن کو ترجیع کے ساتھ پڑھے گی جیسے گانے اور نوحہ میں ترجیع ہوتی ہے قرآن اُن کے گلوں سے تجاوز نہیں کرے گا اُن کے دل فتنہ میں مبتلا ہیں اور اُن کے بھی جن کو اُن کی یہ بات پسند ہے۔

حدیث ۲۲ ابو سعید بن معلّیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے صحیح بخاری میں روایت ہے کہتے ہیں میں نماز پڑھ رہا تھا اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے بلایا میں نے جواب نہیں دیا (جب نماز سے فارغ ہوا) حضور کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ میں نماز پڑھ رہا تھا ارشاد فرمایا کیا اللہ تعالیٰ نے نہیں فرمایا ہے اِسْتَجِیْبُوْا لِلّٰہِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاکُمْ اللہ و رسول کے پاس حاضر ہو جاؤ جب وہ تمہیں بلائیں پھر فرمایا مسجد سے باہر جانے سے پہلے قرآن میں جو سب سے بڑی سورت ہے وہ بتا دوں گا اور حضور نے میرا ہاتھ پکڑ لیا۔ جب نکلنے کا ارادہ ہوا میں نے عرض کی حضور نے یہ فرمایا تھا کہ مسجد سے باہر جانے کے پہلے قرآن کی سب سے بڑی

سورۂ فاتحہ

سورت کی تعلیم کروں گا فرمایا کہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وہی سَبْعِ مَثَانی اور قرآن عظیم ہے جو مجھے ملا ہے۔

حدیث ۲۳ ترمذی نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اُبی بن کعب سے فرمایا کہ نماز میں تم کس طرح پڑھتے ہو انھوں نے اُم القرآن یعنی سورۂ فاتحہ کو پڑھا حضور نے فرمایا قسم ہے اُس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے نہ اس کے مثل توریت میں کوئی سورت اُتاری گئی نہ انجیل میں نہ زبور میں نہ قرآن میں، وہ سَبْعِ مَثَانی اور قرآن عظیم ہے جو مجھے ملا۔

حدیث ۲۴ سورۂ فاتحہ ہر بیماری سے شفا ہے (دارمی بیہقی)

حدیث ۲۵ صحیح مسلم میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی کہتے ہیں جبرئیل علیہ السلام حضور کی خدمت میں حاضر تھے اوپر سے ایک آواز آئی انھوں نے سر اٹھایا اور یہ کہا کہ آسمان کا یہ دروازہ آج ہی کھولا گیا آج سے پہلے کبھی نہیں کھلا ایک فرشتہ اُترا جبرئیل علیہ السلام نے کہا یہ فرشتہ آج سے پہلے کبھی زمین پر نہیں اُترا تھا اس نے سلام کیا اور یہ کہا کہ حضور کو بشارت ہو کہ دو نور حضور کو دیے گئے اور حضور سے پہلے کسی نبی کو نہیں ملے وہ دو نور یہ ہیں سورۂ فاتحہ اور سورۂ بقرہ کا خاتمہ جو حرف آپ پڑھیں گے وہ دیا جائے گا۔

حدیث ۲۶ صحیح مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے گھروں کو مقابر نہ بناؤ، شیطان اُس گھر سے بھاگتا ہے جس میں سورۂ بقرہ پڑھی جاتی ہے۔

حدیث ۲۷ صحیح مسلم میں ابواُمامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو میں نے یہ فرماتے سُنا کہ قرآن پڑھو کیوں کہ وہ قیامت کے دن اپنے اصحاب کے لیے شفیع ہو کر آئے گا دو چمک دار سورتیں بقرہ و آل عمران کو پڑھو، کہ یہ دونوں قیامت کے دن اِس طرح آئیں گی گویا دو ابر ہیں یا دو سائبان ہیں یا صف بستہ پرندوں کی دو جماعتیں وہ دونوں اپنے اصحاب کی طرف سے جھگڑا کریں گی یعنی ان کی شفاعت کریں گی سورۂ بقرہ کو پڑھو کہ اس کا لینا برکت ہے اور اس کا چھوڑنا حسرت ہے اور اہل باطل اس کی

استطاعت نہیں رکھتے۔

حدیث ۲۸ صحیح مسلم میں اُبی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابو المنذر (یہ ابی ابن کعب کی کنیت ہے) تمہارے پاس قرآن کی سب سے بڑی آیت کون سی ہے میں نے کہا اللہ ورسولہٗ اَعلم ہیں حضور نے فرمایا اے ابو المنذر تمہیں معلوم ہے کہ قرآن کی کون سی آیت تمہارے پاس سب میں بڑی ہے میں نے عرض کی اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ (یعنی آیۃ الکرسی) حضور نے میرے سینے پر ہاتھ مارا اور فرمایا ابو المنذر تم کو علم مبارک ہو۔

حدیث ۲۹ صحیح بخاری میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے زکوٰۃ رمضان یعنی صدقۂ فطر کی حفاظت مجھے سپرد فرمائی تھی۔ ایک آنے والا آیا اور غلہ بھرنے لگا۔ میں نے اسے پکڑ لیا اور یہ کہا کہ تجھے حضور کی خدمت میں پیش کروں گا۔ کہنے لگا میں محتاج عیالدار ہوں، سخت حاجت مند ہوں میں نے اُسے چھوڑ دیا۔ جب صبح ہوئی حضور نے فرمایا ابو ہریرہ تمہارا رات کا قیدی کیا ہوا؟ میں نے عرض کی یا رسول اللہ اس نے شدید حاجت اور عیال کی شکایت کی مجھے رحم آگیا چھوڑ دیا۔ ارشاد فرمایا وہ تم سے جھوٹ بولا اور وہ پھر آئے گا۔ میں نے سمجھ لیا وہ پھر آئے گا کیوں کہ حضور نے فرمادیا ہے۔ میں اس کے انتظار میں تھا وہ آیا اور غلہ بھرنے لگا میں نے اُسے پکڑ لیا اور یہ کہا تجھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس پیش کروں گا اس نے کہا مجھے چھوڑ دو میں محتاج ہوں عیال دار ہوں اب نہیں آؤں گا۔ مجھے رحم آگیا اُسے چھوڑ دیا۔ صبح ہوئی تو حضور نے فرمایا ابو ہریرہ تمہارا قیدی کیا ہوا۔ میں نے عرض کی اس نے حاجتِ شدیدہ اور عیال داری کی شکایت کی مجھے رحم آیا اُسے چھوڑ دیا۔ حضور نے فرمایا وہ تم سے جھوٹ بولا اور پھر آئے گا۔ میں اس کے انتظار میں تھا وہ آیا اور غلہ بھرنے لگا میں نے پکڑا اور کہا تجھے حضور کے پاس پیش کروں گا تین مرتبہ ہو چکا تو کہتا ہے نہیں آئے گا پھر آتا ہے اس نے کہا مجھے چھوڑ دو میں تمہیں ایسے کلمات سکھاتا ہوں جن سے اللہ تم کو نفع دے گا جب تم بچھونے پر جاؤ آیۃ الکرسی اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ آخر آیۃ تک پڑھ لو صبح تک اللہ کی طرف سے تم پر نگہبان ہوگا اور شیطان تمہارے قریب نہیں

آئے گا۔ میں نے اُسے چھوڑ دیا جب صبح ہوئی حضور نے فرمایا تمہارا قیدی کیا ہوا میں نے عرض کی اس نے کہا چند کلمات تم کو سکھاتا ہوں اللہ تعالیٰ تمہیں ان سے نفع دے گا حضور نے فرمایا یہ بات اس نے سچ کہی اور وہ بڑا جھوٹا ہے۔ اور تمہیں معلوم ہے کہ تین راتوں سے تمہارا مخاطب کون ہے میں نے عرض کی نہیں۔ حضور نے فرمایا کہ وہ شیطان ہے۔

حدیث ۳۰ صحیح بخاری و مسلم میں ابو مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا سورۂ بقرہ کی آخری دو آیتیں جو شخص رات میں پڑھ لے وہ اس کے لئے کافی ہیں۔

حدیث ۳۱ اللہ تعالیٰ نے آسمان و زمین کے پیدا کرنے سے دو ہزار برس پہلے ایک کتاب لکھی اس میں سے دو آیتیں جو سورۂ بقرہ کے ختم پر ہیں نازل فرمائیں جس گھر میں تین راتوں تک پڑھی جائیں شیطان اس کے قریب نہیں جائے گا (ترمذی و دارمی)

حدیث ۳۲ سورۂ بقرہ کے خاتمہ کی دو آیتیں اللہ تعالیٰ کے اُس خزانہ میں سے ہیں جو عرش کے نیچے ہے اللہ نے مجھے یہ دونوں آیتیں دیں انہیں سیکھو اور اپنی عورتوں کو سکھاؤ کہ وہ رحمت ہیں اور اللہ سے نزدیکی اور دعا ہیں (دارمی)

حدیث ۳۳ صحیح مسلم میں ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا سورۂ کہف کی پہلی دس آیتیں جو شخص یاد کرے وہ دجال سے محفوظ رہے گا۔

حدیث ۳۴ جو شخص سورۂ کہف جمعہ کے دن پڑھے گا اس کے لئے دو جمعے کے مابین نور روشن ہوگا (بیہقی)

حدیث ۳۵ ہر چیز کے لئے دل ہے اور قرآن کا دل یٰس ہے جس نے یٰس پڑھی دس مرتبہ قرآن پڑھنا اللہ تعالیٰ اس کے لئے لکھے گا (ترمذی و دارمی)

حدیث ۳۶ اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کے پیدا کرنے سے ہزار برس پہلے طٰہٰ و یٰس پڑھا جب فرشتوں نے سنا یہ کہا مبارک ہو اس اُمت کے لئے جس پر یہ اُتارا جائے اور مبارک ہو اُن جوفوں کے لئے جو اس کے حامل ہوں اور مبارک ہو اُن زبانوں کے لئے جو اس کو پڑھیں (دارمی)

حدیث ۳۷ جو شخص اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے یٰس پڑھے گا اس کے اگلے گناہوں کی مغفرت ہو جائے گی لہٰذا اس کو اپنے مُردوں کے پاس پڑھو (بیہقی)

حدیث ۳۸ جو شخص حٰمٓ المؤمن کو الیہ المصیر تک اور آیۃ الکرسی صبح کو پڑھ لے گا شام تک محفوظ رہے گا اور جو شام کو پڑھ لے گا صبح تک محفوظ رہے گا (ترمذی دارمی)

حدیث ۳۹ جو شخص حٰمٓ الدخان شب جمعہ میں پڑھے اس کی مغفرت ہو جائیگی (ترمذی)

حدیث ۴۰ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب تک الٓمٓ تنزیل اور تبارک الذی بیدہ الملک نہ پڑھ لیتے سوتے نہ تھے (احمد ترمذی دارمی)

حدیث ۴۱ خالد بن معدان نے کہا نجات دینے والی سورت کو پڑھو وہ الٓمٓ تنزیل ہے مجھے خبر پہنچی ہے کہ ایک شخص اس کو پڑھتا تھا اس کے سوا کچھ نہیں پڑھتا تھا اور وہ بہت گنہگار تھا اس سورت نے اپنا بازو اس پر بچھا دیا اور کہا اے رب اس کی مغفرت فرما دے کہ یہ مجھ کو کثرت سے پڑھتا تھا۔ رب تعالیٰ نے اس کی شفاعت قبول فرمائی اور فرشتوں سے فرمایا کہ اس کی ہر خطا کے بدلے میں ایک نیکی لکھو اور ایک درجہ بلند کرو اور خالد نے یہ بھی کہا کہ یہ اپنے پڑھنے والے کی طرف سے قبر میں جھگڑا کرے گی کہے گی الٰہی اگر میں تیری کتاب سے ہوں تو میری شفاعت قبول فرما اور تیری کتاب میں سے نہیں ہوں تو اس کتاب سے مجھے مٹا دے اور وہ پرند کی طرح اپنے بازو اس پر بچھا دے گی اور شفاعت کرے گی اور عذاب قبر سے بچائے گی اور خالد نے تبارک کے متعلق بھی ایسا ہی کہا اور جب تک ان دونوں کو پڑھ نہ لیتے خالد سوتے نہ تھے اور طاؤس نے کہا کہ یہ دونوں سورتیں قرآن کی ہر ایک سورت پر ساٹھ حسنہ کے ساتھ فضیلت رکھتی ہیں (دارمی)

حدیث ۴۲ قرآن میں تیس آیت کی ایک سورت ہے آدمی کے لئے شفاعت کرے گی یہاں تک کہ اس کی مغفرت ہو جائے گی وہ تبارک الذی بیدہ الملک ہے (احمد ترمذی ابو داؤد نسائی ابن ماجہ)

حدیث ۴۳ بعض صحابہ نے قبر پر خیمہ گاڑ دیا انھیں معلوم نہ تھا کہ یہاں قبر ہے اس میں کسی شخص نے تبارک الذی بیدہ الملک ختم سورۃ تک پڑھا جب انھوں نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ واقعہ سنایا تو حضور نے فرمایا وہ مانعہ ہے اور

منجیہ ہے عذاب الٰہی سے نجات دیتی ہے (ترمذی)

حدیث ۴۴ جو شخص سورہ واقعہ ہر رات میں پڑھے گا اس کو کبھی فاقہ نہیں پہنچے گا ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی صاحب زادیوں کو حکم فرماتے تھے کہ ہر رات میں اس کو پڑھا کریں (بیہقی)

حدیث ۴۵ کیا تم اس کی استطاعت نہیں رکھتے کہ ہر روز ایک ہزار آیتیں پڑھا کرو لوگوں نے عرض کی اس کی کون استطاعت رکھتا ہے کہ ہر روز ہزار آیتیں پڑھا کرے فرمایا کہ اس کی استطاعت نہیں کہ اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُر پڑھ لیا کرو (بیہقی)

حدیث ۴۶ کیا تم اس سے عاجز ہو کہ رات میں تہائی قرآن پڑھ لیا کرو لوگوں نے عرض کی تہائی قرآن کیوں کر کوئی پڑھے گا فرمایا کہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَد، تہائی قرآن کی برابر ہے (بخاری ومسلم)

حدیث ۴۷ اِذَا زُلْزِلَتْ نصف قرآن کی برابر ہے اور قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَد تہائی قرآن کی برابر ہے اور قُلْ يٰۤاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ چوتھائی کی برابر (ترمذی)

حدیث ۴۸ جو ایک دن میں دو سو مرتبہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَد پڑھے گا اس کے پچاس برس کے گناہ مٹا دیئے جائیں گے مگر یہ کہ اس پر دَین ہو (ترمذی و دارمی)

حدیث ۴۹ جو شخص سوتے وقت بچھونے پر داہنی کروٹ لیٹ کر سو مرتبہ قل ھو اللہ احد پڑھے قیامت کے دن رب تبارک و تعالیٰ اس سے فرمائے گا اے میرے بندے اپنی دہنی جانب جنت میں چلا جا (ترمذی)

حدیث ۵۰ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک شخص کو قل ھو اللہ احد پڑھتے سنا فرمایا کہ جنت واجب ہو گئی (امام مالک، ترمذی، نسائی)

حدیث ۵۱ کسی نے پوچھا یا رسول اللہ قرآن میں سب سے بڑی سورت کون سی ہے فرمایا قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَد۔ اس نے عرض کی قرآن میں سب سے بڑی آیت کون سی ہے فرمایا آیۃ الکرسی اَللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ۔ اس نے کہا یا رسول اللہ کون سی آیت آپ کو اور آپ کی امت کو پہنچنا محبوب ہے یعنی اس کا فائدہ و ثواب، فرمایا سورہ بقرہ کے خاتمک آیت

کر وہ رحمتِ الٰہی کے خزانہ سے عرشِ الٰہی کے نیچے سے ہے اللہ تعالیٰ نے وہ آیت اِس اُمت کو دی دنیا و آخرت کی کوئی خیر نہیں مگر یہ اُس پر مشتمل ہے (دارمی)

حدیث ۵۲ جو شخص اَعُوْذُ بِاللّٰہِ السَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ تین مرتبہ پڑھ کر سورۂ حشر کی پچھلی تین آیتیں پڑھے اللہ تعالیٰ ستر ہزار فرشتے مقرر فرمائے گا جو شام تک اس کے لئے دعا کریں گے اور اگر وہ شخص اُس روز مر جائے تو شہید مرے گا اور شام کو پڑھے تو اس کے لئے بھی یہی ہے (ترمذی)

حدیث ۵۳ جو قرآن پڑھے اُس کو اللہ سے سوال کرنا چاہیئے عنقریب ایسے لوگ آئیں گے جو قرآن پڑھ کر آدمیوں سے سوال کریں گے (احمد ترمذی)

حدیث ۵۴ جو قرآن پڑھ کر آدمیوں سے کھانا مانگے گا قیامت کے دن اس طرح آئیگا کہ اس کے چہرہ پر گوشت نہ ہوگا نری ہڈیاں ہوں گی (بیہقی)

حدیث ۵۵ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مصحف لکھنے کی اجرت کا سوال ہوا انھوں نے فرمایا اس میں حرج نہیں وہ لوگ نقش بناتے ہیں اور اپنی دست کاری سے کھاتے ہیں یعنی یہ ایک قسم کی دست کاری ہے اس کا معاوضہ لینا جائز ہے (رزین)

قرآن مجید کی تلاوت وغیرہ کے مسائل (بہارِ شریعت) حصہ سوم میں مذکور ہو چکے ہیں وہاں سے معلوم کیے جائیں مصحف شریف کے متعلق بعض باتیں یہاں ذکر کی جاتی ہیں۔

قرآن مجید اور کتابوں کے آداب

مسئلہ قرآن مجید پر سونے چاندی کا پانی چڑھانا جائز ہے کہ اِس سے نظر عوام میں عظمت پیدا ہوتی ہے۔ اس میں اعراب و نقطے لگانا بھی مستحسن ہے کیوں کہ اگر ایسا نہ کیا جائے تو اکثر لوگ اُسے صحیح نہ پڑھ سکیں گے۔ اِسی طرح آیت سجدہ پر سجدہ لکھنا اور وقف کی علامتیں لکھنا اور رکوع کی علامت لکھنا اور تعشیر یعنی دس دس آیتوں پر نشان لگانا جائز ہے۔ اِسی طرح سورتوں کے نام لکھنا اور یہ لکھنا کہ اِس میں اتنی آیتیں ہیں یہ بھی جائز ہے (درمختار ردالمحتار)

اس زمانہ میں قرآن مجید کے تراجم بھی چھاپنے کا رواج ہے اگر ترجمہ صحیح ہو تو قرآن مجید کے ساتھ طبع کرنے میں حرج نہیں اس لئے کہ اس سے آیت کا ترجمہ جاننے میں سہولت ہوتی ہے مگر تنہا ترجمہ طبع نہ کیا جائے۔

۴۷ **مسئلہ** تاریخ کے اوراق قرآن مجید کی جلد یا تفسیر وفقہ کی کتابوں پر بطور غلاف چڑھانا جائز ہے (درمختار)

۴۸ **مسئلہ** قرآن مجید کی کتابت نہایت خوش خط اور واضح حرفوں میں کی جائے کاغذ بھی بہت اچھا روشنائی بھی خوب اچھی ہو کر دیکھنے والے کو بھلا معلوم ہو (درمختار، ردالمحتار) بعض اہل مطابع نہایت معمولی کاغذ پر بہت خراب کتابت وروشنائی سے چھپواتے ہیں یہ ہرگز نہ ہونا چاہیئے۔

۴۹ **مسئلہ** قرآن مجید کا حجم چھوٹا کرنا مکروہ ہے (درمختار) مثلاً آج کل بعض اہل مطابع نے تعویذی قرآن مجید چھپوائے ہیں جن کا قلم اتنا باریک ہے کہ پڑھنے میں بھی نہیں آتا بلکہ حمائل بھی نہ چھپوائی جائے کہ اس کا حجم بھی بہت کم ہوتا ہے۔

۵۰ **مسئلہ** قرآن مجید پرانا بوسیدہ ہو گیا اس قابل نہ رہا کہ اس میں تلاوت کی جائے اور یہ اندیشہ ہے کہ اس کے اوراق منتشر ہو کر ضائع ہوں گے تو کسی پاک کپڑے میں لپیٹ کر احتیاط کی جگہ دفن کر دیا جائے اور دفن کرنے میں اس کے لئے لحد بنائی جائے تاکہ اس پر مٹی نہ پڑے یا اس پر تختہ لگا کر چھت بنا کر مٹی ڈالیں کہ اس پر مٹی نہ پڑے مصحف شریف بوسیدہ ہو جائے تو اس کو جلایا نہ جائے (عالمگیری)

۵۱ **مسئلہ** لغت و نحو و صرف کا ایک مرتبہ ہے ان میں ہر ایک کی کتاب کو دوسرے کی کتاب پر رکھ سکتے ہیں۔ اور ان سے اوپر علم کلام کی کتابیں رکھی جائیں۔ ان کے اوپر فقہ اور احادیث و مواعظ و دعوات ماثورہ فقہ سے اوپر۔ اور تفسیر کو ان کے اوپر۔ اور قرآن مجید کو سب کے اوپر رکھیں قرآن مجید جس صندوق میں ہو اس پر کپڑا وغیرہ نہ رکھا جائے (عالمگیری)

۵۲ **مسئلہ** کسی نے محض خیر و برکت کے لئے اپنے مکان میں قرآن مجید رکھ چھوڑا ہے، اور تلاوت نہیں کرتا تو گناہ نہیں بلکہ اس کی یہ نیت باعث ثواب ہے (خانیہ)

۵۳ **مسئلہ** قرآن مجید پر اگر بقصد توہین پاؤں رکھا کافر ہو جائے گا (عالمگیری)

مسئلہ جس گھر میں قرآن مجید رکھا ہو اس میں بی بی سے صحبت کرنا جائز ہے جب کہ قرآن مجید پر پردہ پڑا ہو (عالمگیری)۔

مسئلہ قرآن مجید کو نہایت اچھی آواز سے پڑھنا چاہیے اسی طرح اذان کہنے میں خوش گلوئی سے کام لے یعنی اگر آواز اچھی نہ ہو تو اچھی آواز بنانے کی کوشش کرے لحن کے ساتھ پڑھنا کہ حروف میں کمی بیشی ہو جائے جیسے گانے والے کیا کرتے ہیں یہ ناجائز ہے بلکہ پڑھنے میں قواعد تجوید کی مراعات کرے (در مختار۔ رد المحتار)

مسئلہ قرآن مجید کو معروف و شاذ دونوں قراءتوں کے ساتھ ایک ساتھ پڑھنا مکروہ ہے تو فقط قراءتِ شاذہ کے ساتھ پڑھنا بدرجۂ اولیٰ مکروہ ہے (در مختار، رد المحتار) بلکہ عوام کے سامنے وہی قراءت پڑھی جائے جو وہاں رائج ہے کیوں کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ اپنی ناواقفی کی وجہ سے انکار کر بیٹھیں

مسئلہ مسلمانوں میں یہ دستور ہے کہ قرآن مجید پڑھتے وقت اگر اٹھ کر کہیں جاتے ہیں تو بند کر دیتے ہیں کھلا ہوا چھوڑ کر نہیں جاتے یہ ادب کی بات ہے مگر بعض لوگوں میں یہ مشہور ہے کہ اگر کھلا ہوا چھوڑ دیا جائے گا تو شیطان پڑھے گا اس کی اصل نہیں۔ ممکن ہے کہ بچوں کو اس ادب کی طرف توجہ دلانے کے لئے ایسا اختراع کیا ہو۔

مسئلہ قرآن مجید کے آداب میں یہ بھی ہے کہ اس کی طرف پیٹھ نہ کی جائے نہ پاؤں پھیلائے جائیں نہ پاؤں کو اس سے اونچا کریں نہ یہ کہ خود اونچی جگہ پر ہو اور قرآن مجید نیچے ہو۔

مسئلہ قرآن مجید کو جزدان وغلاف میں رکھنا ادب ہے۔ صحابہ و تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے زمانے سے اس پر مسلمانوں کا عمل ہے۔

مسئلہ نئے قلم کا تراشہ ادھر ادھر پھینک سکتے ہیں مگر مستعمل قلم کا تراشہ احتیاط کی جگہ میں رکھا جائے پھینکا نہ جائے اسی طرح مسجد کا کھاس کوڑا موضعِ احتیاط میں ڈالا جائے ایسی جگہ نہ پھینکا جائے کہ احترام کے خلاف ہو (عالمگیری) جس کاغذ پر اللہ تعالیٰ کا نام لکھا ہو اس میں کوئی چیز رکھنا مکروہ ہے اور تھیلی پر اسمائے الٰہی لکھے ہوں اس میں روپیہ پیسہ رکھنا مکروہ نہیں۔ کھانے کے بعد انگلیوں کو کاغذ سے پونچھنا مکروہ ہے (عالمگیری)

آدابِ مسجد و قبلہ

مسجد کو چونے اور گچ سے منقش کرنا جائز ہے سونے چاندی کے پانی سے نقش و نگار کرنا بھی جائز ہے جب کہ کوئی شخص اپنے مال سے ایسا کرے۔ مالِ وقف سے ایسا نہیں کر سکتا بلکہ متولی مسجد نے اگر مالِ وقف سے سونے چاندی کا نقش کرایا تو اُسے تاوان دینا ہو گا۔ ہاں اگر بانی مسجد نے نقش کرایا تھا جو خراب ہو گیا تو متولی مسجد مالِ مسجد سے بھی نقش و نگار کرا سکتا ہے۔ بعض مشائخ دیوارِ قبلہ میں نقش و نگار کرنے کو مکروہ بتاتے ہیں کہ نمازی کا دل اُدھر متوجہ ہو گا (در مختار وغیرہ)

مسئلہ مسجد کی دیواروں میں گچ اور پلاستر کرانا جائز ہے کہ اس کی وجہ سے عمارت محفوظ رہے گی مسجد میں پلاستر کرانے یا قلعی یا کہگل کرانے میں ناپاک پانی استعمال نہ کیا جائے (عالمگیری)

مسئلہ مسجد میں درس دینا جائز ہے اگرچہ بوقتِ درس مسجد کی جانمازوں اور چٹائیوں کو استعمال کرتا ہو۔ مسجد میں کھانا کھانا اور سونا معتکف کو جائز ہے غیر معتکف کے لئے مکروہ ہے اگر کوئی شخص مسجد میں کھانا یا سونا چاہتا ہو تو وہ بہ نیتِ اعتکاف مسجد میں داخل ہو اور ذکر کرے یا نماز پڑھے اس کے بعد وہ کام کر سکتا ہے (عالمگیری) ہندوستان میں تقریباً ہر جگہ یہ رواج ہے کہ ماہ رمضان میں عام طور پر مسجد میں روزہ افطار کرتے ہیں۔ اگر خارجِ مسجد کوئی جگہ ایسی ہو کہ وہاں افطار کریں جب تو مسجد میں افطار کریں۔ ورنہ داخل ہوتے وقت اعتکاف کی نیت کر لیا کریں۔ اب افطار کرنے میں حرج نہیں۔ مگر اس بات کا اب بھی لحاظ کرنا ہو گا کہ مسجد کا فرش یا چٹائیاں آلودہ نہ کریں۔

مسئلہ مسجد کو راستہ نہ بنایا جائے مثلاً مسجد کے دو دروازے ہیں اور اس کو کہیں جانا ہے آسانی اس میں ہے کہ ایک دروازہ سے داخل ہو کر دوسرے سے نکل جائے۔ ایسا نہ کرے۔ اگر کوئی شخص اس نیت سے گیا کہ اس دروازہ سے داخل ہو کر دوسرے سے نکل جائے گا، اندر جانے کے بعد اپنے اس فعل پر نادم ہوا تو جس دروازہ سے نکلنے کا ارادہ کیا تھا

لہ مسجد کے متعلق مسائل (بہارِ شریعت) حصہ سوم میں مفصل ذکر کئے گئے ہیں کچھ باتیں یہاں ذکر کی جاتی ہیں ۱۲

اس کے سوا دوسرے دروازہ سے نکلے اور بعض علما نے فرمایا ہے کہ یہ شخص پہلے نماز پڑھے پھر نکلے اور بعض نے فرمایا کہ اگر بے وضو ہے تو جس دروازے سے گیا ہے اسی سے نکلے۔ مسجد میں جُوتے پہن کر جانا مکروہ ہے (عالمگیری)

مسئلہ جامع مسجد میں تعویذ بیچنا ناجائز ہے جیسا کہ تعویذ والے کیا کرتے ہیں کہ اس تعویذ کا یہ ہدیہ ہے اتنا دو اور تعویذ لے جاؤ (عالمگیری) ۶۱

مسئلہ مسجد میں عقدِ نکاح کرنا مستحب ہے (عالمگیری) مگر یہ ضرور ہے کہ بوقتِ نکاح شوروغل اور ایسی باتیں جو احترامِ مسجد کے خلاف ہیں نہ ہونے پائیں۔ لہٰذا اگر معلوم ہو کہ مسجد کے آداب کا لحاظ نہ رہے گا تو مسجد میں نکاح نہ پڑھوائیں۔ ۶۱

مسئلہ جس کے بدن یا کپڑے پر نجاست لگی ہو وہ مسجد میں نہ جائے (عالمگیری) ۶۱

مسئلہ مسجد میں ان آداب کا لحاظ رکھے۔ ۶۱ دارالرجعہ

① جب مسجد میں داخل ہو تو سلام کرے بشرطیکہ جو لوگ وہاں موجود ہیں ذکر و درس میں مشغول نہ ہوں اور اگر وہاں کوئی نہ ہو یا جو لوگ ہیں وہ مشغول ہیں تو یوں کہے اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا مِنْ رَّبِّنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ۔

② وقت مکروہ نہ ہو تو دو رکعت تحیۃ المسجد ادا کرے۔

③ خرید و فروخت نہ کرے۔

④ ننگی تلوار مسجد میں نہ لے جائے۔

⑤ گمی ہوئی چیز مسجد میں نہ ڈھونڈے۔

⑥ ذکر کے سوا آواز بلند نہ کرے۔

⑦ دنیا کی باتیں نہ کرے۔

⑧ لوگوں کی گردنیں نہ پھلانگے۔

⑨ جگہ کے متعلق کسی سے جھگڑا نہ کرے۔

⑩ اس طرح نہ بیٹھے کہ دوسروں کے لئے جگہ میں تنگی ہو۔

⑪ نمازی کے آگے سے نہ گزرے۔

(۱۲) مسجد میں تھوک کھنکار نہ ڈالے۔

(۱۳) انگلیاں نہ چٹکائے۔

(۱۴) نجاست اور بچوں اور پاگلوں سے مسجد کو بچائے۔

(۱۵) ذکر الٰہی کی کثرت کرے (عالمگیری)

مسئلہ مسجد میں جگہ تنگ ہوگئی تو جو نماز پڑھنا چاہتا ہے وہ بیٹھے ہوئے کو کہہ سکتا ہے کہ سرک جاؤ نماز پڑھنے کی جگہ دے دو، اگرچہ وہ شخص ذکر و درس میں یا تلاوت قرآن مجید میں مشغول ہو یا معتکف ہو (عالمگیری)۔

مسئلہ مسجد کے سائل کو دینا منع ہے۔ مسجد میں دنیا کی باتیں کرنی مکروہ ہے مسجد میں کلام کرنا نیکیوں کو اس طرح کھاتا ہے جس طرح آگ لکڑی کو کھاتی ہے۔ یہ جائز کلام کے متعلق ہے۔ ناجائز کلام کے گناہ کا کیا پوچھنا (درمختار ردالمحتار)

مسئلہ نماز پڑھنے کے بعد مصلّے کو لپیٹ کر رکھ دیتے ہیں یہ اچھی بات ہے کہ اس میں زیادہ احتیاط ہے مگر بعض لوگ جانماز کا صرف کونا لوٹ دیتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ ایسا نہ کرنے میں اس پر شیطان نماز پڑھے گا یہ بے اصل ہے۔[1]

مسئلہ مسجد کی چھت پر چڑھنا مکروہ ہے۔ گرمی کی وجہ سے مسجد کی چھت پر جماعت کرنا مکروہ ہے۔ ہاں اگر مسجد میں تنگی ہو نمازیوں کی کثرت ہو تو چھت پر نماز پڑھ سکتے ہیں جیسا کہ بمبئی اور کلکتہ میں مسجد کی تنگی کی وجہ سے چھت پر بھی جماعت ہوتی ہے (عالمگیری)

مسئلہ طالب علم نے مسجد کی چٹائی کا تنکا نشانی کے لئے کتاب میں رکھ لیا یہ معاف ہے (عالمگیری) اس کا یہ مطلب نہیں کہ ابھی چٹائی سے تنکا توڑ کر نشانی بنائے کہ اس طرح بار بار کرنے سے چٹائی خراب ہو جائے گی۔

مسئلہ قبلہ کی جانب ہدف یعنی نشانہ بنا کر اس پر تیر مارنا یا اس پر گولی مارنا مکروہ ہے یعنی قبلہ کی طرف چاند ماری کرنا مکروہ ہے (ردالمحتار)

---

[1] ذکر فی المسئلۃ الامام احمد رضا حدیثین ثم قال یمکن استخراج اصل ذلک بحمل منہا والاولیٰ ان تیلوی کما فیخاف من الشیطان استعمال السجادات اما الصلوۃ منہ فلا اصل لہ ۱۲ محمد (الفتاویٰ الرضویہ ج ۳ ص ۵۰)

عیادت وعلاج کا بیان

عیادت مریض کی عیادت کو جانا سنت ہے احادیث میں اس کی بہت فضیلت آئی ہے۔

حدیث ۱ بخاری ومسلم وابوداؤد وابن ماجہ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں مسلمان پر مسلمان کے پانچ حق ہیں (۱) سلام کا جواب دینا (۲) مریض کے پوچھنے کو جانا (۳) جنازے کے ساتھ جانا (۴) دعوت قبول کرنا (۵) چھینکنے والے کا جواب دینا (جب الحمدللہ کہے)

حدیث ۲ صحیحین میں ہے براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں ہمیں سات باتوں کا حضور نے حکم فرمایا (یہ پانچ باتیں ذکر کر کے فرمایا) (۶) قسم کھانے والے کی قسم پوری کرنا (۷) مظلوم کی مدد کرنا۔

حدیث ۳ بخاری ومسلم ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں مسلمان جب اپنے مسلمان بھائی کی عیادت کو گیا تو واپس ہونے تک ہمیشہ جنت کے پھل چننے میں رہا۔

حدیث ۴ صحیح مسلم شریف میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں اللہ عزوجل روز قیامت فرمائے گا اے ابن آدم میں بیمار ہوا تو نے میری عیادت نہ کی۔ عرض کرے گا تیری عیادت کیسے کرتا تو تو رب العالمین ہے (یعنی خدا کیسے بیمار ہو سکتا ہے کہ اس کی عیادت کی جائے) فرمائے گا کیا تجھے نہیں معلوم کہ میرا فلاں بندہ بیمار ہوا اور اس کی تو نے عیادت نہ کی۔ کیا تو نہیں جانتا کہ اگر اس کی عیادت کو جاتا تو مجھے اس کے پاس پاتا۔ اور فرمائے گا اے ابن آدم میں نے تجھ سے کھانا طلب کیا تو نے نہ دیا عرض کرے گا تجھے کس طرح کھانا دیتا تو تو رب العالمین ہے۔ فرمائے گا کیا تجھے نہیں معلوم کہ میرے فلاں بندہ نے تجھ سے کھانا مانگا اور تو نے نہ دیا کیا تجھے نہیں معلوم کہ اگر تو نے دیا ہوتا تو تو اس کو (یعنی اس کے ثواب کو) میرے پاس پاتا۔ فرمائے گا اے ابن آدم میں

نے تجھ سے پانی طلب کیا تو نے نہ دیا عرض کرے گا تجھے کیسے پانی دیتا تو تو رب العالمین ہے۔ فرمائے گا میرے فلاں بندہ نے تجھ سے پانی مانگا تو نے اسے نہ پلایا اگر پلایا ہوتا تو میرے یہاں پاتا۔

حدیث ۵ صحیح بخاری شریف میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک اعرابی کی عیادت کو تشریف لے گئے اور عادت کریمہ یہ تھی کہ جب کسی مریض کی عیادت کو تشریف لے جاتے تو یہ فرماتے لَا بَاسَ طَهُوْرٌ اِنْشَاءَ اللّٰهُ تعالیٰ یعنی کوئی حرج کی بات نہیں انشاء اللہ تعالیٰ یہ مرض گناہوں سے پاک کرنے والا ہے۔ اس اعرابی سے بھی یہی فرمایا۔ لَا بَاسَ طَهُوْرٌ اِنْشَاءَ اللّٰهُ تعالیٰ۔

حدیث ۶ ابو داؤد و ترمذی امیر المومنین مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو مسلمان کسی مسلمان کی عیادت کے لئے صبح کو جائے تو شام تک اس کے لئے ستر ہزار فرشتے استغفار کرتے ہیں اور شام کو جائے تو صبح تک ستر ہزار فرشتے استغفار کرتے ہیں اور اس کے لئے جنت میں ایک باغ ہوگا۔

حدیث ۷ ابو داؤد نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ حضور فرماتے ہیں۔ جو اچھی طرح وضو کرکے بغرض ثواب اپنے مسلمان بھائی کی عیادت کو جائے جہنم سے ساٹھ برس کی راہ دور کردیا گیا۔

حدیث ۸ ترمذی بافادہ تحسین و ابن ماجہ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ حضور فرماتے ہیں جو شخص مریض کی عیادت کو جاتا ہے آسمان سے منادی ندا کرتا ہے۔ تو اچھا ہے اور تیرا چلنا اچھا اور جنت کی ایک منزل کو تو نے ٹھکانا بنایا۔

حدیث ۹ ابن ماجہ امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ حضور نے فرمایا جب تو مریض کے پاس جائے تو اس سے کہہ کہ تیرے لئے دعا کرے کہ اس کی دعا دعائے ملائکہ کے مانند ہے۔

حدیث ۱۰ بیہقی نے سعید بن المسیب سے مرسلاً روایت کی کہ فرماتے ہیں افضل عیادت یہ ہے کہ جلد اٹھ آئے۔ اور اسی کی مثل انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی مروی۔

حدیث ۱۱ ترمذی و ابن ماجہ ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ حضور فرماتے ہیں جب مریض کے پاس جاؤ تو عمر کے بارے میں دل خوش کن بات کرو۔ کہ یہ کسی چیز کو رد نہ کرے گا اور اس کے جی کو اچھا معلوم ہوگا۔

حدیث ۱۲ ابن حبان اپنی صحیح میں انھیں سے راوی کہ حضور فرماتے ہیں: پانچ چیزیں جو ایک دن میں کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو جنتیوں میں لکھ دے گا۔ (۱) مریض کی عیادت کرے (۲) جنازہ میں حاضر ہو (۳) روزہ رکھے (۴) جمعہ کو جائے (۵) غلام آزاد کرے

حدیث ۱۳ و ۱۴ احمد و طبرانی و ابویعلیٰ و ابن خزیمہ و ابن حبان معاذ بن جبل اور ابوداؤد، ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی کہ حضور فرماتے ہیں۔ پانچ چیزیں ہیں کہ جو ان میں سے ایک بھی کرے اللہ عزوجل کے ضمان میں آجائے گا۔ (۱) مریض کی عیادت کرے (۲) یا جنازہ کے ساتھ جائے (۳) یا غزوہ کو جائے (۴) یا امام کے پاس اس کی تعظیم و توقیر کے ارادہ سے جائے (۵) یا اپنے گھر میں بیٹھا رہے کہ لوگ اس سے سلامت رہیں۔ اور وہ لوگوں سے۔

حدیث ۱۵ ابن خزیمہ اپنی صحیح میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا آج تم میں کون روزہ دار ہے۔؟ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی میں ۔۔ فرمایا۔ آج تم میں کسی نے مسکین کو کھانا کھلایا۔؟ عرض کی میں نے ۔۔ فرمایا، کون آج جنازے کے ساتھ گیا۔؟ عرض کی میں ۔۔ فرمایا، کس نے آج مریض کی عیادت کی ۔۔؟ عرض کی میں نے ۔۔ فرمایا، یہ خصلتیں کسی میں کبھی جمع نہ ہوں گی مگر جنت میں داخل ہوگا۔

حدیث ۱۶ ابوداؤد و ترمذی عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب کوئی مسلمان کسی مسلمان کی عیادت کو جائے تو سات بار یہ دعا پڑھے۔ اَسْأَلُ اللّٰہَ الْعَظِیْمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْکَرِیْمِ اَنْ یَّشْفِیَکَ[1]۔ اگر موت نہیں آئی ہے تو اسے شفا ہو جائے گی (فضائل عیادت کا اضافہ ۔ از بہار شریعت حصہ چہارم)

---

[1] ترجمہ: اللہ عظیم سے سوال کرتا ہوں جو عرش کریم کا مالک ہے۔ اس کا کہ تجھے شفا دے ۱۲ منہ

علاج

حدیث ۱ صحیح بخاری میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے کوئی بیماری نہیں اُتاری مگر اس کے لئے شفا بھی اتاری۔

حدیث ۲ صحیح مسلم میں جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہر بیماری کے لئے دوا ہے جب بیماری کو دوا پہنچ جائے گی اللہ کے حکم سے اچھا ہو جائے گا۔

حدیث ۳ امام احمد و ترمذی و ابوداؤد نے اُسامہ بن شریک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ ہم دوا کریں فرمایا ہاں اے اللہ کے بندو دوا کرو کیوں کہ اللہ نے بیماری نہیں رکھی مگر اُس کے لئے شفا بھی رکھی ہے سوا ایک بیماری کے۔ وہ بڑھاپا ہے۔

حدیث ۴ ابوداؤد نے ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بیماری اور دوا دونوں کو اللہ تعالیٰ نے اُتارا اُس نے ہر بیماری کے لئے دوا مقرر کی پس تم دوا کرو مگر حرام سے دوا مت کرو۔

حدیث ۵ امام احمد و ابوداؤد و ترمذی و ابن ماجہ نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دوائے خبیث سے ممانعت فرمائی۔

حدیث ۶ ترمذی و ابن ماجہ نے عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا مریضوں کو کھانے پر مجبور نہ کرو کہ اُن کو اللہ تعالیٰ کھلاتا پلاتا ہے۔

حدیث ۷ ابن ماجہ نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب مریض کھانے کی خواہش کرے تو اُسے کھلا دو یہ حکم اُس وقت ہے کہ کھانے کا اِشتہائے صادق ہو۔

حدیث ۸ ابوداؤد نے اُم منذر بنت قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مع حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے میرے یہاں تشریف لائے۔ حضرت علی کو نقاہت تھی یعنی بیماری سے ابھی اچھے ہوئے تھے مکان میں

کھجور کے خوشے لٹک رہے تھے حضور نے ان میں سے کھجوریں تناول فرمائیں حضرت علی نے کھانا چاہا حضور نے اُن کو منع کیا اور فرمایا کہ تم نقیہ ہو کہتی ہیں کہ جو اور چکندر پکا کر حاضر لائی حضور نے حضرت علی سے فرمایا اس میں سے لو کہ یہ تمہارے لئے نافع ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مریض کو پرہیز کرنا چاہیے جو چیزیں اس کے لئے مضر ہیں اُن سے بچنا چاہیے۔

حدیث ۹ امام احمد و ترمذی و ابو داؤد نے عمران بن حصین اور ابن ماجہ نے بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جھاڑ پھونک نہیں مگر نظر بد اور زہریلے جانور کے کاٹنے سے۔ یعنی ان دونوں میں زیادہ مفید ہے۔

حدیث ۱۰ امام احمد و ترمذی و ابن ماجہ نے اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ اولادِ جعفر کو جلد نظر لگ جایا کرتی ہے کیا جھاڑ پھونک کراؤں فرمایا ہاں کیوں کہ اگر کوئی چیز تقدیر سے سبقت لے جانے والی ہوتی تو نظرِ بد سبقت لے جاتی۔

حدیث ۱۱ صحیح بخاری و مسلم میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نظرِ بد سے جھاڑ پھونک کرانے کا حکم فرمایا ہے۔

حدیث ۱۲ صحیح بخاری و مسلم میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ اُن کے گھر میں ایک لڑکی تھی جس کے چہرے میں زردی تھی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اسے جھاڑ پھونک کراؤ کیوں کہ اسے نظر لگ گئی ہے۔

حدیث ۱۳ صحیح مسلم میں جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جھاڑ پھونک سے منع فرمایا عمرو بن حزم کے گھر والوں نے حاضر ہو کر یہ کہا کہ یا رسول اللہ حضور نے جھاڑنے کو منع فرمایا اور ہمارے پاس بچھو کا جھاڑ ہے اور اُس کو حضور کے سامنے پیش کیا ارشاد فرمایا اس میں کچھ حرج نہیں جو شخص اپنے بھائی کو نفع پہنچا سکے نفع پہنچائے۔

حدیث ۱۴ صحیح مسلم میں عوف بن مالک اشجعی سے روایت ہے کہتے ہیں ہم جاہلیت میں جھاڑا کرتے تھے حضور کی خدمت میں عرض کی یا رسول اللہ حضور کا اس کے متعلق کیا ارشاد ہے

ے چقندر۔ شلغم کے مشابہ ایک ...

فرمایا کہ میرے سامنے پیش کرو۔ جھاڑ پھونک میں حرج نہیں جب تک اُس میں شرک نہ ہو۔

حدیث ۱۵ صحیح بخاری میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا عدویٰ نہیں یعنی مرض لگنا اور متعدی ہونا نہیں ہے۔ اور نہ بدفالی ہے اور نہ ہامہ[1] ہے نہ صفر[2]۔ اور مجذوم سے بھاگو جیسے شیر سے بھاگتے ہو۔ دوسری روایت میں ہے کہ ایک اعرابی نے عرض کی یا رسول اللہ اس کی کیا وجہ ہے کہ ریگستان میں اونٹ ہرن کی طرح (صاف ستھرا) ہوتا ہے اور خارشتی اونٹ جب ان کے ساتھ مل جاتا ہے تو اُسے بھی خارشتی کر دیتا ہے۔ حضور نے فرمایا پہلے کو کس نے مرض لگا دیا۔ یعنی جس طرح پہلا اونٹ خارشتی ہو گیا دوسرا بھی ہو گیا مرض کا متعدی ہونا غلط ہے۔ اور مجذوم سے بھاگنے کا حکم سدِّ ذرائع کے قبیل سے ہے کہ اگر اس سے میل جول میں دوسرے کو جذام پیدا ہو جائے تو یہ خیال ہوگا کہ میل جول سے ہوا پیدا اس خیال فاسد سے بچنے کے لئے یہ حکم ہوا کہ اس سے علیحدہ رہو۔

حدیث ۱۶ صحیح بخاری میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ بدفالی کوئی چیز نہیں۔ اور فال اچھی چیز ہے لوگوں نے عرض کی فال کیا چیز ہے فرمایا اچھا کلمہ جو کسی سے سُنے۔ یعنی کہیں جاتے وقت یا کسی کام کا ارادہ کرتے وقت کسی کی زبان سے اگر اچھا کلمہ نکل گیا یہ فالِ حسن ہے۔

حدیث ۱۷ ابوداؤد و ترمذی نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا طیرہ (بدفالی) شرک ہے اس کو تین مرتبہ فرمایا (یعنی مشرکین کا طریقہ ہے) جو کوئی ہم میں سے ہو یعنی مسلمان ہو وہ اللہ پر توکل کر کے چلا جائے۔

حدیث ۱۸ ترمذی نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ

---

[1] ہامہ سے مراد اُلّو ہے۔ زمانہ جاہلیت میں اہل عرب اس کے متعلق مختلف قسم کے خیالات رکھتے تھے اور اب بھی لوگ اس کو منحوس سمجھتے ہیں جو کچھ بھی ہو حدیث نے اس کے متعلق یہ ہدایت کی کہ اس کا اعتبار نہ کیا جائے ۱۲ منہ

[2] ماہ صفر کو لوگ منحوس جانتے ہیں حدیث میں فرمایا یہ کوئی چیز نہیں ۱۲ منہ۔

تعالیٰ علیہ وسلم جب کسی کام کے لئے نکلتے تو یہ بات حضور کو پسند تھی کہ یا راشد یا نجیح سنیں یعنی اُس وقت اگر کوئی شخص اِن ناموں کے ساتھ کسی کو پکارتا یہ حضور کو اچھا معلوم ہوتا کہ یہ کامیابی اور فلاح کی فالِ نیک ہے۔

حدیث ۱۹ ابو داؤد نے بُریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کسی چیز سے بدشگونی نہیں لیتے۔ جب کسی عامل کو بھیجتے اُس کا نام دریافت کرتے اگر اُس کا نام پسند ہوتا تو خوش ہوتے اور خوشی کے آثار چہرہ میں ظاہر ہوتے اور اگر اس کا نام ناپسند ہوتا تو اُس کے آثار حضور کے چہرے میں دکھائی دیتے۔ اور جب کسی بستی میں جاتے اُس کا نام پوچھتے اگر اس کا نام پسند ہوتا تو خوش ہوتے اور خوشی کے آثار چہرہ میں دکھائی دیتے اور ناپسند ہوتا تو کراہست کے آثار چہرہ میں دکھائی دیتے۔ اِس حدیث کا یہ مطلب نہیں کہ ناموں سے آپ بدشگونی لیتے بلکہ یہ کہ اچھے نام حضور کو پسند تھے اور بُرے نام ناپسند تھے۔

حدیث ۲۰ ابو داؤد نے عُروہ بن عامر سے مُرسلاً روایت کی کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے بدشگونی کا ذکر ہوا حضور نے فرمایا فال اچھی چیز ہے اور بُرا شگون کسی مسلم کو واپس نہ کرے۔ یعنی کہیں جارہا تھا اور بُرا شگون ہوا تو واپس نہ آئے۔ چلا جائے۔ جب کوئی شخص ایسی چیز دیکھے جو ناپسند ہے یعنی بُرا شگون پائے تو یہ کہے۔ اَللّٰھُمَّ لَا یَاْتِیْ بِالْحَسَنَاتِ اِلَّا اَنْتَ وَلَا یَدْفَعُ السَّیِّئَاتِ اِلَّا اَنْتَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ[1]

حدیث ۲۱ صحیح بخاری و مسلم میں اُسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب سنو کہ فلاں جگہ طاعون ہے تو وہاں نہ جاؤ اور جب وہاں ہوجائے جہاں تم ہو تو وہاں سے نہ نکلو۔

حدیث ۲۲ صحیح مسلم میں اُسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا طاعون عذاب کی نشانی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں میں سے کچھ لوگوں کو اس میں مبتلا کیا۔ جب سنو کہیں ہے تو وہاں نہ جاؤ اور جب وہاں ہو جائے

---

[1] (اے اللہ اچھی چیزیں نہیں لاتا مگر تو ہی۔ اور بُری چیزیں دفع نہیں کرتا مگر تو ہی۔ کوئی طاقت اور قوت نہیں مگر اللہ سے۔ ۱۲ محمد احمد۔)

جہاں تم ہو تو بھاگو مت۔

حدیث ۲۳ امام احمد و بخاری نے عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا طاعون عذاب تھا اللہ تعالیٰ جس پر چاہتا ہے اُس کو بھیجتا ہے اس کو اللہ نے مومنین کے لئے رحمت کر دیا جہاں طاعون واقع ہو اور اُس شہر میں جو شخص صبر کر کے اور طلب ثواب کے لئے ٹھہرا رہے اور یہ یقین رکھے کہ وہی ہوگا جو اللہ نے لکھ دیا ہے اُس کے لئے شہید کا ثواب ہے۔

حدیث ۲۴ امام بخاری و مسلم و احمد نے عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا طاعون ہر مسلم کے لئے شہادت ہے۔

مسئلہ مریض کی عیادت کرنا سنت ہے اگر معلوم ہے کہ عیادت کو جائے گا تو اُس بیمار پر گراں گزرے گا ایسی حالت میں عیادت نہ کرے۔ عیادت کو جائے اور مرض کی سختی دیکھے تو مریض کے سامنے یہ ظاہر نہ کرے کہ تمہاری حالت خراب ہے۔ اور نہ سر ہلائے جس سے حالت کا خراب ہونا سمجھا جاتا ہے۔ اُس کے سامنے ایسی باتیں کرنی چاہیئے جو اس کے دل کو بھلی معلوم ہوں۔ اُس کی مزاج پرسی کرے اس کے سر پہ ہاتھ نہ رکھے مگر جب کہ وہ خود اس کی خواہش کرے۔ فاسق کی عیادت بھی جائز ہے کیوں کہ عیادت حقوقِ اسلام سے ہے اور فاسق بھی مسلم ہے۔ یہودی یا نصرانی اگر ذمی ہو تو اُس کی عیادت بھی جائز ہے (درمختار، ردالمحتار) مجوسی کی عیادت کو جائے یا نہ جائے اس میں علما کو اختلاف ہے یعنی جب کہ یہ ذمی ہو (عنایہ) ہنود مجوس کے حکم میں ہیں ان کے احکام وہی ہیں جو مجوسیوں کے ہیں۔ اہل کتاب جیسے ان کے احکام نہیں ہندوستان کے یہودی، نصرانی، مجوسی بت پرست ان میں کوئی بھی ذمی نہیں۔

مسئلہ دوا علاج کرنا جائز ہے جب کہ یہ اعتقاد ہو کہ شافی اللہ ہے اُس نے دوا کو ازالۂ مرض کے لئے سبب بنا دیا ہے اور اگر دوا ہی کو شفا دینے والا سمجھتا ہو تو ناجائز ہے (عالمگیری)

مسئلہ انسان کے کسی جز کو دوا کے طور پر استعمال کرنا حرام ہے۔ خنزیر کے

بال یا ہڈی یا کسی جز کو دوا استعمال کرنا حرام ہے۔ دوسرے جانوروں کی ہڈیاں دوا میں استعمال کی جا سکتی ہیں بشرطیکہ ذبیحہ کی ہڈیاں ہوں یا خشک ہوں کہ اُس میں رطوبت باقی نہ ہو۔ ہڈیاں اگر ایسی دواؤں میں ڈالی گئی ہوں جو کھائی جائے گی تو یہ ضروری ہے کہ ایسے جانور کی ہڈی ہو جس کا کھانا حلال ہے اور ذبح بھی کر دیا ہو۔ مردار کی ہڈی کھانے میں استعمال نہیں کی جا سکتی (عالمگیری)

مسئلہ حرام چیزوں کو دوا کے طور پر بھی استعمال کرنا ناجائز ہے کہ حدیث میں ارشاد فرمایا جو چیزیں حرام ہیں اُن میں اللہ تعالیٰ نے شفا نہیں رکھی ہے۔ بعض کتب میں یہ مذکور ہے کہ اگر اس چیز کے متعلق یہ علم ہو کہ اسی میں شفا ہے تو اس صورت میں وہ چیز حرام نہیں اس کا حاصل بھی وہی ہے کیوں کہ کسی چیز کی نسبت ہرگز یہ یقین نہیں کیا جا سکتا کہ اس سے مرض زائل ہی ہو جائے گا زیادہ سے زیادہ ظن و گمان ہو سکتا ہے نہ کہ علم و یقین خود علم طب کے قواعد و اصول ہی ظنی ہیں لہٰذا یقین حاصل ہونے کی کوئی صورت نہیں یہاں ویسا یقین بھی نہیں ہو سکتا جیسا بھوکے کو حرام لقمہ کھانے سے یا پیاسے کو شراب پینے سے جان بچ جانے میں ہوتا ہے (در مختار، ردالمحتار) انگریزی دوائیں بکثرت ایسی ہیں جن میں اسپرٹ اور شراب کی آمیزش ہوتی ہے ایسی دوائیں ہرگز استعمال نہ کی جائیں۔

مسئلہ بیماری کے متعلق طبیب نے یہ کہا کہ خون کا غلبہ ہے فصد وغیرہ کے ذریعے سے خون نکالا جائے مریض نے ایسا نہ کیا اور مرگیا تو اس علاج کے نہ کرنے سے گنہ گار نہیں ہوا کیوں کہ یہ یقین نہیں ہے کہ اس علاج سے شفا ہو ہی جائے گی (خانیہ)

مسئلہ دست آتے ہیں یا آنکھیں دکھتی ہیں یا کوئی دوسری بیماری ہے اس میں علاج نہیں کیا اور مرگیا گنہ گار نہیں ہے (عالمگیری) یعنی علاج کرنا ضروری نہیں کہ اگر دوا نہ کرے اور مرجائے تو گنہ گار ہو۔ اور بھوک پیاس میں کھانے پینے کی چیز دستیاب ہو اور نہ کھائے پیئے یہاں تک کہ مر جائے تو گنہ گار ہے کہ یہاں یقیناً معلوم ہے کہ کھانے پینے سے وہ بات جاتی رہے گی۔

مسئلہ عورت کو حمل ہے تو جب تک شکم میں بچہ حرکت نہ کرے نہ فصد کھلوائے نہ پچھنے لگوائے اور بچہ حرکت کرنے لگے تو فصد وغیرہ کرا سکتی ہے مگر جب ولادت کا زمانہ

قریب آجائے تو نہ کرائے کیوں کہ بچہ کو ضرر پہنچ جانے کا اندیشہ ہے ہاں اگر فصد نہ کرانے میں خود عورت ہی کو سخت نقصان پہنچے گا تو کرا سکتی ہے (علمگیری)

۱۷ **مسئلہ** مہینے کی پہلی سے پندرہ تاریخوں تک پچھنے نہ لگوائے جائیں پندرہویں کے بعد پچھنے کرائیں خصوصاً ہفتہ کا دن اس کے لئے زیادہ اچھا ہے (علمگیری)

۱۸ **مسئلہ** شراب سے خارجی علاج بھی ناجائز ہے مثلاً زخم میں شراب لگائی یا کسی جانور کو زخم ہے اُس پر شراب لگائی یا بچہ کے علاج میں شراب کا استعمال۔ ان سب میں وہ گنہگار ہوگا جس نے اس کو استعمال کرایا (علمگیری)

۱۹ **مسئلہ** انگلی میں ایک قسم کا پھوڑا نکلتا ہے اور اُس کا علاج اس طرح کیا جاتا ہے کہ جانور کا پتہ اُس انگلی میں باندھ دیا جاتا ہے فتویٰ اس پر ہے کہ ایسا کرنا جائز ہے (علمگیری)

مسئلہ بعض اورام[1] میں آٹا گوندھ کر باندھا جاتا ہے یا لئی پکا کر باندھتے ہیں یا کچی پکی روٹی باندھتے ہیں یہ جائز ہے (علمگیری)

۲۰ **مسئلہ** علاج کے لئے حُقنہ کرنے یعنی عمل دینے میں حرج نہیں جب کہ حُقنہ ایسی چیز کا نہ ہو جو حرام ہے مثلاً شراب (ہدایہ)

مسئلہ بعض امراض میں مریض کو بے ہوش کرنا پڑتا ہے تاکہ گوشت کاٹا جا سکے یا ہڈی وغیرہ کو جوڑا جا سکے یا زخم میں ٹانکے لگائے جائیں اس ضرورت سے دوا سے بے ہوش کرنا جائز ہے (ردالمحتار)

۲۱ **مسئلہ** حُقنہ دینے میں بعض مرتبہ اُس جگہ کی طرف نظر کرنے یا چھونے کی نوبت آتی ہے بوجہ ضرورت ایسا کرنا جائز ہے (زیلعی)

مسئلہ اِسقاطِ حمل کے لئے دوا استعمال کرنا یا دائی سے حمل ساقط کرانا منع ہے۔ بچہ کی صورت بنی ہو یا نہ بنی ہو دونوں کا ایک حکم ہے ہاں اگر عذر ہو مثلاً عورت کے شیر خوار بچہ ہے اور باپ کے پاس اتنا نہیں کہ دایہ مقرر کرے یا دایہ دستیاب نہیں ہوتی اور حمل سے دودھ خشک ہو جائے گا اور بچہ کے ہلاک ہونے کا اندیشہ ہے تو اس مجبوری سے حمل ساقط کیا جا سکتا ہے بشرطیکہ اُس کے اعضا نہ بنے ہوں اور اُس کی مدت ایک سو بیس[2] دن ہے (ردالمحتار)

[1] اورام جمع ورم، بمعنی سوجن

لہو و لعب کا بیان

اللہ عزوجل فرماتا ہے وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِيْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّ يَتَّخِذَهَا هُزُوًا اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ (پ۲۱۔ لقمان ع ۱)۔
کچھ لوگ کھیل کی بات خریدتے ہیں کہ اللہ کی راہ سے بہکا دیں بے سمجھے، اور اُسے ہنسی بنالیں۔ ان کے لئے ذلت کا عذاب ہے۔

حدیث ۱ ترمذی و ابوداؤد اور ابن ماجہ نے عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جتنی چیزوں سے آدمی لہو کرتا ہے سب باطل ہیں مگر کمان سے تیر چلانا اور گھوڑے کو ادب دینا اور زوجہ کے ساتھ ملاعبت کہ یہ تینوں حق ہیں۔

حدیث ۲ امام احمد و مسلم و ابوداؤد و ابن ماجہ نے بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے نردشیر کھیلا گویا سوٴر کے گوشت و خون میں اپنا ہاتھ ڈال دیا۔ دوسری روایت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے کہ اُس نے اللہ و رسول کی نافرمانی کی۔

حدیث ۳ امام احمد نے ابوعبدالرحمٰن خطمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص نرد کھیلتا ہے پھر نماز پڑھنے اُٹھتا ہے اُس کی مثال اس شخص کی طرح ہے جو پیپ اور سوٴر کے خون سے وضو کرکے نماز پڑھنے کھڑا ہوتا ہے۔

حدیث ۴ دیلمی نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اصحاب شاہ جہنم میں سے ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ میں نے تیرے بادشاہ کو مار ڈالا اس سے مراد شطرنج کھیلنے والے ہیں جو بادشاہ پر شہ دیا کرتے ہیں اور مات کرتے ہیں۔

حدیث ۵ بیہقی نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی وہ فرماتے ہیں شطرنج عجمیوں کا جوا ہے۔ اور ابن شہاب نے ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی وہ کہتے ہیں کہ شطرنج نہیں کھیلے گا مگر خطاکار۔ اور انھیں سے دوسری روایت یہ ہے

کہ وہ باطل سے ہے اور اللہ تعالیٰ باطل کو دوست نہیں رکھتا۔

حدیث ۶ ابوداؤد و ابن ماجہ نے ابوہریرہ سے اور ابن ماجہ نے انس و عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک شخص کو کبوتری کے پیچھے بھاگتے دیکھا فرمایا شیطانہ کے پیچھے پیچھے شیطان جارہا ہے۔

حدیث ۷ ترمذی نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے چوپایوں کو لڑانے سے منع فرمایا۔

حدیث ۸ بزار نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا دو آوازیں دنیا و آخرت میں ملعون ہیں۔ نعمت کے وقت باجے کی آواز اور مصیبت کے وقت رونے کی آواز۔

حدیث ۹ بیہقی نے جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ گانے سے دل میں نفاق اُگتا ہے جس طرح پانی سے کھیتی اُگتی ہے۔

حدیث ۱۰ طبرانی نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے گانے سے اور گانا سننے سے اور غیبت سے اور غیبت سننے سے اور چغلی کرنے اور چغلی سننے سے منع فرمایا۔

حدیث ۱۱ بیہقی نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے شراب اور جُوا اور کوبہ (ڈھول) حرام کیا اور فرمایا ہر نشہ والی چیز حرام ہے۔

حدیث ۱۲ ابوداؤد نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہتی ہیں میں گڑیاں کھیلا کرتی تھی اور کبھی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایسے وقت تشریف لاتے کہ لڑکیاں میرے پاس ہوتیں جب حضور تشریف لاتے لڑکیاں چلی جاتیں اور جب حضور چلے جاتے لڑکیاں آجاتیں۔

حدیث ۱۳ صحیح بخاری و مسلم میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی کہتی ہیں میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے یہاں گڑیوں سے کھیلا کرتی تھی اور میرے ساتھ چند دوسری

لڑکیاں بھی کھیلتیں جب حضور تشریف لاتے وہ چھپ جاتیں حضور ان کو میرے پاس بھیج دیتے وہ میرے پاس آکر کھیلنے لگتیں۔

حدیث ۱۴ ابو داود نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غزوۂ تبوک یا خیبر سے تشریف لائے اور ان کے طاق پر گڑیاں تھیں اور پردہ پڑا ہوا تھا۔ ہوا چلی اور پردے کا کنارہ ہٹ گیا حضرت عائشہ کی گڑیاں دکھائی دیں حضور نے فرمایا عائشہ یہ کیا ہیں عرض کی میری گڑیاں ہیں۔ ان گڑیوں کے درمیان میں کپڑے کا ایک گھوڑا تھا جس کے دو بازو تھے حضور نے اس گھوڑے کی طرف اشارہ کرکے فرمایا کہ گڑیوں کے بیچ میں یہ کیا ہے عرض کی یہ گھوڑا ہے۔ ارشاد فرمایا گھوڑے کے یہ کیا ہیں عرض کی یہ گھوڑے کے بازو ہیں ارشاد فرمایا گھوڑے کے لئے بازو! حضرت عائشہ نے عرض کی کیا آپ نے نہیں سنا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے گھوڑوں کے بازو تھے حضور نے سن کر تبسم فرمایا۔

مسئلہ نوبت بجانا اگر تفاخر کے لئے ہو تو ناجائز ہے اور اگر لوگوں کو اس سے متنبہ کرنا مقصود ہو اور نفخات صور یاد دلانے کے لئے ہو تو تین وقتوں میں نوبت بجانے کی اجازت ہے بعد عصر اور بعد عشا اور بعد نصف شب کہ ان اوقات میں نوبت کو نفخ صور سے مشابہت ہے (درمختار) یہ نیت بہت اچھی ہے اگر نوبت بجانے والے کو بھی اس کا دھیان ہو اور کاش سننے والے کو بھی نوبت کی آواز سن کر نفخاتِ صور یاد آئیں مگر اس زمانے میں ایسے لوگ کہاں۔ یہاں تو نوبت سے مقصود دھوم دھام اور شادی بیاہ کی رونق و زینت ہے۔

مسئلہ عید کے دن اور شادیوں میں دف بجانا جائز ہے جب کہ سادے دف ہوں اس میں جھانج نہ ہوں اور قواعدِ موسیقی پر نہ بجائے جائیں یعنی محض ڈھپ ڈھپ کی بے سُری آواز سے نکاح کا اعلان مقصود ہو۔ (ردالمحتار، عالمگیری)

مسئلہ لوگوں کو بیدار کرنے اور خبردار کرنے کے ارادہ سے بگل بجانا جائز ہے جیسے حمام میں بگل اس لئے بجاتے ہیں کہ لوگوں کو اطلاع ہو جائے کہ حمام کھل گیا۔ رمضان شریف میں سحری کھانے کے وقت بعض شہروں میں نقارے بجتے ہیں جن سے یہ مقصود ہوتا ہے کہ لوگ سحری کھانے کے لئے بیدار ہو جائیں اور انہیں معلوم ہو جائے کہ ابھی سحری کا

وقت باقی ہے یہ جائز ہے کہ یہ صورت لہو ولعب میں داخل نہیں (درمختار) اسی طرح کارخانوں میں کام شروع ہونے کے وقت اور ختم کے وقت سیٹی بجا کرتی ہے یہ جائز ہے کہ لہو مقصود نہیں بلکہ اطلاع دینے کے لئے یہ سیٹی بجائی جاتی ہے اسی طرح ریل گاڑی کی سیٹی سے بھی مقصود یہی ہوتا ہے کہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ گاڑی چھوٹ رہی ہے یا اسی قسم کے دوسرے صحیح مقصد کے لئے سیٹی دی جاتی ہے یہ بھی جائز ہے۔

۶) **مسئلہ** گنجفہ چوسر کھیلنا ناجائز ہے شطرنج کا بھی یہی حکم ہے اسی طرح لہو ولعب کی جتنی قسمیں ہیں سب باطل ہیں صرف تین قسم کے لہو کی حدیث میں اجازت ہے بی بی سے ملاعبت اور گھوڑے کی سواری اور تیر اندازی کرنا (درمختار وغیرہ)

۶) **مسئلہ** ناچنا، تالی بجانا، ستار، ایک تارہ، دوتارہ، ہارمونیم، چنگ، طنبورہ بجانا اسی طرح دوسرے قسم کے باجے سب ناجائز ہیں (ردالمحتار)

۷) **مسئلہ** متصوفہ زمانہ کہ مزامیر کے ساتھ قوالی سنتے ہیں اور کبھی اچھلنے کودنے ہیں اور ناچنے لگتے ہیں اس قسم کا گانا بجانا ناجائز ہے ایسی محفل میں جانا اور وہاں بیٹھنا ناجائز ہے مشائخ سے اس قسم کے گانے کا کوئی ثبوت نہیں۔ جو چیز مشائخ سے ثابت ہے وہ فقط یہ ہے کہ اگر کبھی کسی نے ان کے سامنے کوئی ایسا شعر پڑھ دیا جو اُن کے حال وکیفیت کے موافق ہے تو اُن پر کیفیت درقت طاری ہو گئی اور بے خود ہو کر کھڑے ہو گئے اور اس حال وارفتگی میں اُن سے حرکاتِ غیر اختیاریہ صادر ہوئے اس میں کوئی حرج نہیں۔ مشائخ و بزرگانِ دین کے احوال اور ان متصوفہ کے حال و قال میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ یہاں مزامیر کے ساتھ محفلیں منعقد کی جاتی ہیں جن میں فساق وفجار کا اجتماع ہوتا ہے۔ نااہلوں کا مجمع ہوتا ہے۔ گانے والوں میں اکثر بے شرع ہوتے ہیں۔ تالیاں بجاتے اور مزامیر کے ساتھ گاتے ہیں۔ اور خوب اُچھلتے کودتے ناچتے پھرتے ہیں اور اس کا نام حال رکھتے ہیں۔ ان حرکات کو صوفیۂ کرام کے احوال سے کیا نسبت؟ یہاں سب چیزیں اختیاری ہیں وہاں بے اختیاری تھیں (عالمگیری)

۶) **مسئلہ** کبوتر پالنا اگر اڑانے کے لئے نہ ہو تو جائز ہے اور اگر کبوتروں کو اڑاتا ہے

تو ناجائز کہ یہ بھی ایک قسم کا لہو ہے اور اگر کبوتر اڑانے کے لئے چھت پر چڑھتا ہے جس سے لوگوں کی بے پردگی ہوتی ہے یا اُڑانے میں کنکریاں پھینکتا ہے جن سے لوگوں کے برتن ٹوٹنے کا اندیشہ ہے تو اس کو سختی سے منع کیا جائے گا اور سزا دی جائے گی اور اس پر بھی نہ مانے تو حکومت کی جانب سے اُس کے کبوتر ذبح کر کے اُسی کو دے دئے جائیں تاکہ اُڑانے کا سلسلہ ہی منقطع ہو جائے (درمختار)

مسئلہ جانوروں کو لڑانا مثلاً مرغ، بٹیر، تیتر، مینڈھے، بھینسے وغیرہ کہ ان جانوروں کو بعض لوگ لڑاتے ہیں یہ حرام ہے اور اس میں شرکت کرنا یا اس کا تماشا دیکھنا بھی ناجائز ہے

مسئلہ آم کے زمانے میں نوروز کرنے نوجوان لڑکے باغوں میں جاتے ہیں اور بعد میں چھلکے گٹھلی سے کھیلتے ہیں اس میں حرج نہیں (عالمگیری)

مسئلہ کشتی لڑنا اگر لہو و لعب کے طور پر نہ ہو بلکہ اس لئے ہو کہ جسم میں قوت آئے اور کفار سے لڑنے میں کام دے یہ جائز و مستحسن و کارِ ثواب ہے بشرطیکہ ستر پوشی کے ساتھ ہو۔ آج کل برہنہ ہو کر صرف ایک لنگوٹ یا جانگیا پہن کر لڑتے ہیں کہ ساری رانیں کھلی ہوتی ہیں یہ ناجائز ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے رُکانہ سے کشتی لڑی اور تین مرتبہ پچھاڑا اس لئے کیوں کہ رُکانہ نے یہ کہا تھا کہ اگر آپ مجھے پچھاڑ دیں تو ایمان لاؤں گا پھر یہ مسلمان ہو گئے۔ (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ہنسی مذاق میں اگر بے ہودہ باتیں گالی گلوچ اور کسی مسلم کی ایذا رسانی نہ ہو محض پُر لطف اور دل خوش کن باتیں ہوں جن سے اہلِ مجلس کو ہنسی آئے اور خوش ہوں اس میں حرج نہیں (عالمگیری)

اشعار کا بیان

اللہ عزوجل فرماتا ہے وَالشُّعَرَآءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوٗنَ ۝ اَلَمْ تَرَ اَنَّهُمْ فِىْ كُلِّ وَادٍ يَّهِيْمُوْنَ ۝ وَاَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ مَا لَا يَفْعَلُوْنَ ۝ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

وَ ذَكَرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّ انْتَصَرُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا ۔ (پ ۱۹ ع ۱۵ شعرا) اور شاعروں کی پیروی گمراہ کرتے ہیں کیا تو نے نہ دیکھا کہ وہ ہر نالے میں بھٹکتے پھرتے ہیں اور وہ کہتے ہیں جو نہیں کرتے ۔ مگر وہ جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے اور بکثرت اللہ کی یاد کی اور بدلہ لیا اس کے بعد کہ ان پر ظلم ہوا یعنی اُن کے لئے وہ حکم نہیں ۔

حدیث ۱ صحیح بخاری میں اُبی ابن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا بعض اشعار حکمت ہیں ۔

حدیث ۲ صحیح بخاری و مسلم میں براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ مشرکین کی ہجو کرو جبرئیل تمہارے ساتھ ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حسان سے فرماتے تم میری طرف سے جواب دو ۔ الٰہی تو رُوح القدس سے حسان کی تائید فرما ۔

حدیث ۳ صحیح مسلم میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی کہتی ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حسان سے یہ فرماتے سُنا کہ روح القدس ہمیشہ تمہاری تائید میں ہے جب تک تم اللہ و رسول کی طرف سے مدافعت کرتے رہو گے ۔

حدیث ۴ دارقطنی نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس شعر کا ذکر آیا حضور نے ارشاد فرمایا وہ ایک کلام ہے اچھا ہے تو اچھا ہے اور بُرا ہے تو بُرا ۔

حدیث ۵ صحیح بخاری و مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا آدمی کا پیٹ پیپ سے بھر جائے جو اُسے فاسد کر دے یہ بہتر ہے اس سے کہ شعر سے بھرا ہو ۔

حدیث ۶ صحیح مسلم میں ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہمراہ عرج میں جا رہے تھے ایک شاعر شعر پڑھتا ہوا سامنے آیا حضور نے فرمایا شیطان کو پکڑو آدمی کا جوف پیپ سے بھرا ہو یہ اس سے بہتر ہے کہ شعر سے بھرا ہو ۔

حدیث ۷ امام احمد نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت قائم نہ ہوگی جب تک ایسے لوگ ظاہر نہ ہوں جو اپنی زبانوں کے ذریعہ سے کھائیں گے جس طرح گائے اپنی زبان سے کھاتی ہے۔ یعنی ان کا ذریعۂ رزق لوگوں کی تعریف و مذمت کرنا ہے۔ اور اس میں حق و ناحق کا بالکل خیال نہ کریں گے جس طرح گائے اس کا خیال نہیں کرتی ہے کہ یہ چیز مفید ہے یا مضر جو چیز زبان کے سامنے آگئی کھاگئی

اِن احادیث سے یہ معلوم ہوا کہ اشعار اچھے بھی ہوتے ہیں اور بُرے بھی۔ اگر اللہ و رسول کی تعریف کے اشعار ہوں یا ان میں حکمت کی باتیں ہوں اچھے اخلاق کی تعلیم ہو تو اچھے ہیں اور اگر لغو و باطل پر مشتمل ہوں تو بُرے ہیں۔ اور چوں کہ اکثر شعراء ایسے ہی بے تکی ہانکتے ہیں اس وجہ سے ان کی مذمت کی جاتی ہے۔

مسئلہ جو اشعار مُباح ہوں اُن کے پڑھنے میں حرج نہیں اشعار میں اگر کسی مخصوص عورت کے اَوصاف کا ذکر ہو اور وہ زندہ ہو تو پڑھنا مکروہ ہے اور مرچکی ہو یا خاص عورت کا ذکر نہ ہو تو پڑھا جاتا ہے۔ شعر میں لڑکے کا ذکر ہو تو وہی حکم ہے جو عورت کے متعلق اشعار کا ہے (عالمگیری)

مسئلہ اشعار کے پڑھنے سے اگر یہ مقصود ہو کہ اُن کے ذریعہ سے تفسیر و حدیث میں مدد ملے یعنی عرب کے محاورات اور اُسلوب کلام پر مُطّلع ہو جیسا کہ شعراء جاہلیت کے کلام سے استدلال کیا جاتا ہے اس میں کوئی حرج نہیں (عالمگیری)

جھوٹ کا بیان

جھوٹ ایسی بُری چیز ہے کہ ہر مذہب والے اس کی بُرائی کرتے ہیں۔ تمام اَدیان میں یہ حرام ہے۔ اسلام نے اس سے بچنے کی بہت تاکید کی۔ قرآن مجید میں بہت مواقع پر اس کی مذمت فرمائی اور جھوٹ بولنے والوں پر خدا کی لعنت آئی۔ حدیثوں میں بھی اس کی برائی ذکر کی گئی۔ اس کے متعلق بعض احادیث ذکر کی جاتی ہیں۔

حدیث ۱ صحیح بخاری و مسلم میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں صدق کو لازم کرلو کیوں کہ سچائی نیکی کی طرف لے جاتی ہے اور نیکی جنت کا راستہ دکھاتی ہے۔ آدمی برابر سچ بولتا رہتا ہے اور سچ بولنے کی کوشش کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ اللہ کے نزدیک صدیق لکھ دیا جاتا ہے۔ اور جھوٹ سے بچو کیوں کہ جھوٹ فجور کی طرف لے جاتا ہے اور فجور جہنم کا راستہ دکھاتا ہے اور آدمی برابر جھوٹ بولتا رہتا ہے اور جھوٹ بولنے کی کوشش کرتا ہے یہاں تک کہ اللہ کے نزدیک کذاب لکھ دیا جاتا ہے۔

حدیث ۲ ترمذی نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص جھوٹ بولنا چھوڑ دے اور وہ باطل ہے (یعنی جھوٹ چھوڑنے کی چیز ہی ہے) اس کے لیے جنت کے کنارے میں مکان بنایا جائے گا اور جس نے جھگڑا کرنا چھوڑا اور وہ حق پر ہے یعنی باوجود حق پر ہونے کے جھگڑا نہیں کرتا اس کے لیے وسط جنت میں مکان بنایا جائے گا اور جس نے اپنے اخلاق اچھے کئے اُس کے لئے جنت کے اعلیٰ درجہ میں مکان بنایا جائے گا۔

حدیث ۳ ترمذی نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا بندہ جب جھوٹ بولتا ہے اس کی بدبو سے فرشتہ ایک میل دور ہو جاتا ہے۔

حدیث ۴ ابو داؤد نے سفیان بن اسد حضرمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ بڑی خیانت کی یہ بات ہے کہ تو اپنے بھائی سے کوئی بات کہے اور وہ تجھے اس بات میں سچا جان رہا ہے اور تو اس سے جھوٹ بول رہا ہے۔

حدیث ۵ امام احمد و بیہقی نے ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا مومن کی طبع میں تمام خصلتیں ہو سکتی ہیں۔ مگر خیانت اور جھوٹ یعنی یہ دونوں چیزیں ایمان کے خلاف ہیں مومن کو ان سے دور رہنے کی بہت زیادہ ضرورت ہے

حدیث ۶ امام مالک و بیہقی نے صفوان بن سلیم سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پوچھا گیا۔ کیا مومن بزدل ہوتا ہے؟ فرمایا ہاں۔ پھر عرض کی گئی کیا مومن بخیل ہوتا ہے؟ فرمایا ہاں۔ پھر کہا گیا کیا مومن کذاب ہوتا ہے؟ فرمایا نہیں۔

حدیث ۷ امام احمد نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جھوٹ سے بچو کیوں کہ جھوٹ ایمان سے مخالف ہے۔

حدیث ۸ امام احمد نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا بندہ پورا مومن نہیں ہوتا جب تک مذاق میں بھی جھوٹ کو چھوڑ دے اور جھگڑا کرنا نہ چھوڑ دے اگرچہ سچا ہو۔

حدیث ۹ امام احمد و ترمذی و ابوداؤد و دارمی نے بروایت بہز بن حکیم عن ابیہ عن جدہٖ روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہلاکت ہے اس کے لئے جو بات کرتا ہے اور لوگوں کو ہنسانے کے لئے جھوٹ بولتا ہے۔ اس کے لئے ہلاکت ہے — اس کے لئے ہلاکت ہے۔

حدیث ۱۰ بیہقی نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا بندہ بات کرتا ہے اور محض اس لئے کرتا ہے کہ لوگوں کو ہنسائے اس کی وجہ سے جہنم کی اتنی گہرائی میں گرتا ہے جو آسمان و زمین کے فاصلے سے زیادہ ہے اور زبان کی وجہ سے جتنی لغزش ہوتی ہے وہ اس سے کہیں زیادہ ہے جتنی قدم سے لغزش ہوتی ہے

حدیث ۱۱ ابوداؤد و بیہقی نے عبداللہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمارے مکان میں تشریف فرما تھے میری ماں نے مجھے بلایا کہ آؤ تمہیں دوں گی۔ حضور نے فرمایا کیا چیز دینے کا ارادہ ہے انہوں نے کہا کھجور دوں گی ارشاد فرمایا اگر تو کچھ نہ دیتی تو یہ تیرے ذمہ جھوٹ لکھا جاتا۔

حدیث ۱۲ بیہقی نے ابوبرزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جھوٹ سے مونھ کالا ہوتا ہے اور چغلی سے قبر کا عذاب ہے۔

حدیث ۱۳ صحیح بخاری و مسلم میں ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا وہ شخص جھوٹا نہیں ہے جو لوگوں کے درمیان میں اصلاح کرتا ہے اچھی بات کہتا ہے اور اچھی بات پہنچاتا ہے۔ یعنی ایک طرف سے دوسرے کے پاس اچھی بات کہتا ہے جو بات اس نے نہیں کہی ہے وہ کہتا ہے مثلاً اس نے تمہیں سلام

کہا ہے تمہاری تعریف کرتا تھا۔

حدیث ۱۴ ترمذی نے اسما بنت یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جھوٹ کہیں ٹھیک نہیں مگر تین جگہوں میں مرد اپنی عورت کو راضی کرنے کے لئے بات کرے اور لڑائی میں جھوٹ بولنا اور لوگوں کے درمیان میں صلح کرانے کے لئے جھوٹ بولنا۔

مسئلہ تین صورتوں میں جھوٹ بولنا جائز ہے یعنی اس میں گناہ نہیں۔ ایک جنگ کی صورت میں کہ یہاں اپنے مقابل کو دھوکا دینا جائز ہے اسی طرح جب ظالم ظلم کرنا چاہتا ہو اس کے ظلم سے بچنے کے لئے بھی جائز ہے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ دو مسلمانوں میں اختلاف ہے اور یہ ان دونوں میں صلح کرانا چاہتا ہے مثلاً ایک کے سامنے یہ کہہ دے کہ وہ تمہیں اچھا جانتا ہے تمہاری تعریف کرتا تھا یا اس نے تمہیں سلام کہلا بھیجا ہے۔ اور دوسرے کے پاس بھی اسی قسم کی باتیں کرے تاکہ دونوں میں عداوت کم ہو جائے اور صلح ہو جائے۔ تیسری صورت یہ ہے کہ بی بی کو خوش کرنے کے لئے کوئی بات خلاف واقع کہہ دے (عالمگیری)

مسئلہ توریہ یعنی لفظ کے جو ظاہر معنی ہیں وہ غلط ہیں مگر اس نے دوسرے معنی مراد لئے جو صحیح ہیں ایسا کرنا بلا حاجت جائز نہیں اور حاجت ہو تو جائز ہے۔ توریہ کی مثال یہ ہے کہ تم نے کسی کو کھانے کے لئے بلایا وہ کہتا ہے میں نے کھانا کھا لیا اس کے ظاہر معنی یہ ہیں کہ اس وقت کا کھانا کھا لیا ہے مگر وہ یہ مراد لیتا ہے کہ کل کھایا ہے یہ بھی جھوٹ میں داخل ہے (عالمگیری)

مسئلہ اخفائے حق کے لئے توریہ جائز ہے مثلاً شفیع کو رات میں جائداد مشفوعہ کی بیع کا علم ہوا اور اس وقت لوگوں کو گواہ نہ بنا سکتا ہو تو صبح کو گواہوں کے سامنے یہ کہہ سکتا ہے کہ مجھے بیع کا اس وقت علم ہوا دوسری مثال یہ ہے کہ لڑکی کو رات کو حیض آیا اور اس نے خیار بلوغ کے طور پر اپنے نفس کو اختیار کیا مگر گواہ کوئی نہیں ہے تو صبح کو لوگوں کے سامنے یہ کہہ سکتی ہے کہ میں نے اس وقت خون دیکھا (ردالمحتار)

مسئلہ جس اچھے مقصد کو سچ بول کر بھی حاصل کیا جا سکتا ہو اور جھوٹ بول کر بھی حاصل کر سکتا ہو اس کے حاصل کرنے کے لئے جھوٹ بولنا حرام ہے۔ اور اگر جھوٹ سے

حاصل کر سکتا ہو سچ بولنے میں حاصل نہ ہو سکتا ہو تو بعض صورتوں میں کذب بھی مباح ہے۔ بلکہ بعض صورتوں میں واجب ہے جیسے کسی بے گناہ کو ظالم شخص قتل کرنا چاہتا ہے یا ایذا دینا چاہتا ہے وہ ڈر سے چھپا ہوا ہے ظالم نے کسی سے دریافت کیا کہ وہ کہاں ہے یہ کہہ سکتا ہے مجھے معلوم نہیں اگرچہ جانتا ہو۔ یا کسی کی امانت اس کے پاس ہے، کوئی اسے چھیننا چاہتا ہے پوچھتا ہے کہ امانت کہاں ہے یہ انکار کر سکتا ہے کہہ سکتا ہے کہ میرے پاس اُس کی امانت نہیں (ردالمحتار)

مسئلہ کسی نے چھپ کر بے حیائی کا کام کیا ہے اُس سے دریافت کیا گیا کہ تو نے یہ کام کیا وہ انکار کر سکتا ہے کیوں کہ ایسے کام کو لوگوں کے سامنے ظاہر کرنا یہ دوسرا گناہ ہوگا اسی طرح اگر اپنے مسلم بھائی کے بھید پر مطلع ہو تو اس کے بیان کرنے سے بھی انکار کر سکتا ہے (ردالمحتار)

مسئلہ اگر سچ بولنے میں فساد پیدا ہوتا ہو تو اس صورت میں بھی جھوٹ بولنا جائز ہے اور اگر جھوٹ بولنے میں فساد ہوتا ہو تو حرام ہے۔ اور اگر شک ہو معلوم نہیں کہ سچ بولنے میں فساد ہو گا یا جھوٹ بولنے میں جب بھی جھوٹ بولنا حرام ہے (ردالمحتار)

مسئلہ جس قسم کے مُبالغہ کا عادۃً رواج ہے لوگ اُسے مُبالغہ ہی پر محمول کرتے ہیں اُس کے حقیقی معنی مُراد نہیں لیتے وہ جھوٹ میں داخل نہیں مثلاً یہ کہا کہ میں تمہارے پاس ہزار مرتبہ آیا یا ہزار مرتبہ میں نے تم سے یہ کہا۔ یہاں ہزار کا عدد مراد نہیں بلکہ کئی مرتبہ آنا اور کہنا مراد ہے یہ لفظ ایسے موقع پر نہیں بولا جائے گا کہ ایک ہی مرتبہ آیا ہو یا ایک ہی مرتبہ کہا ہو اور اگر ایک مرتبہ آیا اور یہ کہدیا کہ ہزار مرتبہ آیا تو جھوٹا ہے (ردالمحتار)

مسئلہ تعریض کی بعض صورتیں جن میں لوگوں کا دل خوش کرنا اور مزاح مقصود ہو جائز ہے جیسا کہ حدیث میں فرمایا کہ جنت میں بڑھیا نہیں جائے گی یا میں تجھے اونٹنی کے بچے پر سوار کروں گا (ردالمحتار)

زبان کو روکنا اور گالی گلوچ غیبت اور چغلی سے پرہیز کرنا

حدیث ۱ صحیح بخاری میں سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص میرے لئے اُس چیز کا ضامن ہو جائے جو اُس کے جبڑوں کے درمیان میں ہے یعنی زبان کا اور اُس کا جو اُس کے دونوں پاؤں کے درمیان میں ہے یعنی شرم گاہ کا میں اُس کے لئے جنت کا ضامن ہوں۔ یعنی زبان اور شرم گاہ کو ممنوعات سے بچانے پر جنت کا وعدہ ہے۔

حدیث ۲ صحیح بخاری میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بندہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کی بات بولتا ہے اور اس کی طرف توجہ بھی نہیں کرتا یعنی یہ خیال بھی نہیں کرتا کہ اللہ تعالیٰ اتنا خوش ہوگا اللہ تعالیٰ اُس کو درجوں بلند کرتا ہے اور بندہ اللہ تعالیٰ کی ناخوشی کی بات بولتا ہے اور اس کی طرف دھیان نہیں دیتا یعنی اس کے ذہن میں یہ بات نہیں ہوتی کہ اللہ تعالیٰ اس سے اتنا ناراض ہوگا اُس کلمہ کی وجہ سے جہنم میں گرتا ہے اور بخاری و مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ جہنم کی اتنی گہرائی میں گرتا ہے جو مشرق و مغرب کے فاصلہ سے بھی زیادہ ہے۔

حدیث ۳ ترمذی و ابن ماجہ نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو چیز انسان کو سب سے زیادہ جنت میں داخل کرنے والی ہے وہ تقویٰ اور حسن خلق ہے اور جو چیز انسان کو سب سے زیادہ جہنم میں لے جانے والی ہے وہ دو جوف دار (کھوکھلی) چیزیں ہیں منہ اور شرم گاہ۔

حدیث ۴ امام احمد و ترمذی و دارمی و بیہقی نے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو چپ رہا اُسے نجات ہے۔

حدیث ۵ امام احمد و ترمذی نے عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہتے ہیں میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی نجات کیا ہے ارشاد

فرمایا اپنی زبان پر قابو رکھو اور تمہارا گھر تمہارے لئے گنجائش رکھے (یعنی بے کار ادھر اُدھر نہ جاؤ) اور اپنی خطا پر گریہ کرو۔

حدیث ۶ ترمذی نے ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ حضور نے فرمایا کہ ابن آدم جب صبح کرتا ہے تو تمام اعضا زبان کے سامنے عاجزانہ یہ کہتے ہیں کہ تو خدا سے ڈر کہ ہم سب تیرے ساتھ وابستہ ہیں اگر تو سیدھی رہی تو ہم سب سیدھے رہیں گے اور تو ٹیڑھی ہوگئی تو ہم سب ٹیڑھے ہوجائیں گے۔

حدیث ۷ امام مالک واحمد نے حضرت علی بن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اور ابن ماجہ نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور ترمذی اور بیہقی نے دونوں سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی کے اسلام کی اچھائی میں سے یہ ہے کہ لایعنی چیز چھوڑ دے یعنی جو چیز کارآمد نہ ہو اس میں نہ پڑے زبان و دل وجوارح کو بے کار باتوں کی طرف متوجہ نہ کرے۔

حدیث ۸ ترمذی نے سفیان بن عبداللہ ثقفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہتے ہیں میں نے عرض کی یارسول اللہ سب سے زیادہ کس چیز کا مجھ پر خوف ہے یعنی کس چیز کے ضرر کا زیادہ اندیشہ ہے حضور نے اپنی زبان پکڑ کر فرمایا یہ ہے۔

حدیث ۹ بیہقی نے شعب الایمان میں عمران بن حطان سے روایت کی کہتے ہیں میں ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس گیا۔ انھیں کالی کملی اوڑھے ہوئے مسجد میں تنہا بیٹھا ہوا دیکھا۔ میں نے کہا ابوذر یہ تنہائی کیسی۔ انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ تنہائی اچھی ہے بُرے ہم نشین سے۔ اور ہم نشین صالح تنہائی سے بہتر ہے۔ اور اچھی بات بولنا خاموشی سے بہتر ہے۔ اور بُری بات بولنے سے چُپ رہنا بہتر ہے۔

حدیث ۱۰ بیہقی نے عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سکوت پر قائم رہنا ساٹھ برس کی عبادت سے افضل ہے۔

حدیث ۱۱ بیہقی نے ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہتے ہیں میں نے عرض

کی یا رسول اللہ مجھے وصیت فرمائیے ارشاد فرمایا میں تم کو تقویٰ کی وصیت کرتا ہوں کہ اس سے تمہارے سب کام آراستہ ہوجائیں گے میں نے عرض کی اور وصیت فرمائیے فرمایا کہ تلاوت قرآن اور ذکر اللہ کو لازم کرلو کہ اس کی وجہ سے تمہارا ذکر آسمان میں ہوگا اور زمین میں تمہارے لئے نور ہوگا۔ میں نے کہا اور وصیت فرمائیے۔ ارشاد فرمایا زیادتی خاموشی کو لازم کرلو کہ اس سے شیطان دفع ہوگا اور تمہیں دین کے کاموں میں مدد دے گی میں نے عرض کی اور وصیت کیجئے فرمایا کہ زیادہ ہنسنے سے بچو کہ یہ دل کو مردہ کردیتا ہے اور چہرہ کے نور کو دور کرتا ہے میں نے کہا اور وصیت کیجئے فرمایا حق بولو اگرچہ کڑوا ہو۔ میں نے کہا اور وصیت کیجئے فرمایا کہ اللہ کے بارے میں ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈرو۔ میں نے کہا اور وصیت کیجئے فرمایا کہ تم کو دوسرے لوگوں سے روکے وہ چیز جو تم اپنے نفس سے جانتے ہو۔ یعنی جو اپنے عیوب کی طرف نظر رکھے گا دوسرے کے عیوب میں نہ پڑے گا۔ اور کام کی بات یہ ہے کہ اپنے عیب پر نظر کی جائے تاکہ اس کے زائل کرنے کی کوشش کی جائے۔

حدیث ۱۲ بیہقی نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوذر کیا میں تم کو ایسی دو باتیں نہ بتادوں جو پیٹھ پر ہلکی ہیں اور میزان میں بھاری ہیں انھوں نے کہا ہاں ارشاد فرمایا زیادہ خاموش رہنا اور خوبیِ اخلاق۔ قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے تمام مخلوقات نے ان کی مثل پر عمل نہیں کیا یعنی ان کی مثل کوئی چیز نہیں جس پر عمل کیا جائے۔

حدیث ۱۳ امام مالک نے اسلم سے روایت کی کہ ایک دن حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس گئے اور حضرت صدیق اکبر اپنی زبان پکڑ کر کھینچ رہے تھے۔ حضرت عمر نے عرض کی کیا بات ہے اللہ آپ کی مغفرت کرے۔ حضرت صدیق نے فرمایا اسی نے مجھے تہالک میں ڈالا ہے۔

حدیث ۱۴ امام احمد و بیہقی نے عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میرے لئے چھ چیزوں کے ضامن ہوجاؤ میں تمہارے لئے جنت کا ذمہ دار ہوتا ہوں (۱) جب بات کرو سچ بولو (۲) اور جب وعدہ کرو اسے

پورا کرو۔ ③ اور جب تمہارے پاس امانت رکھی جائے اُسے ادا کرو ④ اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرو ⑤ اور اپنی نگاہیں نیچی رکھو ⑥ اور اپنے ہاتھوں کو روکو یعنی ہاتھ سے کسی کو ایذا نہ پہنچاؤ۔

حدیث ۱۵ ترمذی نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن نہ طعن کرنے والا ہوتا ہے نہ لعنت کرنے والا نہ فحش بکنے والا بے ہودہ ہوتا ہے۔

حدیث ۱۶ ترمذی نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا مومن کو یہ نہ چاہیئے کہ لعنت کرنے والا ہو۔

حدیث ۱۷ صحیح مسلم میں ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ جو لوگ لعنت کرتے ہیں وہ قیامت کے دن نہ گواہ ہوں گے نہ کسی کے سفارشی۔

حدیث ۱۸ ترمذی و ابوداؤد نے سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کی لعنت و غضب اور جہنم کے ساتھ آپس میں لعنت نہ کرو۔

حدیث ۱۹ ابوداؤد نے ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ جب بندہ کسی چیز پر لعنت کرتا ہے تو وہ لعنت آسمان کو جاتی ہے آسمان کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں پھر زمین پر اُتاری جاتی ہے اُس کے دروازے بھی بند کر دیئے جاتے ہیں پھر دہنے بائیں جاتی ہے جب کہیں راستہ نہیں پاتی تو اُس کی طرف آتی ہے جس پر لعنت بھیجی گئی اگر اسے اس کا اہل پاتی ہے تو اُس پر پڑتی ہے ورنہ بھیجنے والے پر آجاتی ہے۔

حدیث ۲۰ ترمذی و ابوداؤد نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ ایک شخص کی چادر کو ہوا کے تیز جھونکے لگے اس نے ہوا پر لعنت کی۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہوا پر لعنت نہ کرو کہ وہ خدا کی طرف سے مامور ہے اور جو شخص ایسی چیز پر

لعنت کرتا ہے جو لعنت کی اہل نہ ہو تو لعنت اسی پر لوٹ آتی ہے۔

حدیث ۲۱ ترمذی نے اُبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہوا کو گالی نہ دو اور جب دیکھو کہ تمہیں بری لگتی ہے تو یہ کہو کہ الٰہی میں اس کی خیر کا سوال کرتا ہوں اور جو کچھ اس میں خیر ہے اور جس خیر کا اسے حکم ہوا اور میں اس کے شر سے پناہ مانگتا ہوں اور جو کچھ اس میں شر ہے اور اُس کے شر سے جس کا اسے حکم ہوا۔

حدیث ۲۲ صحیح مسلم میں جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے اپنی سواری کے جانور پر لعنت کی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اس سے اُتر جاؤ ہمارے ساتھ میں ملعون چیز کو لے کر نہ چلو۔ اپنے اوپر اور اپنی اولاد و اموال پر بددعا نہ کرو کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ بددعا اُس ساعت میں ہو جس میں جو دعا خدا سے کی جائے قبول ہوتی ہے۔

حدیث ۲۳ طبرانی نے ثابت بن ضحاک انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا مومن پر لعنت کرنا اُس کے قتل کی مثل ہے۔ اور جو شخص مومن مرد یا عورت پر کفر کی تہمت لگائے تو یہ اُس کے قتل کی مثل ہے۔

حدیث ۲۴ صحیح بخاری و مسلم میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنے بھائی کو کافر کہے تو اس کلمہ کے ساتھ دونوں میں سے ایک لوٹے گا یعنی یہ کلمہ دونوں میں سے ایک پر پڑے گا۔

حدیث ۲۵ صحیح بخاری میں ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص دوسرے کو فسق اور کفر کی تہمت لگائے اور وہ ایسا نہ ہو تو اِس کہنے والے پر لوٹتا ہے۔

حدیث ۲۶ صحیح بخاری و مسلم میں ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کسی کو کافر کہہ کر بلائے یا دشمنِ خدا کہے اور وہ ایسا نہیں ہے تو اسی کہنے والے پر لوٹے گا۔

حدیث ۲۷ بخاری و مسلم و احمد و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا مسلم سے گالی گلوچ کرنا

فسق ہے اور اُس سے قتال کفر ہے۔

حدیث ۲۸ صحیح مسلم میں انس و ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا دو شخص گالی گلوج کرنے والے اُنھوں نے جو کچھ کہا سب کا وبال اُس کے ذمہ ہے جس نے شروع کیا ہے جب تک مظلوم تجاوز نہ کرے یعنی جتنا پہلے نے کہا اُس سے زیادہ نہ کہے۔

حدیث ۲۹ طبرانی نے سمُرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اگر کوئی کسی کو بُرا بھلا کہنا ہی چاہتا ہے تو نہ اُس پر افترا کرے، نہ اُس کے والدین کو گالی دے، نہ اس کی قوم کو گالی دے ہاں اگر اس میں ایسی بات ہے جو اس کے علم میں ہے تو یوں کہے کہ تو بخیل ہے یا تو بزدل ہے یا تو جھوٹا ہے یا بہت سونے والا ہے۔

حدیث ۳۰ امام احمد و ترمذی و ابن ماجہ نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا فحش جس چیز میں ہوگا اُسے عیب دار کر دے گا اور حیا جس میں ہوگی اُسے آراستہ کر دے گی۔

حدیث ۳۱ صحیح بخاری و مسلم میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ کے نزدیک قیامت کے دن سب لوگوں میں بدتر مرتبہ اُس کا ہے کہ اُس کے شر سے بچنے کے لئے لوگوں نے اُسے چھوڑ دیا ہو اور ایک روایت میں ہے کہ اُس کے فحش سے بچنے کے لئے چھوڑ دیا ہو۔

حدیث ۳۲ بخاری و مسلم و احمد و ابوداؤد نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ابن آدم مجھے ایذا دیتا ہے کہ دہر کو بُرا کہتا ہے دہر تو میں ہوں میرے ہاتھ میں سب کام ہیں رات اور دن کو میں بدلتا ہوں — یعنی زمانہ کو بُرا کہنا اللہ کو بُرا کہنا ہے کہ زمانہ میں جو کچھ ہوتا ہے وہ سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے۔

حدیث ۳۳ صحیح مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی شخص یہ کہے کہ سب لوگ ہلاک ہو گئے تو سب سے زیادہ ہلاک ہونے والا یہ ہے یعنی جو شخص تمام لوگوں کو گنہ گار اور مستحقِ نار بتلائے تو سب سے بڑھ کر گنہ گار وہ خود ہے۔

حدیث ۳۴ صحیح بخاری و مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے زیادہ بُرا قیامت کے دن اُس کو پاؤ گے جو ذوالوجہین ہو۔ یعنی دورُخا آدمی کہ اِن کے پاس ایک منہ سے آتا ہے اور اُن کے پاس دوسرے منہ سے آتا ہے یعنی منافقوں کی طرح کہیں کچھ کہتا ہے اور کہیں کچھ کہتا ہے یہ نہیں کہ ایک طرح کی بات سب جگہ کہے۔

حدیث ۳۵ دارمی نے عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص دنیا میں دورُخا ہو گا قیامت کے دن آگ کی زبان اُس کے لئے ہوگی۔ ابوداؤد کی روایت میں ہے کہ اُس کے لئے دو زبانیں آگ کی ہوں گی۔

حدیث ۳۶ صحیح بخاری و مسلم میں حُذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو میں نے یہ فرماتے سُنا کہ جنت میں چغل خور نہیں جائے گا۔

حدیث ۳۷ بیہقی نے شعب الایمان میں عبدالرحمن بن غنم و اسما بنت یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کے نیک بندے وہ ہیں کہ اُن کے دیکھنے سے خدا یاد آئے اور اللہ کے بُرے بندے وہ ہیں جو چغلی کھاتے ہیں دوستوں میں جُدائی ڈالتے ہیں اور جو شخص جرم سے بری ہے اُس پر تکلیف ڈالنا چاہتے ہیں۔

حدیث ۳۸ صحیح مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تمہیں معلوم ہے غیبت کیا ہے لوگوں نے عرض کی اللہ و رسول خوب جانتے ہیں۔ ارشاد فرمایا غیبت یہ ہے کہ تو اپنے بھائی کا اُس چیز کے ساتھ ذکر کرے جو اُسے بُری لگے۔ کسی نے عرض کی اگر میرے بھائی میں وہ موجود ہو جو میں کہتا ہوں۔ (اجب تو غیبت نہیں ہوگی) ۔ فرمایا جو کچھ تم کہتے ہو اگر اس میں موجود ہے جب ہی تو غیبت ہے اور جب تم ایسی بات کہو جو اس میں ہو نہیں یہ بہتان ہے۔

حدیث ۳۹ امام احمد و ترمذی و ابوداؤد نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہتی ہیں میں نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کہا صفیہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے لئے یہ کافی ہے کہ وہ ایسی ہیں ایسی ہیں یعنی پستہ قد ہیں۔ حضور نے ارشاد فرمایا کہ تم نے ایسا کلمہ کہا کہ اگر سمندر میں ملایا جائے تو اس پر غالب آجائے۔ یعنی کسی پستہ قد کو ناٹا، ٹھگنا کہنا بھی غیبت میں داخل ہے جب کہ بلاضرورت ہو۔

حدیث ۴۰ بیہقی نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی دو شخصوں نے ظہر یا عصر کی نماز پڑھی اور وہ دونوں روزے دار تھے جب نماز پڑھ چکے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تم دونوں وضو کرو اور نماز کا اعادہ کرو اور روزہ پورا کرو اور دوسرے دن اس روزہ کی قضا کرنا۔ اُنھوں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہ حکم کس لئے؟۔ ارشاد فرمایا تم نے فلاں شخص کی غیبت کی ہے۔

حدیث ۴۱ ترمذی نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میں اس کو پسند نہیں کرتا کہ کسی کی نقل کروں اگرچہ میرے لئے اتنا اتنا ہو۔ یعنی نقل کرنا دنیا کی کسی چیز کے مقابل میں درست نہیں ہو سکتا۔

حدیث ۴۲ بیہقی نے شعب الایمان میں ابوسعید و جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا غیبت زنا سے بھی زیادہ سخت چیز ہے لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ زنا سے زیادہ سخت غیبت کیوں کر ہے فرمایا کہ مرد زنا کرتا ہے پھر توبہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اُس کی توبہ قبول فرماتا ہے۔ اور غیبت کرنے والے کی مغفرت نہ ہوگی جب تک وہ نہ معاف کرے جس کی غیبت ہے۔ اور انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ زنا کرنے والا توبہ کرتا ہے اور غیبت کرنے والے کی توبہ نہیں ہے۔

حدیث ۴۳ بیہقی نے دعوات کبیر میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ غیبت کے کفارہ میں یہ ہے کہ جس کی غیبت کی ہے اُس کے لئے استغفار کرے یہ کہے اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَنَا وَلَہٗ الٰہی ہمیں اور اُسے بخش دے۔

حدیث ۴۴ ابوداؤد نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ ماعز اسلمی

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب رجم کیا گیا تھا دو شخص آپس میں باتیں کرنے لگے۔ ایک نے دوسرے سے کہا اسے تو دیکھو کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی پردہ پوشی کی تھی مگر اس کے نفس نے نہ چھوڑا کتے کی طرح رجم کیا گیا۔ حضور نے سُن کر سکوت فرمایا کچھ دیر تک چلتے رہے راستے میں مرا ہوا گدھا ملا جو پاؤں پھیلائے ہوا تھا۔ حضور نے اُن دونوں شخصوں سے فرمایا جاؤ اس مردار گدھے کا گوشت کھاؤ انھوں نے عرض کی یا نبیّ اللہ اسے کون کھائے گا۔ ارشاد فرمایا وہ جو تم نے اپنے بھائی کی آبرو ریزی کی وہ اس گدھے کے کھانے سے بھی زیادہ سخت ہے۔ قسم ہے اُس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے وہ (ماعز) اس وقت جنت کی نہروں میں غوطے لگا رہا ہے۔

حدیث ۴۵ امام احمد، نسائی و ابن ماجہ و حاکم نے اُسامہ بن شریک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ کے بندو اللہ نے حرج اُٹھا لیا مگر جو شخص کسی مرد مسلم کی بطور ظلم آبرو ریزی کرے وہ حرج میں ہے اور ہلاک ہوا۔

حدیث ۴۶ امام احمد و ابو داؤد و حاکم نے مستورد بن شداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کو کسی مرد مسلم کی برائی کرنے کی وجہ سے کھانے کو ملا اللہ تعالیٰ اُس کو اُتنا ہی جہنم سے کھلائے گا اور جس کو مرد مسلم کی برائی کی وجہ سے کپڑا پہننے کو ملا اللہ تعالیٰ اُس کو جہنم کا اتنا ہی کپڑا پہنائے گا۔

حدیث ۴۷ امام احمد و ابو داؤد نے ابو برزہ اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اے وہ لوگ جو زبان سے ایمان لائے اور ایمان اُن کے دلوں میں داخل نہیں ہوا مسلمانوں کی غیبت نہ کرو اور اُن کی چھپی ہوئی باتوں کی ٹٹول نہ کرو اس لئے کہ جو شخص اپنے مسلمان بھائی کی چھپی ہوئی چیز کی ٹٹول کرے گا اللہ تعالیٰ اُس کی پوشیدہ چیز کی ٹٹول کرے گا اور جس کی اللہ ٹٹول کرے گا اس کو رسوا کر دے گا اگرچہ وہ اپنے مکان کے اندر ہو۔

حدیث ۴۸ امام احمد و ابو داؤد نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب مجھے معراج ہوئی ایک قوم پر گزرا جن کے ناخن تانبے کے تھے وہ اپنے مُنہ اور سینے کو نوچتے تھے میں نے کہا جبریل یہ کون لوگ ہیں جبریل نے کہا یہ وہ

ہیں جو لوگوں کا گوشت کھاتے تھے اور اُن کی آبرو ریزی کرتے تھے۔

حدیث ۴۹ ابوداؤد نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان کی سب چیزیں مسلمان پر حرام ہیں اُس کا مال اور اُس کی آبرو اور اُس کا خون۔ آدمی کو برائی سے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر جانے۔

حدیث ۵۰ ابوداؤد نے معاذ بن انس جہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص مسلمان پر کوئی بات کہے اُس سے مقصد عیب لگانا ہو اللہ تعالیٰ اُس کو پل صراط پر روکے گا جب تک اُس چیز سے نہ نکلے جو اُس نے کہی۔

حدیث ۵۱ ابوداؤد نے جابر بن عبد اللہ اور ابوطلحہ بن سہل رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جہاں مردِ مسلم کی ہتکِ حرمت کی جاتی ہو اور اُس کی آبرو ریزی کی جاتی ہو ایسی جگہ جس نے مدد نہ کی یعنی یہ خاموش سنتا رہا اور اُن کو منع نہ کیا تو اللہ تعالیٰ اس کی مدد نہیں کرے گا جہاں اسے پسند ہو کہ مدد کی جائے۔ اور جو شخص مردِ مسلم کی مدد کرے گا ایسے موقع پر جہاں اُس کی ہتکِ حرمت اور آبرو ریزی کی جا رہی ہو اللہ تعالیٰ اس کی مدد فرمائے گا ایسے موقع پر جہاں اُسے محبوب ہے کہ مدد کی جائے۔

حدیث ۵۲ شرح سنہ میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کے سامنے اُس کے مسلمان بھائی کی غیبت کی جائے اور وہ اس کی مدد پر قادر ہو اور مدد کی۔ اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں اُس کی مدد کرے گا۔ اور اگر باوجود قدرت اُس کی مدد نہیں کی تو اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں اُسے پکڑے گا۔

حدیث ۵۳ بیہقی نے اسماء بنت یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنے بھائی کے گوشت سے اُس کی غیبت میں روکے یعنی مسلمان کی غیبت کی جا رہی تھی اُس نے روکا تو اللہ پر حق ہے کہ اُسے جہنم سے آزاد کر دے۔

حدیث ۵۴ شرح سنہ میں ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو مسلمان اپنے بھائی کی آبرو سے روکے یعنی کسی مسلم کی آبرو ریزی ہوتی تھی اُس نے منع کیا تو اللہ پر حق ہے کہ قیامت کے دن اُس کو جہنم کی آگ سے بچائے۔

اس کے بعد اس آیت کی تلاوت کی وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ مسلمانوں کی مدد کرنا ہم پر حق ہے۔

حدیث ۵۵ ترمذی و ابوداؤد نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ایک مومن دوسرے مومن کا آئینہ ہے۔ اور مومن، مومن کا بھائی ہے اس کی چیزوں کو ہلاک ہونے سے بچائے اور غیبت میں اس کی حفاظت کرے۔

حدیث ۵۶ امام احمد و ترمذی نے عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ایسی چیز دیکھے جس کو چھپانا چاہیے اور اس نے پردہ ڈال دیا یعنی چھپا دی تو ایسا ہے جیسے مَوْؤُدَہ (یعنی زندہ درگور) کو زندہ کیا۔

حدیث ۵۷ ابونعیم نے معرفہ میں شبیب بن سعد بلوی سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا بندہ کو قیامت کے دن اس کا دفتر کھلا ہوا ملے گا وہ اس میں ایسی نیکیاں بھی دیکھے گا جن کو کیا نہیں ہے۔ عرض کرے گا اے رب یہ میرے لئے کہاں سے آئیں میں نے تو انہیں کیا نہیں۔ اس سے کہا جائے گا کہ یہ وہ ہیں جو تیری لاعلمی میں لوگوں نے تیری غیبت کی تھی۔

حدیث ۵۸ ترمذی نے معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے اپنے بھائی کو ایسے گناہ پر عار دلایا جس سے وہ توبہ کر چکا ہے تو مرنے سے پہلے وہ خود اس گناہ میں مبتلا ہو جائے گا۔

حدیث ۵۹ ترمذی نے واثلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے بھائی کی شماتت نہ کر یعنی اس کی مصیبت پر اظہار مسرت نہ کر کہ اللہ تعالیٰ اس پر رحم کرے گا اور تجھے اس میں مبتلا کر دے گا۔

حدیث ۶۰ صحیح بخاری و مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میری ساری امت عافیت میں ہے مگر مجاہرین یعنی جو لوگ کھلم کھلا گناہ کرتے ہیں یہ عافیت میں نہیں ان کی غیبت اور برائی کی جائے گی۔ اور آدمی کی بے باکی سے یہ ہے کہ رات میں اس نے کوئی کام کیا یعنی گناہ کا کام اور خدا نے اس کو چھپایا اور

صبح کو خود کہتا ہے کہ آج رات میں مَیں نے یہ کیا۔ خدا نے اس پر پردہ ڈالا تھا اور یہ شخص پردۂ الٰہی کو ہٹا دیتا ہے۔

حدیث ۶۱ طبرانی و بیہقی نے بروایت بہز بن حکیم عن ابیہ عن جدہ روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کیا فاجر کے ذکر سے بچتے ہو اُس کو لوگ کب پہچانیں گے فاجر کا ذکر اُس چیز کے ساتھ کرو جو اُس میں ہے تاکہ لوگ اُس سے بچیں۔

حدیث ۶۲ بیہقی نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے حیا کی چادر ڈال دی اُس کی غیبت نہیں یعنی ایسوں کی برائی بیان کرنا غیبت میں داخل نہیں۔

حدیث ۶۳ طبرانی نے معاویہ بن حیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا فاسق کی غیبت نہیں ہے۔

حدیث ۶۴ صحیح مسلم میں مقداد بن اسود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا مبالغہ کے ساتھ مدح کرنے والوں کو جب تم دیکھو تو اُن کے مُنھ میں خاک ڈال دو۔

حدیث ۶۵ صحیح بخاری میں ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک شخص کو سُنا کہ دوسرے کی تعریف کرتا ہے اور تعریف میں مبالغہ کرتا ہے ارشاد فرمایا تم نے اُسے ہلاک کر دیا یا اُس کی پیٹھ توڑ دی۔

حدیث ۶۶ صحیح بخاری و مسلم میں ابو بکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے ایک شخص نے ایک شخص کی تعریف کی حضور نے فرمایا تجھے ہلاکت ہو تو نے اپنے بھائی کی گردن کاٹ دی اس کو تین مرتبہ فرمایا جس شخص کو کسی کی تعریف کرنی ضروری ہی ہو تو یہ کہے کہ میرے گمان میں فلاں ایسا ہے اگر اس کے علم میں یہ ہو کہ وہ ایسا ہے اور اللہ اس کو خوب جانتا ہے اور اللہ پر کسی کا تزکیہ نہ کرے یعنی جزم اور

یقین کے ساتھ کسی کی تعریف نہ کرے۔

حدیث ۶۷ بیہقی نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب فاسق کی مدح کی جاتی ہے رب تعالیٰ غضب فرماتا ہے اور عرش الٰہی جنبش کرنے لگتا ہے۔

مسائل فقہیہ غیبت کے یہ معنی ہیں کہ کسی شخص کے پوشیدہ عیب کو (جس کو وہ دوسروں کے سامنے ظاہر ہونا پسند نہ کرتا ہو) اس کی برائی کرنے کے طور پر ذکر کرنا اور اگر اس میں وہ بات ہی نہ ہو تو یہ غیبت نہیں بلکہ بہتان ہے قرآن مجید میں فرمایا لَا يَغْتَبْ بَعْضُكُمْ بَعْضًا ط أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوهُ ط (پ۲۶-ع۱۴) تم آپس میں ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو کیا تم میں کوئی اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے اس کو تو تم برا سمجھتے ہو۔

احادیث میں بھی غیبت کی بہت برائی آئی ہے چند حدیثیں ذکر کر دی گئیں انہیں غور سے پڑھو اس حرام سے بچنے کی بہت زیادہ ضرورت ہے۔ آج کل مسلمانوں میں یہ بلا بہت پھیلی ہوئی ہے۔ اس سے بچنے کی طرف بالکل توجہ نہیں کرتے۔ بہت کم مجلسیں ایسی ہوتی ہیں جو چغلی اور غیبت سے محفوظ ہوں۔

مسئلہ ایک شخص نماز پڑھتا ہے اور روزے رکھتا ہے مگر اپنی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمانوں کو ضرر پہنچاتا ہے اُس کی اس ایذا رسانی کو لوگوں کے سامنے بیان کرنا غیبت نہیں۔ کیوں کہ اس ذکر کا مقصد یہ ہے کہ لوگ اُس کی اس حرکت سے واقف ہو جائیں اور اُس سے بچتے رہیں کہیں ایسا نہ ہو کہ اُس کی نماز اور روزے سے دھوکا کھا جائیں اور مصیبت میں مبتلا ہو جائیں حدیث میں ارشاد فرمایا کہ کیا تم فاجر کے ذکر سے ڈرتے ہو جو خرابی کی بات اس میں ہے بیان کر دو تاکہ لوگ اُس سے پرہیز کریں اور بچیں (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ایسے شخص کا حال جس کا ذکر اوپر گزرا اگر بادشاہ یا قاضی سے کہا تاکہ اُسے سزا ملے اور اپنی حرکت سے باز آجائے یہ چغلی اور غیبت میں داخل نہیں (درمختار) یہ حکم فاسق و فاجر کا ہے جس کے شر سے بچانے کے لئے لوگوں پر اُس کی برائی کھول دینا جائز ہے اور غیبت نہیں۔

اب سمجھنا چاہیئے کہ بدعقیدہ لوگوں کا ضرر فاسق کے ضرر سے بہت زائد ہے۔ فاسق سے جو ضرر پہنچے گا وہ اس سے بہت کم ہے جو بدعقیدہ لوگوں سے پہنچتا ہے۔ فاسق سے اکثر دنیا کا ضرر ہوتا ہے اور بدمذہب سے تو دین وایمان کی بربادی کا ضرر ہے۔ اور بدمذہب اپنی بدمذہبی پھیلانے کے لئے نماز روزے کی بظاہر خوب پابندی کرتے ہیں تاکہ اُن کا وقار لوگوں میں قائم ہو پھر جو گمراہی کی بات کریں گے اُن کا پورا اثر ہوگا۔ لہٰذا ایسوں کی بدمذہبی کا اظہار فاسق کے فسق کے اظہار سے زیادہ اہم ہے۔ اس کے بیان کرتے میں ہرگز دریغ نہ کریں۔ آج کل کے بعض صوفی اپنا تقدس یوں ظاہر کرتے ہیں کہ ہمیں کسی کی بُرائی نہیں کرنی چاہیئے۔ یہ شیطانی دھوکا ہے مخلوق خدا کو گمراہوں سے بچانا یہ کوئی معمولی بات نہیں۔ بلکہ یہ انبیاء کرام علیہم السلام کی سنت ہے جس کو ناکارہ تاویلات سے چھوڑنا چاہتا ہے اور اُس کا مقصود یہ ہوتا ہے کہ میں ہر دل عزیز بنوں۔ کیوں کسی کو اپنا مخالف کروں۔

مسئلہ یہ معلوم ہے کہ جس میں بُرائی پائی جاتی ہے اگر اُس کے والد کو خبر ہو جائے گی تو وہ اس حرکت سے روک دے گا تو اُس کے باپ کو خبر کر دے۔ زبانی کہہ سکتا ہو تو زبانی کہے یا تحریر کے ذریعہ مطلع کر دے۔ اور اگر معلوم ہے کہ اپنے باپ کا کہا بھی نہیں مانے گا اور باز نہیں آئے گا تو نہ کہے کہ بلاوجہ عداوت پیدا ہوگی۔ اسی طرح بیوی کی شکایت اُس کے شوہر سے کی جاسکتی ہے اور رعایا کی بادشاہ سے کی جاسکتی ہے (درمختار ردالمحتار) مگر یہ ضرور ہے کہ ظاہر کرنے سے اُس کی بُرائی کرنا مقصود نہ ہو بلکہ اصلی مقصد یہ ہو کہ وہ لوگ اس بُرائی کا انسداد کریں اور اس کی یہ عادت چھوٹ جائے۔

مسئلہ کسی نے اپنے مسلمان بھائی کی بُرائی افسوس کے طور پر کی کہ مجھے نہایت افسوس ہے کہ وہ ایسے کام کرتا ہے یہ غیبت نہیں۔ کیوں کہ جس کی برائی کی اگر اُسے خبر بھی ہوگئی تو اس صورت میں وہ بُرا نہ مانے گا بُرا اُس وقت ماننے گا جب اُسے معلوم ہو کہ اس کہنے والے کا مقصود ہی بُرائی کرنا ہے۔

مگر یہ ضرور ہے کہ اس چیز کا اظہار اس نے حسرت وافسوس ہی کی وجہ سے کیا ہو ورنہ یہ غیبت ہے بلکہ ایک قسم کا نفاق اور ریا اور اپنی مدح سرائی ہے کیوں کہ اُس نے مسلمان بھائی کی برائی کی اور ظاہر یہ کیا کہ بُرائی مقصود نہیں۔ یہ نفاق ہوا اور لوگوں پر یہ ظاہر کیا کہ

یہ کام میں اپنے لئے اور دوسروں کے لئے بُرا جانتا ہوں یہ ریا ہے۔ اور چوں کہ غیبت کو غیبت کے طور پر نہیں کیا لہٰذا اپنے کو صلحا میں سے ہونا بتایا یہ تزکیۂ نفس اور خود ستائی ہوئی (درمختار ملخصاً)

مسئلہ کسی بستی یا شہر والوں کی بُرائی کی مثلاً یہ کہا کہ وہاں کے لوگ ایسے ہیں یہ غیبت نہیں کیوں کہ ایسے کلام کا یہ مقصد نہیں ہوتا کہ وہاں کے سب ہی لوگ ایسے ہیں بلکہ بعض لوگ مراد ہوتے ہیں اور جن بعض کو کہا گیا وہ معلوم نہیں۔ غیبت اُس صورت میں ہوتی ہے جب معین و معلوم اشخاص کی بُرائی ذکر کی جائے اور اگر اُس کا مقصود وہاں کے تمام لوگوں کی بُرائی کرنا ہے تو یہ غیبت ہے (ردالمحتار درمختار)

مسئلہ فقیہ ابواللیث نے فرمایا کہ غیبت چار قسم کی ہے ایک کفر اس کی صورت یہ ہے کہ ایک شخص غیبت کر رہا ہے اُس سے کہا گیا کہ غیبت نہ کرو کہنے لگا یہ غیبت نہیں میں سچا ہوں اس شخص نے ایک حرام قطعی کو حلال بتایا۔ دوسری صورت نفاق ہے کہ ایک شخص کی بُرائی کرتا ہے اور اس کا نام نہیں لیتا مگر جس کے سامنے بُرائی کرتا ہے وہ اس کو جانتا پہچانتا ہے لہٰذا یہ غیبت کرتا ہے اور اپنے کو پرہیزگار ظاہر کرتا ہے۔ یہ ایک قسم کا نفاق ہے۔ تیسری صورت معصیت ہے وہ یہ کہ غیبت کرتا ہے اور یہ جانتا ہے کہ یہ حرام کام ہے ایسا شخص توبہ کرے۔ چوتھی صورت مباح ہے وہ یہ کہ فاسق معلن یا بدمذہب کی بُرائی بیان کرے بلکہ جب کہ لوگوں کو اس کے شر سے بچانا مقصود ہو تو ثواب ملنے کی امید ہے (ردالمحتار)

مسئلہ جو شخص علانیہ بُرا کام کرتا ہے اور اُس کو اس کی کوئی پرواہ نہیں کہ لوگ اُسے کیا کہیں گے اُس کی اس بُری حرکت کا بیان کرنا غیبت نہیں۔ مگر اس کی دوسری باتیں جو ظاہر نہیں ہیں ان کو ذکر کرنا غیبت میں داخل ہے۔ حدیث میں ہے کہ جس نے حیا کا حجاب اپنے چہرہ سے ہٹا دیا اُس کی غیبت نہیں (ردالمحتار)

مسئلہ جس سے کسی بات کا مشورہ لیا گیا وہ اگر اس شخص کا عیب و بُرائی ظاہر کرے جس کے متعلق مشورہ ہے یہ غیبت نہیں حدیث میں ہے جس سے مشورہ لیا جائے وہ امین ہے لہٰذا اس کی بُرائی ظاہر نہ کرنا خیانت ہے۔ مثلاً کسی کے یہاں اپنا یا اپنی اولاد وغیرہ کا نکاح کرنا چاہتا ہے دوسرے سے اُس کے متعلق تذکرہ کیا کہ میرا ارادہ ایسا ہے تمہاری کیا رائے ہے۔ اس شخص کو جو کچھ معلومات ہیں بیان کر دینا غیبت نہیں۔ اسی طرح کسی کے ساتھ تجارت وغیرہ میں شرکت کرنا چاہتا ہے یا اُس کے پاس کوئی چیز امانت

رکھنا چاہتا ہے یا کسی کے پڑوس میں سکونت کرنا چاہتا ہے اور اس کے متعلق دوسرے سے مشورہ لیتا ہے یہ شخص اس کی برائی بیان کرے غیبت نہیں (ردالمحتار)

۲۵ **مسئلہ** جو بدمذہب اپنی بدمذہبی چھپائے ہوئے ہے جیسا کہ روافض کے یہاں تقیہ ہے یا آج کل کے بہت سے وہابی بھی اپنی وہابیت چھپاتے اور خود کو سنی ظاہر کرتے ہیں اور جب موقع پاتے ہیں تو بدمذہبی کی آہستہ آہستہ تبلیغ کرتے ہیں اُن کی بدمذہبی کا اظہار غیبت نہیں کہ لوگوں کو ان کے کرو شر سے بچانا ہے اور اگر اپنی بدمذہبی کو چھپاتا نہیں بلکہ علانیہ ظاہر کرتا ہے جب بھی غیبت نہیں کہ وہ علانیہ برائی کرنے والوں میں داخل ہے (ردالمحتار)

۲۶ **مسئلہ** کسی شخص کے ظلم کی شکایت حاکم کے پاس کرنا بھی غیبت نہیں مثلاً یہ کہ فلاں شخص نے مجھ پر یہ ظلم و زیادتی کی ہے تاکہ حاکم اُس کا انصاف و دادرسی کرے۔

اسی طرح مفتی کے سامنے استفتا پیش کرنے میں کسی کی برائی کی کہ فلاں شخص نے میرے ساتھ یہ کیا ہے اُس سے بچنے کی کیا صورت ہے۔ مگر اس صورت میں بہتر یہ ہے کہ نام نہ لے بلکہ یوں کہے کہ ایک شخص نے ایک شخص کے ساتھ یہ کیا بلکہ زید و عمرو سے تعبیر کرے جیسا کہ اس زمانے میں استفتا کی عموماً یہی صورت ہوتی ہے۔ پھر بھی اگر نام لے دیا جب بھی جائز ہے اس میں بھی قباحت نہیں۔ جیسا کہ حدیث صحیح میں آیا کہ ہند نے ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے متعلق حضور کی خدمت میں شکایت کی کہ وہ بخیل ہیں اتنا نفقہ نہیں دیتے جو مجھے اور میرے بچوں کو کافی ہو مگر جب کہ میں ان کی لاعلمی میں کچھ لے لوں۔ ارشاد فرمایا کہ تم اتنا لے سکتی ہو جو معروف کے ساتھ تمہارے اور بچوں کے لئے کافی ہو (ردالمحتار)۔

۲۷ **مسئلہ** ایک صورت اس کے جواز کی یہ ہے کہ اس سے مقصود مبیع کا عیب بیان کرنا ہو مثلاً غلام کو بیچنا چاہتا ہے اور اس غلام میں کوئی عیب ہے چور یا زانی ہے اس کا عیب مشتری کے سامنے بیان کر دینا جائز ہے۔ یوں ہی کسی نے دیکھا کہ مشتری بائع کو خراب روپیہ دیتا ہے اُس سے اس کی حرکت کا اظہار کر سکتا ہے (ردالمحتار)

۲۸ **مسئلہ** ایک صورت جواز کی یہ بھی ہے کہ اس عیب کے ذکر سے مقصود اس کی برائی نہیں ہے بلکہ اُس شخص کی معرفت و شناخت مقصود ہے مثلاً جو شخص ان عیوب کے

ساتھ ملقب ہے تو مقصود معرفت ہے نہ بیان عیب۔ جیسے اعمٰی، اعمش، اعرج، احول۔
صحابۂ کرام میں عبداللہ بن اُمِّ مکتوم نابینا تھے اور روایتوں میں اُن کے نام کے ساتھ اعمٰی آتا ہے
محدثین میں بڑے زبردست پائے کے سلیمان اعمش ہیں۔ اعمش کے معنی چندھے کے ہیں۔ یہ لفظ ان
کے نام کے ساتھ ذکر کیا جاتا ہے۔ اسی طرح یہاں بھی بعض مرتبہ محض پہچاننے کے لئے کسی کو اندھا
یا کانا یا ٹھگنا یا لمبا کہا جاتا ہے۔ یہ غیبت میں داخل نہیں (ردالمحتار)

۱۹ **مسئلہ** حدیث کے راویوں اور مقدمے کے گواہوں اور مصنفین پر جرح کرنا ایران کے
عیوب بیان کرنا جائز ہے۔ اگر راویوں کی خرابیاں بیان نہ کی جائیں تو حدیث صحیح اور غیر صحیح
میں امتیاز نہ ہو سکے گا۔ اسی طرح مصنفین کے حالات نہ بیان کئے جائیں تو کتب معتمدہ
وغیر معتمدہ میں فرق نہ رہے گا۔ گواہوں پر جرح نہ کی جائے تو حقوق مسلمین کی نگہداشت نہ
ہو سکے گی۔

اول سے آخر تک گیارہ صورتیں وہ ہیں جو بظاہر غیبت ہیں اور حقیقت میں غیبت نہیں
اور اُن میں عیوب کا بیان کرنا جائز ہے بلکہ بعض صورتوں میں واجب ہے (ردالمحتار)

۲۰ **مسئلہ** غیبت جس طرح زبان سے ہوتی ہے فعل سے بھی ہوتی ہے صراحت کے ساتھ
بُرائی کی جائے یا تعریض وکنایہ کے ساتھ ہو سب صورتیں حرام ہیں۔ بُرائی کو جس نوعیت سے
سمجھا جائے گا سب غیبت میں داخل ہے۔ تعریض کی یہ صورت ہے کہ کسی کے ذکر
کے وقت یہ کہا کہ الحمد للہ میں ایسا نہیں جس کا یہ مطلب ہوا کہ وہ ایسا ہے کسی کی بُرائی
لکھ دی یہ بھی غیبت ہے۔ سر وغیرہ کی حرکت بھی غیبت ہو سکتی ہے مثلاً کسی کی خوبیوں کا تذکرہ
تھا اس نے سر کے اشارہ سے یہ بتانا چاہا کہ اس میں جو کچھ بُرائیاں ہیں اُن سے تم واقف
نہیں۔ ہونٹوں اور آنکھوں اور بھوؤں اور زبان یا ہاتھ کے اشارہ سے بھی غیبت ہو سکتی
ہے۔ ایک حدیث میں ہے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں ایک عورت
ہمارے پاس آئی جب وہ چلی گئی تو میں نے ہاتھ کے اشارہ سے بتایا کہ وہ ٹھگنی ہے۔
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ تم نے اس کی غیبت کی۔ (درمختار، ردالمحتار)

۲۱ **مسئلہ** ایک صورت غیبت کی نقل ہے مثلاً کسی لنگڑے کی نقل کرے اور لنگڑا کر

چلے یا جس چال سے کوئی چلتا ہے اُس کی نقل اتاری جائے یہ بھی غیبت ہے بلکہ زبان سے کہہ دینے سے یہ زیادہ بُرا ہے کیونکہ نقل کرنے میں پوری تصویر کشی اور بات کو سمجھانا پایا جاتا ہے کہ کہنے میں وہ بات نہیں ہوتی (درمختار)

مسئلہ غیبت کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ یہ کہا ایک شخص ہمارے پاس اس قسم کا آیا تھا یا میں ایک شخص کے پاس گیا جو ایسا ہے اور مخاطب کو معلوم ہے کہ فلاں شخص کا ذکر کرتا ہے اگرچہ متکلم نے کسی کا نام نہیں لیا مگر جب مخاطب کو ان لفظوں سے سمجھا دیا تو غیبت ہوگئی کیونکہ جب مخاطب کو یہ معلوم ہے کہ اس کے پاس فلاں آیا تھا یہ فلاں کے پاس گیا تھا تو اب نام لینا نہ لینا دونوں کا ایک حکم ہے ہاں اگر مخاطب نے شخص معین کو نہیں سمجھا مثلاً اس کے پاس بہت سے لوگ آئے یا یہ بہتوں کے یہاں گیا تھا مخاطب کو یہ پتہ نہ چلا کہ کس کے متعلق کہہ رہا ہے تو غیبت نہیں۔ (درمختار)

مسئلہ جس طرح زندہ آدمی کی غیبت ہوسکتی ہے مرے ہوئے مسلمان کو بُرائی کے ساتھ یاد کرنا بھی غیبت ہے جبکہ وہ صورتیں نہ ہوں جن میں عیوب کا بیان کرنا غیبت میں داخل نہیں۔ مُسلم کی غیبت جس طرح حرام ہے کافر ذمی کی بھی ناجائز ہے کہ ان کے حقوق بھی مسلم کی طرح ہیں۔ کافر حربی کی بُرائی کرنا غیبت نہیں (ردالمحتار)

مسئلہ کسی کی بُرائی اُس کے سامنے کرنا اگر غیبت میں داخل نہ بھی ہو جب کہ غیبت میں پیٹھ پیچھے بُرائی کرنا معتبر ہو مگر یہ اُس سے بڑھ کر حرام ہے کیونکہ غیبت میں جو وجہ ہے وہ یہ ہے کہ ایذاءِ مسلم ہے وہ یہاں بدرجہ اولیٰ پائی جاتی ہے غیبت میں تو یہ احتمال ہے کہ اُسے اطلاع ملے یا نہ ملے اگر اُسے اطلاع نہ ہوئی تو ایذا بھی نہ ہوئی مگر احتمالِ ایذا کو یہاں ایذا قرار دے کر شرعِ مطہر نے حرام کیا اور مُنہ پر اس کی مذمت کرنا تو حقیقتاً ایذا ہے پھر یہ کیوں حرام نہ ہو (ردالمحتار) بعض لوگوں سے جب کہا جاتا ہے کہ تم فلاں کی غیبت کیوں کرتے ہو وہ نہایت دلیری کے ساتھ یہ کہتے ہیں مجھے اُس کا ڈر پڑا ہے چلو میں اُس کے مُنہ پر یہ باتیں کہہ دوں گا ان کو یہ معلوم ہونا چاہیئے کہ پیٹھ پیچھے اس کی بُرائی کرنا غیبت و حرام ہے اور مُنہ پر کہو گے تو یہ دوسرا حرام ہوگا اگر تم اُس کے سامنے کہنے کی جرأت رکھتے ہو تو اس کی وجہ

سے غیبت حلال نہیں ہوگی۔

مسئلہ غیبت کے طور پر جو عیوب بیان کئے جائیں وہ کئی قسم کے ہیں۔ اس کے بدن میں عیب ہو مثلاً اندھا کانا لنگڑا لولا ہونٹ کٹا نک چپٹا وغیرہ۔ یا نسب کے اعتبار سے وہ عیب سمجھا جاتا ہو مثلاً اس کے نسب میں یہ خرابی ہے اُس کی دادی نانی چماری تھی۔ ہندستان والوں نے پیشہ کو بھی نسب ہی کا حکم دے رکھا ہے لہٰذا بطور عیب کسی کو دُھنا جولاہا کہنا بھی غیبت و حرام ہے۔ اخلاق و افعال کی برائی یا اس کی بات چیت میں خرابی مثلاً ہکلا یا تتلا۔ یا دین داری میں وہ ٹھیک نہ ہو یہ سب صورتیں غیبت میں داخل ہیں۔ یہاں تک کہ اس کے کپڑے اچھے نہ ہوں یا مکان اچھا نہ ہو ان چیزوں کو بھی اس طرح ذکر کرنا جو اُسے بُرا معلوم ہو ناجائز ہے (ردالمحتار)

مسئلہ جس کے سامنے کسی کی غیبت کی جا رہی ہے اُسے لازم ہے کہ زبان سے انکار کر دے مثلاً کہہ دے کہ میرے سامنے اس کی بُرائی نہ کرو۔ اگر زبان سے انکار کرنے میں اس کو خوف و اندیشہ ہے تو دل سے اُسے بُرا جانے۔ اور اگر ممکن ہو تو یہ شخص جس کے سامنے برائی کی جا رہی ہے وہاں سے اُٹھ جائے۔ یا اس بات کو کاٹ کر کوئی دوسری بات شروع کر دے ایسا نہ کرنے میں سننے والا بھی گنہگار ہوگا۔ غیبت کا سننے والا بھی غیبت کرنے والے کے حکم میں ہے۔ حدیث میں ہے جس نے اپنے مسلم بھائی کی آبرو غیبت سے بچائی اللہ تعالیٰ کے ذمہ کرم پر یہ ہے کہ وہ اُسے جہنم سے آزاد کر دے (ردالمحتار)

مسئلہ جس کی غیبت کی اگر اُس کو اس کی خبر ہو گئی تو اس سے معافی مانگنی ضروری ہے اور یہ بھی ضروری ہے کہ اس کے سامنے یہ کہے کہ میں نے تمہاری اس اس طرح غیبت یا برائی کی تم معاف کر دو۔ اس سے معاف کرائے اور توبہ کرے تب اس سے بری الذمہ ہوگا۔ اور اگر اس کو خبر نہ ہوئی ہو تو توبہ اور ندامت کافی ہے (درمختار)

مسئلہ جس کی غیبت کی ہے اُسے خبر نہ ہوئی اور اس نے توبہ کر لی اس کے بعد اُسے خبر ملی کہ فلاں نے میری غیبت کی ہے آیا اس کی توبہ صحیح ہے یا نہیں؟۔ اس میں علما کے دو قول ہیں ایک قول یہ ہے کہ وہ توبہ صحیح ہے۔ اللہ تعالیٰ دونوں کی مغفرت فرمائے گا جس نے

غیبت کی اس کی مغفرت توبہ سے ہوئی اور جس کی غیبت کی گئی۔ اس کو جو تکلیف پہنچی اور اس نے درگزر کیا اس وجہ سے اس کی مغفرت ہوجائے گی۔ اور بعض علماء یہ فرماتے ہیں کہ اس کی توبہ معلق رہے گی اگر وہ شخص جس کی غیبت ہوئی خبر پہنچنے سے پہلے ہی مرگیا تو توبہ صحیح ہے اور توبہ کے بعد اسے خبر پہنچ گئی۔ تو صحیح نہیں جب تک اس سے معاف نہ کرائے بہتان کی صورت میں توبہ کرنا اور معافی مانگنا ضروری ہے بلکہ جن کے سامنے بہتان باندھا ہے اُن کے پاس جاکر یہ کہنا ضرور ہے کہ میں نے جھوٹ کہا تھا جو فلاں پر میں نے بہتان باندھا تھا (ردالمحتار)

مسئلہ معافی مانگنے میں یہ ضرور ہے کہ غیبت کے مقابل میں اس کی ثنا و تحسین کرے اور اس کے ساتھ اظہار محبت کرے کہ اس کے دل سے یہ بات جاتی رہے۔ اور فرض کرو اس نے زبان سے معاف کردیا مگر اس کا دل اس سے خوش نہ ہوا تو اس کا معافی مانگنا اور اظہار محبت کرنا غیبت کی برائی کے مقابل ہوجائے گا اور آخرت میں مواخذہ نہ ہوگا (ردالمحتار)

مسئلہ اس نے معافی مانگی اور اس نے معاف کردیا مگر اس نے سچائی اور خلوص دل سے معافی نہیں مانگی تھی محض ظاہری اور نمائشی یہ معافی تھی تو ہوسکتا ہے کہ آخرت میں مواخذہ ہو کیوں کہ اس نے یہ سمجھ کر معاف کیا تھا کہ یہ خلوص کے ساتھ معافی مانگ رہا ہے (ردالمحتار)

مسئلہ امام غزالی علیہ الرحمۃ یہ فرماتے ہیں کہ جس کی غیبت کی وہ مرگیا یا کہیں غائب ہوگیا اس سے کیوں کر معافی مانگے یہ معاملہ بہت دشوار ہوگیا۔ اس کو چاہیے کہ نیک کام کی کثرت کرے تاکہ اگر اس کی نیکیاں غیبت کے بدلے میں اسے دے دی جائیں جب بھی اس کے پاس نیکیاں باقی رہ جائیں (ردالمحتار)

مسئلہ اگر اس کی ایسی برائیاں بیان کی ہیں جن کو وہ چھپاتا تھا یعنی یہ نہیں چاہتا تھا کہ لوگ اُن پر مطلع ہوں تو معافی مانگنے میں اُن عیوب کی تفصیل نہ کرے بلکہ مبہم طور پر یہ کہہ دے کہ میں نے تمہارے عیوب لوگوں کے سامنے ذکر کئے ہیں تم معاف کردو۔ اور اگر ایسے عیوب نہ ہوں تو تفصیل کے ساتھ بیان کرے۔ اسی طرح اگر وہ باتیں ایسی ہوں جن کے ظاہر کرنے میں فتنہ پیدا ہونے کا اندیشہ ہے تو ظاہر نہ کرے۔ بعض علماء کا یہ قول ہے کہ حقوق مجہولہ کو معاف کردینا بھی صحیح ہے اور اس طرح بھی معافی ہوسکتی ہے لہٰذا اس قول

پر بنا کی جائے اور ایسی خاص صورتوں میں تفصیل نہ کی جائے (ردالمحتار)

مسئلہ دو شخصوں میں جھگڑا ہوا تھا دونوں نے معذرت کے ساتھ مصافحہ کیا۔ یہ بھی معافی کا ایک طریقہ ہے۔ جس کی غیبت کی ہے وہ مر گیا تو ورثہ کو یہ حق نہیں کہ معاف کریں ان کے معاف کرنے کا اعتبار نہیں (ردالمحتار)

مسئلہ کسی کے منہ پر اُس کی تعریف کرنا منع ہے اور بیٹھ پیچھے تعریف کی مگر یہ جانتا ہے کہ میرے اس تعریف کرنے کی خبر اس کو پہنچ جائے گی یہ بھی منع ہے۔ تیسری صورت یہ ہے کہ پس پشت تعریف کرتا ہے اس کا خیال بھی نہیں کرتا کہ اُسے خبر پہنچ جائے گی یا نہ پہنچے گی یہ جائز ہے مگر یہ ضرور ہے کہ تعریف میں جو خوبیاں بیان کرے وہ اُس میں ہوں شعرا کی طرح اَن ہوئی باتوں کے ساتھ تعریف نہ کرے کہ یہ نہایت درجہ قبیح ہے (عالمگیری)

بغض و حسد کا بیان

قرآن مجید میں ارشاد ہوا: وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوْا وَلِلنِّسَآءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ وَسْئَلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهٖ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا (پ۵-ع۲)

اور اُس کی آرزو مت کرو جس سے اللہ نے تم میں ایک کو دوسرے پر بڑائی دی مردوں کے لئے اُن کی کمائی سے حصہ ہے اور عورتوں کے لئے اُن کی کمائی سے حصہ اور اللہ سے اُس کا فضل مانگو بے شک اللہ ہر چیز کو جانتا ہے

اور فرماتا ہے: وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ۝ تم کہو میں پناہ مانگتا ہوں حاسد کے شر سے جب وہ حسد کرتا ہے۔

حدیث ۱ ابن ماجہ نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا حسد نیکیوں کو اس طرح کھاتا ہے جس طرح آگ لکڑی کو کھاتی ہے اور صدقہ خطا کو بجھاتا ہے جس طرح پانی آگ کو بجھاتا ہے۔ اسی کی مثل ابوداؤد نے ابوہریرہ

رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔

حدیث ۲ دیلمی نے مسند الفردوس میں معاویہ بن حیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حسد ایمان کو ایسا بگاڑتا ہے جس طرح ایلوا شہد کو بگاڑتا ہے۔

حدیث ۳ امام احمد و ترمذی نے زبیر بن عوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اگلی امت کی بیماری تمہاری طرف بھی آئی وہ بیماری حسد و بغض ہے وہ مونڈنے والا ہے دین کو مونڈتا ہے۔ بالوں کو نہیں مونڈتا۔ قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جان ہے جنت میں نہیں جاؤ گے جب تک ایمان نہ لاؤ۔ اور مومن نہیں ہو گے جب تک آپس میں محبت نہ کرو۔ میں تمہیں ایسی چیز نہ بتا دوں کہ جب اسے کرو گے آپس میں محبت کرنے لگو گے آپس میں سلام کو پھیلاؤ۔

حدیث ۴ طبرانی نے عبداللہ بن بسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حسد اور چغلی اور کہانت نہ مجھ سے ہیں اور نہ میں ان سے ہوں۔ یعنی مسلمانوں کو ان چیزوں سے بالکل تعلق نہ ہونا چاہیے۔

حدیث ۵ صحیح بخاری میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا آپس میں نہ حسد کرو نہ بغض کرو نہ پیٹھ پیچھے برائی کرو اور اللہ کے بندے بھائی بھائی ہو کر رہو۔

حدیث ۶ صحیح بخاری میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ حسد نہیں ہے مگر دو پر ایک وہ شخص جسے خدا نے کتاب دی یعنی قرآن کا علم عطا فرمایا وہ اس کے ساتھ رات میں قیام کرتا ہے اور دوسرا وہ کہ خدا نے اسے مال دیا وہ دن اور رات کے اوقات میں صدقہ کرتا ہے۔

حدیث ۷ صحیح بخاری میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا حسد نہیں ہے مگر دو شخصوں پر۔ ایک وہ شخص جسے خدا نے قرآن سکھایا وہ رات اور دن کے اوقات میں اُس کی تلاوت کرتا ہے۔ اُس کے پڑوسی نے سُنا تو کہنے لگا کاش مجھے بھی ویسا ہی دیا جاتا جو فلاں شخص کو دیا گیا تو میں بھی اُس کی طرح عمل کرتا۔ دوسرا وہ شخص کہ خدا نے اُسے مال دیا وہ حق میں مال کو خرچ کرتا ہے کسی نے کہا کاش مجھے بھی ویسا ہی دیا جاتا جیسا فلاں شخص کو دیا گیا تو میں بھی اسی کی طرح عمل کرتا۔

ان دونوں حدیثوں میں حسد سے مراد غبطہ ہے جس کو لوگ "رشک" کہتے ہیں جس کے یہ معنی ہیں کہ دوسرے کو جو نعمت ملی ویسی مجھے بھی مل جائے اور یہ آرزو نہ ہو کہ اُسے نہ ملتی یا اُس سے جاتی رہے۔ اور حسد میں یہ آرزو ہوتی ہے اسی وجہ سے حسد مذموم ہے اور غبطہ مذموم نہیں۔ امام بخاری کے ترجمۃ الباب سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ ان حدیثوں میں غبطہ مراد ہے۔ لہٰذا ان حدیثوں کے یہ معنی ہوئے کہ یہی دو چیزیں غبطہ کرنے کی ہیں۔ کہ یہ دونوں خدا کی بہت بڑی نعمتیں ہیں۔ غبطہ ان پر کرنا چاہیے نہ کہ دوسری نعمتوں پر واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

حدیث ۸ بیہقی نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ شعبان کی پندرہویں شب میں اپنے بندوں پر خاص تجلی فرماتا ہے جو استغفار کرتے ہیں ان کی مغفرت کرتا ہے اور جو رحم کی درخواست کرتے ہیں اُن پر رحم کرتا ہے اور عداوت والوں کو ان کی حالت پر چھوڑ دیتا ہے۔

حدیث ۹ امام احمد نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہر ہفتہ میں دو بار دوشنبہ اور پنجشنبہ کو لوگوں کے اعمال نامے پیش ہوتے ہیں۔ ہر بندہ کی مغفرت ہوتی ہے مگر وہ شخص کہ اس کے اور اس کے بھائی کے درمیان عداوت ہو ان کے متعلق یہ فرماتا ہے انھیں چھوڑ دو اس وقت تک کہ باز آجائیں۔

حدیث ۱۰ طبرانی نے اُسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دوشنبہ اور پنجشنبہ کو اللہ تعالیٰ کے حضور لوگوں کے اعمال پیش ہوتے ہیں۔ سب کی مغفرت فرما دیتا ہے مگر جو دو شخص باہم عداوت رکھتے ہیں اور وہ شخص جو قطع رحم کرتا ہے۔

حدیث ۱۱ امام احمد و ابو داؤد و ترمذی ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دوشنبہ اور پنجشنبہ کے دن جنت کے دروازے کھولے جاتے ہیں۔ جس بندہ نے شرک نہیں کیا ہے اُس کی مغفرت کی جاتی ہے مگر جو شخص ایسا ہے کہ اُس کے اور اُس کے بھائی کے درمیان عداوت ہے ان کے متعلق کہا جاتا ہے انھیں مہلت دو یہاں تک کہ یہ دونوں صلح کرلیں۔

مسائل فقہیہ حسد حرام ہے۔ احادیث میں اس کی بہت مذمت وارد ہوئی حسد کے یہ معنے ہیں کہ کسی شخص میں خوبی دیکھی۔ اس کو اچھی حالت میں پایا اس کے دل میں یہ آرزو ہے کہ یہ نعمت اس سے جاتی رہے اور مجھے مل جائے۔ اور اگر یہ تمنا ہے کہ میں بھی ویسا ہو جاؤں مجھے بھی وہ نعمت مل جائے یہ حسد نہیں اس کو غبطہ کہتے ہیں جس کو لوگ رشک سے تعبیر کرتے ہیں (عالمگیری)

مسئلہ یہ آرزو کہ جو نعمت فلاں کے پاس ہے وہ بعینہا مجھے مل جائے یہ حسد ہے کیوں کہ بعینہ وہی چیز اس کو جب ملے گی کہ اُس سے جاتی رہے۔ اور اگر یہ آرزو ہے کہ اس کی مثل مجھے ملے یہ غبطہ ہے کیوں کہ اُس سے زائل ہونے کی آرزو نہیں پائی گئی (عالمگیری) حدیث میں فرمایا ہے کہ حسد نہیں ہے مگر دو چیزوں میں ایک وہ شخص جس کو خدا نے مال دیا ہے اور وہ راہِ حق میں صرف کرتا ہے دوسرا وہ شخص جس کو خدا نے علم دیا ہے وہ لوگوں کو سکھاتا ہے اور علم کے موافق فیصلہ کرتا ہے۔ اس حدیث سے بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان دو چیزوں میں حسد جائز ہے مگر بغور دیکھنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہاں بھی حسد حرام ہے۔ بعض علمائے یہ بتایا کہ اس حدیث میں حسد بمعنی غبطہ ہے امام بخاری علیہ الرحمۃ کے ترجمۃ الباب سے بھی یہی پتہ چلتا ہے۔ اور بعض نے کہا کہ حدیث کا یہ مطلب ہے کہ اگر حسد جائز ہوتا تو ان میں جائز ہوتا مگر ان میں بھی ناجائز ہے جیسا کہ (لَا شُؤْمَ إِلَّا فِي الثَّلَاثِ الحدیث) میں اسی قسم کی تاویل کی جاتی ہے۔ اور بعض علمائے نے فرمایا کہ معنے حدیث یہ ہیں کہ حسد انھیں دونوں میں ہو سکتا ہے اور چیزیں تو اس قابل ہی نہیں کہ ان میں حسد پایا جا سکے کہ حسد کے معنی یہ ہیں کہ دوسرے میں کوئی نعمت دیکھے اور یہ آرزو کرے کہ وہ مجھے مل جائے اور دنیا کی چیزیں نعمت نہیں ہیں کہ جن کی تحصیل کی فکر ہو دنیا کی چیزوں کا مآل اللہ تعالیٰ کی ناراضی ہے اور یہ چیزیں وہ ہیں کہ ان کا مآل اللہ

تعالیٰ کی خوشنودی و رضا ہے لہٰذا نعمت جس کا نام ہے وہ یہی ہیں ان میں حسد ہو سکتا ہے۔
(عالمگیری وغیرہ)

ظلم کی مذمّت

قرآن مجید میں بہت سے مواقع پر اس کی بُرائی ذکر کی گئی اور احادیث اس کے متعلق بہت ہیں بعض ذکر کی جاتی ہیں۔

حدیث ۱ ظلم قیامت کے دن تاریکیاں ہے یعنی ظلم کرنے والا قیامت کے دن سخت مصیبتوں اور تاریکیوں میں گھرا ہوا ہوگا (بخاری مسلم)

حدیث ۲ اللہ تعالیٰ ظالم کو ڈھیل دیتا ہے مگر جب پکڑتا ہے تو پھر چھوڑتا نہیں۔ اس کے بعد یہ آیت تلاوت کی وَکَذٰلِکَ اَخۡذُ رَبِّکَ اِذَآ اَخَذَ الۡقُرٰی وَھِیَ ظَالِمَۃٌ ایسی ہی تیرے رب کی پکڑ ہے جب وہ ظلم کرنے والی بستیوں کو پکڑتا ہے۔

حدیث ۳ جس کے ذمے اُس کے بھائی کا کوئی حق ہو وہ آج اس سے معاف کرا لے اس سے پہلے کہ نہ اشرفی ہوگی نہ روپیہ بلکہ اس کے عمل صالح کو بقدر حق لے کر دوسرے کو دے دیئے جائیں گے اور اگر اُس کے پاس نیکیاں نہیں ہوں گی تو دوسرے کے گناہ اس پر لاد دیئے جائیں گے (بخاری)

حدیث ۴ تمہیں معلوم ہے مفلس کون ہے لوگوں نے عرض کی ہم میں مفلس وہ ہے کہ نہ اُس کے پاس روپیہ ہے نہ متاع۔ فرمایا میری اُمّت میں مفلس وہ ہے کہ قیامت کے دن نماز روزہ زکوٰۃ لے کر آئے گا اور اس طرح آئے گا کہ کسی کو گالی دی ہے، کسی پر تہمت لگائی ہے، کسی کا مال کھا لیا ہے، کسی کا خون بہایا ہے، کسی کو مارا ہے، لہٰذا اُس کی نیکیاں اِس کو دے دی جائیں گی۔ اور اِس کو دے دی جائیں گی۔ اگر لوگوں کے حقوق پورے ہونے سے پہلے نیکیاں ختم ہو گئیں تو اُن کی خطائیں اس پر ڈال دی جائیں گی[1] پھر اُسے جہنم میں ڈال

[1] خط کشیدہ الفاظ بہارِ شریعت حصہ ۱۶ طبع اول آگرہ اور اس کے صحت نامے سے لئے گئے ہیں

دیا جائے گا (مسلم شریف)

حدیث ۵ اِمعہ نہ ہو کہ یہ کہنے لگو کہ لوگ اگر ہمارے ساتھ احسان کریں گے تو ہم بھی احسان کریں گے اور اگر ہم پر ظلم کریں گے تو ہم بھی ان پر ظلم کریں گے بلکہ اپنے نفس کو اس پر جماؤ کہ لوگ احسان کریں تو تم بھی احسان کرو اور اگر برائی کریں تو تم ظلم نہ کرو (ترمذی)

حدیث ۶ جو شخص اللہ کی خوشنودی کا طالب ہو لوگوں کی ناراضی کے ساتھ یعنی اللہ راضی ہو چاہے لوگ ناراض ہوں ہوا کریں اس کی کوئی پرواہ نہ کرے۔ اللہ تعالیٰ لوگوں کے شر سے اس کی کفایت کرے گا اور جو شخص لوگوں کو خوش رکھنا چاہے اللہ کی ناراضی کے ساتھ اللہ تعالیٰ اُس کو آدمیوں کے سپرد کر دے گا (ترمذی)

حدیث ۷ سب سے برا قیامت کے دن وہ بندہ ہے جس نے دوسرے کی دُنیا کے بدلے میں اپنی آخرت برباد کر دی (ابن ماجہ)

حدیث ۸ مظلوم کی بددعا سے بچ کہ وہ اللہ تعالیٰ سے اپنا حق مانگے گا اور کسی حق والے کے حق سے اللہ منع نہیں کرے گا (بیہقی)

غصہ اور تکبّر کا بیان

حدیث ۱ ایک شخص نے عرض کی مجھے وصیت کیجئے فرمایا غصہ نہ کرو اُس نے بار بار وہی سوال کیا جواب یہی ملا کہ غصہ نہ کرو (بخاری)

حدیث ۲ قوی وہ نہیں جو پہلوان ہو دوسرے کو پچھاڑ دے۔ بلکہ قوی وُہ ہے جو غصے کے وقت اپنے کو قابو میں رکھے (بخاری مسلم)

صحت نامہ خود حضرت مصنف قدس سرہٗ نے بنایا تھا۔ صحیح مسلم شریف کے الفاظ یہ ہیں:۔ فَيُعْطىٰ هٰذا مِنْ حَسَنَاتِهٖ وَهٰذا مِنْ حَسَنَاتِهٖ فَاِنْ فَنِيَتْ حَسَنَاتُهٗ قَبْلَ اَنْ يُّقْضىٰ مَا عَلَيْهِ اُخِذَ مِنْ خَطَايَاهُمْ فَطُرِحَتْ عَلَيْهِ

(ص ۳۲۰ ج ۲ طبع دہلی) ۱۲ محمد احمد

حدیث ۳ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے بندہ نے غصے کا گھونٹ پیا اس سے بڑھ کر اللہ کے نزدیک کوئی گھونٹ نہیں (احمد)

حدیث ۴ قرآن مجید کی آیت ہے "اِدْفَعْ بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِیْ بَیْنَکَ وَبَیْنَهٗ عَدَاوَةٌ کَاَنَّهٗ وَلِیٌّ حَمِیْمٌ ۝ اس کے ساتھ دفع کر جو احسن ہے پھر وہ شخص کہ تجھ میں اور اس میں عداوت ہے ایسا ہو جائے گا گویا وہ خالص دوست ہے۔" اس کی تفسیر میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ غصے کے وقت صبر کرے اور دوسرا اس کے ساتھ برائی کرے تو یہ معاف کر دے جب ایسا کریں گے اللہ ان کو محفوظ رکھے گا اور ان کا دشمن جھک جائے گا گویا وہ خالص دوست قریب ہے (بخاری)

حدیث ۵ غصہ ایمان کو ایسا خراب کرتا ہے جس طرح ایلوا شہد کو خراب کر دیتا ہے (بیہقی)

حدیث ۶ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی کہ اے رب کون بندہ تیرے نزدیک عزت والا ہے فرمایا وہ جو باوجود قدرت معاف کر دے (بیہقی)

حدیث ۷ جو شخص اپنی زبان کو محفوظ رکھے گا اللہ اس کی پردہ پوشی فرمائے گا اور جو اپنے غصہ کو روکے گا قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اپنا عذاب اس سے روک دے گا اور جو اللہ سے عذر کرے گا اللہ اس کے عذر کو قبول فرمائے گا (بیہقی)

حدیث ۸ غصہ شیطان کی طرف سے ہے اور شیطان آگ سے پیدا ہوتا ہے اور آگ پانی ہی سے بجھائی جاتی ہے لہٰذا جب کسی کو غصہ آجائے تو وضو کرے (ابوداؤد)

حدیث ۹ جب کسی کو غصہ آئے اور وہ کھڑا ہو تو وہ بیٹھ جائے اگر غصہ چلا جائے فبہا ورنہ لیٹ جائے (احمد ترمذی)

حدیث ۱۰ بعض لوگوں کو غصہ جلد آجاتا ہے اور جلد جاتا رہتا ہے ایک کے بدلے میں دوسرا ہے اور بعض کو دیر میں آتا ہے اور دیر میں جاتا ہے یہاں بھی ایک کے بدلے

عہ پارہ ۲۴ رکوع ۱۹ — ۱۲

میں دوسرا ہے۔ یعنی ایک بات اچھی ہے اور ایک بری ادلا بدلا ہو گیا۔ اور تم میں بہتر وہ ہیں کہ دیر میں انھیں غصہ آئے اور جلد چلا جائے۔ اور بدتر وہ ہیں جنہیں جلد آئے اور دیر میں جائے۔ غصہ سے بچو کہ وہ آدمی کے دل پر ایک انگارا ہے، دیکھتے نہیں ہو کہ گلے کی رگیں پھول جاتی ہیں اور آنکھیں سرخ ہو جاتی ہیں۔ جو شخص غصہ محسوس کرے لیٹ جائے اور زمین سے چپٹ جائے۔

حدیث ۱۱ میں تم کو جنت والوں کی خبر نہ دوں وہ ضعیف ہیں جن کو لوگ ضعیف و حقیر جانتے ہیں (مگر ہے یہ کہ) اگر اللہ پر قسم کھا بیٹھے تو اللہ اس کو سچا کر دے اور کیا جہنم والوں کی خبر نہ دوں وہ سخت گو، سخت خو تکبر کرنے والے ہیں (بخاری مسلم)

حدیث ۱۲ جس کسی کے دل میں رائی برابر ایمان ہو گا وہ جہنم میں نہیں جائے گا اور جس کسی کے دل میں رائی برابر تکبر ہو گا وہ جنت میں نہیں جائے گا (مسلم) دونوں جملوں کی وہی تاویل ہے جو اس مقام میں مشہور ہے۔

حدیث ۱۳ تین شخص ہیں جن سے قیامت کے دن نہ تو اللہ تعالیٰ کلام کرے گا نہ اُن کو پاک کرے گا نہ اُن کی طرف نظر فرمائے گا اور اُن کے لئے دردناک عذاب ہے۔ بوڑھا زناکار۔ بادشاہ کذاب۔ اور محتاج متکبر (مسلم)

حدیث ۱۴ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کبریا اور عظمت میری صفتیں ہیں جو شخص ان میں سے کسی ایک میں مجھ سے منازعت کرے گا اسے جہنم میں ڈال دوں گا (مسلم)

حدیث ۱۵ آدمی اپنے کو (اپنے مرتبے سے اونچے مرتبے کی طرف) لے جاتا رہتا ہے یہاں تک کہ جباریں میں لکھ دیا جاتا ہے پھر جو انھیں پہنچے گا اسے بھی پہنچے گا (ترمذی)

حدیث ۱۶ متکبرین کا حشر قیامت کے دن چیونٹیوں کی برابر جسموں میں ہو گا اور اُن کی صورتیں آدمیوں کی ہوں گی۔ ہر طرف سے ان پر ذلت چھائے ہوئے ہو گی۔ اُن کو کھینچ کر جہنم کے قید خانے کی طرف لے جائیں گے۔ جس کا نام بولس ہے۔ اُن کے اوپر آگوں کی آگ ہو گی۔ جہنمیوں کا نچوڑ انہیں پلایا جائے گا جس کو طینۃ الخبال کہتے ہیں (ترمذی)

حدیث ۱۷ جو اللہ کے لئے تواضع کرتا ہے اللہ اس کو بلند کرتا ہے وہ اپنے نفس

میں چھوٹا مگر لوگوں کی نظر میں بڑا ہے۔ اور جو بڑائی کرتا ہے اللہ اس کو پست کرتا ہے وہ لوگوں کی نظر میں ذلیل ہے اور اپنے نفس میں بڑا ہے۔ وہ لوگوں کے نزدیک کتے یا سوئر سے بھی زیادہ حقیر ہے (بیہقی)

حدیث ۱۸ تین چیزیں نجات دینے والی ہیں اور تین ہلاک کرنے والی ہیں۔ نجات والی چیزیں یہ ہیں پوشیدہ[۱] اور ظاہر میں اللہ سے تقوی۔ خوشی و ناخوشی میں حق بات بولنا مالداری اور احتیاج کی حالت میں درمیانی چال چلنا۔ ہلاک کرنے والی یہ ہیں۔ خواہشِ نفسانی کی پیروی کرنا۔ اور بخل[۲] کی اطاعت اور[۳] اپنے نفس کے ساتھ گھمنڈ کرنا یہ سب میں سخت ہے (بیہقی)

ہجر اور قطع تعلق کی ممانعت

حدیث ۱ صحیح مسلم و بخاری میں ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا آدمی کے لئے یہ حلال نہیں کہ اپنے بھائی کو تین دن سے زیادہ چھوڑ رکھے کہ دونوں ملتے ہیں ایک ادھر منہ پھیر لیتا ہے اور دوسرا ادھر منہ پھیر لیتا ہے۔ اور ان دونوں میں بہتر وہ ہے جو ابتداءً سلام کرے۔

حدیث ۲ ابوداؤد نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلم کے لئے یہ نہیں ہے کہ دوسرے مسلم کو تین دن سے زیادہ چھوڑ رکھے جب اس سے ملاقات ہو تو تین مرتبہ سلام کرلے۔ اگر اس نے جواب نہیں دیا تو اس کا گناہ بھی اسی کے ذمہ ہے۔

حدیث ۳ ابوداؤد نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا مومن کے لئے یہ حلال نہیں کہ مومن کو تین دن سے زیادہ چھوڑ دے۔ اگر تین دن گزر گئے ملاقات کرے اور سلام کرے اگر دوسرے نے سلام کا جواب دے دیا تو اجر میں دونوں شریک ہوگئے اور اگر جواب نہیں دیا تو گناہ اس کے ذمہ ہے

اور یہ شخص چھوڑنے کے گناہ سے نکل گیا۔

حدیث ۴ ابوداؤد نے ابو خراش سُلَمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ جو شخص اپنے بھائی کو سال بھر چھوڑ دے تو یہ اس کے قتل کی مثل ہے۔

حدیث ۵ امام احمد و ابوداؤد نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا مسلم کے لئے حلال نہیں کہ اپنے بھائی کو تین دن سے زیادہ چھوڑ دے پھر جس نے ایسا کیا اور مر گیا تو جہنم میں گیا۔

سلوک کرنے کا بیان

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَاِذْ اَخَذْنَا مِیْثَاقَ بَنِیْٓ اِسْرَآئِیْلَ لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا وَّذِی الْقُرْبٰى وَالْیَتٰمٰى وَالْمَسٰكِیْنِ وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا وَّاَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ؕ

اور جب ہم نے بنی اسرائیل سے عہد لیا کہ اللہ کے سوا کسی کو نہ پوجنا اور ماں باپ اور رشتہ والوں اور یتیموں اور مسکینوں کے ساتھ بھلائی کرنا اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دو۔

اور فرماتا ہے قُلْ مَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَیْرٍ فَلِلْوَالِدَیْنِ وَالْاَقْرَبِیْنَ وَالْیَتٰمٰى وَالْمَسٰكِیْنِ وَابْنِ السَّبِیْلِ ؕ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَیْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِیْمٌ ۝

تم فرماؤ جو کچھ نیکی میں خرچ کرو تو وہ ماں باپ اور قریب کے رشتہ والوں اور یتیموں اور مسکینوں اور راہ گیر کے لئے ہو اور جو کچھ بھلائی کرو گے بے شک اللہ اس کو جانتا ہے۔

اور فرماتا ہے وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِیَّاهُ وَبِالْوَالِدَیْنِ

اِحْسَانًا ؕ اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا ۝ وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا ۝ (پ۱۵ ع ۳)

اور تمہارے رب نے حکم فرمایا کہ اس کے سوا کسی کو نہ پوجو اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرو اگر تیرے سامنے ان میں ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو ان سے اُف نہ کہنا اور انہیں نہ جھڑکنا اور ان سے عزت کی بات کہنا اور اُن کے لئے عاجزی کا بازو بچھا دے نرم دلی سے۔
اور یہ کہہ کہ اے میرے پروردگار ان دونوں پر رحم کر جیسا انہوں نے بچپن میں مجھے پالا۔

اور فرماتا ہے وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا ؕ وَاِنْ جَاهَدٰكَ لِتُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا ؕ (پ۲۰ ع ۱۳)

اور ہم نے انسان کو ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرنے کی وصیت کی اور اگر وہ تجھ سے کوشش کریں کہ میرا شریک ٹھہرا ایسے کو جس کا تجھے علم نہیں تو ان کا کہنا نہ مان۔

اور فرماتا ہے: وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ ۚ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ وَهْنًا عَلٰى وَهْنٍ وَّفِصٰلُهٗ فِيْ عَامَيْنِ اَنِ اشْكُرْ لِيْ وَلِوَالِدَيْكَ ؕ اِلَيَّ الْمَصِيْرُ ۝ وَاِنْ جَاهَدٰكَ عَلٰٓى اَنْ تُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوْفًا ؗ (پ۲۱ ع ۱۱)

اور ہم نے انسان کو اس کے ماں باپ کے بارے میں تاکید فرمائی اس کی ماں نے اُسے پیٹ میں رکھا کمزوری پر کمزوری جھیلتی ہوئی اور اس کا دودھ چھوٹنا دو برس میں ہے یہ کہ حق مان میرا اور اپنے ماں باپ کا میری ہی طرف تجھے آنا ہے اور اگر وہ دونوں تجھ سے کوشش کریں کہ میرا شریک ٹھہرا ایسے کو جس کا تجھے علم نہیں تو اُن کا کہنا نہ مان اور دنیا میں بھلائی کے ساتھ

ان کا ساتھ دے۔

اور فرماتا ہے: وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ إِحْسَانًا ۖ حَمَلَتْهُ أُمُّهُ كُرْهًا وَوَضَعَتْهُ كُرْهًا (پ۲۶ع۲)

اور ہم نے آدمی کو ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرنے کا حکم دیا اُس کی ماں نے تکلیف کے ساتھ اُسے پیٹ میں رکھا اور تکلیف کے ساتھ اس کو جنا۔

اور فرماتا ہے: إِنَّمَا يَتَذَكَّرُ أُولُو الْأَلْبَابِ ۝ الَّذِينَ يُوفُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ وَلَا يَنْقُضُونَ الْمِيثَاقَ ۝ وَالَّذِينَ يَصِلُونَ مَا أَمَرَ اللَّهُ بِهِ أَنْ يُوصَلَ وَيَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَيَخَافُونَ سُوءَ الْحِسَابِ ۝ (پ۱۳ع۹)

نصیحت وہی مانتے ہیں جنھیں عقل ہے وہ جو اللہ کا عہد پورا کرتے ہیں اور بات پختہ کر کے نہیں توڑتے اور جس کے جوڑنے کا خدا نے حکم دیا ہے اُسے جوڑتے ہیں اور خدا سے ڈرتے ہیں اور حساب کی بُرائی سے ڈرتے رہتے ہیں۔

اور فرماتا ہے وَالَّذِينَ يَنْقُضُونَ عَهْدَ اللَّهِ مِنْ بَعْدِ مِيثَاقِهِ وَيَقْطَعُونَ مَا أَمَرَ اللَّهُ بِهِ أَنْ يُوصَلَ وَيُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ ۙ أُولَٰئِكَ لَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوءُ الدَّارِ ۝ (پ۱۳ع۹)

اور جو لوگ اللہ کے عہد کو مضبوطی کے بعد توڑتے ہیں اور اللہ نے جس کے جوڑنے کا حکم دیا ہے اُسے کاٹتے ہیں اور زمین میں فساد کرتے ہیں اُن کے لئے لعنت ہے اور اُن کے لئے بُرا گھر ہے۔

اور فرماتا ہے: وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ ۚ

اور اللہ سے ڈرو جس سے تم سوال کرتے ہو اور رشتے سے

حدیث ۱ صحیح بخاری و مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ سب سے زیادہ حسن صحبت یعنی احسان کا مستحق کون ہے ارشاد فرمایا تمہاری ماں۔ یعنی ماں کا حق سب سے زیادہ ہے۔ انہوں نے پوچھا پھر کون حضور نے پھر ماں کو بتایا۔ انھوں نے پھر پوچھا کہ پھر کون۔ ارشاد فرمایا تمہارا والد۔ اور ایک

روایت میں ہے کہ حضور نے فرمایا سب سے زیادہ ماں ہے پھر ماں پھر ماں پھر باپ پھر وہ جو زیادہ قریب پھر وہ ہے جو زیادہ قریب ہے یعنی احسان کرنے میں ماں کا مرتبہ باپ سے بھی تین درجہ بلند ہے۔

حدیث ۲ ابوداؤد و ترمذی بروایت بہز بن حکیم عن ابیہ عن جدہٖ راوی کہتے ہیں میں نے عرض کی یارسول اللہ کس کے ساتھ احسان کروں فرمایا اپنی ماں کے ساتھ۔ میں نے کہا پھر کس کے ساتھ فرمایا اپنی ماں کے ساتھ۔ میں نے کہا پھر کس کے ساتھ۔ فرمایا اپنی ماں کے ساتھ۔ میں نے کہا پھر کس کے ساتھ فرمایا اپنے باپ کے ساتھ۔ پھر اس کے ساتھ جو زیادہ قریب ہو پھر اس کے بعد جو زیادہ قریب ہو۔

حدیث ۳ صحیح مسلم میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ زیادہ احسان کرنے والا وہ ہے جو اپنے باپ کے دوستوں کے ساتھ باپ کے نہ ہونے کی صورت میں احسان کرے۔ یعنی جب باپ مرگیا یا کہیں چلا گیا ہو۔

حدیث ۴ صحیح مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کی ناک خاک میں ملے۔ (اس کو تین مرتبہ فرمایا) یعنی ذلیل ہو کسی نے پوچھا یارسول اللہ کون یعنی یہ کس کے متعلق ارشاد ہے فرمایا جس نے ماں باپ دونوں یا ایک کو بڑھاپے کے وقت پایا اور جنت میں داخل نہ ہوا یعنی اُن کی خدمت نہ کی کہ جنت میں جاتا۔

حدیث ۵ صحیح بخاری و مسلم میں اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی کہتی ہیں جس زمانے میں قریش نے حضور سے معاہدہ کیا تھا میری ماں جو مشرکہ تھی میرے پاس آئی میں نے عرض کی یارسول اللہ میری ماں آئی ہے اور وہ اسلام کی طرف راغب ہے یا وہ اسلام سے اعراض کئے ہوئے ہے کیا میں اس کے ساتھ سلوک کروں؟ ارشاد فرمایا اس کے ساتھ سلوک کرو۔ یعنی کافرہ ماں کے ساتھ بھی سلوک کیا جائے گا۔

حدیث ۶ صحیح بخاری و مسلم میں مغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ چیزیں تم پر حرام کردی ہیں۔ ماؤں کی نافرمانی کرنا اور لڑکیوں کو زندہ در گور کرنا اور دوسروں کا جو اپنے اوپر آتا ہو اُسے نہ دینا اور اپنا مانگنا کر لاؤ۔ اور یہ باتیں تمہارے لئے مکروہ کیں قیل وقال یعنی فضول باتیں اور کثرت سوال اور اضاعت مال۔

حدیث ۷ صحیح مسلم و بخاری میں عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا یہ بات کبیرہ گناہوں میں ہے کہ آدمی اپنے والدین کو گالی دے۔ لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ کیا کوئی اپنے والدین کو بھی گالی دیتا ہے۔ فرمایا ہاں اس کی صورت یہ ہے کہ یہ دوسرے کے باپ کو گالی دیتا ہے وہ اس کے باپ کو گالی دیتا ہے۔ اور یہ دوسرے کی ماں کو گالی دیتا ہے اور وہ اس کی ماں کو گالی دیتا ہے

صحابہ کرام جنہوں نے عرب کا زمانہ جاہلیت دیکھا تھا اُن کی سمجھ میں یہ نہیں آیا کہ اپنے ماں باپ کو کوئی کیوں کر گالی دے گا یعنی یہ بات اُن کی سمجھ سے باہر تھی حضور نے بتایا کہ مراد دوسرے سے گالی دلوانا ہے۔ اور اب وہ زمانہ آیا کہ بعض لوگ خود اپنے ماں باپ کو گالیاں دیتے ہیں اور کچھ لحاظ نہیں کرتے۔

حدیث ۸ شرح سنہ میں اور بیہقی نے شعب الایمان میں عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میں جنت میں گیا اُس میں قرآن پڑھنے کی آواز سنی۔ میں نے پوچھا یہ کون پڑھتا ہے فرشتوں نے کہا حارثہ بن نعمان ہیں۔ حضور نے فرمایا یہی حال ہے احسان کا یہی حال ہے احسان کا۔ حارثہ اپنی ماں کے ساتھ بہت بھلائی کرتے تھے۔

حدیث ۹ ترمذی نے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا پروردگار کی خوشنودی باپ کی خوشنودی میں ہے اور پروردگار کی ناخوشی باپ کی ناراضی میں ہے۔

حدیث ۱۰ ترمذی و ابن ماجہ نے روایت کی ایک شخص ابوالدرداء رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے پاس آیا اور یہ کہا کہ میری ماں مجھے یہ حکم دیتی ہے کہ میں اپنی عورت کو طلاق دے دوں

ابوالدردار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ والد جنت کے دروازوں میں بیچ کا دروازہ ہے۔ اب تیری خوشی ہے کہ اس دروازے کی حفاظت کرے یا ضائع کردے۔

حدیث ۱۱ ترمذی و ابوداؤد نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہتے ہیں میں اپنی بی بی سے محبت رکھتا تھا اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُس عورت سے کراہت کرتے تھے اُنھوں نے مجھ سے یہ فرمایا کہ اسے طلاق دے دو میں نے نہیں دی پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ واقعہ بیان کیا حضور نے مجھ سے فرمایا کہ اُسے طلاق دے دو۔

علمار فرماتے ہیں کہ اگر والدین حق پر ہوں جب تو طلاق دینا واجب ہی ہے اور اگر بی بی حق پر ہو جب بھی والدین کی رضامندی کے لئے طلاق دینا جائز ہے۔

حدیث ۱۲ ابن ماجہ نے ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ والدین کا اولاد پر کیا حق ہے فرمایا کہ وہ دونوں تیری جنت و دوزخ ہیں یعنی اُن کو راضی رکھنے سے جنت ملے گی اور ناراض رکھنے سے دوزخ کے مستحق ہوگے۔

حدیث ۱۳ بیہقی نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے اس حال میں صبح کی کہ اپنے والدین کا فرماں بردار ہے اُس کے لئے صبح ہی کو جنت کے دروازے کھل جاتے ہیں اور اگر والدین میں سے ایک ہی ہو تو ایک دروازہ کھلتا ہے اور جس نے اس حال میں صبح کی کہ والدین کے متعلق خدا کی نافرمانی کرتا ہے اس کے لئے صبح ہی کو جہنم کے دو دروازے کھل جاتے ہیں اور ایک ہو تو ایک دروازہ کھلتا ہے کہ ایک شخص نے کہا اگرچہ ماں باپ اُس پر ظلم کریں فرمایا اگرچہ ظلم کریں اگرچہ ظلم کریں، اگرچہ ظلم کریں۔

حدیث ۱۴ بیہقی نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب اولاد اپنے والدین کی طرف نظر رحمت کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے ہر نظر کے بدلے حج مبرور کا ثواب لکھتا ہے۔ لوگوں نے کہا اگرچہ دن میں سو

مرتبہ نظر کرے فرمایا ہاں۔ اللہ بڑا ہے اور اطیب ہے۔ یعنی اُسے سب کچھ قدرت ہے اس سے پاک ہے کہ اس کو اس کے دینے سے عاجز کہا جائے۔

حدیث ۱۵ امام احمد و نسائی و بیہقی نے معاویہ بن جاہمہ سے روایت کی کہ ان کے والد جاہمہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ میرا ارادہ جہاد میں جانے کا ہے حضور سے مشورہ لینے کو حاضر ہوا ہوں ارشاد فرمایا تیری ماں ہے عرض کی ہاں۔ فرمایا اس کی خدمت لازم کرلے کہ جنت اُس کے قدم کے پاس ہے۔

حدیث ۱۶ بیہقی نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کسی کے ماں باپ دونوں یا ایک کا انتقال ہو گیا اور یہ اُن کی نافرمانی کرتا تھا اب اُن کے لئے ہمیشہ استغفار کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کو نیکوکار لکھ دیتا ہے۔

حدیث ۱۷ نسائی و دارمی نے عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ منان یعنی احسان جتانے والا اور والدین کی نافرمانی کرنے والا اور شراب خواری کی مداومت کرنے والا جنت میں نہیں جائے گا۔

حدیث ۱۸ ترمذی نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی یا رسول اللہ میں نے ایک بڑا گناہ کیا ہے آیا میری توبہ قبول ہو گی فرمایا کیا تیری ماں زندہ ہے عرض کی نہیں فرمایا تیری کوئی خالہ ہے عرض کی ہاں۔ فرمایا اس کے ساتھ احسان کر۔

حدیث ۱۹ ابوداؤد و ابن ماجہ نے ابی اُسید ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہتے ہیں ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے کہ بنی سلمہ میں کا ایک شخص حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ میرے والدین مر چکے ہیں اب بھی ان کے ساتھ احسان کا کوئی طریقہ باقی ہے فرمایا ہاں۔ اُن کے لئے دُعا و استغفار کرنا، اور جو انھوں نے عہد کیا ہے اس کو پورا کرنا، اور جس رشتہ والے کے ساتھ انھیں کی وجہ سے سلوک کیا جا سکتا ہو اس کے ساتھ سلوک کرنا، اور اُن کے دوستوں کی عزت کرنا۔

حدیث ۲۰ حاکم نے مستدرک میں کعب بن عجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگ منبر کے پاس حاضر ہو جاؤ ہم سب حاضر ہوئے۔ جب حضور منبر کے پہلے درجے پر چڑھے فرمایا آمین۔ جب دوسرے پر چڑھے کہا آمین۔ جب تیسرے درجے پر چڑھے کہا آمین۔ جب حضور منبر سے اُترے ہم نے عرض کی حضور سے آج ایسی بات سُنی کہ کبھی ایسی نہیں سنا کرتے تھے فرمایا کہ جبرئیل میرے پاس آئے اور یہ کہا کہ اُسے رحمت الٰہی سے دُوری ہو جس نے رمضان کا مہینہ پایا اور اس کی مغفرت نہ ہوئی اس پر میں نے آمین کہی۔ جب میں دوسرے درجے پر چڑھا تو انھوں نے کہا اس شخص کے لئے رحمتِ الٰہی سے دوری ہو جس کے سامنے حضور کا ذکر ہو اور وہ حضور پر درود نہ پڑھے اس پر میں نے کہا آمین۔ جب میں تیسرے زینے پر چڑھا اُنھوں نے کہا اس کے لئے دوری ہو جس کے ماں باپ دونوں یا ایک کو بڑھاپا آیا اور اُنھوں نے اُسے جنّت میں داخل نہ کیا میں نے کہا آمین۔

حدیث ۲۱ بیہقی نے سعید بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا بڑے بھائی کا چھوٹے بھائی پر ویسا ہی حق ہے جیسا کہ باپ کا حق اولاد پر ہے۔

حدیث ۲۲ صحیح بخاری و مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ مخلوق کو پیدا فرما چکا رشتہ (کہ یہ بھی ایک مخلوق ہے) کھڑا ہوا اور دربار اُلوہیت میں استغاثہ کیا۔ ارشاد الٰہی ہوا کیا ہے رشتہ نے کہا میں تیری پناہ مانگتا ہوں کاٹنے والوں سے۔ ارشاد ہوا کیا تو اس پر راضی نہیں کہ جو تجھے ملائے میں اُسے ملاؤں گا اور جو تجھے کاٹے میں اُسے کاٹ دوں گا۔ اُس نے کہا ہاں میں راضی ہوں۔ فرمایا تو بس یہی ہے۔

حدیث ۲۳ صحیح بخاری میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا رحم (رشتہ) رحمٰن سے مشتق ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا جو تجھے ملائے گا میں اسے ملاؤں گا اور جو تجھے کاٹے گا میں اُسے کاٹوں گا۔

حدیث ۲۴ صحیح بخاری و مسلم میں ام المومنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رشتہ عرش الٰہی سے لپٹ کر یہ کہتا ہے جو مجھے ملائے گا اللہ اس کو ملائے گا اور جو مجھے کاٹے گا اللہ اُسے کاٹے گا۔

حدیث ۲۵ ابوداؤد نے عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا میں اللہ ہوں میں رحمٰن ہوں رحم (یعنی رشتہ) کو میں نے پیدا کیا اور اس کا نام میں نے اپنے نام سے مشتق کیا لہٰذا جو اسے ملائے گا میں اُسے ملاؤں گا اور جو اُسے کاٹے گا میں اُسے کاٹوں گا

حدیث ۲۶ صحیح بخاری و مسلم میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو یہ پسند کرے کہ اس کے رزق میں وسعت ہو اور اُس کے اثر (یعنی عمر میں) تاخیر کی جائے تو اپنے رشتہ والوں کے ساتھ سلوک کرے۔

حدیث ۲۷ ابن ماجہ نے ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تقدیر کو کوئی چیز رد نہیں کرتی مگر دعا اور بر یعنی احسان کرنے سے عمر میں زیادتی ہوتی ہے۔ اور آدمی گناہ کرنے کی وجہ سے رزق سے محروم ہو جاتا ہے۔

اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ دعا سے بلائیں دفع ہوتی ہیں۔ یہاں تقدیر سے مراد تقدیر معلق ہے۔ اور زیادتی عمر کا بھی یہی مطلب ہے کہ احسان کرنا درازی عمر کا سبب ہے۔ اور رزق سے ثواب اُخروی مراد ہے کہ گناہ اس کی محرومی کا سبب ہے اور ہو سکتا ہے کہ بعض صورتوں میں دنیوی رزق سے بھی محروم ہو جائے۔

حدیث ۲۸ حاکم نے مستدرک میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے نسب پہچانو تاکہ صلہ رحم کرو کیوں کہ اگر رشتے کو کاٹا جائے تو اگرچہ قریب ہو وہ قریب نہیں اور اگر جوڑا جائے تو دور نہیں اگرچہ دُور ہو۔

حدیث ۲۹ ترمذی نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے نسب کو اتنا سیکھو جس سے صلہ رحم کر سکو کیوں کہ صلہ رحم

اپنے لوگوں میں محبت کا سبب ہے اس مال میں زیادتی اور اثر (یعنی عمر) میں تاخیر ہوگی۔

حدیث ۲۰ حاکم نے مستدرک میں عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس کو یہ پسند ہو کہ عمر میں درازی ہو اور رزق میں وسعت ہو اور بُری موت دفع ہو وہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہے اور رشتہ والوں سے سلوک کرے۔

حدیث ۲۱ صحیح بخاری ومسلم میں جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رشتہ کاٹنے والا جنت میں نہیں جائے گا۔

حدیث ۲۲ بیہقی نے شعب الایمان میں عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو میں نے یہ فرماتے سُنا کہ جس قوم میں قاطعِ رحم ہوتا ہے اُس پر رحمت الٰہی نہیں اترتی۔

حدیث ۲۳ ترمذی و ابوداؤد نے ابوبکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس گناہ کی سزا دنیا میں بھی جلد ہی دے دی جائے اور اس کے لئے آخرت میں بھی عذاب کا ذخیرہ رہے وہ بغاوت اور قطع رحم سے بڑھ کر نہیں۔ اور بیہقی کی روایت شعب الایمان میں انھیں سے یوں ہے کہ جتنے گناہ ہیں ان میں سے جس کو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے معاف کر دیتا ہے سوا والدین کی نافرمانی کے کہ اس کی سزا زندگی میں موت سے پہلے دی جاتی ہے۔

حدیث ۲۴ صحیح بخاری میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا صلہ رحمی اس کا نام نہیں کہ بدلہ دیا جائے یعنی اُس نے اس کے ساتھ احسان کیا اِس نے اس کے ساتھ کر دیا بلکہ صلہ رحمی کرنے والا وہ ہے کہ اُدھر سے کاٹا جاتا ہے اور یہ جوڑتا ہے۔

حدیث ۲۵ صحیح مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کی کہ یا رسول اللہ میری قرابت والے ایسے ہیں کہ میں انھیں ملاتا ہوں اور وہ کاٹتے ہیں۔ میں ان کے ساتھ احسان کرتا ہوں وہ میرے ساتھ برائی کرتے ہیں۔ اور میں ان کے ساتھ حلم سے پیش آتا ہوں اور وہ مجھ پر جہالت کرتے ہیں۔ ارشاد فرمایا

اگر ایسا ہی ہے جیسا تم نے بیان کیا تو تم ان کو گرم راکھ پھنکاتے ہو اور ہمیشہ اللہ کی طرف سے تمہارے ساتھ ایک مددگار رہے گا۔ جب تک تمہاری یہی حالت رہے۔

حدیث ۲۶ حاکم نے مستدرک میں عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ملاقات کو گیا میں نے جلدی سے حضور کا دست مبارک پکڑلیا اور حضور نے میرے ہاتھ کو جلدی سے پکڑلیا۔ پھر فرمایا اے عقبہ دنیا و آخرت کے افضل اخلاق یہ ہیں کہ تم اس کو ملاؤ جو تمھیں جدا کرے اور جو تم پر ظلم کرے اسے معاف کردو اور جو یہ چاہے کہ عمر میں درازی ہو اور رزق میں وسعت ہو وہ اپنے رشتہ والوں کے ساتھ صلہ کرے۔

مسائل فقہیہ صلہ رحم کے معنی رشتہ کو جوڑنا ہے یعنی رشتہ والوں کے ساتھ نیکی اور سلوک کرنا۔ ساری امت کا اس پر اتفاق ہے کہ صلہ رحم واجب ہے اور قطع رحم حرام ہے۔ جن رشتہ والوں کے ساتھ صلہ واجب ہے۔ وہ کون ہیں بعض علماء نے فرمایا وہ ذو رحم محرم ہیں اور بعض نے فرمایا اس سے مراد ذو رحم ہیں محرم ہوں یا نہ ہوں۔ اور ظاہر یہی قول دوم ہے احادیث میں مطلقاً رشتہ والوں کے ساتھ صلہ کرنے کا حکم آتا ہے قرآن مجید میں مطلقاً ذوی القربیٰ فرمایا گیا۔ مگر یہ بات ضرور ہے کہ رشتہ میں چونکہ مختلف درجات ہیں صلہ رحم کے درجات میں بھی تفاوت ہوتا ہے۔ والدین کا مرتبہ سب سے بڑھ کر ہے ان کے بعد ذو رحم محرم کا۔ ان کے بعد بقیہ رشتہ والوں کا علیٰ قدر مراتب (ردالمحتار)

مسئلہ صلہ رحم کی مختلف صورتیں ہیں ان کو ہدیہ و تحفہ دینا اور اگر ان کو کسی بات میں تمہاری اعانت درکار ہو تو اس کام میں ان کی مدد کرنا۔ انھیں سلام کرنا ان کی ملاقات کو جانا۔ ان کے پاس اٹھنا بیٹھنا۔ ان سے بات چیت کرنا۔ ان کے ساتھ لطف و مہربانی سے پیش آنا (درر)

مسئلہ اگر یہ شخص پردیس میں ہے تو رشتہ والوں کے پاس خط بھیجا کرے۔ ان سے خط و کتابت جاری رکھے تاکہ بے تعلقی پیدا نہ ہونے پائے اور ہو سکے تو وطن آئے۔ اور رشتہ داروں سے تعلقات تازہ کرلے اس طرح کرنے سے محبت میں اضافہ ہوگا (ردالمحتار)

مسئلہ یہ پردیس میں ہے والدین اسے بلاتے ہیں تو آنا ہی ہوگا۔ خط لکھنا کافی

نہیں ہے۔ یوہیں والدین کو اس کی خدمت کی حاجت ہو تو آئے اور ان کی خدمت کرے باپ کے بعد دادا اور بڑے بھائی کا مرتبہ ہے کہ بڑا بھائی بمنزلہ باپ کے ہوتا ہے۔ بڑی بہن اور خالہ ماں کی جگہ پر ہیں۔ بعض علماء نے چچا کو باپ کی مثل بتایا۔ اور حدیث "عَمُّ الرجل صِنوُ اَبِیہ" سے بھی یہی مستفاد ہوتا ہے۔ ان کے علاوہ اوروں کے پاس خط بھیجنا یا ہدیہ بھیجنا کفایت کرتا ہے (ردالمحتار)

مسئلہ رشتہ داروں سے ناغہ دے کر ملتا رہے۔ یعنی ایک دن ملنے کو جائے دوسرے دن نہ جائے وعلیٰ ہٰذالقیاس کہ اس سے محبت والفت زیادہ ہوتی ہے۔ بلکہ اقربا سے جمعہ جمعہ ملتا رہے یا مہینے میں ایک بار۔ اور تمام قبیلہ اور خاندان کو ایک ہونا چاہیئے جب حق اُن کے ساتھ ہو تو دوسروں سے مقابلہ اور اظہارِ حق میں سب متحد ہو کر کام کریں۔ جب اپنا کوئی رشتہ دار کوئی حاجت پیش کرے تو اس کی حاجت روائی کرے اس کو رد کر دینا قطع رحم ہے (درر)

مسئلہ صلہ رحمی اسی کا نام نہیں کہ وہ سلوک کرے تو تم بھی کرو۔ یہ چیز تو حقیقت میں مکافاۃ یعنی اَدلا بدلا کرنا ہے۔ کہ اُس نے تمہارے پاس چیز بھیج دی تم نے اُس کے پاس بھیج دی۔ وہ تمہارے یہاں آیا تم اس کے پاس چلے گئے۔ حقیقۃً صلہ رحم یہ ہے کہ وہ کاٹے اور تم جوڑو۔ وہ تم سے جدا ہونا چاہتا ہے بے اعتنائی کرتا ہے اور تم اس کے ساتھ رشتہ کے حقوق کی مُراعاۃ کرو (ردالمحتار)

مسئلہ حدیث میں آیا ہے کہ صلہ رحم سے عمر زیادہ ہوتی ہے اور رزق میں وسعت ہوتی ہے۔ بعض علماء نے اس حدیث کو ظاہر پر حمل کیا ہے یعنی یہاں قضاء معلق مراد ہے کیوں کہ قضاءِ مُبرم ٹل نہیں سکتی اِذَا جَاءَ اَجَلُهُمْ فَلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَاْخِرُوْنَ اور بعض نے فرمایا کہ زیادتی عمر کا یہ مطلب ہے کہ مرنے کے بعد بھی اس کا ثواب لکھا جاتا ہے گویا وہ اب بھی زندہ ہے یا یہ مُراد ہے کہ مرنے کے بعد بھی اس کا ذکر خیر لوگوں میں باقی رہتا ہے۔ (ردالمحتار)

اولاد پر شفقت اور یتامی پر رحمت

حدیث ۱ صحیح بخاری و مسلم میں ام المومنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی کہ ایک اعرابی نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی کہ آپ لوگ بچوں کو بوسہ دیتے ہیں ہم انھیں بوسہ نہیں دیتے۔ حضور نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے دل سے رحمت نکال لی ہے تو میں کیا کروں۔

حدیث ۲ صحیح بخاری و مسلم میں عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہتی ہیں ایک عورت اپنی دو لڑکیاں لے کر میرے پاس آئی اور اس نے مجھ سے کچھ مانگا۔ میرے پاس ایک کھجور کے سوا کچھ نہ تھا میں نے وہی دے دی عورت نے کھجور تقسیم کر کے دونوں لڑکیوں کو دے دی اور خود نہیں کھائی۔ جب وہ چلی گئی حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم تشریف لائے میں نے یہ واقعہ بیان کیا۔ حضور نے ارشاد فرمایا جس کو خدا نے لڑکیاں دی ہوں اگر وہ ان کے ساتھ احسان کرے تو وہ جہنم کی آگ سے اس کے لئے روک ہو جائیں گی۔

حدیث ۳ امام احمد و مسلم نے عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہتی ہیں ایک مسکین عورت دو لڑکیوں کو لے کر میرے پاس آئی میں نے اسے تین کھجوریں دیں۔ ایک ایک لڑکیوں کو دے دی اور ایک کو منھ تک کھانے کے لئے لے گئی کہ لڑکیوں نے اس سے مانگی اس نے دو ٹکڑے کر کے دونوں کو دے دی۔ جب یہ واقعہ حضور کو سنایا ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے جنت واجب کر دی اور جہنم سے آزاد کر دیا۔

حدیث ۴ صحیح مسلم میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس کی عیال (پرورش) میں دو لڑکیاں بلوغ تک رہیں وہ قیامت کے دن اس طرح آئے گا کہ میں اور وہ پاس پاس ہوں گے۔ اور حضور نے اپنی انگلیاں ملا کر فرمایا کہ اس طرح۔

حدیث ۵ شرح سنہ میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص یتیم کو اپنے کھانے پینے میں شریک کرے اللہ تعالیٰ اس کے لئے ضرور جنت واجب کر دے گا مگر جب کہ ایسا گناہ کیا ہو جس کی مغفرت نہ ہو۔ اور جو شخص تین لڑکیوں یا اتنی ہی بہنوں کی پرورش کرے ان کو ادب سکھائے، اُن پر مہربانی کرے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اُنہیں بے نیاز کر دے (یعنی اب اُن کو ضرورت باقی نہ رہے) اللہ تعالیٰ اُس کے لئے جنت واجب کر دے گا کسی نے کہا یا رسول اللہ یا دو (یعنی دو کی پرورش میں یہی ثواب ہو جائے) فرمایا دو (یعنی ان میں بھی وہی ثواب ہے) اور اگر لوگوں نے ایک کے متعلق کہا ہوتا تو حضور ایک کو بھی فرما دیتے اور جس کی کریمتین کو اللہ نے دور کر دیا اس کے لئے جنت واجب ہے دریافت کیا گیا کریمتین کیا ہیں فرمایا آنکھیں۔

حدیث ۶ ابوداؤد نے عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اور وہ عورت جس کے رخسارے میلے ہیں دونوں جنت میں اس طرح ہوں گے یعنی جس طرح کلمہ اور بیچ کی انگلیاں پاس پاس ہیں۔ اس سے مراد وہ عورت ہے جو منصب و جمال والی تھی اور بیوہ ہو گئی اور اس نے یتیموں کی خدمت کی یہاں تک کہ وہ جدا ہو جائیں (یعنی بڑے ہو جائیں یا مر جائیں)۔

حدیث ۷ امام احمد و حاکم و ابن ماجہ نے سراقہ بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تم کو یہ نہ بتاؤں کہ افضل صدقہ کیا ہے وہ اپنی اُس لڑکی پر صدقہ کرنا ہے جو تمہاری طرف واپس ہوئی (یعنی اُس کا شوہر مر گیا یا اس کو طلاق دے دی اور باپ کے یہاں چلی آئی) تمہارے سوا اس کا کمانے والا کوئی نہیں ہے۔

حدیث ۸ ابوداؤد نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس کی لڑکی ہو اور وہ اُسے زندہ درگور نہ کرے اور اس کی توہین نہ کرے اور اولادِ ذکور کو اُس پر ترجیح نہ دے اللہ تعالیٰ اُس کو جنت میں داخل فرمائے گا۔

حدیث ۹ ترمذی نے جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی شخص اپنی اولاد کو ادب دے وہ اس کے لئے ایک صاع صدقہ کرنے سے بہتر ہے۔

حدیث ۱۰ ترمذی وبیہقی نے بروایت ایوب بن موسیٰ عن ابیہ عن جدہٖ روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ باپ کا اولاد کو کوئی عطیہ ادب حسن سے بہتر نہیں۔

حدیث ۱۱ ترمذی وحاکم نے عمرو بن سعید بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا والد کا اپنی اولاد کو اس سے بڑھ کر کوئی عطیہ نہیں کہ اُسے اچھے آداب سکھائے۔

حدیث ۱۲ ابن ماجہ نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اپنی اولاد کا اکرام کرو اور اُنھیں اچھے آداب سکھاؤ۔

حدیث ۱۳ ابن النجار نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا باپ کے ذمہ بھی اولاد کے حقوق ہیں جس طرح اولاد کے ذمہ باپ کے حقوق ہیں۔

حدیث ۱۴ طبرانی نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اپنی اولاد کو برابر دو اگر میں کسی کو فضیلت دیتا تو لڑکیوں کو فضیلت دیتا۔

حدیث ۱۵ طبرانی نے نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عطیہ میں اپنی اولاد کے درمیان عدل کرو جس طرح تم خود یہ چاہتے ہو کہ وہ سب تمہارے ساتھ احسان ومہربانی میں عدل کریں۔

حدیث ۱۶ ابن النجار نے نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس کو پسند کرتا ہے کہ تم اپنی اولاد کے درمیان عدل کرو یہاں تک کہ بوسہ لینے میں۔

حدیث ۱۷ صحیح بخاری میں سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص یتیم کی کفالت کرے وہ یتیم اُسی گھر کا ہو یا غیر کا میں اور وہ دونوں جنت میں اس طرح ہوں گے۔ حضور نے کلمہ کی اُنگلی اور بیچ کی اُنگلی سے اشارہ کیا اور دونوں انگلیوں کے درمیان تھوڑا سا فاصلہ کیا۔

حدیث ۱۸ ابن ماجہ نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمانوں میں سب سے بہتر گھر وہ ہے جس میں کوئی یتیم ہو اور اُس کے ساتھ احسان کیا جاتا ہو اور مسلمانوں میں سب سے بُرا وہ گھر ہے جس میں یتیم ہو اور اُس کے ساتھ بُرائی کی جاتی ہو۔

حدیث ۱۹ امام احمد و ترمذی نے ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص یتیم کے سر پر محض اللہ کے لئے ہاتھ پھیرے تو جتنے بالوں پر اُس کا ہاتھ گزرے گا ہر بال کے مقابل میں اُس کے لئے نیکیاں ہیں اور جو شخص یتیم لڑکی یا یتیم لڑکے پر احسان کرے میں اور وہ جنت میں (دو انگلیوں کو ملا کر فرمایا) اس طرح ہوں گے۔

حدیث ۲۰ امام احمد نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ ایک شخص نے اپنے دل کی سختی کی شکایت کی۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرو اور مسکین کو کھانا کھلاؤ۔

حدیث ۲۱ طبرانی نے اوسط میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ حضور نے فرمایا کہ لڑکا یتیم ہو تو اس کے سر پر ہاتھ پھیرنے میں آگے کو لائے اور بچہ کا باپ ہو تو ہاتھ پھیرنے میں گردن کی طرف لے جائے۔

پڑوسیوں کے حقوق

اللہ عزوجل فرماتا ہے: وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْــٴًـا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ

وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرًا (پ ۵)

اور اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو۔ ماں باپ سے بھلائی کرو اور رشتہ داروں اور یتیموں اور محتاجوں اور پاس کے ہمسایہ اور دور کے ہمسایہ اور کروٹ کے ساتھی اور راہ گیر اور اپنے باندی غلام سے ۔ بے شک اللہ کو خوش نہیں آتا کوئی اترانے والا بڑائی مارنے والا۔

حدیث ۱ صحیح بخاری و مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا خدا کی قسم وہ مومن نہیں خدا کی قسم وہ مومن نہیں خدا کی قسم وہ مومن نہیں عرض کی گئی کون یا رسول اللہ فرمایا وہ شخص کہ اس کے پڑوسی اس کی آفتوں سے محفوظ نہ ہوں یعنی جو اپنے پڑوسیوں کو تکلیفیں دیتا ہے۔

حدیث ۲ صحیح مسلم میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا وہ جنت میں نہیں جائے گا جس کا پڑوسی اس کی آفتوں سے امن میں نہیں ہے۔

حدیث ۳ صحیح بخاری و مسلم میں حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جبرئیل علیہ السلام مجھے پڑوسی کے متعلق برابر وصیت کرتے رہے یہاں تک کہ مجھے گمان ہوا کہ پڑوسی کو وارث بنا دیں گے۔

حدیث ۴ ترمذی و دارمی و حاکم نے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے نزدیک ساتھیوں میں وہ بہتر ہے جو اپنے ساتھی کا خیر خواہ ہو اور پڑوسیوں میں اللہ کے نزدیک وہ بہتر ہے جو اپنے پڑوسی کا خیر خواہ ہو۔

حدیث ۵ حاکم نے مستدرک میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ اور پچھلے دن (قیامت) پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے پڑوسی کا اکرام کرے۔

حدیث ۶ ابن ماجہ نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہتے

ہیں ایک شخص نے حضور کی خدمت میں عرض کی یا رسول اللہ مجھے یہ کیوں کر معلوم ہو کہ میں نے اچھا کیا یا برا کیا۔ فرمایا جب تم اپنے پڑوسیوں کو یہ کہتے سنو کہ تم نے اچھا کیا ہے تو بے شک تم نے اچھا کیا۔ اور جب یہ کہتے سنو کہ تم نے برا کیا تو بے شک تم نے برا کیا ہے۔

حدیث ۷ بیہقی نے شعب الایمان میں عبدالرحمن بن ابی قراد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ ایک روز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا صحابہ کرام نے وضو کا پانی لے کر منہ وغیرہ پر مسح کرنا شروع کر دیا حضور نے فرمایا کیا چیز تمہیں اس کام پر آمادہ کرتی ہے عرض کی اللہ و رسول کی محبت۔ حضور نے فرمایا جس کی خوشی یہ ہو کہ اللہ و رسول سے محبت کرے یا اللہ و رسول اس سے محبت کریں وہ جب بات بولے سچ بولے اور جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو امانت ادا کر دے اور جو اس کے جوار میں ہو اس کے ساتھ احسان کرے۔

حدیث ۸ بیہقی نے شعب الایمان میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا مومن وہ نہیں جو خود پیٹ بھر کھائے اور اس کا پڑوسی اس کے پہلو میں بھوکا ہے۔ یعنی مومن کامل نہیں۔

حدیث ۹ طبرانی نے جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ حضور نے فرمایا جب کوئی شخص ہانڈی پکائے تو شوربا زیادہ کرے۔ اور پڑوسی کو بھی اس میں سے کچھ دے۔

حدیث ۱۰ دیلمی نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہ حضور نے فرمایا اے عائشہ پڑوسی کا بچہ آجائے تو اس کے ہاتھ میں کچھ رکھ دو کہ اس سے محبت بڑھے گی۔

حدیث ۱۱ صحیح بخاری و مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پڑوسی تمہاری دیوار پر کڑیاں رکھنا چاہے تو اُسے منع نہ کرو۔ یہ حکم دیانت کا ہے، قضاءً اس کو منع کر سکتا ہے۔

حدیث ۱۲ احمد و بیہقی نے شعب الایمان میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ فلانی عورت کے متعلق ذکر کیا جاتا ہے کہ نماز و روزہ و صدقہ کثرت سے کرتی ہے مگر یہ بات بھی ہے کہ وہ اپنے پڑوسیوں کو زبان سے تکلیف پہنچاتی ہے۔ فرمایا وہ جہنم میں ہے انھوں نے کہا یا رسول اللہ فلانی عورت کی نسبت ذکر

کیا جاتا ہے کہ اُس کے روزہ وصدقہ و نماز میں کمی ہے (یعنی نوافل) وہ پنیر کے ٹکڑے صدقہ کرتی ہے اور اپنی زبان سے پڑوسیوں کو ایذا نہیں دیتی۔ فرمایا وہ جنّت میں ہے۔

حدیث ۱۳ امام احمد و بیہقی نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے مابین اخلاق کی اسی طرح تقسیم فرمائی جس طرح رزق کی تقسیم فرمائی۔ اللہ تعالیٰ دُنیا اسے بھی دیتا ہے جو اُسے محبوب ہو اور اُسے بھی جو محبوب نہیں۔ اور دین صرف اُسی کو دیتا ہے جو اس کے نزدیک پیارا ہے لہٰذا جس کو خدا نے دین دیا اُسے محبوب بنا لیا۔ قسم ہے اس کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے بندہ مسلمان نہیں ہو سکتا جب تک اُس کا دل اور زبان مسلمان نہ ہو۔ یعنی جب تک دل میں تصدیق اور زبان سے اقرار نہ ہو اور مومن نہیں ہوتا جب تک اس کا پڑوسی اُس کی آفتوں سے امن میں نہ ہو۔ اسی کی مثل حاکم نے مستدرک میں روایت کی۔

حدیث ۱۴ حاکم نے مستدرک میں نافع بن عبدالحارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا مردِ مسلم کے لئے دنیا میں یہ بات سعادت میں سے ہے کہ اُس کا پڑوسی صالح ہو اور مکان کشادہ ہو اور سواری اچھی ہو۔

حدیث ۱۵ حاکم نے مستدرک میں عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہتی ہیں میں نے عرض کی یا رسول اللہ میرے دو پڑوسی ہیں ان میں سے کس کے پاس ہدیہ بھیجوں فرمایا جس کا دروازہ زیادہ نزدیک ہو۔

حدیث ۱۶ امام احمد نے عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن سب سے پہلے جو دو شخص اپنا جھگڑا پیش کریں گے وہ دونوں پڑوسی ہوں گے۔

حدیث ۱۷ بیہقی نے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بسند ضعیف روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تمہیں معلوم ہے کہ پڑوسی کا کیا حق ہے یہ کہ جب وہ تم سے مدد مانگے مدد کرو۔ اور جب قرض مانگے قرض دو۔ اور جب محتاج ہو تو اُسے دو۔ اور جب بیمار ہو عیادت کرو۔ اور جب اُسے خیر پہنچے تو مبارک باد دو۔

اور جب مصیبت پہنچے تو تعزیت کرو۔ اور مرجائے تو جنازہ کے ساتھ جاؤ۔ اور بغیر اجازت اپنی عمارت بلند نہ کرو کہ اس کی ہوا روک دو۔ اور اپنی ہانڈی سے اس کو ایذا نہ دو مگر اس میں سے کچھ اُسے بھی دو۔ اور میوے خریدو تو اس کے پاس بھی ہدیہ کرو۔ اور اگر ہدیہ نہ کرنا ہو تو چھپا کر مکان میں لاؤ اور تمہارے بچے اُسے لے کر باہر نہ نکلیں کہ پڑوسی کے بچوں کو رنج ہوگا۔

تمہیں معلوم ہے پڑوسی کا کیا حق ہے۔ قسم ہے اُس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے پورے طور پر پڑوسی کا حق ادا کرنے والے تھوڑے ہیں۔ وہی ہیں جن پر اللہ کی مہربانی ہے۔ برابر پڑوسی کے متعلق حضور وصیت فرماتے رہے یہاں تک کہ لوگوں نے گمان کیا کہ پڑوسی کو وارث کردیں گے پھر حضور نے فرمایا کہ پڑوسی تین قسم کے ہیں۔ بعض کے تین حق ہیں۔ بعض کے دو اور بعض کا ایک حق ہے۔ جو پڑوسی مسلم ہو اور رشتہ دار ہو اس کے تین حق ہیں۔ حق جوار اور حق اسلام اور حق قرابت۔ پڑوسی مسلم کے دو حق ہیں حق جوار اور حق اسلام۔ اور پڑوسی کافر کا صرف ایک حق جوار ہے۔ ہم نے عرض کی یا رسول اللہ ان کو اپنی قربانیوں میں سے دیں فرمایا مشرکین کو قربانیوں میں سے کچھ نہ دو۔

۶۔ **مسئلہ** چھت پر چڑھنے میں دوسروں کے گھروں میں نگاہ پہنچتی ہے تو وہ لوگ چھت پر چڑھنے سے منع کرسکتے ہیں جب تک پردہ کی دیوار نہ بنوائے یا کوئی ایسی چیز نہ لگالے جس سے بے پردگی نہ ہو اور اگر دوسرے لوگوں کے گھروں میں نظر نہیں پڑتی مگر وہ لوگ جب چھت پر چڑھتے ہیں تو سامنا ہوتا ہے تو اس کو چڑھنے سے منع نہیں کرسکتے بلکہ ان کی مستورات کو یہ چاہیئے کہ وہ خود چھتوں پر نہ چڑھیں تاکہ بے پردگی نہ ہو (درمختار)

۷۔ **مسئلہ** اس کے مکان کی چھت دوسرے کے مکان میں ہے۔ یہ اپنی دیوار میں مٹی لگانا چاہتا ہے مالک مکان اپنے گھر میں جانے سے اسے روکتا ہے اب مٹی کیوں کر لگائی جائے مالک مکان سے کہا جائے گا کہ اسے مکان میں جانے کی اجازت دے ورنہ وہ خود مٹی لگوا دے اس کے پیسے اس سے دلوا دیئے جائیں گے۔ اسی طرح اگر اس کی دیوار دوسرے کے مکان میں گر گئی ہے وہاں سے مٹی اٹھانے کی ضرورت ہے مالک مکان اس کو

اجازت دے دے کہ یہ وہاں سے مٹی اُٹھائے اور اجازت نہیں دیتا تو خود اُٹھائے (عالمگیری)

مخلوقِ خدا پر مہربانی کرنا

اللہ عزوجل فرماتا ہے، تَعَاوَنُوْا عَلَی الْبِرِّ وَالتَّقْوٰی وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَی الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ۔

نیکی اور پرہیزگاری پر آپس میں ایک دوسرے کی مدد کرو اور گناہ و ظلم پر مدد نہ کرو۔

حدیث ۱ صحیح بخاری و مسلم میں جریر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ اُس پر رحم نہیں کرتا جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا۔

حدیث ۲ امام احمد و ترمذی نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہتے ہیں کہ میں نے ابوالقاسم صادق مصدوق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سُنا کہ رحمت نہیں نکالی جاتی مگر بدبخت سے۔

حدیث ۳ ابوداؤد و ترمذی نے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا رحم کرنے والوں پر رحمٰن رحم کرتا ہے۔ زمین والوں پر رحم کرو تم پر وہ رحم فرمائے گا جس کی حکومت آسمان میں ہے۔

حدیث ۴ ترمذی نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا وہ ہم میں سے نہیں جو ہمارے چھوٹے پر رحم نہ کرے اور ہمارے بڑے کی توقیر نہ کرے اور اچھی بات کا حکم نہ کرے اور بُری بات سے منع نہ کرے۔

حدیث ۵ ترمذی نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی جوان اگر بوڑھے کا اکرام اس کی عمر کی وجہ سے کرے گا تو اُس کی عمر کے وقت اللہ تعالیٰ ایسے کو مقرر کر دے گا جو اُس کا اکرام کرے۔

حدیث ۶ ابوداؤد نے ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا یہ بات اللہ تعالیٰ کی تعظیم میں سے ہے کہ بوڑھے مسلمان کا

اکرام کیا جائے۔ اور اُس حاملِ قرآن کا اکرام کیا جائے جو نہ غالی ہو نہ جافی (یعنی جو غلو کرتے ہیں کہ حد سے تجاوز کر جاتے ہیں کہ پڑھنے میں الفاظ کی صحت کا لحاظ نہیں رکھتے یا معنی غلط بیان کرتے ہیں یا ریا کے طور پر تلاوت کرتے ہیں۔ اور جفا یہ ہے کہ اُس سے اعراض کرے نہ قرآن کی تلاوت کرے نہ اس کے احکام پر عمل کرے) اور بادشاہ عادل کا اکرام کرنا۔

حدیث ۷ امام احمد و بیہقی نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن الفت کی جگہ ہے اور اس شخص میں کوئی بھلائی نہیں جو نہ الفت کرے نہ اُس سے الفت کی جائے۔

حدیث ۸ بیہقی نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو میری اُمت میں کسی کی حاجت پوری کردے جس سے مقصود اُس کو خوش کرنا ہے اس نے مجھے خوش کیا اور جس نے مجھے خوش کیا اُس نے اللہ کو خوش کیا اور جس نے اللہ کو خوش کیا اللہ اُسے جنت میں داخل فرمائے گا۔

حدیث ۹ بیہقی نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو کسی مظلوم کی فریاد رسی کرے اللہ تعالیٰ اس کے لیے تہتر مغفرتیں لکھے گا۔ اُن میں سے ایک سے اس کے تمام کاموں کی درستی ہو جائے گی۔ اور بہتّر سے قیامت کے دن اُس کے درجے بلند ہوں گے۔

حدیث ۱۰ صحیح مسلم میں نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمام مومنین شخصِ واحد کی مثل ہیں۔ اگر اس کی آنکھ بیمار ہوتی تو وہ کل بیمار ہے اور سر میں بیماری ہوئی تو کل بیمار ہے۔

حدیث ۱۱ صحیح بخاری و مسلم میں ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن مومن کے لیے عمارت کی مثل ہے کہ اُس کا بعض بعض کو قوت پہنچاتا ہے پھر حضور نے ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں داخل فرمائیں۔ یعنی جس طرح یہ ملی ہوئی ہیں مسلمانوں کو بھی اسی طرح ہونا چاہیے۔

حدیث ۱۲ صحیح بخاری و مسلم میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے بھائی کی مدد کر ظالم ہو یا مظلوم ہو۔ کسی نے عرض کی یا رسول اللہ مظلوم ہو تو مدد کروں گا۔ ظالم ہو تو کیوں کر مدد کروں فرمایا کہ اُس کو ظلم کرنے سے روک دے یہی مدد کرنا ہے۔

حدیث ۱۳ صحیح بخاری و مسلم میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا مسلم، مسلم کا بھائی ہے نہ اُس پر ظلم کرے نہ اس کی مدد چھوڑے اور جو شخص اپنے بھائی کی حاجت میں ہو اللہ اس کی حاجت میں ہے۔ اور جو شخص مسلم سے کسی ایک تکلیف کو دور کرے اللہ تعالیٰ قیامت کی تکالیف میں سے ایک تکلیف اس کی دُور کر دے گا۔ اور جو شخص مسلم کی پردہ پوشی کرے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اُس کی پردہ پوشی کرے گا۔

حدیث ۱۴ صحیح بخاری و مسلم میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اُس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے بندہ مومن نہیں ہوتا جب تک اپنے بھائی کے لئے وہ پسند نہ کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔

حدیث ۱۵ صحیح مسلم میں تمیم داری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا دین خیر خواہی کا نام ہے۔ اس کو تین مرتبہ فرمایا۔ ہم نے عرض کی کس کی خیر خواہی؟ فرمایا اللہ و رسول اور اس کی کتاب کی اور ائمہ مسلمین اور عام مسلمانوں کی۔

حدیث ۱۶ صحیح بخاری و مسلم میں جریر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ دینے اور ہر مسلمان کی خیر خواہی کرنے پر بیعت کی تھی۔

حدیث ۱۷ ابو داؤد نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگوں کو اُن کے مرتبہ میں اتارو۔ یعنی ہر شخص کے ساتھ اس طرح پیش آؤ جو اس کے مرتبہ کے مناسب ہو۔ سب کے ساتھ ایک سا برتاؤ نہ ہو مگر اس میں یہ لحاظ ضرور کرنا ہوگا کہ دوسرے کی تحقیر و تذلیل نہ ہو۔

حدیث ۱۸ ترمذی و بیہقی نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں اچھا وہ شخص ہے جس سے بھلائی کی امید ہو اور جس کی شرارت سے امن ہو۔ اور تم میں برا وہ شخص ہے جس سے بھلائی کی امید نہ ہو اور جس کی شرارت سے امن نہ ہو۔

حدیث ۱۹ بیہقی نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تمام مخلوق اللہ تعالیٰ کی عیال ہے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب میں پیارا وہ ہے جو اس کی عیال کے ساتھ احسان کرے۔

حدیث ۲۰ ترمذی نے ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جہاں کہیں رہو خدا سے ڈرتے رہو اور برائی ہو جائے تو اس کے بعد نیکی کرو یہ نیکی اُسے مٹا دے گی اور لوگوں سے اچھے اخلاق کے ساتھ پیش آؤ۔

نرمی و حیا و خوبی اخلاق کا بیان

حدیث ۱ اللہ تعالیٰ مہربان ہے مہربانی کو دوست رکھتا ہے اور مہربانی کرنے پر وہ دیتا ہے کہ سختی پر نہیں دیتا (مسلم)

حدیث ۲ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا نرمی کو لازم کرلو اور سختی و فحش سے بچو۔ جس چیز میں نرمی ہوتی ہے اس کو زینت دیتی ہے اور جس چیز سے جدا کرلی جاتی ہے اُسے عیب دار کر دیتی ہے (مسلم)

حدیث ۳ جو نرمی سے محروم ہوا وہ خیر سے محروم ہوا۔ (مسلم)

حدیث ۴ جس کو نرمی سے حصہ ملا اُسے دنیا و آخرت کی خیر کا حصہ ملا اور جو شخص نرمی کے حصہ سے محروم ہوا وہ دنیا و آخرت کے خیر سے محروم ہوا (شرح سنہ)

حدیث ۵ کیا میں تم کو خبر نہ دوں کہ کون شخص جہنم پر حرام ہے اور جہنم اُس پر حرام وہ شخص کہ آسانی کرنے والا نرم قریب سہل ہے (احمد و ترمذی)

حدیث ۶ مومن آسانی کرنے والے نرم ہوتے ہیں جیسے نکیل والا اونٹ کہ کھینچا جائے تو کھنچ جاتا ہے اور چٹان پر بٹھایا جائے تو بیٹھ جائے (ترمذی)

حدیث ۷ ایک شخص اپنے بھائی کو حیا کے متعلق نصیحت کر رہا تھا کہ اتنی حیا کیوں کرتے ہو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اسے چھوڑ دو یعنی نصیحت نہ کرو کیوں کہ حیا ایمان سے ہے (بخاری مسلم)

حدیث ۸ حیا نہیں لاتی ہے مگر خیر کو۔ حیا کل ہی خیر ہے (بخاری مسلم)

حدیث ۹ یہ اگلے انبیاء کا کلام ہے جو لوگوں میں مشہور ہے جب تجھے حیا نہیں تو جو چاہے کر (بخاری)

حدیث ۱۰ حیا ایمان سے ہے اور ایمان جنت میں ہے اور بے ہودہ گوئی جفا ہے جفا جہنم میں ہے (احمد ترمذی)

حدیث ۱۱ ہر دین کے لئے ایک خُلق ہوتا ہے یعنی عادت و خصلت اور اسلام کا خلق حیا ہے (امام مالک)

حدیث ۱۲ ایمان و حیا دونوں ساتھی ہیں ایک کو اُٹھا لیا جاتا ہے تو دوسرا بھی اُٹھا لیا جاتا ہے (بیہقی)

حدیث ۱۳ نیکی اچھے اخلاق کا نام ہے۔ اور گناہ وہ ہے جو تیرے دل میں کھٹکے اور تجھے یہ ناپسند ہو کہ لوگوں کو اس پر اطلاع ہو جائے (مسلم)

یہ حکم اُس کا ہے جس کے سینے کو خدا نے منور فرمایا ہے اور قلب بیدار و روشن ہے۔ پھر بھی یہ وہاں ہے کہ دلائل شرعیہ سے اُس کی حُرمت ثابت نہ ہو اور اگر دلائل حرمت پر ہوں تو نہ کھٹکنے کا لحاظ نہ ہوگا۔

حدیث ۱۴ تم میں سب سے زیادہ میرا محبوب وہ ہے جس کے اخلاق سب سے اچھے ہوں (بخاری)

حدیث ۱۵ تم میں اچھے وہ ہیں جن کے اخلاق اچھے ہوں (بخاری مسلم)

حدیث ۱۶ ایمان میں زیادہ کامل وہ ہیں جن کے اخلاق اچھے ہوں (ابوداؤد)

حدیث ۱۷ خُلق حَسن سے بہتر انسان کو کوئی چیز نہیں دی گئی (بیہقی)

حدیث ۱۸ قیامت کے دن مومن کی میزان میں سب سے بھاری جو چیز رکھی جائے گی

وہ خلق حسن ہے اور اللہ تعالیٰ اس کو دوست نہیں رکھتا جو فحش گو بدزبان ہو (ترمذی)

حدیث ۱۹ مومن اپنے اچھے اخلاق کی وجہ سے قائم اللیل اور صائم النہار کا درجہ پاجاتا ہے (ابوداؤد)

حدیث ۲۰ مومن دھوکا کھا جانے والا ہوتا ہے (یعنی اپنے کرم کی وجہ سے دھوکا کھا جاتا ہے نہ کہ بے عقلی سے) اور فاجر دھوکا دینے والا لئیم یعنی بدخلق ہوتا ہے (امام احمد ترمذی ابوداؤد)

حدیث ۲۱ اللہ سے ڈر جہاں بھی تو ہو اور برائی ہو جائے تو اس کے بعد نیکی کر کہ یہ اس کو مٹا دے گی اور لوگوں کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آیا کر (احمد، ترمذی، دارمی)

حدیث ۲۲ جو شخص غصہ کو پی جاتا ہے حالاں کہ کر ڈالنے پر اسے قدرت ہے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اُسے سب کے سامنے بلائے گا اور اختیار دے دے گا کہ جن حوروں میں تو چاہے چلا جائے (ترمذی ابوداؤد)

حدیث ۲۳ میں اس لئے بھیجا گیا کہ اچھے اخلاق کی تکمیل کر دوں (امام مالکؒ احمد)

اچھوں کے پاس بیٹھنا بروں سے بچنا

حدیث ۱ اچھے اور بُرے ہم نشین کی مثال جیسے مُشک کا اُٹھانے والا اور بھٹی پھونکنے والا جو مُشک لئے ہوئے ہے یا وہ تجھے اس میں سے دے گا یا تو اس سے خرید لے گا یا تجھے خوشبو پہنچے گی۔ اور بھٹی پھونکنے والا تیرے کپڑے جلا دے گا یا تجھے بُری بُو پہنچے گی۔

حدیث ۲ مصاحبت نہ کرو مگر مومن کی۔ یعنی صرف مومن کامل کے پاس بیٹھا کرو۔

حدیث ۳ بڑوں کے پاس بیٹھا کرو اور علماء سے باتیں پوچھا کرو اور حکماء سے میل جول رکھو۔

حدیث ۴ جو مسلمان لوگوں سے ملتا جلتا ہے اور اُن کی ایذاؤں پر صبر کرتا ہے وہ اُس مسلمان سے بہتر ہے جو نہیں ملتا جلتا اور ان کی تکلیف دہی پر صبر نہیں کرتا۔

حدیث ۵ اچھا ساتھی وہ ہے کہ جب تو خدا کو یاد کرے تو وہ تیری مدد کرے اور جب تو بھولے تو وہ یاد دلائے۔

حدیث ۶ اچھا ہم نشین وہ ہے کہ اُس کے دیکھنے سے تمہیں خدا یاد آئے اور اس کی گفتگو سے تمہارے عمل میں زیادتی ہو اور اُس کا عمل تمہیں آخرت کی یاد دلائے۔

حدیث ۷ ایسے کے ساتھ نہ رہو جو تمہاری فضیلت کا قائل نہ ہو جیسے تم اس کی فضیلت کے قائل ہو۔ یعنی جو تمہیں نظر حقارت سے دیکھتا ہو اس کے ساتھ نہ رہو یا یہ کہ وہ اپنا حق تمہارے ذمّہ جانتا ہو اور تمہارے حق کا قائل نہ ہو۔

حدیث ۸ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ایسی چیز میں نہ پڑو جو تمہارے لئے مفید نہ ہو اور دشمن سے الگ رہو اور دوست سے بچتے رہو مگر جب کہ وہ امین ہو کہ امین کی برابر کوئی نہیں اور امین وہی ہے جو اللہ سے ڈرے۔ اور فاجر کے ساتھ نہ رہو کہ وہ تمہیں فجور سکھائے گا اور اس کے سامنے بھید کی بات نہ کہو۔ اور اپنے کام میں اُن سے مشورہ لو جو اللہ سے ڈرتے ہیں۔

حدیث ۹ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا فاجر سے بھائی بندی نہ کر کہ وہ اپنے فعل کو تیرے لئے مزین کرے گا اور یہ چاہے گا کہ تو بھی اُس جیسا ہو جائے اور اپنی بدترین خصلت کو اچھا کر کے دکھائے گا تیرے پاس اُس کا آنا جانا عیب اور ننگ ہے اور احمق سے بھی بھائی چارہ نہ کر کہ وہ اپنے کو مشقت میں ڈال دے گا اور تجھے کچھ نفع نہیں پہنچائے گا اور کبھی یہ ہوگا کہ تجھے نفع پہنچانا چاہے گا مگر ہوگا یہ کہ نقصان پہنچا دے گا۔ اُس کی خاموشی بولنے سے بہتر ہے۔ اس کی دوری نزدیکی سے بہتر ہے اور موت زندگی سے بہتر ہے۔ اور کذاب سے بھی بھائی چارہ نہ کر کہ اُس کے ساتھ معاشرت تجھے نفع نہ دے گی تیری بات دوسروں تک پہنچائے گا اور دوسروں کی تیرے پاس لائے گا۔ اور اگر تو سچ بولے گا جب بھی وہ سچ نہیں بولے گا۔

اللہ کے لئے دوستی و دشمنی کا بیان

حدیث ۱ روحوں کا لشکر مجتمع تھا۔ جن میں وہاں تعارف تھا دنیا میں الفت ہوئی اور وہاں ناآشنائی رہی تو یہاں اختلاف ہوا۔

حدیث ۲ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائے گا کہاں ہیں جو میرے جلال کی وجہ سے آپس میں محبت رکھتے تھے آج میں اُن کو اپنے سائے میں رکھوں گا آج میرے سائے کے سوا کوئی سایہ نہیں۔

حدیث ۳ ایک شخص اپنے بھائی سے ملنے دوسرے قریہ میں گیا اللہ تعالیٰ نے اس کے راستے پر ایک فرشتہ بٹھا دیا۔ جب وہ فرشتہ کے پاس آیا اس نے دریافت کیا کہاں کا ارادہ ہے۔ کہا اس قریہ میں میرا بھائی ہے اُس سے ملنے جاتا ہوں۔ فرشتہ نے کہا کیا اس پر تیرا کوئی احسان ہے جسے لینے کو جاتا ہے۔ اُس نے کہا نہیں صرف یہ بات ہے کہ میں اسے اللہ کے لئے دوست رکھتا ہوں۔ فرشتے نے کہا مجھے اللہ نے تیرے پاس بھیجا ہے کہ تجھے یہ خبر دوں کہ اللہ نے تجھے دوست رکھا کہ تو نے اللہ کے لئے اُس سے محبت کی۔

حدیث ۴ ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ اس کے متعلق کیا ارشاد ہے جو کسی قوم سے محبت رکھتا ہے اور ان کے ساتھ ملا نہیں یعنی اُن کی صحبت حاصل نہ ہوئی یا اُس نے اُن جیسے اعمال نہیں کئے۔ ارشاد فرمایا آدمی اُس کے ساتھ ہے جس سے اُسے محبت ہے

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اچھوں سے محبت اچھا بنا دیتی ہے اور اُس کا حشر اچھوں کے ساتھ ہوگا اور بدوں کی محبت بُرا بنا دیتی ہے اور اس کا حشر ان کے ساتھ ہوگا۔

حدیث ۵ ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ قیامت کب ہوگی فرمایا تو نے اس کے لئے کیا تیاری کی ہے اُس نے عرض کی اس کے لئے میں نے کوئی تیاری نہیں کی صرف اتنی بات ہے کہ میں اللہ و رسول سے محبت رکھتا ہوں۔ ارشاد فرمایا تو اُن کے ساتھ ہے جن سے تجھے محبت ہے۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ اسلام کے بعد

مسلمانوں کو جتنی اس کلمہ سے خوشی ہوئی ایسی خوشی میں نے کبھی نہیں دیکھی۔

حدیث ۶ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے جو لوگ میری وجہ سے آپس میں محبت رکھتے ہیں اور میری وجہ سے ایک دوسرے کے پاس بیٹھتے ہیں اور آپس میں ملتے جلتے ہیں اور مال خرچ کرتے ہیں اُن سے میری محبت واجب ہو گئی۔

حدیث ۷ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جو لوگ میرے جلال کی وجہ سے آپس میں محبت رکھتے ہیں اُن کے لئے نور کے منبر ہوں گے انبیاء و شہداء اُن پر غبطہ کریں گے۔

حدیث ۸ اللہ تعالیٰ کے کچھ ایسے بندے ہیں کہ وہ نہ انبیاء ہیں نہ شہداء اور خدا کے نزدیک اُن کا ایسا مرتبہ ہوگا کہ قیامت کے دن انبیاء اور شہداء ان پر غبطہ کریں گے۔ لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ ارشاد فرمائیے یہ کون لوگ ہیں فرمایا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو محض رحمتِ الٰہی کی وجہ سے آپس میں محبت رکھتے ہیں نہ اُن کے آپس میں رشتہ ہے نہ مال کا لینا دینا ہے۔ خدا کی قسم اُن کے چہرے نور ہیں اور وہ خود نور پر ہیں ان کو خوف نہیں جب کہ لوگ خوف میں ہوں گے اور نہ وہ غمگین ہوں گے جب دوسرے غم میں ہوں گے اور حضور نے یہ آیت پڑھی اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ اللہ کے اولیاء پر نہ خوف ہے نہ وہ غم کریں گے۔

حدیث ۹ ایمان کی چیزوں میں سب میں مضبوط اللہ کے بارے میں مُوالاۃ ہے اور اللہ کے لئے محبت کرنا اور بغض رکھنا۔

حدیث ۱۰ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تمہیں معلوم ہے اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ پسند کون سا عمل ہے کسی نے کہا نماز و زکوٰۃ اور کسی نے کہا جہاد۔ حضور نے فرمایا سب سے زیادہ اللہ کو پیارا اللہ کے لئے دوستی اور بغض رکھنا ہے۔

حدیث ۱۱ جب کسی نے کسی سے اللہ کے لئے محبت کی تو اُس نے رب عزوجل کا اکرام کیا۔

حدیث ۱۲ دو شخصوں نے اللہ کے لئے باہم محبت کی اور ایک مشرق میں ہے دوسرا مغرب میں۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ دونوں کو جمع کر دے گا اور فرمائے گا یہی

وہ ہے جس سے تو نے میرے لئے محبت کی تھی۔

حدیث ۱۳ جنت میں یاقوت کے ستون ہیں اُن پر زبرجد کے بالاخانے ہیں وہ ایسے روشن ہیں جیسے چمکدار ستارے۔ لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ ان میں کون رہے گا فرمایا وہ لوگ جو اللہ کے لئے آپس میں محبت رکھتے ہیں ایک جگہ بیٹھتے ہیں آپس میں ملتے ہیں۔

حدیث ۱۴ اللہ کے لئے محبت رکھنے والے عرش کے گرد یاقوت کی کرسی پر ہوں گے۔

حدیث ۱۵ جو کسی سے اللہ کے لئے محبت رکھے اللہ کے لئے دشمنی رکھے اور اللہ کے لئے دے اور اللہ کے لئے منع کرے اُس نے اپنا ایمان کامل کر لیا۔

حدیث ۱۶ دو شخص جب اللہ کے لئے باہم محبت رکھتے ہیں ان کے درمیان میں جدائی اُس وقت ہوتی ہے کہ اُن میں سے ایک نے کوئی گناہ کیا یعنی اللہ کے لئے جو محبت ہو اس کی پہچان یہ ہے کہ اگر ایک نے گناہ کیا تو دوسرا اس سے جدا ہو جائے۔

حدیث ۱۷ اللہ تعالیٰ نے ایک نبی کے پاس وحی بھیجی کہ فلاں زاہد سے کہہ دو کہ تمہارا زہد اور دنیا میں بے رغبتی اپنے نفس کی راحت ہے اور سب سے جدا ہو کر مجھ سے تعلق رکھنا یہ تمہاری عزت ہے۔ جو کچھ تم پر میرا حق ہے اُس کے مقابل کیا عمل کیا۔ عرض کرے گا اے رب وہ کون سا عمل ہے؟۔ ارشاد ہوگا کیا تم نے میری وجہ سے کسی سے دشمنی کی اور میرے بارے میں کسی ولی سے دوستی کی؟۔

حدیث ۱۸ آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے اُسے یہ دیکھنا چاہیے کہ کس سے دوستی کرتا ہے۔

حدیث ۱۹ جب ایک شخص دوسرے شخص سے بھائی چارہ کرے تو اس کا نام اور اُس کے باپ کا نام پوچھ لے اور یہ کہ وہ کس قبیلے سے ہے کہ اس سے محبت زیادہ پائیدار ہوگی۔

حدیث ۲۰ جب ایک شخص دوسرے سے محبت رکھے تو اُسے خبر کر دے کہ میں تجھ سے محبت رکھتا ہوں۔

حدیث ۲۱ ایک شخص نے حضور کی خدمت میں عرض کی کہ میں اُس شخص سے اللہ کے

واسطے محبت رکھتا ہوں۔ ارشاد فرمایا تم نے اُس کو اطلاع دے دی ہے عرض کی نہیں۔ ارشاد فرمایا اُٹھو اُس کو اطلاع دے دو۔ اُس نے جاکر خبردار کیا اُس نے کہا جس کے لئے تو مجھ سے محبت رکھتا ہے وہ تجھے محبوب بنالے۔ واپس آکر حضور سے کہہ سنایا۔ ارشاد فرمایا اُس نے کیا کہا۔؟ جو اُس نے کہا تھا کہہ سُنایا۔ فرمایا تو اُس کے ساتھ ہوگا جس سے تو نے محبت کی اور تیرے لئے وہ ہے جو تو نے قصد کیا ہے۔

حدیث ۲۲ دوست سے تھوڑی دوستی کر عجب نہیں کہ کسی دن وہ تیرا دشمن ہوجائے اور دشمن سے دشمنی تھوڑی کر دور نہیں کہ وہ کسی روز تیرا دوست ہوجائے۔

حجامت بنوانا اور ناخن ترشوانا

حدیث ۱ صحیح بخاری و مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا پانچ چیزیں فطرت سے ہیں یعنی انبیاء سابقین علیہم السلام کی سنت سے ہیں ختنہ کرنا اور موئے زیر ناف مونڈنا اور مونچھیں کم کرنا اور ناخن ترشوانا اور بغل کے بال اُکھیڑنا۔

حدیث ۲ صحیح مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا مونچھیں کٹواؤ اور داڑھیاں لٹکاؤ۔ مجوسیوں کی مخالفت کرو۔

حدیث ۳ صحیح بخاری و مسلم میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا مشرکین کی مخالفت کرو داڑھیوں کو زیادہ کرو اور مونچھوں کو خوب کم کرو۔

حدیث ۴ ترمذی نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مونچھ کو کم کرتے تھے اور حضرت ابراہیم خلیل الرحمٰن علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی یہی کرتے تھے۔

حدیث ۵ امام احمد و ترمذی و نسائی نے زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت

کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو مونچھ سے نہیں لے گا وہ ہم میں سے نہیں یعنی ہمارے طریقہ کے خلاف ہے۔

حدیث ۶ صحیح مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو موئے زیر ناف کو نہ مونڈے اور ناخن نہ تراشے اور مونچھ نہ کاٹے وہ ہم میں سے نہیں۔

حدیث ۷ ترمذی نے بروایت عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم داڑھی کی چوڑائی اور لمبائی سے کچھ لیا کرتے تھے۔

حدیث ۸ صحیح مسلم میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہتے ہیں کہ مونچھیں اور ناخن ترشوانے اور بغل کے بال اکھانے اور موئے زیر ناف مونڈنے میں ہمارے لئے یہ وقت مقرر کیا گیا ہے کہ چالیس دن سے زیادہ نہ چھوڑیں۔ یعنی چالیس دن کے اندران کاموں کو ضرور کرلیں۔

حدیث ۹ ابوداؤد نے بروایت عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ روایت کی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا سفید بال نہ اکھاڑو کیوں کہ وہ مسلم کا نور ہے۔ جو شخص اسلام میں بوڑھا ہوا اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اس کے لئے نیکی لکھے گا اور خطا مٹا دے گا اور درجہ بلند کرے گا۔

حدیث ۱۰ ترمذی و نسائی نے کعب بن مرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو اسلام میں بوڑھا ہوا یہ بڑھاپا اُس کے لئے قیامت کے دن نور ہوگا۔

حدیث ۱۱ امام مالک نے روایت کی سعید بن المسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے تھے کہ حضرت ابراہیم خلیل الرحمٰن علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سب سے پہلے مہمانوں کی ضیافت کی اور سب سے پہلے ختنہ کیا اور سب سے پہلے مونچھ کے بال تراشے اور سب سے پہلے سفید بال دیکھا۔ عرض کی اے رب یہ کیا ہے۔ پروردگار تبارک و تعالیٰ نے فرمایا اے ابراہیم یہ وقار ہے۔ عرض کی اے میرے رب میرا وقار زیادہ کر۔

حدیث ۱۲ دیلمی نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص قصداً سفید بال اکھاڑے گا قیامت کے دن وہ نیزہ ہو جائے گا جس سے اس کو بھونکا جائے گا۔

حدیث ۱۳ طبرانی نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حجامت کے سوا گردن کے بال مونڈانے سے منع فرمایا۔

حدیث ۱۴ صحیح بخاری و مسلم میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قزع سے منع فرمایا نافع سے پوچھا گیا۔ قزع کیا چیز ہے نافع نے کہا بچے کا سر کچھ مونڈ دیا جائے کچھ متعدد جگہ چھوڑ دیا جائے۔

حدیث ۱۵ صحیح مسلم میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک بچے کو دیکھا کہ اس کا سر کچھ مونڈا ہوا ہے اور کچھ چھوڑ دیا گیا ہے حضور نے لوگوں کو اس سے منع کیا اور یہ فرمایا کہ کل مونڈ دو یا کل چھوڑ دو۔

حدیث ۱۶ ابوداؤد و نسائی نے عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ جب حضرت جعفر شہید ہوئے تین دن تک حضور نے ان کی آل سے کچھ نہیں فرمایا۔ پھر تشریف لائے اور یہ فرمایا کہ آج کے بعد سے میرے بھائی (جعفر) پر نہ رونا پھر فرمایا کہ میرے بھائی کے بچوں کو بلاؤ۔ کہتے ہیں کہ ہم حضور کی خدمت میں پیش کئے گئے فرمایا حجام کو بلاؤ حضور نے ہمارے سر مونڈا دئے۔

حدیث ۱۷ ابوداؤد نے ابن الحنظلیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا خریم اسدی بہت اچھا شخص ہے اگر اس کے سر کے بال بڑے نہ ہوتے اور تہبند نیچا نہ ہوتا جب یہ خبر خریم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہنچی تو چھری لے کر بال کاٹ ڈالے اور کانوں تک کر لئے اور تہبند کو آدھی پنڈلی تک اونچا کر لیا۔

حدیث ۱۸ ابوداؤد نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہتے ہیں میرے گیسو تھے میری ماں نے کہا کہ ان کو نہیں کٹواؤں گی کیوں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انھیں پکڑتے اور کھینچتے تھے۔ یعنی حضور کا دست اقدس ان بالوں کو لگا ہے اس وجہ سے

بقصد تبرک چھوڑ رکھے تھے کٹواتی نہ تھیں۔

حدیث ۱۹ نسائی نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عورت کو سر مونڈانے سے منع فرمایا ہے۔

حدیث ۲۰ صحیح بخاری و مسلم میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جس چیز کے متعلق کوئی حکم نہ ہوتا اس میں اہل کتاب کی موافقت پسند تھی۔ (کیونکہ ہو سکتا ہے کہ وہ جو کچھ کرتے ہوں وہ انبیاء علیہم السلام کا طریقہ ہو) اور اہل کتاب بال سیدھے رکھتے تھے اور مشرکین مانگ نکالا کرتے تھے لہٰذا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بال سیدھے رکھے یعنی مانگ نہیں نکالی پھر بعد میں حضور نے مانگ نکالی (اس سے معلوم ہوا کہ حضور کو اس معاملے میں اہل کتاب کی مخالفت کا حکم ہوا)

مسائل فقہیہ جمعہ کے دن ناخن ترشوانا مستحب ہے ہاں اگر زیادہ بڑھ گئے ہوں تو جمعہ کا انتظار نہ کرے کہ ناخن بڑا ہونا اچھا نہیں کیونکہ ناخنوں کا بڑا ہونا تنگی رزق کا سبب ہے۔ ایک حدیث ضعیف میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جمعہ کے دن نماز کے لئے جانے سے پہلے مونچھیں کترواتے اور ناخن ترشواتے۔ ایک دوسری حدیث میں ہے کہ جو جمعہ کے دن ناخن ترشوائے اللہ تعالیٰ اس کو دوسرے جمعہ تک بلاؤں سے محفوظ رکھے گا اور تین دن زائد یعنی دس دن تک۔ ایک حدیث میں ہے جو ہفتہ کے دن ناخن ترشوائے اس سے بیماری نکل جائے گی اور شفا داخل ہوگی۔ اور جو اتوار کے دن ترشوائے فاقہ نکلے گا اور تونگری آئے گی۔ اور جو پیر کے دن ترشوائے جنون جائے گا اور صحت آئے گی۔ اور جو منگل کے دن ترشوائے مرض جائے گا اور شفا آئے گی۔ اور جو بدھ کے دن ترشوائے وسواس و خوف نکلے گا اور امن و شفا آئے گی۔ اور جو جمعرات کے دن ترشوائے جذام جائے اور عافیت آئے۔ اور جو جمعہ کے دن ترشوائے رحمت آئے گی اور گناہ جائیں گے۔ یہ حدیثیں اگرچہ ضعیف ہیں مگر فضائل میں قابل اعتبار ہیں (در مختار، رد المحتار)

مسئلہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ منقول ہے کہ پہلے داہنے ہاتھ کے ناخنوں کو اس طرح ترشوائے سب سے پہلے چھنگلیا پھر بیچ والی پھر انگوٹھا پھر منجھلی پھر کلمہ کی انگلی

اور بائیں ہاتھ میں پہلے انگوٹھا پھر بیچ والی پھر چھنگلیا پھر کلمہ کی انگلی پھر منجھلی یعنی دہنے ہاتھ میں چھنگلیا سے شروع کرے اور بائیں ہاتھ میں انگوٹھے سے اور ایک انگلی چھوڑ کر۔ اور بعض میں دو چھوڑ کر کٹوائے۔ ایک روایت میں آیا ہے کہ اس طرح کرنے سے کبھی آشوب چشم نہیں ہوگا (درمختار و ردالمحتار)

مسئلہ ناخن تراشنے کی یہ ترتیب جو مذکور ہوئی اس میں کچھ پیچیدگی ہے خصوصاً عوام کو اس کی نگہداشت دشوار ہے۔ لہٰذا ایک دوسرا طریقہ ہے جو آسان ہے اور وہ بھی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مروی ہے وہ یہ ہے کہ دہنے ہاتھ کی کلمہ کی انگلی سے شروع کرے اور چھنگلیا پر ختم کرے پھر بائیں کی چھنگلیا سے شروع کر کے انگوٹھے پر ختم کرے۔ اس کے بعد دہنے ہاتھ کے انگوٹھے کا ناخن ترشوائے اس صورت میں دہنے ہی ہاتھ سے شروع ہوا اور دہنے پر ختم بھی ہوا (درمختار) اعلیٰحضرت قبلہ قدس سرہٗ کا بھی یہی معمول تھا اور یہ فقیر بھی اسی پر عمل کرتا ہے۔

مسئلہ پاؤں کے ناخن ترشوانے میں کوئی ترتیب منقول نہیں بہتر یہ ہے کہ پاؤں کی انگلیوں میں خلال کرنے کی جو ترتیب ہے اسی ترتیب سے ناخن ترشوائے یعنی دہنے پاؤں کی چھنگلیا سے شروع کر کے انگوٹھے پر ختم کرے پھر بائیں پاؤں کے انگوٹھے سے شروع کر کے چھنگلیا پر ختم کرے (درمختار)

مسئلہ دانت سے ناخن نہ کھٹکنا چاہیئے کہ مکروہ ہے اور اس میں مرض برص معاذ اللہ پیدا ہونے کا اندیشہ ہے (عالمگیری)

مسئلہ مجاہد جب دارالحرب میں ہوں تو ان کے لئے مستحب یہ ہے کہ ناخن اور مونچھیں بڑی رکھیں کہ ان کی یہ شکل مہیب دیکھ کر کفار پر رعب طاری ہو (درمختار)

مسئلہ ہر جمعہ کو اگر ناخن نہ ترشوائے تو پندرہویں دن ترشوائے اور اس کی انتہائی مدت چالیس دن ہے۔ اس کے بعد نہ ترشوانا ممنوع ہے۔ یہی حکم مونچھیں ترشوانے اور موئے زیر ناف دور کرنے اور بغل کے بال صاف کرنے کا ہے کہ چالیس دن سے زیادہ ہونا منع ہے۔ صحیح مسلم کی حدیث انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے کہتے ہیں کہ ناخن ترشوانے

اور مونچھ کاٹنے اور بغل کے بال لینے میں ہمارے لئے یہ میعاد مقرر کی گئی تھی کہ چالیس دن سے زیادہ نہ چھوڑ رکھیں۔

مسئلہ موئے زیر ناف دُور کرنا سنت ہے ہر ہفتہ میں نہانا، بدن کو صاف ستھرا رکھنا اور موئے زیر ناف دُور کرنا مستحب ہے۔ اور بہتر جمعہ کا دن ہے اور پندرہویں روز کرنا بھی جائز ہے۔ اور چالیس روز سے زائد گزار دینا مکروہ و ممنوع۔ موئے زیر ناف اُسترے سے مونڈنا چاہیئے اور اُس کو ناف کے نیچے سے شروع کرنا چاہیئے اور اگر مونڈنے کی جگہ ہڑتال چونا یا اس زمانہ میں بال اڑانے کا صابون چلا ہے اس سے دُور کرے یہ بھی جائز ہے۔ عورت کو یہ بال اکھیڑوانا سنت ہے (درمختار عالمگیری)

مسئلہ بغل کے بالوں کا اُکھاڑنا سنت ہے اور مونڈنا بھی جائز ہے (ردالمحتار)

مسئلہ بہتر یہ ہے کہ گلے کے بال نہ مونڈائے اُنہیں چھوڑ رکھے (ردالمحتار)

مسئلہ ناک کے بال نہ اکھاڑے کہ اس سے مرض آکلہ پیدا ہونے کا ڈر ہے (عالمگیری)

مسئلہ جنابت کی حالت میں نہ بال مونڈائے اور نہ ناخن ترشوائے کہ یہ مکروہ ہے (عالمگیری)

مسئلہ بھوں کے بال اگر بڑے ہوگئے تو ان کو ترشوا سکتے ہیں چہرہ کے بال لینا بھی جائز ہے جس کو خط بنوانا کہتے ہیں۔ سینہ اور پیٹھ کے بال مونڈنا یا کترانا اچھا نہیں ہاتھ پاؤں پیٹ پر سے بال دُور کر سکتے ہیں (ردالمحتار)

مسئلہ بچی کے اغل بغل کے بال مونڈانا یا اُکھیڑنا بدعت ہے (عالمگیری)

مسئلہ مونچھوں کو کم کرنا سنت ہے اتنی کم کرے کہ ابرو کی مثل ہو جائیں یعنی اتنی کم ہوں کہ اوپر والے ہونٹ کے بالائی حصے سے نہ لٹکیں اور ایک روایت میں مونڈانا آیا ہے (درمختار ردالمحتار)

مسئلہ مونچھوں کے دونوں کناروں کے بال بڑے بڑے ہوں تو حرج نہیں۔ بعض سلف کی مونچھیں اس قسم کی تھیں (عالمگیری)

مسئلہ داڑھی بڑھانا سنن انبیاء سابقین سے ہے۔ مونڈانا یا ایک مشت سے کم کرنا حرام ہے ہاں ایک مشت سے زائد ہو جائے تو جتنی زیادہ ہے اُس کو کٹوا سکتے ہیں (درمختار)

مسئلہ داڑھی چڑھانا یا اس میں گرہ لگانا جس طرح سکھ وغیرہ کرتے ہیں ناجائز ہے
اس زمانہ میں داڑھی مونچھ میں طرح طرح کی تراش خراش کی جاتی ہے بعض داڑھی مونچھ کا بالکل صفایا کرا دیتے ہیں۔ بعض لوگ مونچھوں کی دونوں جانب مونڈ کر بیچ میں ذرا سی باقی رکھتے ہیں جیسے معلوم ہوتا ہے کہ ناک کے نیچے دو مکھیاں بیٹھی ہیں۔ کسی کی داڑھی فرینچ کٹ اور کسی کی کرزن فیشن ہوتی ہے یہ جو کچھ ہو رہا ہے سب نصاریٰ کے اتباع اور تقلید میں ہو رہا ہے مسلمانوں کے جذبات ایمانی اتنے زیادہ کمزور ہو گئے کہ وہ اپنے وقار و شعار کو کھوتے ہوئے چلے جاتے ہیں۔ اُن کو اس بات کا احساس نہیں ہوتا کہ ہم کیا تھے اور کیا ہو گئے جب اُن کی بے حسی اس درجہ بڑھ گئی اور حمیت غیرت ایمانی یہاں تک کم ہو گئی کہ دوسری قوموں میں جذب ہوتے جاتے ہیں پامردی اور استقلال کے ساتھ اسلامی روایات و احکام کی پابندی نہیں کرتے تو اُن سے کیا امید ہو سکتی ہے کہ اسلامی احکام کا احترام کرائیں گے اور حقوق مسلمین کی حفاظت کریں گے۔ مسلم کے ہر فرد کو تعلیماتِ اسلام کا مجسّمہ ہونا چاہیئے۔ اخلاقِ سلفِ صالحین کا نمونہ ہونا چاہیئے۔ اسلامی شعار کی حفاظت کرنی چاہیئے تاکہ دوسری قوموں پر اُس کا اثر پڑے۔

مسئلہ بعض داڑھی منڈے یہاں تک بے باک ہوتے ہیں کہ وہ داڑھی کا مذاق اُڑاتے ہیں شریعت کے مطابق داڑھی رکھنے پر پھبتیاں کستے ہیں۔ داڑھی مونڈنا حرام تھا گناہ تھا مگر یہ تو سوچو یہ تم نے کس چیز کا مذاق اڑایا کس کی توہین و تذلیل کی۔ اسلام کی ہر بات اٹل ہے اور اس کے تمام اصول و فروع مضبوط ہیں ان میں کسی بات کو بُرا بتانا اسلام کو عیب لگانا ہے تم خود سوچو تو جو کچھ اس کا نتیجہ ہے وہ تم پر واضح ہو جائے گا کسی سے پوچھنے کی ضرورت نہ پڑے گی۔

مسئلہ مرد کو اختیار ہے کہ سر کے بال مونڈائے یا بڑھائے اور مانگ نکالے (ردالمحتار) حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دونوں چیزیں ثابت ہیں اگرچہ مونڈانا صرف احرام سے باہر ہونے کے وقت ثابت ہے دیگر اوقات میں مونڈانا ثابت نہیں۔ ہاں بعض صحابہ سے مونڈانا ثابت ہے مثلاً حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بطور عادت مونڈایا کرتے تھے حضور

اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے موئے مبارک کبھی نصف کان تک کبھی کان کی لو تک ہوتے اور جب بڑھ جاتے تو شانہ مبارک سے چھو جاتے اور حضور بیچ سر میں مانگ نکالتے۔

مسئلہ مرد کو یہ جائز نہیں کہ عورتوں کی طرح بال بڑھائے۔ بعض صوفی بننے والے لمبی لمبی لٹیں بڑھالیتے ہیں جو ان کے سینے پر سانپ کی طرح لہراتی ہیں۔ اور بعض چوٹیاں گوندتے ہیں یا جوڑے بنالیتے ہیں۔ یہ سب ناجائز کام اور خلاف شرع ہیں۔ تصوف بالوں کے بڑھانے اور رنگے ہوئے کپڑے پہننے کا نام نہیں بلکہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پوری پیروی کرنے اور خواہشات نفس کو مٹانے کا نام ہے۔

مسئلہ سپید بالوں کو اکھاڑنا یا قینچی سے چن کر نکلوانا مکروہ ہے ہاں مجاہد اگر اس نیت سے ایسا کرے کہ کفار پر اُس کا رعب طاری ہو تو جائز ہے (عالمگیری)

مسئلہ بیچ سر کو مونڈا دینا اور باقی جگہ کو چھوڑ دینا جیسا کہ ایک زمانہ میں پان بنوانے کا رواج تھا یہ جائز ہے اور حدیث میں جو قزع کی ممانعت آئی ہے اُس کے یہ معنی ہیں کہ متعدد جگہ سر کے بال مونڈنا اور جگہ جگہ باقی چھوڑنا جس کو گل بنانا کہتے ہیں (عالمگیری ردالمحتار) بخاری شریف سے بھی یہی ظاہر ہے پان بنوانے کو قزع سمجھنا غلطی ہے ہاں بہتر یہی ہے کہ سر کے بال مونڈائے تو کل مونڈا ڈالے یہ نہیں کہ کچھ مونڈے جائیں اور کچھ چھوڑ دئیے جائیں۔

مسئلہ بعض دیہاتیوں کو دیکھا جاتا ہے کہ وہ پیشانی کو خط کی طرح بنواتے ہیں اور دونوں جانب نوکیں نکلواتے ہیں یا اور طرح سے بنواتے ہیں یہ سنت اور سلف کے طریقہ کے خلاف ہے ایسا نہ کریں۔

مسئلہ گردن کے بال مونڈنا مکروہ ہے (عالمگیری) یعنی جب سر کے بال نہ مونڈائیں صرف گردن ہی کے مونڈائیں جیسا کہ بہت سے لوگ خط بنواتے میں گردن کے بال بھی مونڈاتے ہیں اور اگر پورے سر کے بال مونڈا دئے۔ تو اُس کے ساتھ گردن کے بال بھی مونڈا دئے جائیں

مسئلہ آج کل سر پر پٹھا رکھنے کا رواج بہت زیادہ ہو گیا ہے کہ سب طرف سے بال نہایت چھوٹے چھوٹے اور بیچ میں بڑے بال ہوتے ہیں یہ بھی نصاریٰ کی تقلید میں ہے اور ناجائز ہے پھر ان بالوں میں بعض داہنے یا بائیں جانب مانگ نکالتے ہیں یہ بھی سنت کے

خلاف ہے سنت یہ ہے کہ بال ہوں تو بیچ میں مانگ نکالی جائے اور بعض مانگ نہیں نکالتے سیدھے رکھتے ہیں یہ بھی سنت منسوخہ اور یہود و نصاریٰ کا طریقہ ہے جیسا کہ احادیث میں مذکور ہے۔

مسئلہ ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ نہ پورے بال رکھتے ہیں نہ مونڈاتے ہیں بلکہ قینچی یا مشین سے بال کترواتے ہیں یہ ناجائز نہیں مگر افضل و بہتر وہی ہے کہ مونڈائے یا بال رکھے۔

مسئلہ عورت کو سر کے بال کٹوانے جیسا کہ اس زمانہ میں نصرانی عورتوں نے کٹوانے شروع کر دئے ناجائز و گناہ ہے اور اس پر لعنت آئی۔ شوہر نے ایسا کرنے کو کہا جب بھی یہی حکم ہے کہ عورت ایسا کرنے میں گنہ گار ہوگی کیوں کہ شریعت کی نافرمانی کرنے میں کسی کا کہنا نہیں مانا جائے گا (در مختار) سنا ہے کہ بعض مسلمان گھروں میں بھی عورتوں کے بال کٹوانے کی بلا آگئی ہے۔ ایسی پر تیغ عورتیں دیکھنے میں لونڈا معلوم ہوتی ہیں اور حدیث میں فرمایا کہ جو عورت مردانہ ہیأت میں ہو اس پر اللہ کی لعنت ہے جب بال کٹوانا عورت کے لئے ناجائز ہے تو مونڈانا بدرجہ اولیٰ ناجائز کہ یہ بھی ہندوستان کے مشرکین کا طریقہ ہے کہ جب اُن کے یہاں کوئی مرجاتا ہے یا تیرتھ کو جاتی ہیں تو بال مونڈا دیتی ہیں۔

مسئلہ ترشوانے یا مونڈانے میں جو بال نکلے انھیں دفن کر دے اسی طرح ناخن کا تراشہ پاخانہ یا غسل خانہ میں انھیں ڈال دینا مکروہ ہے کہ اس سے بیماری پیدا ہوتی ہے (عالمگیری) موئے زیر ناف کا ایسی جگہ ڈال دینا کہ دوسروں کی نظر پڑے ناجائز ہے۔

مسئلہ چار چیزوں کے متعلق حکم یہ ہے کہ دفن کر دی جائیں بال، ناخن، حیض کا لتا، خون (منیری)

مسئلہ سر میں جوئیں بھری ہیں اور بال مونڈا دئے انھیں دفن کر دے (عالمگیری)

مسئلہ مجنونہ کے سر میں بیماری ہوگئی مثلاً کثرت سے جوئیں پڑگئیں اور اس کا کوئی ولی نہیں تو اگر کسی نے اُس کا سر مونڈا دیا اُس نے احسان کیا مگر اُس کے سر میں کچھ بال چھوڑ دے تاکہ معلوم ہو سکے کہ عورت ہے (عالمگیری)

مسئلہ سپید بال اُکھیڑنے میں حرج نہیں جب کہ بقصد زینت ایسا نہ کرے (در مختار رد المحتار) اور ظاہر یہی ہے کہ جو لوگ ایسا کرتے ہیں وہ زینت ہی کے ارادہ سے کرتے ہیں تاکہ یہ سپیدی دوسروں پر ظاہر نہ ہو اور جوان معلوم ہوں اسی وجہ سے حدیث میں اس

سے ممانعت آئی اور یہ بھی ظاہر ہے کہ داڑھی میں اس قسم کا تصرف زیادہ ممنوع ہوگا۔

ختنہ کا بیان

ختنہ سنت ہے اور یہ شعار اسلام میں ہے کہ مسلم وغیر مسلم میں اِس سے امتیاز ہوتا ہے اسی لئے عرف عام میں اس کو مسلمانی بھی کہتے ہیں۔ صحیح بخاری و مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنا ختنہ کیا اُس وقت اُن کی عمر شریف اسّی برس کی تھی۔

۱- **مسئلہ** ختنہ کی مدت سات سال سے بارہ سال کی عمر تک ہے اور بعض علماء نے یہ فرمایا کہ ولادت سے ساتویں دن کے بعد ختنہ کرنا جائز ہے (عالمگیری)

۲- **مسئلہ** لڑکے کی ختنہ کرائی گئی مگر پوری کھال نہیں کٹی اگر نصف سے زائد کٹ گئی ہے تو ختنہ ہوگئی باقی کو کاٹنا ضروری نہیں اور اگر نصف یا نصف سے زائد باقی رہ گئی تو نہیں ہوئی یعنی پھر سے ہونی چاہیئے (عالمگیری)

۳- **مسئلہ** بچہ پیدا ہی ایسا ہوا کہ ختنہ میں جو کھال کاٹی جاتی ہے وہ اُس میں نہیں ہے تو ختنہ کی حاجت نہیں اور اگر کچھ کھال ہے جس کو کھینچا جا سکتا ہے مگر اُسے سخت تکلیف ہوگی اور حشفہ (سپاری) ظاہر ہے تو حجاموں کو دکھایا جائے اگر وہ کہہ دیں کہ نہیں ہو سکتی تو چھوڑ دیا جائے بچہ کو خواہ مخواہ تکلیف نہ دی جائے۔ (عالمگیری)

مسئلہ سنا جاتا ہے کہ جس بچہ میں پیدائشی ختنہ کی کھال نہیں ہوتی اُس کے باپ وغیرہ اولیا اس رسم کی ادا کے لئے اعزہ اقربا کو بلاتے ہیں اور ختنہ کے قائم مقام پان کی گلوری کاٹی جاتی ہے گویا اس سے ختنہ کی رسم ادا کی گئی یہ ایک لغو حرکت ہے جس کا کچھ حصل و فائدہ نہیں۔

۴- **مسئلہ** بوڑھا آدمی مشرف باسلام ہوا جس میں ختنہ کرانے کی طاقت نہیں تو ختنہ کرانے کی حاجت نہیں۔ بالغ شخص مشرف باسلام ہوا اگر وہ خود ہی اپنی مسلمانی کر سکتا ہے تو اپنے

ہاتھ سے کرے ورنہ نہیں ہاں اگر ممکن ہو کہ کوئی عورت جو ختنہ کرنا جانتی ہو اُس سے نکاح کرے تو نکاح کر کے اُس سے ختنہ کرالے (عالمگیری)

مسئلہ ختنہ ہو چکی ہے مگر وہ کھال پھر بڑھ گئی اور حشفہ کو چھپا لیا تو دوبارہ ختنہ کی جائے اور اتنی زیادہ نہ بڑھی ہو تو نہیں (عالمگیری)

مسئلہ ختنہ کرانا باپ کا کام ہے وہ نہ ہو تو اُس کا وصی اس کے بعد دادا پھر اس کے وصی کا مرتبہ ہے۔ ماموں اور چچا یا ان کے وصی کا یہ کام نہیں ہاں اگر بچہ ان کی تربیت وعیال میں ہو تو کر سکتے ہیں (عالمگیری)

مسئلہ عورتوں کے کان چھدوانے میں حرج نہیں۔ اور لڑکیوں کے کان چھدوانے میں بھی حرج نہیں اس لئے کہ زمانہ رسالت میں کان چھدتے تھے اور اس پر انکار نہیں ہوا (عالمگیری) بلکہ کان چھدوانے کا سلسلہ اب تک برابر جاری ہے صرف بعض لوگوں نے نصرانی عورتوں کی تقلید میں موقوف کر دیا جن کا اعتبار نہیں۔

مسئلہ انسان کو خصی کرنا حرام ہے اسی طرح ہیجڑا کرنا بھی۔ گھوڑے کو خصی کرنے میں اختلاف ہے صحیح یہ ہے کہ جائز ہے۔ دوسرے جانوروں کو خصی کرنے میں اگر فائدہ ہو مثلاً اُس کا گوشت اچھا ہو گا یا خصی نہ کرنے میں شرارت کرے گا لوگوں کو ایذا پہنچائے گا۔ انہیں مصالح کی بنا پر بکرے اور بیل وغیرہ کو خصی کیا جاتا ہے یہ جائز ہے۔ اور اگر منفعت یا دفع ضرر دونوں باتیں نہ ہوں تو خصی کرنا حرام ہے (ہدایہ عالمگیری)

مسئلہ جس غلام کو خصی کیا گیا ہو اُس سے خدمت لینا مکروہ ہے جیسا کہ امراء و سلاطین کے یہاں اس قسم کے لوگوں سے خدمت لی جاتی ہے جن کو خواجہ سرا کہتے ہیں۔ ان سے خدمت لینے میں یہ خرابی ہوتی ہے کہ دوسرے لوگ اس کی وجہ سے خصی کرنے کی جرأت کرتے اور اس فعل کا ارتکاب کرتے ہیں۔ اور اگر ایسے غلام سے کام ہی نہ لیا جائے تو خصی کرنے کا سلسلہ ہی منقطع ہو جائے گا (ہدایہ)

مسئلہ گھوڑی کو گدھے سے گابھن کرنا جس سے خچر پیدا ہوتا ہے اس میں حرج نہیں۔ حدیث صحیح میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سواری کا جانور بغلہ[1] بیضا تھا

[1] سفید مادہ خچر ۱۲

اور اگر یہ فعل ناجائز ہوتا تو حضور ایسے جانور کو اپنی سواری میں نہ رکھتے۔ (ہدایہ)

زینت کا بیان

حدیث ۱ صحیح بخاری و مسلم میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی کہتی ہیں حضور کو میں نہایت عمدہ خوشبو لگاتی تھی یہاں تک کہ اس کی چمک حضور کے سر مبارک اور داڑھی میں پاتی تھی۔

حدیث ۲ صحیح مسلم میں نافع سے مروی کہتے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کبھی خالص عود اگر کی دھونی لیتے یعنی اُس کے ساتھ کسی دوسری چیز کی آمیزش نہیں کرتے اور کبھی عُود کے ساتھ کافور ملا کر دھونی لیتے اور یہ کہتے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی اسی طرح دھونی لیا کرتے تھے۔

حدیث ۳ ابو داؤد نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس ایک قسم کی خوشبو تھی جس کو استعمال فرمایا کرتے تھے۔

حدیث ۴ شرح سُنّہ میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کثرت سے سر میں تیل ڈالتے اور داڑھی میں کنگھا کرتے۔

حدیث ۵ ابو داؤد نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس کے بال ہوں اُن کا اکرام کرے یعنی ان کو دھوئے تیل لگائے کنگھا کرے۔

حدیث ۶ امام مالک نے ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہتے ہیں میرے سر پر پورے بال تھے میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی ان کو کنگھا کیا کروں حضور نے فرمایا ہاں اور ان کا اکرام کرو لہٰذا ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور کے فرمانے کی وجہ سے کبھی دن میں دو مرتبہ تیل لگایا کرتے۔

حدیث ۷ ترمذی و ابو داؤد و نسائی نے عبداللہ بن مغفل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے

روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے روز روز کنگھا کرنے سے منع فرمایا (یہ نہی تنزیہی ہے اور مقصد یہ ہے کہ مرد کو بناؤ سنگار میں مشغول نہ رہنا چاہیے)

حدیث ۸ امام مالک نے عطا بن یسار سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مسجد میں تشریف فرما تھے ایک شخص آیا جس کے سر اور داڑھی کے بال بکھرے ہوئے تھے حضور نے اُس کی طرف اشارہ کیا۔ گویا بالوں کے درست کرنے کا حکم دیتے ہیں۔ وہ شخص درست کرکے واپس آیا حضور نے فرمایا کیا یہ اس سے بہتر نہیں ہے کہ کوئی شخص بالوں کو اس طرح بکھیر کر آتا ہے گویا وہ شیطان ہے۔

حدیث ۹ ترمذی نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اِثمد پتھر کا سرمہ لگاؤ کہ وہ نگاہ کو جلا دیتا ہے اور پلک کے بال اُگاتا ہے۔ اور حضور کے یہاں سُرمہ دانی تھی جس سے ہر شب میں سرمہ لگاتے تھے تین سلائیاں اس آنکھ میں اور تین اس میں۔

حدیث ۱۰ ابو داؤد و نسائی نے کریمہ بنت ہمام سے روایت کی کہتی ہیں میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مہندی لگانے کے متعلق پوچھا۔ انھوں نے فرمایا کہ اس میں کچھ حرج نہیں لیکن میں خود مہندی لگانے کو ناپسند کرتی ہوں کیوں کہ میرے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس کی بو ناپسند تھی۔

حدیث ۱۱ ابو داؤد نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہ ہند بنت عُتبہ نے عرض کی یا نبی اللہ مجھے بیعت کر لیجیے فرمایا میں تجھے بیعت نہ کروں گا جب تک تو اپنی ہتھیلیوں کو نہ بدل دے (یعنی مہندی لگا کر اُن کا رنگ نہ بدل لے) تیرے ہاتھ گویا درندہ کے ہاتھ معلوم ہو رہے ہیں (یعنی عورتوں کو چاہیے کہ ہاتھوں کو رنگین کر لیا کریں)

حدیث ۱۲ ابو داؤد و نسائی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہتی ہیں کہ ایک عورت کے ہاتھ میں کتاب تھی اس نے پردہ کے پیچھے سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف اشارہ کیا یعنی حضور کو دینا چاہا حضور نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا اور یہ فرمایا کہ معلوم نہیں مرد کا ہاتھ ہے یا عورت کا ہاتھ ہے اس نے کہا عورت کا ہاتھ ہے۔ فرمایا

کہ اگر عورت ہوتی تو ناخنوں کو مہندی سے رنگے ہوتی۔

حدیث ۱۳ ابوداؤد نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس ایک مخنث حاضر لایا گیا جس نے اپنے ہاتھ اور پاؤں مہندی سے رنگے تھے ارشاد فرمایا اس کا کیا حال ہے (یعنی اس نے کیوں مہندی لگائی ہے) لوگوں نے عرض کی یہ عورتوں سے تشبہ کرتا ہے۔ حضور نے حکم فرمایا اس کو شہر بدر کر دیا گیا مدینہ سے نکال کر نقیع کو بھیج دیا گیا۔

حدیث ۱۴ ترمذی نے سعید بن المسیب سے روایت کی کہتے ہیں کہ اللہ طیب ہے۔ طیب یعنی خوشبو کو دوست رکھتا ہے۔ ستھرا ہے ستھرائی کو دوست رکھتا ہے۔ کریم ہے کرم کو دوست رکھتا ہے۔ جواد ہے جود کو دوست رکھتا ہے۔ لہٰذا اپنے صحن کو ستھرا رکھو یہودیوں کے ساتھ مشابہت نہ کرو۔

حدیث ۱۵ صحیح مسلم میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس کے دل میں ذرہ برابر تکبر ہوگا جنت میں نہیں جائے گا۔ ایک شخص نے عرض کی کہ کسی کو یہ پسند ہوتا ہے کہ کپڑے اچھے ہوں جوتے اچھے ہوں (یعنی یہ بھی تکبر ہے یا نہیں) فرمایا اللہ جمیل ہے جمال کو دوست رکھتا ہے۔ تکبر نام ہے حق سے سرکشی کرنے اور لوگوں کو حقیر جاننے کا۔

حدیث ۱۶ صحیح بخاری و مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہود و نصاریٰ خضاب نہیں کرتے تم ان کی مخالفت کرو یعنی خضاب کرو۔

حدیث ۱۷ صحیح مسلم میں جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ فتح مکہ کے دن ابو قحافہ (حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد) لائے گئے اور ان کا سر اور داڑھی ثغامہ (یہ ایک گھاس ہے) کی طرح سفید تھی نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو کسی چیز سے بدل دو (یعنی خضاب لگاؤ) اور سیاہی سے بچو یعنی سیاہ خضاب نہ لگانا۔

حدیث ۱۸ ابوداؤد و نسائی نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آخر زمانہ میں کچھ لوگ ہوں گے جو سیاہ خضاب

کریں گے جیسے کبوتر کے پوٹے۔ وہ لوگ جنت کی خوشبو نہیں پائیں گے۔

حدیث ۱۹ ترمذی و ابوداؤد و نسائی نے ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے اچھی چیز جس سے سفید بالوں کا رنگ بدلا جائے مہندی یا کتم ہے یعنی مہندی لگائی جائے یا کتم۔

حدیث ۲۰ ابوداؤد نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے ایک شخص گزرا جس نے مہندی کا خضاب کیا تھا ارشاد فرمایا یہ خوب اچھا ہے۔ پھر ایک دوسرا شخص گزرا جس نے مہندی اور کتم کا خضاب کیا تھا فرمایا یہ اس سے بھی اچھا ہے۔ پھر ایک تیسرا شخص گزرا جس نے زرد خضاب کیا تھا فرمایا یہ اُن سب سے اچھا ہے۔

حدیث ۲۱ ابن النجار نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب سے پہلے مہندی اور کتم کا خضاب ابراہیم علیہ السلام نے کیا اور سب سے پہلے سیاہ خضاب فرعون نے کیا۔

حدیث ۲۲ طبرانی نے کبیر میں اور حاکم نے مستدرک میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ مومن کا خضاب زردی ہے اور مسلم کا خضاب سُرخی ہے اور کافر کا خضاب سیاہی ہے۔

حدیث ۲۳ صحیح بخاری و مسلم میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کی لعنت اُس عورت پر جو بال ملائے یا دوسری سے بال ملوائے اور گودنے والی اور گودوانے والی پر۔

حدیث ۲۴ صحیح بخاری و مسلم میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی انھوں نے فرمایا کہ اللہ کی لعنت گودنے والیوں اور گودوانے والیوں پر اور بال نوچنے والیوں پر یعنی جو عورت بھوں کے بال نوچ کر ابرو کو خوب صورت بناتی ہے اُس پر لعنت اور خوب صورتی کے لئے دانت ریتنے والیوں پر یعنی جو عورتیں دانتوں کو ریت کر خوب صورت بناتی ہیں اور اللہ کی پیدا کی ہوئی چیز کو بدل ڈالتی ہیں۔ ایک عورت نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ

تعالیٰ عنہ کے پاس حاضر ہو کر یہ کہا کہ مجھے خبر ملی ہے کہ آپ نے فلاں فلاں قسم کی عورتوں پر لعنت کی ہے۔ انھوں نے فرمایا میں کیوں نہ لعنت کروں اُن پر جن پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے لعنت کی اور اُس پر جو کتاب اللہ میں (ملعون) ہے۔ اُس نے کہا میں نے کتاب اللہ پڑھی ہے مجھے تو اُس میں یہ چیز نہیں ملی۔ فرمایا تو نے (غور سے) پڑھا ہوتا تو ضرور اس کو پایا ہوتا کیا تو نے یہ نہیں پڑھا مَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا۔ یعنی رسول جو کچھ تمہیں دیں اُسے لو اور جس چیز سے منع کردیں اُس سے باز آجاؤ۔ اُس عورت نے کہاں ہاں یہ پڑھا ہے۔ عبد اللہ بن مسعود نے فرمایا کہ حضور نے اس سے منع فرمایا ہے ایک روایت میں ہے کہ اس کے بعد اُس عورت نے یہ کہا کہ ان میں کی بعض باتیں تو آپ کی بی بی میں بھی ہیں عبد اللہ بن مسعود نے فرمایا اندر جاکر دیکھو وہ مکان میں گئی پھر آئی۔ تو آپ نے فرمایا کیا دیکھا اُس نے کہا کچھ نہیں دیکھا۔ عبد اللہ نے فرمایا اگر اُس میں یہ بات ہوتی تو میرے ساتھ نہیں رہتی یعنی ایسی عورت میرے گھر میں نہیں رہ سکتی ہے۔

حدیث ۲۵ صحیح بخاری میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نظر بد حق ہے۔ یعنی نظر لگنا صحیح ہے، ایسا ہوتا ہے۔ اور گودنے سے حضور نے منع فرمایا۔

حدیث ۲۶ سنن ابوداؤد میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا بال ملانے والی اور ملوانے والی اور ابرو کے بال نوچنے والی و نوچوانے والی اور گودنے والی اور گودوانے والی پر لعنت ہے جب کہ بیماری سے یہ نہ کیا ہو۔

حدیث ۲۷ ابوداؤد نے روایت کی کہ جس سال معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے زمانہ خلافت میں حج کیا (مدینہ میں آئے) اور منبر پر چڑھ کر بالوں کا گچھا جو سپاہی کے ہاتھ میں تھا لے کر کہا اے اہل مدینہ تمہارے علماء کہاں ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ حضور اس سے منع فرماتے تھے یعنی چوٹی میں بال جوڑنے سے اور حضور یہ فرماتے تھے کہ بنی اسرائیل اُسی وقت ہلاک ہوئے جب اُن کی عورتوں نے یہ کرنا شروع کردیا۔

مسئلہ انسان کے بالوں کی چوٹی بنا کر عورت اپنے بالوں میں گوندھے یہ حرام ہے۔ حدیث میں اس پر لعنت آئی بلکہ اُس پر بھی لعنت جس نے کسی دوسری عورت کے سر میں ایسی چوٹی گوندھی۔ اور اگر وہ بال جس کی چوٹی بنائی گئی خود اُسی عورت کے ہیں جس کے سر میں جوڑی گئی جب بھی ناجائز۔ اور اگر اون یا سیاہ تاگے کی چوٹی بنا کر لگائے تو اس کی ممانعت نہیں۔ سیاہ کپڑے کا مُوباف بنانا جائز ہے۔ اور کلاؤہ میں تو اصلاً حرج نہیں کہ یہ بالکل ممتاز ہوتا ہے۔ اسی طرح گودنے والی اور گودوانے والی اور ریتی سے دانت ریت کر خوبصورت کرنے والی یا دوسری عورت کے دانت ریتنے والی یا موچنے سے ابرو کے بالوں کو نوچ کر خوب صورت بنانے والی اور جس نے دوسری کے بال نوچے ان سب پر حدیث میں لعنت آئی ہے (درمختار)

مسئلہ لڑکیوں کے کان ناک چھیدنا جائز ہے۔ اور بعض لوگ لڑکوں کے بھی کان چھدواتے ہیں اور دُریا پہناتے ہیں یہ ناجائز ہے۔ یعنی کان چھدوانا بھی ناجائز اور اسے زیور پہنانا بھی ناجائز (ردالمحتار)

مسئلہ عورتوں کو ہاتھ پاؤں میں مہندی لگانا جائز ہے کہ یہ زینت کی چیز ہے۔ بلا ضرورت چھوٹے بچوں کے ہاتھ پاؤں میں مہندی لگانا نہ چاہیئے (عالمگیری) لڑکیوں کے ہاتھ پاؤں میں لگا سکتے ہیں جس طرح اُن کو زیور پہنا سکتے ہیں۔

مسئلہ عورتیں اپنی چوٹیوں میں پوت اور چاندی سونے کے دانے لگا سکتی ہیں (عالمگیری)

مسئلہ پتھر کا سُرمہ استعمال کرنے میں حرج نہیں اور سیاہ سُرمہ یا کاجل بقصد زینت مرد کو لگانا مکروہ ہے اور زینت مقصود نہ ہو تو کراہت نہیں (عالمگیری)۔

مسئلہ مکان میں ذی روح کی تصویر لگانا جائز نہیں۔ اور غیر ذی روح کی تصویر سے مکان آراستہ کرنا جائز ہے جیسا کہ طغرے اور کتبوں سے مکان سجانے کا رواج ہے (عالمگیری)

مسئلہ گرمی سے بچنے کے لئے خس یا جوا سے کی ٹٹیاں لگانا جائز ہے۔ اور اگر تکبر کے طور پر ہو تو ناجائز ہے (عالمگیری)

مسئلہ یہ شخص سواری پر ہے اور اس کے ساتھ اور لوگ پیدل چل رہے ہیں اگر محض

اپنی شان دکھانے اور تکبر کے لئے ایسا کرتا ہے تو منع ہے (عالمگیری) اور ضرورت سے ہو تو حرج نہیں مثلاً یہ بوڑھا یا کمزور ہے کہ چل نہ سکے گا۔ یا ساتھ والے کسی طرح اس کے پیدل چلنے کو گوارا ہی نہیں کرتے جیسا کہ بعض مرتبہ علماء و مشائخ کے ساتھ دوسرے لوگ خود پیدل چلتے ہیں اور ان کو پیدل چلنے نہیں دیتے اس میں کراہت نہیں جب کہ اپنے دل کو قابو میں رکھیں اور تکبر نہ آنے دیں اور محض ان لوگوں کی دل جوئی منظور ہو۔

مسئلہ[1] مرد کو داڑھی اور سر وغیرہ کے بالوں میں خضاب لگانا جائز بلکہ مستحب ہے مگر سیاہ خضاب لگانا منع ہے۔ ہاں مجاہد کو سیاہ خضاب بھی جائز ہے کہ دشمن کی نظر میں اس کی وجہ سے ہیبت بیٹھے گی (در مختار)

م/۱
ر د ۵

نام رکھنے کا بیان

اللہ عزوجل فرماتا ہے يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ وَلَا تَلْمِزُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِيْمَانِ وَمَنْ لَّمْ يَتُبْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ (پ ۲۶ ع ۱۴)

---

[1] یہ مسئلہ بہار شریعت حصہ ۱۶ طبع اول آگرہ کے صحت نامہ سے لیا گیا ہے۔ مکتبہ کلیمی کانپور، رضوی کتب خانہ بریلی۔ قادری بکڈپو بریلی، اشاعت الاسلام دہلی کے ایڈیشنوں میں یہ مسئلہ نہ آسکا جیسے کہ ظلم کی مذمت میں حدیث ع۱۲ کا ایک حصہ ان سب میں غائب ہے۔ اسی طرح اور بھی ہے۔ طبع اول اور اس کے صحت نامے کتابت اور تصحیح کا اہتمام ہوتا تو یہ کمی نہ رہ جاتی اب ناشرین کو چاہیے کہ اپنے اپنے ایڈیشنوں کا صحت نامہ شائع کر کے اس طرح کے جملہ نقائص کی تلافی کریں اور جو لوگ ناقص حصہ خرید چکے ہیں انھیں صحت نامہ مفت بھیجیں ۱۲ محمد احمد مصباحی۔

اے ایمان والو ایک گروہ دوسرے گروہ سے تمسخر نہ کرے ہو سکتا ہے کہ یہ اُن سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں عورتوں سے تمسخر کریں ہو سکتا ہے کہ یہ اُن سے بہتر ہوں اور اپنے کو عیب نہ لگاؤ۔ اور برے لقبوں سے نہ پکارو ایمان کے بعد فسوق بُرا نام ہے۔ اور جو توبہ نہ کریں وہ ظالم ہیں۔

حدیث ۱ بیہقی نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اولاد کا والد پر یہ حق ہے کہ اُس کا اچھا نام رکھا اور اچھا ادب سکھائے۔

حدیث ۲ اصحاب سنن اربعہ نے عبداللہ بن جراد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے بھائیوں کو اُن کے اچھے ناموں سے پکارو۔ بُرے القاب سے نہ پکارو۔

حدیث ۳ صحیح مسلم میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے ناموں میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ پیارے نام عبداللہ و عبدالرحمن ہیں۔

حدیث ۴ امام احمد و ابو داؤد نے ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن تم کو تمہارے نام اور تمہارے باپوں کے نام سے بلایا جائے گا لہٰذا اچھے نام رکھو۔

حدیث ۵ ابو داؤد نے ابی وہب جشمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا انبیا علیہم السلام کے نام پر نام رکھو اور اللہ کے نزدیک ناموں میں زیادہ پیارے نام عبداللہ و عبدالرحمن ہیں اور سچے نام حارث و ہمام ہیں۔ اور حرب و مرہ بُرے نام ہیں۔

حدیث ۶ دیلمی نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اچھوں کے نام پر نام رکھو اور اپنی حاجتیں اچھے چہرے والے[1]

[1] یعنی جن کے چہرے عبادتِ الٰہی اور تہجد گزاری کے سبب منور و تابندہ ہوں کما فسرہ اعلیٰحضرۃ الشاہ مولانا الامام احمد رضا

والوں سے طلب کرو۔

حدیث ۷ صحیح بخاری و مسلم میں جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میرے نام پر نام رکھو اور میری کنیت کے ساتھ کنیت نہ کرو کیوں کہ (میری کنیت ابوالقاسم محض اس وجہ نہیں کہ میرے صاحبزادے کا نام قاسم تھا بلکہ) میں قاسم بنایا گیا ہوں کہ تمھارے مابین تقسیم کرتا ہوں۔

حدیث ۸ صحیح بخاری و مسلم میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بازار میں تھے ایک شخص نے ابوالقاسم کہہ کر پکارا حضور اس کی طرف متوجہ ہوئے۔ اُس نے کہا میں نے اس شخص کو پکارا۔ ارشاد فرمایا میرے نام کے ساتھ نام رکھو اور میری کنیت کے ساتھ کنیت نہ کرو۔

حدیث ۹ ابوداؤد نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہتے ہیں میں نے عرض کی یا رسول اللہ اگر حضور کے بعد میرے لڑکا پیدا ہو تو آپ کے نام پر اس کا نام رکھوں اور آپ کی کنیت پر اُس کی کنیت کروں فرمایا ہاں۔

حدیث ۱۰ ابن عساکر ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں جس کے لڑکا پیدا ہوا اور وہ میری محبت اور میرے نام سے برکت حاصل کرنے کے لیے اُس کا نام محمد رکھے وہ اور اُس کا لڑکا دونوں بہشت میں جائیں۔

حدیث ۱۱ حافظ ابو طاہر سلفی نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں روز قیامت دو شخص رب العزت کے حضور کھڑے کیے جائیں گے حکم ہوگا انہیں جنت میں لے جاؤ عرض کریں گے الٰہی ہم کس عمل پر جنت کے قابل ہوئے ہم نے تو جنت کا کوئی کام کیا نہیں فرمائے گا جنت میں جاؤ میں نے حلف کیا ہے کہ جس کا نام احمد یا محمد ہو دوزخ میں نہ جائے گا۔

حدیث ۱۲ ابو نعیم نے حلیہ میں نُبیط بن شریط رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم جس کا نام تمھارے نام پر ہوگا اُسے عذاب نہ دوں گا۔

حدیث ۱۳ ابن سعد طبقات میں عثمان عمری سے مرسلاً راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں تم میں کسی کا کیا نقصان ہے اگر اس کے گھر میں ایک محمد یا دو محمد یا تین محمد ہوں۔

حدیث ۱۴ طبرانی کبیر میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس کے تین بیٹے ہوں اور وہ ان میں سے کسی کا نام محمد نہ رکھے وہ ضرور جاہل ہے۔

حدیث ۱۵ حاکم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب لڑکے کا نام محمد رکھو تو اس کی عزت کرو اور مجلس میں اس کے لئے جگہ کشادہ کرو اور اسے برائی کی طرف نسبت نہ کرو۔

حدیث ۱۶ بزار نے ابو رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب لڑکے کا نام محمد رکھو تو اسے نہ مارو اور نہ محروم کرو۔

حدیث ۱۷ صحیح مسلم میں زینب بنت ابی سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی کہ ان کا نام برّہ تھا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اپنا تزکیہ نہ کرو (یعنی اپنی بڑائی اور تعریف نہ کرو) اللہ کو معلوم ہے کہ تم میں برا اور نیکی والا کون ہے اس کا نام زینب رکھ دو۔

حدیث ۱۸ صحیح مسلم میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی کہتے ہیں جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نام برّہ تھا حضور نے یہ نام بدل کر جویریہ رکھا۔ اور یہ بات حضور کو ناپسند تھی کہ یوں کہا جائے کہ برّہ کے پاس سے چلے گئے۔

حدیث ۱۹ صحیح مسلم میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک لڑکی کا نام عاصیہ تھا حضور نے اس کا نام جمیلہ رکھا۔

حدیث ۲۰ ترمذی نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم برے نام کو بدل دیتے تھے۔

حدیث ۲۱ صحیح بخاری میں سعید بن المسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہتے ہیں میرے دادا نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے حضور نے پوچھا تمہارا

کیا نام ہے۔ انھوں نے کہا حزن۔ فرمایا تم سہل ہو یعنی اپنا نام سہل رکھو کہ اس کے معنی ہیں نرم اور حزن سخت کو کہتے ہیں۔ انھوں نے کہا جو نام میرے باپ نے رکھا ہے اُسے نہیں بدلونگا سعید بن المسیب کہتے ہیں اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہم میں اب تک سختی پائی جاتی ہے۔

تنبیہ نام رکھنے کے متعلق بعض مسائل (بہار شریعت حصہ پانزدہم ۱۵) عقیقہ کے بیان میں ذکر کئے گئے ہیں وہاں سے معلوم کریں بعض باتیں یہاں ذکر کی جاتی ہیں۔

مسئلہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت پیارے نام عبداللہ و عبدالرحمٰن ہیں جیسا کہ حدیث میں وارد ہے ان دونوں میں زیادہ افضل عبداللہ ہے کہ عبودیت کی اضافت علم ذات کی طرف ہے۔ انھیں کے حکم میں وہ اسماء ہیں جن میں عبودیت کی اضافت دیگر اسماء صفاتیہ کی طرف ہو مثلاً عبدالرحیم عبدالملک عبدالخالق وغیرہا حدیث میں جو ان دونوں ناموں کو تمام ناموں میں خدائے تعالیٰ کے نزدیک پیارا فرمایا گیا اس کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص اپنا نام عبد کے ساتھ رکھنا چاہتا ہو تو سب سے بہتر عبداللہ و عبدالرحمٰن ہیں وہ نام نہ رکھے جائیں جو جاہلیت میں رکھے جاتے تھے کہ کسی کا نام عبدشمس اور کسی کا عبدالدار ہوتا لہٰذا یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ یہ دونوں نام محمد و احمد سے بھی افضل ہیں کیوں کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نام پاک محمد و احمد ہیں اور ظاہر یہی ہے کہ یہ دونوں نام خود اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے منتخب فرمائے اگر یہ دونوں نام خدا کے نزدیک بہت پیارے نہ ہوتے تو اپنے محبوب کے لئے پسند نہ فرمایا ہوتا۔ احادیث میں محمد نام رکھنے کے بہت فضائل مذکور ہیں ان میں سے بعض ذکر کی گئیں۔

مسئلہ جس کا نام محمد ہو وہ اپنی کنیت ابوالقاسم رکھ سکتا ہے اور حدیث میں جو ممانعت آئی ہے وہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حیات ظاہری کے ساتھ مخصوص تھی کیوں کہ اگر کسی کی یہ کنیت ہوتی اور اس کے ساتھ پکارا جاتا تو دھوکا لگتا کہ شاید حضور کو پکارا چنانچہ ایک دفعہ ایسا ہی ہوا کہ کسی نے دوسرے کو ابوالقاسم کہہ کر آواز دی حضور نے اُس کی طرف توجہ فرمائی تو اُس نے کہا میں نے حضور کو نہیں ارادہ کیا یعنی نہیں پکارا اُس موقع پر ارشاد فرمایا کہ میرے نام کے ساتھ نام رکھو اور میری کنیت کے ساتھ اپنی کنیت نہ کرو۔ اگر یہ شبہ

کیا جائے کہ نام رکھنے میں بھی اس قسم کا دھوکا ہو سکتا تھا تو اس کا جواب یہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نام پاک کے ساتھ پکارنا قرآن پاک نے منع فرما دیا تھا لَا تَجْعَلُوْا دُعَاءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَاءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا (پ۱۸ ع۱۵) لہٰذا اصحابہ کرام جو حاضر خدمت اقدس ہوا کرتے تھے وہ کبھی نام کے ساتھ پکارتے نہ تھے بلکہ یا رسول اللہ یا نبی اللہ وغیرہ القاب سے ندا کرتے وہ احتمال ہی یہاں پیدا نہ ہوتا کہ محمد کہہ کر کوئی پکارے اور حضور مراد ہوں اعراب وغیرہ ناواقف لوگوں نے اس طرح پکارا تو یہ دوسری بات ہے کیوں کہ وہ ناواقفی میں ہوا اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے صاحب زادہ محمد بن الحنفیہ کا نام محمد اور کنیت ابوالقاسم رکھی اور یہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اجازت سے ہوا لہٰذا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ حدیث منسوخ ہے۔

مسئلہ بعض اسماء الٰہیہ جن کا اطلاق غیر اللہ پر جائز ہے اُن کے ساتھ نام رکھنا جائز ہے جیسے علی رشید کبیر بدیع کیوں کہ بندوں کے ناموں میں وہ معنی مراد نہیں ہیں جن کا ارادہ اللہ تعالیٰ پر اطلاق کرنے میں ہوتا ہے اور ان ناموں میں الف و لام ملا کر بھی نام رکھنا جائز ہے مثلاً العلی الرشید۔ ہاں اس زمانہ میں چوں کہ عوام میں ناموں کی تصغیر کرنے کا بکثرت رواج ہو گیا ہے لہٰذا جہاں ایسا گمان ہو ایسے نام سے بچنا ہی مناسب ہے خصوصاً جب کہ اسماء الٰہیہ کے ساتھ عبد کا لفظ ملا کر نام رکھا گیا مثلاً عبدالرحیم عبدالکریم عبدالعزیز کہ یہاں مضاف الیہ سے مراد اللہ تعالیٰ ہے اور ایسی صورت میں تصغیر اگر قصداً ہوتی تو معاذ اللہ کفر ہوتی کیوں کہ یہ اُس شخص کی تصغیر نہیں بلکہ معبود برحق کی تصغیر ہے مگر عوام اور ناواقفوں کا یہ مقصد یقیناً نہیں ہے اسی لئے وہ حکم نہیں دیا جائے گا بلکہ اُن کو سمجھایا اور بتایا جائے اور ایسے موقع پر ایسے نام ہی نہ رکھے جائیں جہاں یہ احتمال ہو (درمختار ردالمحتار)

مسئلہ ایسا نام رکھنا جس کا ذکر نہ قرآن مجید میں آیا ہو نہ حدیثوں میں ہو نہ مسلمانوں میں ایسا نام مستعمل ہو اس میں علماء کو اختلاف ہے بہتر یہ ہے کہ نہ رکھے (عالمگیری)

مسئلہ مرا ہوا بچہ پیدا ہو تو اُس کا نام رکھنے کی حاجت نہیں بغیر نام رکھے

دفن کر دیں[1] (عالمگیری)

مسئلہ بچہ پیدا ہو کر مر گیا تو دفن سے پہلے اس کا نام رکھا جائے لڑکا ہو تو لڑکوں کا سا اور لڑکی ہو تو لڑکیوں کا سا نام رکھا جائے اور معلوم نہ ہو سکا کہ لڑکی ہے یا لڑکا تو ایسا نام رکھا جائے جو مرد و عورت دونوں کے لئے ہو سکتا ہو (رد المحتار)

مسئلہ بچے کی کنیت ہو سکتی ہے یا نہیں صحیح یہ ہے کہ ہو سکتی ہے حدیث ابی عمیر اس کی دلیل ہے۔

مسئلہ بچے کی کنیت ابو بکر، ابو تراب، ابو الحسن وغیرہ رکھنا جائز ہے ان کنیتوں سے تبرک مقصود ہوتا ہے کہ ان حضرات کی برکت بچے کے شامل حال ہو (رد المحتار)

مسئلہ جو نام برے ہوں ان کو بدل کر اچھا نام رکھنا چاہیئے حدیث میں ہے کہ قیامت کے دن تم اپنے اور اپنے باپوں کے نام سے پکارے جاؤ گے لہٰذا اپنے نام اچھے رکھو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے برے ناموں کو بدل دیا ایک شخص کا نام اصرم تھا اس کو بدل کر زرعہ رکھا اور عاصیہ نام کو بدل کر جمیلہ رکھا۔ یسار، رباح، افلح

---

[1] عالمگیری ج ۴ کتاب الکراہیۃ باب ۲۲ میں ہے: من ولد میتا لا یسمی عند ابی حنیفۃ خلافا لمحمد (جو مردہ پیدا ہو اس کا نام نہیں رکھا جائے گا۔ امام اعظم ابو حنیفہ کے نزدیک بخلاف ان کے شاگرد امام محمد کے رضی اللہ تعالیٰ عنہما)

درمختار میں ہے: یغسل ویصلی علیہ ویرث ویورث ویسمی ان استھل ای وجد منہ مایدل علی حیاتہ وان لم یستھل غسل وسمی عند الثانی وھو الاصح فیفتی بہ علی خلاف ظاھر الروایۃ اکراما لبنی آدم کما فی ملتقی البحار۔ وفی النھر عن الظھیریۃ اذا استبان بعض خلقہ غسل وحشر ھو المختار (باب صلوۃ الجنازۃ ص ۱۲۰ ج المختصر مطبع نولکشور وحیدہ)

بحر الرائق میں ہے: واتفقوا علی ما عدا الغسل والتسمیۃ واختلفوا فیھما فظاھر الروایۃ عدمھما وروی الطحاوی فعلھما (ج ۲ ص ۱۸۸) منحۃ الخالق میں ہے: فی التبیین واختلفوا فی غسلہ وتسمیتہ فذکر الکرخی عن محمد انہ لم یغسل ولم یسم وذکر الطحاوی عن ابی

برکت نام رکھنے سے بھی منع فرمایا۔

مسئلہ عبدالمصطفےٰ عبدالنبی عبدالرسول نام رکھنا جائز ہے کہ اس نسبت کی شرافت مقصود ہے اور عبودیت کے حقیقی معنی یہاں مقصود نہیں ہیں۔ یہ عبد کی اضافت غیراللہ کی طرف یہ قرآن وحدیث سے ثابت ہے۔ ۱

مسئلہ ایسے نام جن میں تزکیہ نفس اور خودستائی نکلتی ہے اُن کو بھی حضور اقدس ۲

← یوسف انہ یغسل ویسمی اھ۔ وفی الخانیۃ والخلاصۃ والفیض والمجموع: وفی تسمیتہ کلام۔ قالہ الشیخ اسمٰعیل (ب. ش بحر ج ۲ ص ۱۸۸)

بحرالرائق اور ردالمحتار میں ظہیریہ کے حوالے سے ہے: والذی یقتضی مذھب اصحابنا أنہ ان استبان بعض خلقہ فانہ یحشر وھو قول الشعبی وابن سیرین ۔ ردالمحتار میں مزید ہے: ووجھہ أن تسمیتہ تقتضی حشرہ اذ لافائدۃ لھا الافی ندائہ فی المحشر باسمہ ۔ وذکر العلقمی فی حدیث سموا أسقاطکم فانھم فرطکم الحدیث فقال الخ (ج اص ۶۵۵)

الغرض ناتمام بچے کا نام رکھنے کے سلسلے میں خود ائمہ سے اختلاف مروی ہے لیکن حدیث میں وارد ہے کہ: "اپنے ناتمام بچوں کا نام رکھو کہ وہ محشر میں تمہارے پیش رو ہوں گے" اور امام ابویوسف کا یہی مذہب غسل کے بارے میں بالتصریح محقق علی الاطلاق نے فتح القدیر (ج ۲ ص ۹۲) میں اسی مذہب کو ترجیح دی ہے اور صاحب درمختار نے اس کا اصح اور مفتی بہ ہونا بیان کیا ہے بلکہ صاحب درمختار تو غسل وتسمیہ دونوں ذکر کرنے کے بعد اصح اور مفتی بہ ہونے کا حکم لگاتے ہیں اور علامہ شامی اس پر کوئی تعرض نہیں کرتے علاوہ ازیں صاحبین غسل اور نام رکھنے کو یکساں قرار دیتے ہیں۔ امام محمد نفی کے قائل ہیں امام ابو یوسف اثبات کے توجب غسل کے بارے میں امام ابو یوسف کا قول راجح ہوا تو تسمیہ میں بھی وہی راجح ہوگا۔ اور جب ناتمام بچہ کے لئے یہ ثابت ہوگا تو تام کے لئے بدرجۂ اولیٰ ثابت ہوگا۔ علامہ شامی قولِ در "غسل وسمی" کے تحت فرماتے ہیں: شمل ماتم خلقہ ولاخلاف فی غسلہ ومالم یتم وفیہ خلاف والمختار انہ یغسل ویلف فی خرقۃ ولایصلی علیہ (ج اص ۵۹۵) بہار شریعت حصہ ۴ میں جو اعلیٰحضرت امام احمد رضا قدس سرہٗ کی تائید یافتہ ہے اور اسے انہوں نے مسائل صحیح رجیحہ محققہ منقحہ پر مشتمل قرار دیا ہے۔ اس میں صدرالشریعہ قدس سرہٗ نے اسی کو اختیار کیا ہے (ج ۱ ص ۹۰ طبع ہشتم آگرہ ص ۱۵۱ ۔ قادری بکڈپو بریلی) ۱۲ محمد نظام الدین مصباحی

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بدل ڈالا برّہ کا نام زینب رکھا اور فرمایا کہ اپنے نفس کا تزکیہ نہ کرو۔ شمس الدین۔ زین الدین۔ محی الدین۔ فخر الدین۔ نصیر الدین۔ سراج الدین۔ نظام الدین قطب الدین وغیرہا اسماء جن کے اندر خود ستائی اور بڑی زبردست تعریف پائی جاتی ہے نہیں رکھنے چاہیئے رہا یہ کہ بزرگانِ دین و ائمہ سابقین کو ان ناموں سے یاد کیا جاتا ہے۔ تو یہ جاننا چاہیئے کہ ان حضرات کے نام یہ نہ تھے بلکہ یہ ان کے القاب ہیں کہ جب وہ حضرات مراتب علیہ اور مناصب جلیلہ پر فائز ہوئے تو مسلمانوں نے اُن کو اس طرح کہا۔ اور یہاں ایک جاہل اور اَن پڑھ جو ابھی پیدا ہوا اور اس نے دین کی ابھی کوئی خدمت نہیں کی اتنے بڑے بڑے الفاظ فخیمہ سے یاد کیا جانے لگا۔ امام محی الدین نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ باوجود اس جلالت شان کے اُن کو اگر محی الدین کہا جاتا تو انکار فرماتے اور کہتے کہ جو مجھے محی الدین نام سے بلائے اُس کو میری طرف سے اجازت نہیں (ردالمحتار)

مسئلہ غلام محمد۔ غلام صدیق۔ غلام فاروق۔ غلام علی۔ غلام حسن۔ غلام حسین وغیرہ اسماء جن میں انبیاء و صحابہ و اولیا کے ناموں کی طرف غلام کو اضافت کرکے نام رکھا جائے یہ جائز ہے۔ اس کے عدم جواز کی کوئی وجہ نہیں۔ بعض وہابیہ کا ان ناموں کو ناجائز بلکہ شرک بتانا اُن کی بدباطنی کی دلیل ہے ایسا بھی سُنا گیا ہے کہ بعض وہابیوں نے غلام علی نام کو بدل کر غلام اللہ نام رکھا یہ اُن کی جہالت ہے کہ جائز نام کو بدل کرنا جائز نام رکھا۔ غلام کی اضافت اللہ تعالیٰ کی طرف کرنا اور کسی کو غلام اللہ کہنا ناجائز ہے۔ کیوں کہ غلام کے حقیقی معنی پسر اور لڑکا ہیں۔ اللہ عزوجل اس سے پاک ہے کہ اُس کے لیے کوئی لڑکا ہو۔ علامہ عبدالغنی نابلسی قدس سرہ نے حدیقہ ندیہ میں فرمایا یقال عبداللہ و امۃ اللہ و لا یقال غلام اللہ و جاریۃ اللہ۔

مسئلہ محمد بخش، احمد بخش، نبی بخش، پیر بخش، علی بخش، حسین بخش اور اسی قسم کے دوسرے نام جن میں کسی نبی یا ولی کے نام کے ساتھ بخش کا لفظ لاکر نام رکھا گیا ہو جائز ہے۔

مسئلہ غفور الدین، غفور اللہ نام رکھنا ناجائز ہے کیوں کہ غفور کے معنی ہیں مٹانے والا اللہ تعالیٰ غفور ہے کہ وہ بندوں کے گناہ مٹا دیتا ہے لہٰذا غفور الدین کے معنے ہوئے دین کا

شانے والا۔

مسئلہ طٰہٰ یٰسٓ نام بھی نہ رکھے جائیں کہ یہ مقطعات قرآنیہ سے ہیں جن کے معنی معلوم نہیں ظاہر یہ ہے کہ یہ اسمائے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ہیں اور بعض علمائے اسمائے الٰہیہ سے کہا۔ بہرحال جب معنی معلوم نہیں تو ہو سکتا ہے کہ اس کے ایسے معنی ہوں جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہوں اور ان ناموں کے ساتھ محمد لا کر محمد طٰہٰ محمد یٰسٓ کہنا بھی ممانعت کو دفع نہ کرے گا۔

مسئلہ محمد نبی، احمد نبی، محمد رسول، احمد رسول، نبی الزمان نام رکھنا بھی ناجائز ہے بلکہ بعض کا نام نبی اللہ بھی سنا گیا ہے۔ غیر نبی کو نبی کہنا ہرگز ہرگز جائز نہیں ہو سکتا۔

تنبیہ اگر کوئی یہ کہے کہ ناموں میں اصلی معنی کا لحاظ نہیں ہوتا بلکہ یہاں تو یہ شخص مراد ہے اس کا جواب یہ ہے کہ اگر ایسا ہوتا تو شیطان ابلیس وغیرہ اس قسم کے ناموں سے لوگ گریز نہ کرتے اور ناموں میں اچھے اور برے ناموں کی دو قسمیں نہ ہوتیں اور حدیث میں نہ فرمایا جاتا کہ اچھے نام رکھو نیز حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے برے ناموں کو بدلا نہ ہوتا کہ جب اس اصلی معنی کا بالکل لحاظ نہیں تو بدلنے کی کیا وجہ۔

مسابقت کا بیان

حدیث ۱ صحیح بخاری میں سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہتے ہیں کچھ لوگ پیدل تیر اندازی کر رہے تھے یعنی مسابقت کے طور پر۔ ان کے پاس رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا اے بنی اسمٰعیل (یعنی اہل عرب کیوں کہ عرب والے حضرت اسمٰعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اولاد ہیں) تیر اندازی کرو کیوں کہ تمہارے باپ یعنی اسمٰعیل علیہ السلام تیر انداز تھے اور دونوں فریقوں میں سے ایک کے متعلق فرمایا کہ میں بنی فلاں کے ساتھ ہوں۔ دوسرے فریق نے ہاتھ روک لیا حضور نے فرمایا کیوں تم لوگوں نے ہاتھ روکا انہوں نے کہا جب حضور بنی فلاں یعنی ہمارے فریق مقابل کے ساتھ ہو گئے تو اب ہم کیوں کر

تیر چلائیں یعنی اب ہمارے جیتنے کی صورت باقی نہیں رہی۔ ارشاد فرمایا تم تیر چلاؤ میں تم سب کے ساتھ ہوں۔

حدیث ۲ صحیح بخاری و مسلم میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مضمر[1] گھوڑوں میں حفیا سے دوڑ کرائی اور اس کی انتہائی مسافت ثنیۃ الوداع تھی اور دونوں کے مابین چھ میل مسافت تھی اور جو گھوڑے مضمر نہ تھے ان کی دوڑ ثنیہ سے مسجد بنی زریق تک ہوئی ان دونوں میں ایک میل کا فاصلہ تھا۔

حدیث ۳ ترمذی و ابوداؤد و نسائی نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا مسابقت نہیں مگر تیر اور اونٹ اور گھوڑے میں۔

حدیث ۴ شرح سنہ میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا دو گھوڑوں میں ایک اور گھوڑا شامل کر لیا اور معلوم ہے کہ یہ پیچھے رہ جائے گا تو اس میں خیر نہیں اور اگر اندیشہ ہے کہ یہ آگے جا سکتا ہے تو مضائقہ نہیں یعنی پہلی صورت میں ناجائز ہے اور دوسری صورت میں جائز۔

حدیث ۵ ابوداؤد نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا دو گھوڑوں میں ایک اور گھوڑا شامل کیا اور اس کے پیچھے ہو جانے کا علم نہیں ہے تو قمار (جوا) نہیں اور معلوم ہے کہ پیچھے رہ جائے گا تو جوا ہے۔

حدیث ۶ ابوداؤد و نسائی نے عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جلب و جنب نہیں ہیں یعنی گھوڑ دوڑ میں یہ جائز نہیں کہ کوئی دوسرا شخص اس کے گھوڑے کو ڈانٹے اور مارے کہ یہ تیز دوڑنے لگے اور نہ یہ کہ سوار اپنے ساتھ کوتل گھوڑا رکھے کہ جب پہلا گھوڑا تھک جائے تو دوسرے پر

---

[1] مضمر گھوڑے وہ کہلاتے ہیں جن کو خوب کھلا کر فربہ کر لیا جائے اس کے بعد خوراک کم کریں اور ایک مکان میں بند کر دیں اور ان کو جھول اڑھا دیں کہ خوب پسینہ آئے اور بادی گوشت چھٹ کر دبلے ہو جائیں ایسے گھوڑے بہت تیز رفتار ہوتے ہیں ۱۲ منہ [2] یہ ایک جگہ کا نام ہے جو مدینہ طیبہ سے چند میل فاصلہ پر ہے ۱۲ منہ

سوار ہو جائے۔

حدیث ۷ ابوداؤد نے عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہمراہ یہ سفر میں تھیں کہتی ہیں میں نے حضور سے پیدل مسابقت کی اور میں آگے ہو گئی پھر جب میرے جسم میں گوشت زیادہ ہو گیا یعنی پہلے سے کچھ موٹی ہو گئی میں نے حضور کے ساتھ دوڑ کی اس مرتبہ حضور آگے ہو گئے اور یہ فرمایا کہ یہ اس کا بدلہ ہو گیا۔

مسائل فقہیہ مسابقت کا مطلب یہ ہے کہ چند شخص آپس میں یہ طے کریں کہ کون آگے بڑھ جاتا ہے جو سبقت لے جائے اُس کو یہ دیا جائے گا۔ یہ مسابقت صرف تیر اندازی میں ہو سکتی ہے یا گھوڑے گدھے خچر میں۔ جس طرح گھوڑ دوڑ میں ہوا کرتا ہے کہ چند گھوڑے ایک ساتھ بھگائے جاتے ہیں جو آگے نکل جاتا ہے اُس کو ایک رقم یا کوئی چیز دی جاتی ہے۔ اونٹ اور آدمیوں کی دوڑ بھی جائز ہے کیوں کہ اونٹ بھی اسباب جہاد میں ہے یعنی یہ جہاد کے لئے کار آمد چیز ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ان دوڑوں سے مقصود جہاد کی تیاری ہے۔ لہو و لعب مقصود نہیں۔ اگر محض کھیل کے لئے ایسا کرتا ہے تو مکروہ ہے اسی طرح اگر فخر اور اپنی بڑائی مقصود ہو یا اپنی شجاعت و بہادری کا اظہار مقصود ہو تو یہ بھی مکروہ ہے (درمختار ردالمحتار)

مسئلہ سبقت لے جانے والے کے لئے کوئی چیز مشروط نہ ہو تو ان مذکورہ اشیا کے ساتھ اس کا جواز خاص نہیں بلکہ ہر چیز میں مسابقت ہو سکتی ہے (درمختار)

مسئلہ سابق کے لئے جو کچھ ملنا طے پایا ہے وہ اُس کے لئے حلال و طیب ہے مگر وہ اُس کا مستحق نہیں۔ یعنی اگر دوسرا اُس کو نہ دے تو قاضی کے یہاں دعویٰ کر کے جبراً وصول نہیں کر سکتا (عالمگیری)

مسئلہ مسابقت جائز ہونے کے لئے شرط یہ ہے کہ صرف ایک جانب سے مال شرط ہو یعنی دونوں میں سے ایک نے کہا کہ اگر تم آگے نکل گئے تو تم کو مثلاً سو روپے دوں گا اور میں آگے نکل گیا تو تم سے کچھ نہیں لوں گا۔ دوسری صورت جواز کی یہ ہے کہ شخص ثالث نے ان دونوں سے یہ کہا کہ تم میں جو آگے نکل جائے گا اُس کو اتنا دوں گا

جیسا کہ اکثر حکومت کی جانب سے دوڑ ہوتی ہے اور اُس میں آگے نکل جانے والے کے لئے انعام مقرر ہوتا ہے ان لوگوں میں باہم کچھ لینا دینا طے نہیں ہوتا ہے (درمختار وغیرہ)

مسئلہ اگر دونوں جانب سے مال کی شرط ہو مثلاً تم آگے ہوگئے تو میں اتنا دوں گا اور میں آگے ہو گیا تو میں اتنا لوں گا یہ صورت جوا اور حرام ہے۔ ہاں اگر دونوں نے اپنے ساتھ ایک تیسرے شخص کو شامل کر لیا جس کو محلل کہتے ہیں اور ٹھہرا یہ کہ اگر یہ آگے نکل گیا تو رقم مذکور یہ لے گا اور پیچھے رہ گیا تو یہ دے گا کچھ نہیں اس صورت میں دونوں جانب سے مال کی شرط جائز ہے (عالمگیری درمختار)

مسئلہ محلل کے لئے یہ ضرور ہے کہ اُس کا گھوڑا بھی انھیں دونوں جیسا ہو یعنی ہو سکتا ہے کہ اُس کا گھوڑا آگے نکل جائے یا پیچھے رہ جائے دونوں باتوں میں سے ایک کا یقین نہ ہو۔ اور اگر اُس کا گھوڑا ان جیسا نہ ہو معلوم ہو کہ وہ پیچھے ہی رہ جائے گا یا معلوم ہو کہ یقیناً آگے نکل جائے گا تو اُس کے شامل کرنے سے شرط جائز نہ ہوگی (درمختار)

مسئلہ محلل یعنی شخص ثالث کا گھوڑا اگر دونوں سے آگے نکل گیا تو دونوں نے جو کچھ دینے کو کہا تھا یہ محلل دونوں سے لے گا اور اگر دونوں سے پیچھے رہ گیا تو یہ اُن دونوں کو کچھ نہیں دے گا بلکہ اُن دونوں میں جو آگے ہو گیا وہ دوسرے سے وہ لے گا جس کا دینا شرط ٹھہرا ہے۔ اس کی صورت یہ ہے کہ دو شخصوں نے پان پانسو کی بازی لگائی اور محلل کو شامل کر لیا اگر محلل آگے ہو گیا تو دونوں سے پان پانسو یعنی ایک ہزار لے گا اور اگر محلل آگے نہ ہوا تو ان دونوں کو وہ کچھ نہ دے گا بلکہ ان دونوں میں جو آگے ہو گا وہ دوسرے سے پان سو لے گا اور اگر دونوں کے گھوڑے ایک ساتھ پہنچے تو ان دونوں میں کوئی بھی دوسرے کو کچھ نہ دے گا نہ محلل سے کچھ لے گا اور اگر ان دونوں میں ایک کا گھوڑا اور محلل کا گھوڑا دونوں ایک ساتھ پہنچے تو محلل اس سے کچھ نہیں لے سکتا بلکہ اُس سے لے گا جس کا گھوڑا پیچھے رہ گیا اور دوسرا بھی اُسی پیچھے رہ جانے والے سے لے گا (درمختار ردالمحتار)

مسئلہ مسابقت میں شرط یہ ہے کہ مسافت اتنی ہو جس کو گھوڑے طے کر سکتے ہوں اور جتنے گھوڑے لئے جائیں وہ سب ایسے ہوں جن میں یہ احتمال ہو کہ آگے نکل جائیں گے

اسی طرح تیر اندازی اور آدمیوں کی دوڑ میں بھی یہی شرطیں ہیں (ردالمحتار)

مسئلہ اونٹوں کی دوڑ میں آگے ہونے کا مطلب یہ ہے کہ شانہ آگے ہو جائے گردن کا اعتبار نہیں اور گھوڑوں کی دوڑ میں جس کی گردن آگے ہو جائے وہ آگے ہونے والا مانا جائے گا (ردالمحتار) مگر اس زمانہ کا رواج یہ ہے کہ گھوڑوں میں کنوتی کا اعتبار کیا جاتا ہے اور کنوتی بھی جب ہی آگے ہوگی کہ گردن آگے ہو جائے۔

مسئلہ طلبہ نے کسی مسئلہ کے متعلق شرط لگائی کہ جس کی بات صحیح ہوگی اُس کو یہ دیا جائے گا اس میں بھی وہ ساری تفصیل ہے جو سابقت میں مذکور ہوئی یعنی اگر ایک طرف سے شرط ہو تو جائز ہے دونوں طرف سے ہو تو ناجائز۔ مثلاً ایک طالب علم نے دوسرے سے کہا چلو استاذ سے چل کر پوچھیں اگر تمہاری بات صحیح ہو تو میں تم کو یہ دوں گا اور میری صحیح ہوئی تو تم سے کچھ نہیں لوں گا کہ یہ ایک جانب سے شرط ہوئی یا ایک نے دوسرے سے کہا آؤ میں اور تم مسائل میں گفتگو کریں اگر تمہاری بات صحیح ہوگی تو یہ دوں گا اور میری صحیح ہوئی تو کچھ نہ لوں گا یہ جائز ہے (عالمگیری)

مسئلہ طلبہ میں یہ ٹھہرا کہ جو پہلے آئے گا اس کا سبق پہلے ہوگا۔ اس صورت میں جو درس گاہ میں پہلے آیا اُس کا حق مقدم ہے۔ اور اگر ہر ایک پہلے آنے کا مدعی ہے تو جو گواہوں سے پہلے آنا ثابت کردے وہ مقدم ہے۔ اور اگر گواہ نہ ہوں تو قرعہ ڈالا جائے جس کا نام پہلے نکلے وہ مقدم ہے (خانیہ)

کسبؔ کا بیان

اتنا کمانا فرض ہے جو اپنے لئے اور اہل و عیال کے لئے اور جن کا نفقہ اس کے ذمہ واجب ہے اُن کے نفقہ کے لئے اور ادائے دین کے لئے کفایت کر سکے۔ اس کے

سلہ کسب حلال کی خوبیاں (بہار شریعت) حصہ یازدہم میں احادیث سے مذکور ہو چکی ہیں ۱۲

بعد اُسے اختیار ہے کہ اتنے ہی پر بس کرے یا اپنے اور اہل و عیال کے لئے کچھ پس انداز رکھنے کی بھی سعی و کوشش کرے۔ ماں باپ محتاج و تنگ دست ہوں تو فرض ہے کہ کما کر انھیں بقدر کفایت دے (عالمگیری)

مسئلہ قدر کفایت سے زائد اس لئے کماتا ہے کہ فقراء و مساکین کی خبر گیری کر سکے گا یا اپنے قریبی رشتہ داروں کی مدد کرے گا یہ مستحب ہے۔ اور یہ نفل عبادت سے افضل ہے اور اگر اس لئے کماتا ہے کہ مال و دولت زیادہ ہونے سے میری عزت و وقار میں اضافہ ہوگا فخر و تکبر مقصود نہ ہو تو یہ مباح ہے اور اگر محض مال کی کثرت یا تفاخر مقصود ہے تو منع ہے (عالمگیری)

مسئلہ جو لوگ مساجد اور خانقاہوں میں بیٹھ جاتے ہیں اور بسر اوقات کے لئے کچھ کام نہیں کرتے اور اپنے کو متوکل بتاتے ہیں حالاں کہ اُن کی نگاہیں اس کی منتظر رہتی ہیں کہ کوئی ہمیں کچھ دے جائے وہ متوکل نہیں۔ اس سے اچھا یہ تھا کہ کچھ کام کرتے اُس سے بسر اوقات کرتے (عالمگیری) اسی طرح آج کل بہت سے لوگوں نے پیری مریدی کو پیشہ بنا لیا ہے۔ سالانہ مریدوں میں دورہ کرتے ہیں اور مریدوں سے طرح طرح سے رقمیں کھسوٹتے ہیں جس کو نذرانہ وغیرہ ناموں سے موسوم کرتے ہیں اور ان میں بہت سے ایسے بھی ہیں جو جھوٹ اور فریب سے بھی کام لیتے ہیں یہ ناجائز ہے۔

مسئلہ سب سے افضل کسب جہاد ہے یعنی جہاد میں جو مال غنیمت حاصل ہوا۔ مگر یہ ضرور ہے کہ اس نے مال کے لئے جہاد نہ کیا ہو بلکہ اعلائے کلمۃ اللہ مقصود اصلی ہو۔ جہاد کے بعد تجارت پھر زراعت پھر صنعت و حرفت کا مرتبہ ہے (عالمگیری)

مسئلہ چرخہ کاتنا عورتوں کا کام ہے مرد کو چرخہ کاتنا مکروہ ہے (ردالمحتار)

مسئلہ جس کے پاس اُس دن کے کھانے کے لئے موجود ہو اُسے سوال کرنا حرام ہے سائلوں اور گداگروں نے اس طرح پر جو مال حاصل کیا اور جمع کیا وہ خبیث مال ہے (عالمگیری)

مسئلہ جو شخص علم دین و قرآن پڑھ کر کسب چھوڑ دیتا ہے وہ اپنے دین کو کھاتا ہے (عالمگیری) یعنی عالم یا قاری ہو کر بیٹھ گیا اور کمانا چھوڑ دیا یہ خیال کئے ہوئے ہے کہ لوگ مجھے عالم یا قاری سمجھ کر خود ہی کھانے کو دیں گے کمانے کی کیا ضرورت ہے یہ ناجائز ہے۔ رہا یہ

امر کہ قرآن مجید و علم دین کی تعلیم پر اُجرت لینا اور اُس کے پڑھانے کی نوکری کرنا اس کو فقہائے متاخرین نے جائز بتایا ہے جس کو ہم (بہار شریعت حصہ ۱۴) اجارہ کے بیان میں ذکر کر چکے ہیں یہ دین فروشی میں داخل نہیں۔

مسئلہ جس شخص نے حرام طریقے سے مال جمع کیا اور مر گیا ورثہ کو اگر معلوم ہو کہ فلاں فلاں کے یہ اموال ہیں تو اُن کو واپس کر دیں اور معلوم نہ ہو تو صدقہ کر دیں (عالمگیری)

مسئلہ اگر مال میں شبہ ہو تو ایسے مال کو اپنے قریبی رشتہ دار پر صدقہ کر سکتا ہے یہاں تک کہ اپنے باپ یا بیٹے کو دے سکتا ہے اس صورت میں یہ ضرور نہیں کہ اجنبی ہی کو دے (عالمگیری)

امرُ بالمعروف و نہی عن المنکر کا بیان

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ۗ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝

اور تم میں ایک ایسا گروہ ہونا چاہیئے کہ بھلائی کی طرف بلائے اور اچھی بات کا حکم دے اور بری بات سے منع کرے اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔

اور فرماتا ہے: كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ (پ۴ ع۳)

تم بہتر ہو اُن سب اُمتوں میں جو لوگوں میں ظاہر ہوئیں بھلائی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے منع کرتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔

اور قرآن میں ہے: يٰبُنَيَّ اَقِمِ الصَّلٰوةَ وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاصْبِرْ عَلٰى مَآ اَصَابَكَ ۭ اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ (پ۲۱ ع۱۱)

(لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا) اے میرے بیٹے نماز قائم رکھ اور اچھی بات کا حکم دے اور بری بات سے منع کر اور جو افتاد تجھ پر پڑے اس پر صبر کر

بے شک یہ ہمت کے کام ہیں۔

حدیث ۱ تم میں جو شخص بری بات دیکھے اُسے اپنے ہاتھ سے بدل دے اور اگر اس کی استطاعت نہ ہو تو زبان سے بدلے اور اس کی بھی استطاعت نہ ہو تو دل سے یعنی اُسے دل سے بُرا جانے اور یہ کم زور ایمان والا ہے (مسلم)

حدیث ۲ حدود اللہ میں مداہنت کرنے والا (یعنی خلاف شرع چیز دیکھے اور باوجود قدرت منع نہ کرے اس کی) اور حدود اللہ میں واقع ہونے والے کی مثال یہ ہے کہ ایک قوم نے جہاز کے بارے میں قرعہ ڈالا بعض اوپر کے حصہ میں رہے بعض نیچے کے حصے میں نیچے والے پانی لینے اوپر جاتے اور پانی لے کر اُن کے پاس سے گزرتے اُن کو تکلیف ہوتی (انہوں نے اس کی شکایت کی) نیچے والے نے کلہاڑی لے کر نیچے کا تختہ کاٹنا شروع کیا اوپر والوں نے دیکھا تو پوچھا کیا بات ہے کہ تختہ توڑ رہے ہو اُس نے کہا میں پانی لینے جاتا ہوں تو تم کو تکلیف ہوتی ہے اور پانی لینا مجھے ضروری ہے (لہٰذا میں تختہ توڑ کر یہیں سے پانی لے لوں گا اور تم لوگوں کو تکلیف نہ دوں گا) پس اس صورت میں اگر اوپر والوں نے اُس کا ہاتھ پکڑ لیا اور کھودنے سے روک دیا تو اُسے بھی نجات دیں گے اور اپنے کو بھی۔ اور اگر چھوڑ دیا تو اُسے بھی ہلاک کیا اور اپنے کو بھی (بخاری)

حدیث ۳ قسم ہے اُس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے یا تو اچھی بات کا حکم کروگے اور بُری بات سے منع کروگے یا اللہ تعالیٰ تم پر جلد اپنا عذاب بھیجے گا پھر دعا کروگے اور تمہاری دعا قبول نہ ہوگی (ترمذی)

حدیث ۴ جب زمین میں گناہ کیا جائے تو جو وہاں موجود ہے مگر اُسے بُرا جانتا ہے وہ اس کی مثل ہے جو وہاں نہیں ہے اور جو وہاں نہیں ہے مگر اس پر راضی ہے وہ اس کی مثل ہے جو وہاں حاضر ہے (ابوداؤد)

حدیث ۵ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اے لوگو تم اس آیت کو پڑھتے ہو یَآ اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا عَلَیْکُمْ اَنْفُسَکُمْ لَا یَضُرُّکُمْ مَّنْ ضَلَّ اِذَا اھْتَدَیْتُمْ (پ۷ع۴) اے ایمان والو اپنے نفس کو لازم پکڑلو گمراہ تم کو ضرر نہ

پہنچائے گا جب کہ تم خود ہدایت پر ہو (یعنی تم اس آیت سے یہ سمجھتے ہو گے کہ جب ہم خود ہدایت پر ہیں تو گمراہ کی گمراہی ہمارے لئے مضر نہیں ہم کو منع کرنے کی ضرورت نہیں) میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ لوگ اگر بری بات دیکھیں اور اُس کو نہ بدلیں تو قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ اُن پر ایسا عذاب بھیجے گا جو سب کو گھیرے گا (ابن ماجہ ترمذی)

حدیث ۶ جس قوم میں گناہ ہوتے ہوں اور وہ لوگ بدلنے پر قادر ہوں پھر نہ بدلیں تو قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ سب پر عذاب بھیجے (ابوداؤد)

حدیث ۷ اچھی بات کا حکم کرو اور بُری بات سے منع کرو یہاں تک کہ جب تم یہ دیکھو کہ بخل کی اطاعت کی جاتی ہے اور خواہش نفسانی کی پیروی کی جاتی ہے اور دنیا کو دین پر ترجیح دی جاتی ہے اور ہر شخص اپنی رائے پر گھمنڈ کرتا ہے اور ایسا امر دیکھو کہ تمھیں اُس سے چارہ نہ ہو تو اپنے نفس کو لازم کر لو یعنی خود کو بُری چیز دل سے بچاؤ اور عوام کے معاملہ کو چھوڑ دو (یعنی ایسے وقت میں امر بالمعروف و نہی عن المنکر ضروری نہیں) تمھارے آگے صبر کے دن آئیں گے جن میں صبر کرنا ایسا ہے جیسے مٹھی میں انگارا لینا عمل کرنے والے کے لئے اُس زمانہ میں پچاس عمل کرنے والوں کا اجر ہے۔ لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ اُن میں سے پچاس کا اجر اُس ایک کو ملے گا۔ فرمایا کہ تم میں سے پچاس کی برابر اجر ملے گا (ترمذی ابن ماجہ) پانچویں حدیث میں جو آیت ذکر کی گئی وہ اسی موقع اور وقت کے لئے ہے۔

حدیث ۸ لوگوں کی ہیبت حق بولنے سے نہ روکے جب معلوم ہو تو کہہ دے (ترمذی)

حدیث ۹ چند مخصوص لوگوں کے عمل کی وجہ سے اللہ تعالیٰ سب لوگوں کو عذاب نہیں کرے گا مگر جب کہ وہاں بُری بات کی جائے اور وہ لوگ منع کرنے پر قادر ہوں اور منع نہ کریں تو اب عام و خاص سب کو عذاب ہوگا (شرح سنہ)

حدیث ۱۰ بنی اسرائیل نے جب گناہ کئے اُن کے علماء نے منع کیا مگر وہ باز نہ آئے۔ پھر علماء اُن کی مجلسوں میں بیٹھنے لگے اور اُن کے ساتھ کھانے پینے لگے خدا نے علماء کے دل بھی انھیں جیسے کر دیئے اور داؤد و عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کی زبان سے اُن سب پر لعنت کی یہ اس وجہ سے کہ انھوں نے نافرمانی کی اور حد سے تجاوز کرتے تھے

اس کے بعد حضور نے فرمایا خدا کی قسم تم یا تو اچھی بات کا حکم کرو گے اور بُری بات سے روکو گے اور ظالم کے ہاتھ پکڑ لو گے اور اُن کو حق پر روکو گے اور حق پر ٹھہراؤ گے یا اللہ تعالیٰ تم سب کے دل ایک طرح کے کر دے گا پھر تم سب پر لعنت کر دے گا جس طرح اُن سب پر لعنت کی (ابوداؤد)

حدیث ۱۱ میں نے شب معراج میں دیکھا کہ کچھ لوگوں کے ہونٹ آگ کی قینچیوں سے کاٹے جاتے ہیں میں نے پوچھا جبرئیل یہ کون لوگ ہیں۔ کہا یہ آپ کی امت کے واعظ ہیں جو لوگوں کو اچھی بات کا حکم کرتے تھے اور اپنے کو بھولے ہوئے تھے (شرح سنہ)

حدیث ۱۲ بادشاہ ظالم کے پاس حق بات بولنا افضل جہاد ہے (ابن ماجہ)

حدیث ۱۳ میرے بعد میں امراء ہوں گے جن کی بعض باتیں اچھی ہوں گی اور بعض بُری۔ جس نے بُری بات سے کراہت کی وہ بَری ہے اور جس نے انکار کیا وہ سلامت رہا لیکن جو راضی ہوا اور پیروی کی وہ ہلاک ہوا (مسلم ابوداؤد)

حدیث ۱۴ مجھ سے پہلے جس نبی کو خدا نے کسی اُمت میں مبعوث کیا اس کے لئے امت سے حواریین اور اصحاب ہوئے جو نبی کی سنت لیتے اور اس کے حکم کی پیروی کرتے پھر ان کے بعد ناخلف لوگ پیدا ہوئے کہ کہتے وہ جو کرتے نہیں۔ اور کرتے وہ جس کا دوسروں کو حکم نہ دیتے۔ جس نے ہاتھ کے ساتھ اُن سے جہاد کیا وہ مومن ہے۔ اور جس نے زبان سے جہاد کیا وہ مومن ہے۔ اور جس نے دل سے جہاد کیا وہ مومن ہے اور اس کے بعد رائی کے دانہ برابر ایمان نہیں (مسلم)

مسائل فقہیہ امر بالمعروف یہ ہے کہ کسی کو اچھی بات کا حکم دینا مثلاً کسی سے نماز پڑھنے کو کہنا اور نہی عن المنکر کا مطلب یہ ہے کہ بُری باتوں سے منع کرنا یہ دونوں چیزیں فرض ہیں قرآن مجید میں ارشاد فرمایا كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ احادیث میں ان کی بہت تاکید آئی اور اس کے خلاف کرنے کی مذمت فرمائی۔

مسئلہ معصیت کا ارادہ کیا مگر اس کو کیا نہیں تو گناہ نہیں بلکہ اس میں بھی ایک قسم کا ثواب ہے جبکہ یہ سمجھ کر باز رہا کہ یہ گناہ کا کام ہے نہیں کرنا چاہیئے۔ احادیث

سے ایسا ہی ثابت ہے اور اگر گناہ کے کام کا بالکل پکا ارادہ کر لیا جس کو عزم کہتے ہیں تو یہ بھی ایک گناہ ہے اگرچہ جس گناہ کا عزم کیا تھا اُسے نہ کیا ہو (عالمگیری)

مسئلہ کسی کو گناہ کرتے دیکھے تو نہایت متانت اور نرمی کے ساتھ اُسے منع کرے اور اُسے اچھی طرح سمجھائے۔ پھر اگر اس طریقہ سے کام نہ چلا وہ شخص باز نہ آیا تو اب سختی سے پیش آئے۔ اُس کو سخت الفاظ کہے مگر گالی نہ دے نہ فحش لفظ زبان سے نکالے۔ اور اس سے بھی کام نہ چلے تو جو شخص ہاتھ سے کچھ کر سکتا ہے کرے مثلاً وہ شراب پیتا ہے تو شراب بہا دے برتن توڑ پھوڑ ڈالے۔ گاتا بجاتا ہے تو باجے توڑ ڈالے (عالمگیری)

مسئلہ امر بالمعروف کی کئی صورتیں ہیں۔

(۱) اگر غالب گمان یہ ہے کہ یہ اُن سے کہے گا تو وہ اس کی بات مان لیں گے اور بُری بات سے باز آ جائیں گے تو امر بالمعروف واجب ہے اس کو باز رہنا جائز نہیں۔

(۲) اور اگر گمان غالب یہ ہے کہ وہ طرح طرح کی تہمت باندھیں گے اور گالیاں دیں گے تو ترک کرنا افضل ہے۔

(۳) اور اگر یہ معلوم ہے کہ وہ اسے ماریں گے اور یہ صبر نہ کر سکے گا یا اس کی وجہ سے فتنہ و فساد پیدا ہو گا آپس میں لڑائی ٹھن جائے گی جب بھی چھوڑنا افضل ہے۔

(۴) اور اگر معلوم ہو کہ وہ اگر اسے ماریں گے تو صبر کرے گا تو اُن لوگوں کو بُرے کام سے منع کرے اور یہ شخص مجاہد ہے۔

(۵) اور اگر معلوم ہے کہ وہ مانیں گے نہیں مگر نہ ماریں گے اور نہ گالیاں دیں گے تو اسے اختیار ہے اور افضل یہ ہے کہ امر کرے (عالمگیری)

مسئلہ اگر اندیشہ ہے کہ ان لوگوں کو امر بالمعروف کرے گا تو قتل کر ڈالیں گے اور یہ جانتے ہوئے اس نے کیا اور ان لوگوں نے مار ہی ڈالا تو یہ شہید ہوا (عالمگیری)

مسئلہ امرا کے ذمہ امر بالمعروف ہاتھ سے ہے کہ اپنی قوت و سطوت سے اُس کام

کو روک دیں۔ اور علماء کے ذمہ زبان سے ہے کہ اچھی بات کرنے کو اور بری بات سے باز رہنے کو زبان سے کہہ دیں اور عوام الناس کے ذمہ دل سے بُرا جاننا ہے (عالمگیری) اس کا مقصد وہی ہے جو حدیث میں فرمایا کہ جو بُری بات دیکھے اُسے چاہیئے کہ اپنے ہاتھ سے بدل دے اور اگر ہاتھ سے بدلنے پر قادر نہ ہو تو زبان سے بدل دے یعنی زبان سے اُس کا بُرا ہونا ظاہر کر دے اور منع کر دے اور اس کی بھی استطاعت نہ ہو تو دل سے برا جانے اور یہ ایمان کا سب سے کمزور مرتبہ ہے۔ یہاں عوام سے مراد وہ لوگ ہیں کہ اُن میں نہ ہاتھ سے روکنے کی ہمت ہے اور نہ زبان سے منع کرنے کی جرأت۔ قوم کے چودھری اور زمیندار وغیرہ بہت سے عوام ایسی حیثیت رکھتے ہیں کہ ہاتھ سے روک سکتے ہیں اُن پر لازم ہے کہ روکیں ایسوں کے لئے فقط دل سے بُرا جاننا کافی نہیں۔

۶) **مسئلہ** امر بالمعروف کے لئے پانچ چیزوں کی ضرورت ہے۔ اوّل[1] علم کہ جسے علم نہ ہو اس کام کو اچھی طرح انجام نہیں دے سکتا۔ دوم اس سے مقصود رضائے الٰہی اور اعلاء کلمۃ اللہ ہو۔ سوم جس کو حکم دیتا ہے اُس کے ساتھ شفقت و مہربانی کرے نرمی کے ساتھ کہے۔ چہارم امر کرنے والا صابر اور بردبار ہو۔ پنجم[2] یہ شخص خود اس بات پر عامل ہو ورنہ قرآن کے اس حکم کا مصداق بن جائے گا کیوں کہتے ہو وہ جس کو تم خود نہیں کرتے اللہ کے نزدیک ناخوشی کی بات ہے یہ کہ ایسی بات کہو جس کو خود نہ کرو۔ اور یہ بھی قرآن مجید میں فرمایا کہ کیا لوگوں کو تم اچھی بات کا حکم کرتے ہو اور خود اپنے کو بھولے رہتے ہو (عالمگیری)

۷) **مسئلہ** عامی شخص کو یہ نہ چاہیئے کہ قاضی یا مفتی یا مشہور معروف عالم کو

---

[1] علم سے یہ مراد نہیں کہ وہ پورا عالم ہو بلکہ مراد یہ ہے کہ اتنا جانتا ہو کہ یہ چیز گناہ ہے اور دوسرے کو بری بھلی بات سمجھانے کا طریقہ معلوم ہو کر موثر پیرایہ سے اُس کو کہہ سکے ۱۲ منہ

[2] اس کا یہ مطلب نہیں جو شخص خود عامل نہ ہو وہ دوسروں کو اچھی بات کا حکم ہی نہ دے بلکہ مقصد یہ ہے کہ وہ خود بھی کرے اور دوسروں کو بھی کرنے کو کہے ۱۲ منہ

امر بالمعروف کرے کہ یہ بے ادبی ہے۔ مثل مشہور ہے خطائے بزرگاں گرفتن خطاست"
اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ یہ لوگ کسی مصلحت خاص سے ایک فعل کرتے ہیں جس تک عوام
کی نظر نہیں پہنچتی اور یہ شخص سمجھتا ہے کہ جیسے ہم نے کیا انھوں نے بھی کیا حالاں کہ دونوں
میں بہت فرق ہوتا ہے (عالمگیری) یہ حکم اُن علماء کے متعلق ہے جو احکام شرع کے پابند
ہیں اور اتفاقاً کبھی ایسی چیز ظاہر ہوئی جو نظر عوام میں بری معلوم ہوتی ہے وہ لوگ
مراد نہیں جو حلال و حرام کی پرواہ نہیں کرتے اور نام علم کو بدنام کرتے ہیں۔

مسئلہ جس نے کسی کو بُرا کام کرتے دیکھا اور خود یہ بھی اُس بُرے کام کو کرتا ہے
تو اس بُرے کام سے منع کر دے کیوں کہ اس کے ذمہ دو چیزیں واجب ہیں بُرے
کام کو چھوڑنا اور دوسرے کو بُرے کام سے منع کرنا اگر ایک واجب کا تارک ہے
تو دوسرے کا کیوں تارک بنے (عالمگیری)

مسئلہ ایک شخص بُرا کام کرتا ہے اُس کے باپ کے پاس شکایت لکھ کر بھیجی
جائے یا نہیں۔ اگر معلوم ہے کہ اس کا باپ منع کرنے پر قادر ہے اور وہ منع بھی کرے گا
تو لکھ کر بھیج دے ورنہ کیا فائدہ اسی طرح زوجین اور بادشاہ و رعیت یا آقا و ملازمین کے
بارے میں اگر لکھنا مفید ہو تو لکھے (خانیہ)

مسئلہ باپ کو اندیشہ ہے کہ اگر لڑکے سے کہے گا تو اس کا حکم نہ مانے گا اور اس
کا جی بھی کہنے کو چاہتا ہے تو یوں کہے اگر یہ کرتے تو خوب ہوتا اُسے حکم نہ دے کہ اس
صورت میں اگر اُس نے نہ کیا تو عاق ہو گا جو ایک سخت کبیرہ گناہ ہے (عالمگیری)

مسئلہ کسی نے گناہ کیا پھر سچے دل سے تائب ہو گیا تو اُسے یہ نہ چاہیئے کہ قاضی
یا حاکم کے پاس اپنے جرم کو اس لئے پیش کرے کہ حد شرع قائم کی جائے کیوں کہ پردہ پوشی
بہتر ہے (عالمگیری)

مسئلہ ایک شخص کو دوسرے کا مال چُراتے دیکھا ہے مگر مالک کو خبر دیتا ہے تو چور
اُس پر ظلم کرے گا تو خاموش ہو جائے اور یہ اندیشہ نہ ہو تو خبر کر دے (عالمگیری)

مسئلہ ایک شخص کو دوسرے کا مال چراتے دیکھا ہے مگر مالک کو خبر دیتا ہے تو چور

اُس پر ظلم کرے گا تو خاموش ہو جائے اور یہ اندیشہ نہ ہو تو خبر کر دے (علمگیری)

مسئلہ مشرکین پر تنہا حملہ کرنے میں غالب گمان یہ ہے کہ قتل ہو جائے گا مگر یہ بھی غالب گمان ہے کہ یہ بھی اُن کے آدمی کو قتل کرے گا یا زخمی کر دے گا یا شکست دے دے گا تو تنہا حملہ کرنے میں حرج نہیں اور غالب گمان یہ ہو کہ اُن کا کچھ نہیں بگڑے گا اور یہ مارا جائے گا تو حملہ نہ کرے۔ اور اگر فساقِ مسلمین کو گناہ سے روکے گا تو یہ خود قتل ہو جائے گا اور اُن کا کچھ نہیں بگڑے گا جب بھی اُن کو منع کرے عزیمت یہی ہے اگرچہ منع نہ کرنے کی بھی رخصت ہے (علمگیری) کیوں کہ اس صورت میں قتل ہو جانا فائدہ سے خالی نہیں اس وقت اگرچہ بظاہر فائدہ نہیں معلوم ہوتا مگر آئندہ اس کے نتائج بہتر نکلیں گے۔

علم و تعلیم کا بیان

علم ایسی چیز نہیں جس کی فضیلت اور خوبیوں کے بیان کرنے کی حاجت ہو۔ ساری دنیا جانتی ہے کہ علم بہت بہتر چیز ہے اس کا حاصل کرنا طغرائے امتیاز ہے۔ یہی وہ چیز ہے کہ اس سے انسانی زندگی کامیاب اور خوشگوار ہوتی ہے۔ اور اسی سے دنیا و آخرت سدھرتی ہے۔ مگر ہماری مراد اس علم سے وہ علم نہیں جو فلاسفہ سے حاصل ہوا ہو اور جس کو انسانی دماغ نے اختراع کیا ہو یا جس علم سے دنیا کی تحصیل مقصود ہو۔ ایسے علم کی قرآن مجید نے مذمت کی بلکہ وہ علم مراد ہے جو قرآن و حدیث سے حاصل ہو کہ یہی علم وہ ہے جس سے دنیا و آخرت دونوں سنورتی ہیں اور یہی علم ذریعۂ نجات ہے اور اسی کی قرآن و حدیث میں تعریفیں آئی ہیں اور اسی کی تعلیم کی طرف توجہ دلائی گئی ہے قرآن مجید میں بہت سے مواقع پر اس کی خوبیاں صراحۃً یا اشارۃً بیان فرمائی گئیں۔

اللہ عزوجل فرماتا ہے: اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا۔

اللہ سے اُس کے بندوں میں وہی ڈرتے ہیں جو علم والے ہیں۔

اور فرماتا ہے: يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَالَّذِيْنَ

اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ۔

اللہ تمہارے ایمان والوں کے اور اُن کے جن کو علم دیا گیا ہے درجے بلند فرمائے گا۔

اور فرماتا ہے: فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ وَلِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْٓا اِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ ۝

کیوں نہ ہوا کہ اُن کے ہر گروہ میں سے ایک جماعت نکلے کہ دین کی سمجھ حاصل کرے اور واپس آکر اپنی قوم کو ڈر سنائے اس امید پر کہ وہ بچیں۔

اور فرماتا ہے: قُلْ هَلْ يَسْتَوِى الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝

تم فرماؤ کیا جاننے والے اور انجان برابر ہیں نصیحت تو وہی مانتے ہیں جو عقل والے ہیں۔

احادیث علم کے فضائل میں بہت آئیں چند احادیث ذکر کی جاتی ہیں۔

حدیث ۱ جس شخص کے ساتھ اللہ تعالیٰ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے اُس کو دین کا فقیہ بناتا ہے اور میں تقسیم کرتا ہوں اور اللہ دیتا ہے (بخاری مسلم)

حدیث ۲ سونے چاندی کی طرح آدمیوں کی کانیں ہیں جو لوگ جاہلیت میں اچھے تھے اسلام میں بھی اچھے ہیں جب کہ علم حاصل کریں (مسلم)

حدیث ۳ انسان جب مرجاتا ہے اُس کا عمل منقطع ہو جاتا ہے مگر تین چیزیں (کہ مرنے کے بعد بھی یہ عمل ختم نہیں ہوتے اُس کے نامۂ اعمال میں لکھے جاتے ہیں) صدقۂ جاریہ اور علم جس سے نفع حاصل کیا جاتا ہو اور اولادِ صالح جو اس کے لئے دعا کرتی رہتی ہے (مسلم)

حدیث ۴ جو شخص کسی راستہ پر علم کی طلب میں چلے۔ اللہ تعالیٰ اُس کے لئے جنت کا راستہ آسان کر دے گا اور جب کوئی قوم خانۂ خدا میں مجتمع ہو کر کتاب اللہ کی تلاوت کرے اور اُس کو پڑھے پڑھائے تو اس پر سکینہ اترتا ہے اور رحمت ڈھانک لیتی ہے اور ملائکہ گھیر لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اُن کا ذکر ان لوگوں میں کرتا ہے جو اس کے مقرب

ہیں اور جس کے عمل نے سستی کی تو اس کا نسب اسے تیز رفتار نہیں کرے گا (مسلم)

حدیث ۵ مسجد دمشق میں ایک شخص ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا اور کہنے لگا میں مدینۂ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے آپ کے پاس ایک حدیث سننے کو آیا ہوں مجھے خبر ملی ہے کہ آپ اُسے بیان کرتے ہیں کسی اور کام کے لئے نہیں آیا ہوں حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ جو شخص علم کی طلب میں کسی راستہ کو چلے اللہ تعالیٰ اس کو جنت کے راستہ پر لے جاتا ہے۔ اور طالب علم کی خوشنودی کے لئے فرشتے اپنے بازو بچھا دیتے ہیں۔ اور عالم کے لئے آسمان والے اور زمین کے بسنے والے اور پانی کے اندر مچھلیاں یہ سب استغفار کرتے ہیں۔ اور عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسے چودھویں رات کے چاند کو تمام ستاروں پر۔ اور بے شک علماء وارث انبیاء ہیں۔ انبیاء نے اشرفی اور روپیہ کا وارث نہیں کیا انھوں نے علم کا وارث کیا۔ پس جس نے علم کو لیا اُس نے پورا حصہ لیا (احمد ترمذی ابوداؤد ابن ماجہ دارمی)

حدیث ۶ عالم کی فضیلت عابد پر ویسی ہے جیسی میری فضیلت تمہارے ادنیٰ پر۔ اس کے بعد پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اور اُس کے فرشتے اور تمام آسمان و زمین والے یہاں تک کہ چیونٹی اپنے سوراخ میں اور یہاں تک کہ مچھلی اُس کی بھلائی کے خواہاں ہیں جو لوگوں کو اچھی چیز کی تعلیم دیتا ہے (ترمذی)

حدیث ۷ ایک فقیہ ہزار عابد سے زیادہ شیطان پر سخت ہے (ترمذی ابن ماجہ)

حدیث ۸ علم کی طلب ہر مسلم پر فرض ہے اور علم کو نااہل کے پاس رکھنے والا ایسا ہے جیسے سوئر کے گلے میں جواہر اور موتی اور سونے کا ہار ڈالنے والا (ابن ماجہ)

حدیث ۹ جو شخص طلب علم کے لئے گھر سے نکلا تو جب تک واپس نہ ہو اللہ کی راہ میں ہے (ترمذی دارمی)

حدیث ۱۰ مومن کبھی خیر (یعنی علم) سے آسودہ نہیں ہوتا یہاں تک کہ اُس کا منتہیٰ جنت ہو جائے (ترمذی)

حدیث ۱۱ اللہ تعالیٰ اس بندہ کو خوش رکھے جس نے میری بات سنی اور یاد کرلی اور محفوظ رکھی اور دوسرے کو پہنچا دی۔ کیونکہ بہت سے علم کے حامل فقیہ نہیں اور بہت سے علم کے حامل اُس تک پہنچاتے ہیں جو اُن سے زیادہ فقیہ ہے (احمد ترمذی ابوداؤد ابن ماجہ دارمی)

حدیث ۱۲ مومن کو اُس کے عمل اور نیکیوں سے مرنے کے بعد بھی یہ چیزیں پہنچتی رہتی ہیں۔ علم جس کی اُس نے تعلیم دی اور اشاعت کی۔ اور اولاد صالح جسے چھوڑ مرا ہے یا مصحف جسے میراث میں چھوڑا یا مسجد بنائی یا مسافر کے لئے مکان بنا دیا یا نہر جاری کر دی یا اپنی صحت اور زندگی میں اپنے مال میں سے صدقہ نکال دیا جو اُس کے مرنے کے بعد اُس کو ملے گا (ابن ماجہ)

حدیث ۱۳ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ ایک گھڑی رات میں پڑھنا پڑھانا ساری رات عبادت سے افضل ہے (دارمی)

حدیث ۱۴ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لائے وہاں دو مجلسیں تھیں فرمایا کہ دونوں مجلسیں اچھی ہیں اور ایک دوسری سے افضل ہے یہ لوگ اللہ سے دعا کرتے ہیں اور اُس کی طرف رغبت کرتے ہیں وہ چاہے تو اُن کو دے اور چاہے تو منع کر دے اور یہ دوسری مجلس والے علم سیکھتے ہیں اور جاہل کو سکھاتے ہیں یہ افضل ہیں میں معلم بنا کر بھیجا گیا اور اسی مجلس میں حضور بیٹھ گئے (دارمی)

حدیث ۱۵ جس نے میری اُمت کے دین کے متعلق چالیس حدیثیں حفظ کیں اُس کو اللہ تعالیٰ فقیہ اٹھائے گا اور میں اُس کا شافع و شہید ہوں گا (بیہقی)

حدیث ۱۶ دو حریص آسودہ نہیں ہوتے۔ ایک علم کا حریص کہ علم سے کبھی اُس کا پیٹ نہیں بھرے گا۔ اور ایک دنیا کا لالچی کہ یہ بھی آسودہ نہیں ہوگا (بیہقی)

حدیث ۱۷ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا دو حریص آسودہ نہیں ہوتے۔ ایک صاحبِ علم، دوسرا صاحبِ دنیا مگر یہ دونوں برابر نہیں۔ صاحبِ علم اللہ کی خوشنودی زیادہ حاصل کرتا رہتا ہے اور صاحبِ دنیا سرکشی میں بڑھتا جاتا ہے اس کے بعد حضرت عبد اللہ نے یہ آیت پڑھی کَلَّآ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَیَطْغٰٓی اَنْ رَّاٰهُ اسْتَغْنٰی اور دوسرے کے لئے فرمایا اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓؤُا (دارمی)

حدیث ۱۸ جس علم سے نفع حاصل نہ کیا جائے وہ اُس خزانہ کی مثل ہے جس میں سے راہ خدا میں خرچ نہیں کیا جاتا (احمد)

حدیث ۱۹ سب سے زیادہ حسرت قیامت کے دن اُس کو ہو گی جسے دنیا میں طلب علم کا موقع ملا مگر اس نے طلب نہیں کی اور اُس شخص کو ہو گی جس نے علم حاصل کیا اور اُس سے سُن کر دوسروں نے نفع اٹھایا خود اُس نے نفع نہیں اٹھایا (ابن عساکر)

حدیث ۲۰ علما کی سیاہی شہید کے خون سے تولی جائے گی اور اُس پر غالب ہو جائے گی (خطیب)

حدیث ۲۱ علما کی مثال یہ ہے جیسے آسمان میں ستارے جن سے خشکی اور سمندر کی تاریکیوں میں راستہ کا پتا چلتا ہے اور اگر ستارے مٹ جائیں تو راستہ چلنے والے بھٹک جائیں گے (احمد)

حدیث ۲۲ علم تین ہیں۔ آیتِ محکمہ۔ یا سنّتِ قائمہ۔ یا فریضۂ عادلہ۔ اور ان کے سوا جو کچھ ہے وہ زائد ہے (ابن ماجہ ابوداؤد)

حدیث ۲۳ حضرت حسن بصری نے فرمایا علم دو ہیں۔ ایک وہ کہ قلب میں ہو یہ علم نافع ہے۔ دوسرا وہ کہ زبان پر ہو یہ ابن آدم پر اللہ کی حجت ہے (دارمی)

حدیث ۲۴ جس نے علم طلب کیا اور حاصل کر لیا اس کے لئے دو چند اجر ہے اور حاصل نہ ہوا تو ایک اجر (دارمی)

حدیث ۲۵ جس کو موت آگئی اور وہ علم کو اس لئے طلب کر رہا تھا کہ اسلام کا اِحیا کرے اس کے اور انبیا کے درمیان جنّت میں ایک درجہ کا فرق ہو گا (دارمی)

حدیث ۲۶ اچھا شخص وہ عالم دین ہے کہ اگر اُس کی طرف احتیاج لائی جائے تو نفع پہنچاتا ہے اور اس سے بے پرواہی کی جائے تو وہ اپنے کو بے پرواہ رکھتا ہے (رزین)

حدیث ۲۷ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا جس کو کوئی بات معلوم ہے وہ کہے اور نہ معلوم ہو تو یہ کہہ دے کہ اللّٰہ اعلم کیوں کہ علم کی شان یہ ہے کہ جس چیز کو نہ جانتا ہو اُس کے متعلق یہ کہہ دے اللّٰہ اعلم۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی سے فرمایا قُلْ مَآ اَسْئَلُکُمْ عَلَیْهِ مِنْ اَجْرٍ وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُتَکَلِّفِیْنَ میں تم سے اس پر اُجرت نہیں مانگتا اور نہ میں تکلف کرنے والوں سے ہوں۔ یعنی جو بات معلوم نہ ہو اُس کے متعلق

بولنا تکلف ہے (بخاری مسلم)

حدیث ۲۸ قیامت کے دن اللہ کے نزدیک سب سے بُرا مرتبہ اُس عالم کا ہے جو علم سے مُنتفع نہ ہو (دارمی)

حدیث ۲۹ زیاد بن لبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک چیز ذکر کر کے فرمایا کہ یہ اُس وقت ہوگی جب علم جاتا رہے گا۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ علم کیوں کر جائے گا۔ ہم قرآن پڑھتے ہیں اور اپنے بیٹوں کو پڑھاتے ہیں وہ اپنی اولاد کو پڑھائیں گے اسی طرح قیامت تک سلسلہ جاری رہے گا۔ حضور نے فرمایا زیاد تجھے تیری ماں روئے۔ میں خیال کرتا تھا کہ تو مدینہ میں فقیہ شخص ہے کیا یہ یہود و نصاریٰ توریت وانجیل نہیں پڑھتے۔ مگر ہے یہ کہ جو کچھ ان میں ہے اُس پر عمل نہیں کرتے (احمد ترمذی ابن ماجہ)

حدیث ۳۰ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کعب احبار سے پوچھا ارباب علم کون ہیں کہا وہ جو جانتے ہیں اُس پر عمل کرتے ہیں فرمایا کس چیز نے علما کے قلوب سے علم کو نکال دیا کہا طمع نے (دارمی)

حدیث ۳۱ میری امت میں کچھ لوگ قرآن پڑھیں گے اور یہ کہیں گے کہ ہم امرا کے پاس جاکر وہاں سے دنیا حاصل کریں اور اپنے دین کو اُن سے بچائے رکھیں گے مگر ایسا نہیں ہوگا جس طرح قتاد (ایک کانٹے والا درخت ہے) سے نہیں لیا جاتا مگر کانٹا اسی طرح اُمرا کے قرب سے سوا خطا کے کچھ حاصل نہیں (ابن ماجہ)

حدیث ۳۲ خدا کے نزدیک بہت مبغوض قرار (علما) وہ ہیں جو امرا کی ملاقات کو جاتے ہیں (ابن ماجہ)

حدیث ۳۳ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اگر اہل علم علم کی حفاظت کریں اور اُس کو اہل کے پاس رکھیں تو اس کی وجہ سے اہل زمانہ کے سردار ہو جائیں مگر انہوں نے علم کو دنیا والوں کے لئے خرچ کیا تاکہ اُن سے دنیا حاصل کریں لہٰذا اُن کے سامنے ذلیل ہو گئے۔ میں نے تمہارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سُنا ہے جس نے تمام فکروں کو ایک فکر آخرت کی فکر کر دیا اللہ تعالیٰ فکر دنیا سے اُس کی کفایت فرمائے گا اور

جس کے لئے احوال دنیا کی فکر میں متغرق رہیں اللہ کو اس کی کچھ پرواہ نہیں کہ وہ کس وادی میں ہلاک ہوا (ابن ماجہ)

حدیث ۳۴ جس سے علم کی کوئی بات پوچھی گئی اور اس نے نہیں بتائی اس کے موتھ میں قیامت کے دن آگ کی لگام لگائی جائے گی (احمد ابوداؤد ترمذی ابن ماجہ)

حدیث ۳۵ جس نے علم کو اس لئے طلب کیا کہ علما سے مقابلہ کرے گا یا جاہلوں سے جھگڑا کرے گا یا اس لئے کہ لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کرے گا اللہ تعالیٰ اُسے جہنم میں داخل کردے گا (ترمذی ابن ماجہ)

حدیث ۳۶ جو علم اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے ہے (یعنی علم دین) اُس کو جو شخص اس لئے حاصل کرے کہ متاعِ دنیا مل جائے اُس کو قیامت کے دن جنت کی خوشبو نہیں ملے گی (احمد ابوداؤد ابن ماجہ)

حدیث ۳۷ وعظ نہیں کہتا مگر امیر یا مامور یا متکبر۔ یعنی وعظ کہنا امیر کا کام ہے یا وہ کسی کو حکم کردے کہ وہ کہے۔ اور ان کے سوا جو کوئی کہتا ہے وہ طلب جاہ وطلب دنیا کے لئے ہے (ابوداؤد)

حدیث ۳۸ جس کو بغیر علم فتویٰ دیا گیا تو اس کا گناہ اُس فتویٰ دینے والے پر ہے اور جس نے اپنے بھائی کو مشورہ دیا اور یہ جانتا ہے کہ بھلائی اس کے غیر میں ہے اس نے خیانت کی (ابوداؤد)

حدیث ۳۹ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آسمان کی طرف نظر اٹھائی پھر یہ فرمایا کہ یہ وہ وقت ہے کہ لوگوں سے علم جدا کر دیا جائے گا یہاں تک کہ علم کی کسی بات پر قادر نہیں ہوں گے (ترمذی)

حدیث ۴۰ اللہ تعالیٰ علم کو اس طرح نہیں قبض کرے گا کہ لوگوں کے سینوں سے جدا کرلے بلکہ علم کا قبض کرنا علما کے قبض کرنے سے ہوگا۔ جب عالم باقی نہ رہیں گے جاہلوں کو لوگ سردار بنالیں گے وہ بغیر علم فتویٰ دیں گے خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے (بخاری مسلم)

حدیث ۴۱ بدتر سے بدتر برے علما ہیں اور بہتر سے بہتر اچھے علما ہیں (دارمی)

حدیث ۴۲ علم کی آفت نسیان ہے۔ اور نااہل سے علم کی بات کہنا علم کو ضائع کرنا ہے (دارمی)

حدیث ۴۳ ابن سیرین نے فرمایا یہ علم دین ہے۔ تمہیں دیکھنا چاہیئے کہ کس سے اپنا دین لیتے ہو۔

مسئلہ اپنے بچے کو قرآن و علم پڑھنے پر مجبور کر سکتا ہے۔ یتیم بچے کو اس چیز پر مار سکتا ہے جس پر اپنے بچے کو مارتا ہے (رد المحتار) کیوں کہ اگر یتیم بچہ کو مُطلق العنان چھوڑ دیا جائے تو علم و ادب سے بالکل کورا رہ جائے گا اور عموماً بچے بغیر تنبیہ قابو میں نہیں آتے اور جب تک انھیں خوف نہ ہو کہنا نہیں مانتے۔ مگر مارنے کا مقصد صحیح ہونا ضرور ہے۔ ایسے ہی موقع پر فرمایا گیا وَاللّٰہُ یَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ الْمُصْلِحِ اللہ کو معلوم ہے کون مفسد ہے اور کون مصلح۔ اسی طرح اساتذہ بھی بچوں کو نہ پڑھنے یا شرارت کرنے پر سزائیں دے سکتے ہیں مگر وہ کلیہ اُن کے پیش نظر بھی ہونا چاہیئے کہ اپنا بچہ ہوتا تو اُسے بھی اتنی ہی سزا دیتے بلکہ ظاہر تو یہ ہے کہ ہر شخص کو اپنے بچہ کی تربیت و تعلیم کا جتنا خیال ہوتا ہے دوسرے کا اتنا خیال نہیں ہوتا۔ تو اگر اس کام پر اپنے بچہ کو نہ مارا یا کم مارا اور دوسرے بچہ کو زیادہ مارا تو معلوم ہوا کہ یہ مارنا محض غصہ اُتارنے کے لئے ہے سُدھارنا مقصود نہیں ورنہ اپنے بچہ کے سدھارنے کا زیادہ خیال ہوتا۔

مسئلہ عالم اگرچہ جوان ہو بوڑھے جاہل پر فضیلت رکھتا ہے۔ لہٰذا چلنے اور بیٹھنے میں، گفتگو کرنے میں، بوڑھے جاہل کو عالم پر تقدم کرنا نہ چاہیئے۔ یعنی بات کرنے کا موقع ہو تو اس سے پہلے کلام یہ نہ شروع کرے نہ عالم سے آگے آگے چلے نہ ممتاز جگہ پر بیٹھے۔ عالم غیر قرشی قرشی غیر عالم پر فضیلت رکھتا ہے۔ عالم کا حق غیر عالم پر ویسا ہی ہے جیسا استاذ کا حق شاگرد پر ہے۔ عالم اگر کہیں چلا بھی جائے تو اس کی جگہ پر غیر عالم کو بیٹھنا نہ چاہیئے۔ شوہر کا حق عورت پر اس سے بھی زیادہ ہے۔ کہ عورت کو شوہر کی ہر ایسی چیز میں جو مباح ہو اطاعت کرنی پڑے گی (عالمگیری)

مسئلہ دین حق کی حمایت کے لئے مناظرہ کرنا جائز ہے بلکہ عبادت ہے۔ اور اگر اس لئے مناظرہ کرتا ہے کہ کسی مسلم کو مغلوب کر دے یا اس لئے کہ اس کا عالم ہونا لوگوں پر

ظاہر ہو جائے۔ یا دنیا حاصل کرنا مقصود ہے۔ مال ملے گا یا لوگوں میں مقبولیت حاصل ہو گی۔ یہ ناجائز ہے (درمختار)

مسئلہ مناظرہ میں اگر مناظر طلب حق کے لئے مناظرہ کرتا ہے یا اس کا یہ مقصود نہیں مگر بے جا ضد اور ہٹ نہیں کرتا انصاف پسندی سے کام لیتا ہے جب تو اس کے ساتھ حیلہ کرنا جائز نہیں۔ اور اگر محض اس کا مقصود یہی ہے کہ اپنے مقابل کو مغلوب کر دے اور ہرا دے جیسا کہ اس زمانہ میں اکثر بدمذہب اسی قسم کا مناظرہ کرتے ہیں تو اس کے مکر اور داؤں سے اپنے کو بچانا ہی چاہیئے ایسے موقع پر اس کے کید سے بچنے کی ترکیبیں کر سکتے ہیں (عالمگیری)

مسئلہ منبر پر چڑھ کر وعظ و نصیحت کرنا انبیا علیہم السلام کی سنت ہے اور اگر تذکیر و وعظ سے مال و جاہ مقصود ہو تو یہ یہود و نصاریٰ کا طریقہ ہے (درمختار)

مسئلہ وعظ کہنے میں بے اصل باتیں بیان کر دینا مثلاً احادیث میں اپنی طرف سے کچھ جملے ملا دینا، یا ان میں کچھ ایسی کمی کر دینا جس سے حدیث کے معنی بگڑ جائیں جیسا کہ اس زمانہ کے اکثر مقررین کی تقریروں میں ایسی باتیں بکثرت پائی جاتی ہیں کہ مجمع پر اثر ڈالنے کے لئے ایسی حرکتیں کر ڈالتے ہیں ایسی وعظ گوئی ممنوع ہے۔ اسی طرح یہ بھی ممنوع ہے کہ دوسروں کو نصیحت کرتا ہے اور خود انھیں باتوں میں آلودہ ہے۔ اس کو سب سے پہلے اپنی ذات کو نصیحت کرنی چاہیئے۔ اور اگر واعظ غلط باتیں بیان نہیں کرتا اور نہ اس قسم کی کمی بیشی کرتا ہے بلکہ الفاظ و تقریر میں لطافت و شستگی کا خیال رکھتا ہے تاکہ اثر اچھا پڑے لوگوں پر رقت طاری ہو اور قرآن و حدیث کے فوائد اور نکات کو شرح و بسط کے ساتھ بیان کرتا ہے تو یہ اچھی چیز ہے (درمختار)

مسئلہ معلم نے بچوں سے کہا کہ تم لوگ اپنے اپنے گھروں سے چٹائی کے لئے پیسے لاؤ پیسے اکٹھے ہوئے کچھ پیسوں کی چٹائیاں لایا اور کچھ خود رکھ لئے جو اپنے کام میں صرف کرے گا ایسا کر سکتا ہے۔ کیونکہ بچوں کے باپ وغیرہ اس قسم کے پیسے اس غرض سے دیتے ہیں کہ بچ رہے گا تو وہ میاں جی کا ہو گا وہ ہرگز اس کے امیدوار نہیں رہتے کہ جو کچھ بچے گا واپس ملے گا اور جان بوجھ کر اس سے زیادہ دیا کرتے ہیں جتنے کی ضرورت

ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اُن کا مقصود اس رقم زائد کی تملیک ہے (درمختار ردالمحتار)

۶) **مسئلہ** عالم اگر اپنا عالم ہونا لوگوں پر ظاہر کرے تو اس میں حرج نہیں۔ مگر یہ ضرور ہے کہ تفاخر کے طور پر یہ اظہار نہ ہو کہ تفاخر حرام ہے بلکہ محض تحدیث نعمت الٰہی کے لئے یہ اظہار ہو اور یہ مقصد ہو کہ جب لوگوں کو ایسا معلوم ہو گا تو استفادہ کریں گے کوئی دین کی بات پوچھے گا اور کوئی پڑھے گا (عالمگیری)

۷) **مسئلہ** طلب علم اگر اچھی نیت سے ہو تو ہر عمل خیر سے یہ بہتر ہے کیوں کہ اس کا نفع سب سے زیادہ ہے۔ مگر یہ ضرور ہے کہ فرائض کی انجام دہی میں خلل و نقصان نہ ہو۔ اچھی نیت کا یہ مطلب ہے کہ رضائے الٰہی اور آخرت کے لئے علم سیکھے۔ طلب دنیا و طلب جاہ نہ ہو۔ اور طالب کا اگر مقصد یہ ہو کہ میں اپنے سے جہالت کو دور کروں اور مخلوق کو نفع پہنچاؤں یا پڑھنے سے مقصود علم کا احیا ہے مثلاً لوگوں نے پڑھنا چھوڑ دیا ہے میں بھی نہ پڑھوں تو علم مٹ جائے گا یہ نیتیں بھی اچھی ہیں۔ اور اگر تصحیح نیت پر قادر نہ ہو جب بھی نہ پڑھنے سے پڑھنا اچھا ہے (عالمگیری)

۹) **مسئلہ** عالم و متعلم کو علم میں بخل نہ کرنا چاہیے مثلاً اس سے عاریت کے طور پر کوئی کتاب مانگے یا اس سے کوئی مسئلہ سمجھنا چاہے تو انکار نہ کرے کتاب دے دے مسئلہ سمجھا دے۔ حضرت عبداللہ بن مبارک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جو شخص علم میں بخل کرے گا تین باتوں میں سے کسی میں مبتلا ہوگا یا وہ مرجائے گا اور اس کا علم جاتا رہے گا یا بادشاہ کی طرف سے کسی بلا میں مبتلا ہوگا یا علم بھول جائے گا (عالمگیری)

۱۰) **مسئلہ** عالم و متعلم کو علم کی توقیر کرنی چاہیئے۔ یہ نہ ہو کہ زمین پر کتابیں رکھے۔ پاخانہ پیشاب کے بعد کتابیں چھونا چاہے تو وضو کرلینا مستحب ہے وضو نہ کرے تو ہاتھ ہی دھولے اب کتابیں چھوئے۔ اور یہ بھی چاہیئے کہ عیش پسندی میں نہ پڑے کھانے پہننے رہنے سہنے میں معمولی حالت اختیار کرے۔ عورتوں کی طرف زیادہ توجہ نہ رکھے۔ مگر یہ بھی نہ ہو کہ اتنی کمی کردے کہ تقلیل غذا اور کم خوابی میں اپنی جسمانی حالت خراب کردے اور اپنے کو کمزور کردے کہ خود اپنے نفس کا بھی حق ہے اور بی بی بچوں کا بھی حق ہے، سب کا حق پورا کرنا چاہیئے

عالم و متعلم کو یہ بھی چاہیئے کہ لوگوں سے میل جول کم رکھیں اور فضول باتوں میں نہ پڑیں اور پڑھنے پڑھانے کا سلسلہ برابر جاری رکھیں۔ دینی مسائل میں مذاکرہ کرتے رہیں۔ کتب بینی کرتے رہیں کسی سے جھگڑا ہو جائے تو نرمی اور انصاف سے کام لیں۔ جاہل اور ان میں اس وقت بھی فرق ہونا چاہیئے (علمگیری)

مسئلہ استاذ کا ادب کرے اُس کے حقوق کی محافظت کرے اور مال سے اُس کی خدمت کرے۔ اور اُستاذ سے کوئی غلطی ہو جائے تو اس میں پیروی نہ کرے۔ استاذ کا حق ماں باپ اور دوسرے لوگوں سے زیادہ جانے۔ اُس کے ساتھ تواضع سے پیش آئے۔ جب اُستاذ کے مکان پر جائے تو دروازے پر دستک نہ دے بلکہ اُس کے برآمد ہونے کا انتظار کرے (علمگیری)

مسئلہ نا اہلوں کو علم نہ پڑھائے اور جو اُس کے اہل ہوں اُن کی تعلیم سے انکار نہ کرے کہ نا اہلوں کو پڑھانا علم کو ضائع کرنا ہے اور اہل کو نہ پڑھانا ظلم و جور ہے (علمگیری) نا اہل سے مراد وہ لوگ ہیں جن کی نسبت معلوم ہے کہ علم کے حقوق کو محفوظ نہ رکھ سکیں گے پڑھ کر چھوڑ دیں گے۔ جاہلوں کے سے افعال کریں گے۔ یا لوگوں کو گمراہ کریں گے۔ یا علما کو بدنام کریں گے۔

مسئلہ معلم اگر ثواب حاصل کرنا چاہتا ہے تو پانچ باتیں اُس پر لازم ہیں ① تعلیم پر اجرت لینا شرط نہ کرے اگر کوئی خود کچھ دے دے تو لے لے ورنہ کچھ نہ کہے ② باوضو رہے ③ خیر خواہانہ تعلیم دے توجہ کے ساتھ پڑھائے ④ لڑکوں میں جھگڑا ہو تو عدل و انصاف سے کام لے یہ نہ ہو کہ مال داروں کے بچوں کی طرف زیادہ توجہ کرے اور غریبوں کے بچوں کی طرف کم ⑤ بچوں کو زیادہ نہ مارے۔ مارنے میں حد سے تجاوز کرے گا تو قیامت کے روز محاسبہ دینا پڑے گا (علمگیری)

مسئلہ ایک شخص نے نماز وغیرہ کے مسائل اس لئے سیکھے کہ دوسرے لوگوں کو سکھائے بتائے گا۔ اور دوسرے نے اس لئے سیکھے کہ اُن پر خود عمل کرے گا پہلا شخص اس دوسرے سے افضل ہے (درمختار) یعنی جب کہ پہلے کا یہ مقصد ہو کہ عمل بھی کرے گا اور تعلیم بھی دے گا

یا یہ کہ محض تحصیل علم میں اوّل کو دوسرے پر فضیلت ہے کیوں کہ پہلے کا مقصد دوسروں کو فائدہ پہنچانا اور دوسرے کا مقصد صرف اپنے کو فائدہ پہنچانا ہے۔

مسئلہ گھڑی بھر علم دین کے مسائل میں مذاکرہ اور گفتگو کرنا ساری رات عبادت کرنے سے افضل ہے (درمختار ردالمحتار)

مسئلہ کچھ قرآن مجید یاد کر چکا ہے اور اسے فرصت ہے تو افضل یہ ہے کہ علم فقہ سیکھے کہ قرآن مجید حفظ کرنا فرض کفایہ ہے اور فقہ کی ضروری باتوں کا جاننا فرض عین ہے (ردالمحتار)

رِیَا و سُمعَہ کا بیَان

ریا یعنی دکھاوے کے لئے کام کرنا اور سُمعہ یعنی اس لئے کام کرنا کہ لوگ سنیں گے اور اچھا جانیں گے۔ یہ دونوں چیزیں بہت بُری ہیں۔ ان کی وجہ سے عبادت کا ثواب نہیں ملتا بلکہ گناہ ہوتا ہے اور یہ شخص مستحق عذاب ہوتا ہے۔

قرآن مجید میں ارشاد ہوا: یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰى كَالَّذِیْ یُنْفِقُ مَالَهٗ رِئَآءَ النَّاسِ۔

اے ایمان والو اپنے صدقات کو احسان جتا کر اور اذیت دے کر باطل نہ کرو اس شخص کی طرح جو دکھاوے کے لئے مال خرچ کرتا ہے۔

اور ارشاد ہوا: فَمَنْ كَانَ یَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْیَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا یُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖۤ اَحَدًا ۔

جسے اپنے رب سے ملنے کی امید ہو اُسے چاہیئے کہ نیک کام کرے اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے۔

اس کی تفسیر میں مفسرین نے یہ لکھا ہے کہ ریا نہ کرے کہ وہ ایک قسم کا شرک ہے۔

اور فرماتا ہے: فَوَیْلٌ لِّلْمُصَلِّیْنَ الَّذِیْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ الَّذِیْنَ هُمْ یُرَآءُوْنَ وَیَمْنَعُوْنَ الْمَاعُوْنَ ۔

ویل ہے اُن نمازیوں کے لئے جو نماز سے غفلت کرتے ہیں جو ریا کرتے ہیں اور برتنے کی چیز مانگے نہیں دیتے۔

اور فرماتا ہے: فَاعْبُدِ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ اَلَا لِلّٰهِ الدِّيْنُ الْخَالِصُ ۝

اللہ کی عبادت اس طرح کر کہ دین کو اس کے لئے خالص کر آگاہ ہو جاؤ کہ دین خالص اللہ کے لئے ہے۔

اور فرماتا ہے: وَالَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ رِئَآءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَنْ يَّكُنِ الشَّيْطٰنُ لَهٗ قَرِيْنًا فَسَآءَ قَرِيْنًا ۝

اور جو لوگ اپنے مال لوگوں کو دکھانے کے لئے خرچ کرتے ہیں اور نہ اللہ پر ایمان لاتے ہیں اور نہ پچھلے دن پر اور جس کا ساتھی شیطان ہوا تو بُرا ساتھی ہوا۔

احادیث اس کی مذمت میں بہت ہیں۔ بعض ذکر کی جاتی ہیں۔

حدیث ۱ ابن ماجہ نے ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہتے ہیں ہم لوگ مسیح دجال کا ذکر کر رہے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے اور یہ فرمایا کہ میں تمہیں ایسی چیز کی خبر نہ دوں جس کا مسیح دجال سے بھی زیادہ میرے نزدیک تم پر خوف ہے۔ ہم نے کہا ہاں یا رسول اللہ۔ ارشاد فرمایا وہ شرک خفی ہے۔ آدمی نماز پڑھنے کھڑا ہوتا ہے اور اس وجہ سے زیادہ کرتا ہے کہ یہ دیکھتا ہے کہ دوسرا شخص اُسے نماز پڑھتے دیکھ رہا ہے۔

حدیث ۲ امام احمد نے محمود بن لبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس چیز کا تم پر زیادہ خوف ہے وہ شرک اصغر ہے۔ لوگوں نے عرض کی شرک اصغر کیا چیز ہے۔ ارشاد فرمایا کہ ریا ہے۔ بیہقی نے اس حدیث میں اتنا زیادہ کیا کہ جس دن بندوں کے اعمال کا بدلہ دیا جائے گا ریا کرنے والوں سے

اللہ تعالیٰ فرمائے گا ان کے پاس جاؤ جن کے دکھا دینے کے لئے کام کرتے تھے۔ جاکر دیکھو کہ وہاں تمھیں کوئی بدلہ اور خیر ملتا ہے۔

حدیث ۳ امام احمد و ترمذی و ابن ماجہ نے ابو سعید ابن ابی فضالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ تمام اولین و آخرین کو اُس دن میں جمع فرمائے گا جس میں شک نہیں تو ایک منادی ندا کرے گا۔ جس نے کوئی کام اللہ کے لئے کیا اور اُس میں کسی کو شریک کر لیا وہ اپنے عمل کا ثواب اُسی شریک سے طلب کرے کیوں کہ اللہ تعالیٰ شرک سے بالکل بے نیاز ہے۔

حدیث ۴ صحیح مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں تمام شرکا میں شرکت سے بے نیاز ہوں۔ جس نے کوئی عمل کیا اور اس میں میرے ساتھ دوسرے کو شریک کیا، میں اس کو شرک کے ساتھ چھوڑ دوں گا۔ یعنی اس کا کچھ ثواب نہ دوں گا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ فرماتا ہے میں اُس سے بری ہوں، وہ اسی کے لئے ہے جس کے لئے عمل کیا۔

حدیث ۵ صحیح مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں اور تمہارے اموال کی طرف نظر نہیں فرماتا وہ تمہارے دل اور تمہارے اعمال کی طرف نظر کرتا ہے۔

حدیث ۶ صحیح بخاری و مسلم میں جندب یعنی ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو سنانے کے لئے کام کرے گا اللہ اس کو سنائے گا یعنی اس کی سزا دے گا۔ اور جو ریا کرے گا اللہ تعالیٰ اُسے ریا کی سزا دے گا۔

حدیث ۷ طبرانی و حاکم نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ریا کا ادنیٰ مرتبہ بھی شرک ہے۔ اور تمام بندوں میں خدا کے نزدیک وہ زیادہ محبوب ہیں جو پرہیزگار ہیں، جو چھپے ہوئے ہیں اگر وہ غائب ہوں تو انھیں کوئی تلاش نہ کرے اور گواہی دیں تو پہچانے نہ جائیں وہ لوگ ہدایت کے امام اور علم کے چراغ ہیں۔

حدیث ۸ ابن ماجہ نے روایت کی کہ ایک روز حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد

نبوی میں تشریف لے گئے۔ معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قبر نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے
پاس روتا ہوا پایا حضرت عمرؓ نے فرمایا کیوں روتے ہو؟ حضرت معاذؓ نے کہا ایک بات میں نے
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنی تھی وہ مجھے رلاتی ہے۔ میں نے حضور کو یہ فرماتے سُنا کہ
تھوڑا سا ریا بھی شرک ہے اور جو شخص اللہ کے ولی سے دشمنی کرے وہ اللہ سے لڑائی کرتا ہے
اللہ تعالیٰ نیکوں، پرہیزگاروں چھپے ہوؤں کو دوست رکھتا ہے کہ غائب ہوں تو ڈھونڈے
نہ جائیں، حاضر ہوں تو بلائے نہ جائیں اور ان کو نزدیک نہ کیا جائے۔ ان کے دل ہدایت کے
چراغ ہیں۔ ہر غبار آلود تاریک سے نکل جاتے ہیں یعنی مشکلات اور بلاؤں سے الگ ہوتے ہیں۔

حدیث ۹ امام بخاری نے ابو تمیمہ سے روایت کی کہتے ہیں کہ صفوان اور ان کے
ساتھیوں کے پاس میں حاضر تھا جندب ان کو نصیحت کر رہے تھے انھوں نے کہا تم نے
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کچھ سنا ہو تو بیان کرو۔ جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے
کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سُنا جو سُنانے کے لئے عمل کرے گا
اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے سُنائے گا یعنی سزا دے گا اور جو مشقت ڈالے گا اللہ
تعالیٰ قیامت کے دن اس پر مشقت ڈالے گا۔ انھوں نے کہا ہمیں وصیت کیجئے۔ فرمایا
سب سے پہلے انسان کا پیٹ سڑے گا لہٰذا جس سے ہو سکے کہ پاکیزہ مال کے سوا کچھ نہ
کھائے وہ یہی کرے۔ اور جس سے ہو سکے کہ اس کے اور جنت کے درمیان چلو بھر خون
حائل نہ ہو وہ یہ کرے یعنی کسی کو ناحق قتل نہ کرے۔

حدیث ۱۰ امام احمد نے شداد بن اوس سے روایت کی کہتے ہیں میں نے
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سُنا کہ جس نے ریا کے ساتھ نماز پڑھی اس
نے شرک کیا اور جس نے ریا کے ساتھ روزہ رکھا اس نے شرک کیا اور جس نے ریا کے
ساتھ صدقہ دیا اس نے شرک کیا۔

حدیث ۱۱ امام احمد نے شداد بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ یہ
روئے کسی نے پوچھا کیوں روتے ہیں؟ کہا کہ ایک بات میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم سے سُنی تھی وہ یاد آ گئی اس نے مجھے رلا دیا۔ حضور کو میں نے یہ فرماتے سُنا کہ میں اپنی

اُمت پر شرک اور شہوت خفیہ کا اندیشہ کرتا ہوں۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ کیا آپ کی اُمت آپ کے بعد شرک کرے گی فرمایا ہاں۔ مگر وہ لوگ آفتاب و ماہتاب اور پتھر اور بُت کو نہیں پوجیں گے بلکہ اپنے اعمال میں ریا کریں گے۔ اور شہوت خفیہ یہ کہ صبح کو روزہ رکھے گا پھر کسی خواہش سے روزہ توڑ دے گا۔

حدیث ۱۲ امام احمد و مسلم و نسائی نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے پہلے قیامت کے دن ایک شخص کا فیصلہ ہوگا جو شہید ہوا ہے وہ حاضر کیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اپنی نعمتیں دریافت کرے گا وہ نعمتوں کو پہچانے گا یعنی اقرار کرے گا۔ ارشاد فرمائے گا کہ ان نعمتوں کے مقابل میں تو نے کیا عمل کیا ہے؟ وہ کہے گا میں نے تیری راہ میں جہاد کیا یہاں تک کہ شہید ہوا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو جھوٹا ہے۔ تو نے اس لئے قتال کیا تھا کہ لوگ تجھے بہادر کہیں۔ سو کہہ لیا گیا۔ حکم ہوگا اُس کو مونھ کے بل گھسیٹ کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ اور ایک وہ شخص جس نے علم پڑھا اور پڑھایا اور قرآن پڑھا وہ حاضر کیا جائے گا اس سے نعمتوں کو دریافت کرے گا وہ نعمتوں کو پہچانے گا۔ فرمائے گا ان نعمتوں کے مقابل میں تو نے کیا عمل کیا ہے؟ کہے گا میں نے تیرے لئے علم سیکھا اور سکھایا اور قرآن پڑھا۔ فرمائے گا تو جھوٹا ہے تو نے علم اس لئے پڑھا کہ تجھے عالم کہا جائے اور قرآن اس لئے پڑھا کہ تجھے قاری کہا جائے سو تجھے کہہ لیا گیا۔ حکم ہوگا مُنھ کے بل گھسیٹ کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ پھر ایک تیسرا شخص لایا جائے گا جس کو خدا نے وسعت دی ہے اور ہر قسم کا مال دیا ہے اس سے اپنی نعمتیں دریافت فرمائے گا۔ وہ نعمتوں کو پہچانے گا۔ فرمائے گا تو نے ان کے مقابل کیا کیا؟ عرض کرے گا میں نے کوئی راستہ ایسا نہیں چھوڑا جس میں خرچ کرنا تجھے محبوب ہے مگر میں نے اُس میں تیرے لئے خرچ کیا۔ فرمائے گا تو جھوٹا ہے۔ تو نے اس لئے خرچ کیا کہ سخی کہا جائے سو کہہ لیا گیا۔ اس کے متعلق بھی حکم ہوگا مونھ کے بل گھسیٹ کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔

حدیث ۱۳ بخاری نے تاریخ میں اور ترمذی نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے

روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کی پناہ مانگو جب الحزن سے یہ جہنم میں ایک وادی ہے کہ جہنم بھی ہر روز چار سو مرتبہ اس سے پناہ مانگتا ہے اس میں قاری داخل ہوں گے جو اپنے اعمال میں ریاکرتے ہیں۔ اور خدا کے بہت زیادہ مبغوض وہ قاری ہیں جو امرا کی ملاقات کو جاتے ہیں۔

حدیث ۱۴ طبرانی اوسط میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص آخرت کے عمل سے آراستہ ہو اور وہ نہ آخرت کا ارادہ کرتا ہے نہ آخرت کا طالب ہے اُس پر آسمان و زمین میں لعنت ہے۔

حدیث ۱۵ حکیم نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت میں شرک چیونٹی کی چال سے بھی زیادہ خفی ہے جو چکنے پتھر پر چلتی ہے۔

حدیث ۱۶ امام احمد و طبرانی نے ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اے لوگو شرک سے بچو کیونکہ وہ چیونٹی کی چال سے بھی زیادہ پوشیدہ ہے۔ لوگوں نے عرض کی یارسول اللہ کس طرح شرک سے بچیں۔ ارشاد فرمایا کہ یہ دعا پڑھو اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَعُوْذُ بِكَ اَنْ نُّشْرِكَ بِكَ شَيْئًا نَعْلَمُهٗ وَنَسْتَغْفِرُكَ لِمَا لَا نَعْلَمُهٗ الٰہی ہم تیری پناہ مانگتے ہیں اُس سے کہ جان کر ہم تیرے ساتھ کسی چیز کو شریک کریں اور ہم اُس سے استغفار کرتے ہیں جس کو نہیں جانتے۔

حدیث ۱۷ طبرانی نے عدی بن حاتم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کچھ لوگوں کو جنت کا حکم ہوگا جب جنت کے قریب پہنچ جائیں گے اور اس کی خوشبو سونگھیں گے اور محل اور جو کچھ جنت میں اللہ تعالیٰ نے جنتیوں کے لئے سامان تیار کر رکھا ہے دیکھیں گے، پکارا جائے گا کہ نھیں واپس کرو جنت میں ان کے لئے کوئی حصہ نہیں۔ یہ لوگ حسرت کے ساتھ واپس ہوں گے کہ ایسی حسرت کسی کو نہیں ہوئی اور یہ لوگ کہیں گے کہ اے رب اگر تو نے ہمیں پہلے ہی جہنم میں داخل کر دیا ہوتا ہمیں تو نے ثواب اور جو کچھ اپنے اولیا کے لئے جنت میں مہیا کیا ہے نہ دکھایا ہوتا تو یہ ہم پر آسان

ہوتا۔ ارشاد فرمائے گا ہمارا مقصد ہی یہ تھا اے بدبخت جب تم تنہا ہوتے تھے تو بڑے بڑے گناہوں سے میرا مقابلہ کرتے تھے اور جب لوگوں سے ملتے تھے تو خشوع کے ساتھ ملتے جو کچھ دل میں میری تعظیم کرتے اس کے خلاف لوگوں پر ظاہر کرتے۔ لوگوں سے تم ڈرے اور مجھ سے نہ ڈرے۔ لوگوں کی تعظیم کی اور میری تعظیم نہیں کی۔ لوگوں کے لئے گناہ چھوڑے میرے لئے نہیں چھوڑے۔ لہٰذا تم کو آج عذاب چکھاؤں گا اور ثواب سے محروم کروں گا۔

حدیث ۱۸ ترمذی نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس کی نیت طلب آخرت ہے اللہ تعالیٰ اس کے دل میں غنا پیدا کر دے گا اور اس کی حاجتیں جمع کر دے گا اور دنیا ذلیل ہو کر اس کے پاس آئے گی۔ اور طلب دنیا جس کی نیت ہو اللہ تعالیٰ فقر و محتاجی اس کی آنکھوں کے سامنے کر دے گا اور اس کے کاموں کو منتشر کر دے گا۔ اور ملے گا وہی جو اس کے لئے لکھا جا چکا ہے۔

حدیث ۱۹ صحیح مسلم میں ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ یہ فرمائیے کہ آدمی اچھا کام کرتا ہے اور لوگ اس کی تعریف کرتے ہیں (یہ ریا ہے یا نہیں) فرمایا یہ مومن کے لئے جلد ملنے والی بشارت ہے۔

حدیث ۲۰ ترمذی نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہتے ہیں میں نے عرض کی یا رسول اللہ میں اپنے مکان کے اندر نماز کی جگہ میں تھا ایک شخص آ گیا اور یہ بات مجھے پسند آئی کہ اس نے مجھے اس حال میں دیکھا (یہ ریا تو نہ ہوا) ارشاد فرمایا ابوہریرہ تمہارے لئے دو ثواب ہیں پوشیدہ عبادت کرنے کا اور علانیہ کا بھی۔ یہ اس صورت میں ہے کہ عبادت اس لئے نہیں کی کہ لوگوں پر ظاہر ہو اور لوگ عابد سمجھیں۔ عبادت خالصاً اللہ کے لئے ہے عبادت کے بعد اگر لوگوں پر ظاہر ہو گئی اور طبعاً یہ بات اچھی معلوم ہوتی ہے کہ دوسرے نے اچھی حالت پر پایا۔ اس طبعی مسرت سے ریا نہیں۔

حدیث ۲۱ بیہقی نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا آدمی کی برائی کے لئے یہ کافی ہے کہ دین و دنیا میں اس کی طرف انگلیوں سے اشارہ کیا جائے مگر جس کو اللہ تعالیٰ بچائے۔ یعنی جسے لوگ اچھا سمجھتے ہوں اس کو۔ یاد

عُجب سے بچنا بہت مشکل ہوتا ہے مگر خدا کی خاص مہربانی جس پر ہو وہی بچتا ہے۔

مسئلہ روزہ دار سے پوچھا کیا تمہارا روزہ ہے اُسے کہہ دینا چاہیئے کہ ہاں ہے کہ روزہ میں ریا کو دخل نہیں۔ یہ نہ کہے کہ دیکھتا ہوں کیا ہوتا ہے۔ یعنی ایسے الفاظ نہ کہے جن سے معلوم ہوتا ہو کہ یہ اپنے روزہ کو چھپاتا ہے کہ یہ بے وقوفی کی بات ہے کہ چھپاتا ہے مگر اس طرح جس سے اظہار ہو جاتا ہے یا یہ منافقین کا طریقہ ہے کہ لوگوں کے سامنے وہ بتانا چاہتا ہے کہ اپنے عمل کو چھپاتا ہے (درمختار ردالمحتار)

مسئلہ عبادت کوئی بھی ہو اس میں اخلاص نہایت ضروری چیز ہے یعنی محض رضائے الٰہی کے لئے عمل کرنا ضرور ہے دکھاوے کے طور پر عمل کرنا بالاجماع حرام ہے بلکہ حدیث میں ریا کو شرک اصغر فرمایا۔ اخلاص ہی وہ چیز ہے کہ اس پر ثواب مرتب ہوتا ہے ہو سکتا ہے کہ عمل صحیح نہ ہو مگر جب اخلاص کے ساتھ کیا گیا ہو تو اس پر ثواب مرتب ہو مثلاً لاعلمی میں کسی نے نجس پانی سے وضو کیا اور نماز پڑھ لی اگرچہ یہ نماز صحیح نہ ہوئی کہ صحت کی شرط طہارت تھی وہ نہیں پائی گئی مگر اس نے صدق نیت اور اخلاص کے ساتھ پڑھی ہے تو ثواب کا ترتب ہے یعنی اس نماز پر ثواب پائے گا۔ مگر جب کہ بعد میں معلوم ہو گیا کہ ناپاک پانی سے وضو کیا تھا تو وہ مطالبہ جو اس کے ذمہ ہے ساقط نہ ہو گا۔ وہ بدستور قائم رہے گا اس کو ادا کرنا ہو گا۔ اور کبھی شرائطِ صحت پائے جائیں گے مگر ثواب نہ ملے گا مثلاً نماز پڑھی تمام ارکان ادا کیئے اور شرائط بھی پائے گئے مگر ریا کے ساتھ پڑھی تو اگرچہ اس نماز کی صحت کا حکم دیا جائے مگر چونکہ اخلاص نہیں ہے ثواب نہیں۔ ریا کی دو صورتیں ہیں کبھی تو اصل عبادت ہی ریا کے ساتھ کرتا ہے کہ مثلاً لوگوں کے سامنے نماز پڑھتا ہے اور کوئی دیکھنے والا نہ ہوتا تو پڑھتا ہی نہیں۔ یہ ریائے کامل ہے کہ ایسی عبادت کا بالکل ثواب نہیں۔ دوسری صورت یہ ہے کہ اصل عبادت میں ریا نہیں کوئی ہوتا یا نہ ہوتا بہرحال نماز پڑھتا مگر وصف میں ریا ہے کہ کوئی دیکھنے والا نہ ہوتا جب بھی پڑھتا مگر اس خوبی کے ساتھ نہ پڑھتا یہ دوسری قسم پہلی سے کم درجہ کی ہے اس میں اصل نماز کا ثواب ہے اور خوبی کے ساتھ ادا کرنے کا جو ثواب ہے وہ یہاں نہیں کہ یہ ریا سے ہے

اخلاص سے نہیں (ردالمحتار)

مسئلہ کسی عبادت کو اخلاص کے ساتھ شروع کیا مگر اثنائے عمل میں ریا کی مداخلت ہوگئی تو یہ نہیں کہا جائے گا کہ ریا سے عبادت کی بلکہ یہ عبادت اخلاص سے ہوئی ہاں اس کے بعد جو کچھ عبادت میں حُسن و خوبی پیدا ہوگئی وہ ریا سے ہوگی اور یہ ریا کی قسم دوم میں شمار ہوگی (ردالمحتار) ۷۱

مسئلہ روزہ کے متعلق بعض علما کا یہ قول ہے کہ اس میں ریا نہیں ہوتا اس کا غالباً یہ مطلب ہوگا کہ روزہ چند چیزوں سے باز رہنے کا نام ہے اس میں کوئی کام نہیں کرنا ہوتا جس کی نسبت کہا جائے کہ ریا سے کیا۔ ورنہ یہ ہو سکتا ہے کہ لوگوں کو جتانے کے لئے یہ کہتا پھرتا ہے کہ میں روزہ سے ہوں یا لوگوں کے سامنے مونھ بنائے رہتا ہے تاکہ لوگ سمجھیں کہ اس کا بھی روزہ ہے۔ اس طور پر روزہ میں بھی ریا کی مداخلت ہو سکتی ہے (ردالمحتار) ۷۲

مسئلہ ریا کی طرح اُجرت لے کر قرآن مجید کی تلاوت بھی ہے کہ کسی میت کے لئے بغرض ایصال ثواب کچھ لے کر تلاوت کرتا ہے کہ یہاں اخلاص کہاں بلکہ تلاوت سے مقصود وہ پیسے ہیں کہ وہ نہیں ملتے تو پڑھتا بھی نہیں۔ اس پڑھنے میں کوئی ثواب نہیں۔ پھر میت کے لئے ایصال ثواب کا نام لینا غلط ہے کہ جب ثواب ہی نہ ملا تو پہنچائے گا کیا۔ اس صورت میں نہ پڑھنے والے کو ثواب نہ میت کو بلکہ اُجرت دینے والا اور لینے والا دونوں گنہ گار (ردالمحتار) ۷۳
ہاں اگر اخلاص کے ساتھ کسی نے تلاوت کی تو اس پر ثواب بھی ہے اور اس کا ایصال بھی ہو سکتا ہے اور میت کو اس سے نفع بھی پہنچے گا۔ بعض مرتبہ پڑھنے والوں کو پیسے نہیں دیتے جاتے مگر ختم کے بعد مٹھائی تقسیم ہوتی ہے اگر اس مٹھائی کی خاطر تلاوت کی ہے تو یہ بھی ایک قسم کی اُجرت ہی ہے کہ جب ایک چیز مشہور ہو جاتی ہے تو اُسے بھی مشروط ہی کا حکم دیا جاتا ہے۔ اس کا بھی وہی حکم ہے جو مذکور ہو چکا۔ ہاں جو شخص یہ سمجھتا ہے کہ مٹھائی نہیں ملتی جب بھی میں پڑھتا۔ وہ اس حکم سے مستثنیٰ ہے۔ اور اس بات کا خود وہ اپنے ہی دل سے فیصلہ کر سکتا ہے کہ میرا پڑھنا مٹھائی کے لئے ہے یا اللہ عزوجل کے لئے۔

پنج آیت پڑھنے والا اپنا دوہرا حصہ لیتا ہے یعنی ایک حصہ خاص پنج آیت پڑھنے کا

ہوتا ہے اور نہ ملے تو جھگڑتا ہے۔ گویا یہ زائد حصہ تیج آیت کا معاوضہ ہے۔ اس سے بھی یہی نکلتا ہے کہ جس طرح اجیر کو اجرت نہ ملے تو جھگڑا کر لیتا ہے اسی طرح یہ بھی لیتا ہے۔ لہٰذا بظاہر اخلاص نظر نہیں آتا واللہ اعلم بالصواب۔

۶) میلاد خوان اور واعظ بھی دو حصے لیتے ہیں جب کہ وعظ میں مٹھائی تقسیم ہوتی ہے جس سے ظاہر یہی ہوتا ہے کہ ایک حصہ اپنے پڑھنے اور تقریر کرنے کا لیتے ہیں۔ اگر وہی حصہ یہ بھی لیتے جو عام طور پر تقسیم ہوتا ہے تو بہت خوب ہوتا کہ ذرا سی مٹھائی کے بدلے اجر عظیم کے ضائع ہونے کا شبہ نہ ہوتا۔ بعض جگہ خصوصیت کے ساتھ ان کی دعوتیں بھی ہوتی ہیں کہ ان کو اسی حیثیت سے کھانا کھلایا جاتا ہے کہ یہ پڑھیں گے بیان کریں گے۔ یہ مخصوص دعوت بھی اسی اُجرت ہی کی حد میں آتی ہے ہاں اگر لوگوں کی دعوت بھی ہو تو یہ نہیں کہا جائے گا کہ وعظ و تقریر کا معاوضہ ہے۔ اسی قسم کی بہت سی صورتیں ہیں جن کی تفصیل کی چنداں ضرورت نہیں۔ یہ مختصر بیان درد دار متبع شریعت کے لئے کافی و وافی ہے۔ وہ خود اپنے دل میں انصاف کر سکتا ہے کہ کہاں عمل خیر اجرت ہے اور کہاں نہیں۔

۷) **مسئلہ** جو شخص حج کو گیا اور ساتھ میں اموال تجارت بھی لے گیا۔ اگر تجارت کا خیال غالب ہے یعنی تجارت کرنا مقصود ہے اور وہاں پہنچ جاؤں گا حج بھی کر لوں گا یا دونوں پہلو برابر ہیں یعنی سفر ہی دونوں مقصد سے کیا، تو ان دونوں صورتوں میں ثواب نہیں۔ یعنی جانے کا ثواب نہیں۔ اور اگر مقصود حج کرنا ہے اور یہ کہ موقع مل جائے گا تو مال بھی بیچ لوں گا تو حج کا ثواب ہے۔ اسی طرح اگر جمعہ پڑھنے گیا اور بازار میں دوسرے کام کرنے کا بھی خیال ہے اگر اصل مقصود جمعہ ہی کو جانا ہے تو اس جانے کا ثواب ہے اور اگر کام کا خیال غالب ہے یا دونوں برابر تو جانے کا ثواب نہیں (ردالمحتار)

۸) **مسئلہ** فرائض میں ریا کو دخل نہیں (درمختار) اس کا یہ مطلب نہیں کہ فرائض میں ریا پایا ہی نہیں جاتا اس لئے کہ جس طرح نوافل کو ریا کے ساتھ ادا کر سکتا ہے ہو سکتا ہے کہ فرائض کو بھی ریا کے طور پر ادا کرے۔ بلکہ مطلب یہ ہے کہ فرض اگر ریا کے طور پر ادا کیا جب بھی اس کے ذمہ سے ساقط ہو جائے گا اگرچہ اخلاص نہ ہونے کی وجہ سے ثواب نہ ملے۔

اور یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ اگر کسی کو فرض ادا کرنے میں ریا کی مداخلت کا اندیشہ ہو تو اس مداخلت کو اعتبار کر کے فرض کو ترک نہ کرے بلکہ فرض ادا کرے اور ریا کو دور کرنے کی اور اخلاص حاصل ہونے کی کوشش کرے۔

زیارت قبور کا بیان[1]

حدیث ۱ صحیح مسلم میں بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے تم کو زیارت قبور سے منع کیا تھا اب تم قبروں کی زیارت کرو۔ اور میں نے تم کو قربانی کا گوشت تین دن سے زیادہ کھانے کی ممانعت کی تھی اب جب تک تمہاری سمجھ میں آئے رکھ سکتے ہو۔

حدیث ۲ ابن ماجہ نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے تم کو زیارت قبور سے منع کیا تھا اب تم قبروں کی زیارت کرو کہ وہ دنیا میں بے رغبتی کا سبب ہے اور آخرت کو یاد دلاتی ہے۔

حدیث ۳ صحیح مسلم میں بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لوگوں کو تعلیم دیتے تھے کہ جب قبروں کے پاس جائیں یہ کہیں اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ اَھْلَ الدِّیَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَاِنَّا اِنْشَآءَ اللّٰہُ بِکُمْ لَاحِقُوْنَ۔ نَسْأَلُ اللّٰہَ لَنَا وَلَکُمُ الْعَافِیَۃَ۔

حدیث ۴ ترمذی نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مدینہ میں قبور کے پاس گزرے تو ادھر کو مونھ کر لیا اور یہ فرمایا اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا اَھْلَ الْقُبُوْرِ۔ یَغْفِرُ اللّٰہُ لَنَا وَلَکُمْ۔ اَنْتُمْ سَلَفُنَا وَنَحْنُ بِالْاَثَرِ۔

حدیث ۵ صحیح مسلم میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی کہتی ہیں کہ جب میری باری کی رات ہوتی حضور آخر شب میں بقیع کو جاتے اور یہ فرماتے اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ

[1] زیارت کے متعلق مسائل (بہار شریعت) حصہ چہارم میں ذکر کیے گئے ہیں وہاں سے معلوم کریں ۱۲

دَارَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ وَاٰتَاكُمْ مَّا تُوْعَدُوْنَ غَدًا مُّؤَجَّلُوْنَ وَاِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ۔ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِاَهْلِ بَقِيْعِ الْغَرْقَدِ۔

حدیث ۶ بیہقی نے شعب الایمان میں محمد بن نعمان سے مرسلاً روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو اپنے والدین کی دونوں یا ایک کی ہر جمعہ میں زیارت کرے گا اُس کی مغفرت ہو جائے گی اور نیکو کار لکھا جائے گا۔

حدیث ۷ خطیب نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی شخص ایسے کی قبر پر گزرے جسے دنیا میں پہچانتا تھا اور اُس پر سلام کرے تو وہ مردہ اسے پہچانتا ہے اور اس کے سلام کا جواب دیتا ہے۔

حدیث ۸ امام احمد نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہتی ہیں میں اپنے گھر میں جس میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں (یعنی روضہ طاہرہ میں) داخل ہوتی تو اپنے کپڑے اُتار دیتی (یعنی زائد کپڑے جو غیروں کے سامنے ہونے میں ستر پوشی کے لئے ضروری ہیں) اور اپنے دل میں یہ کہتی کہ یہاں تو صرف میرے شوہر اور میرے والد ہیں پھر جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہاں مدفون ہوئے تو حضرت عمر کی حیا کی وجہ سے خدا کی قسم میں وہاں نہیں گئی مگر اچھی طرح اپنے اوپر کپڑوں کو لپیٹ کر۔

مسئلہ زیارت قبور جائز و مسنون ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شہدائے احد کی زیارت کو تشریف لے جاتے اور ان کے لئے دعا کرتے اور یہ فرمایا بھی ہے کہ تم لوگ قبروں کی زیارت کرو۔

مسئلہ جس کی قبر کی زیارت کو گیا ہے اُس کی زندگی میں اگر اس کے پاس ملاقات کو آتا تو جتنا نزدیک یا دور ہوتا اب بھی قبر کی زیارت میں اسی کا لحاظ رکھے (عالمگیری)

مسئلہ قبر کی زیارت کو جانا چاہے تو مستحب یہ ہے کہ پہلے اپنے مکان میں دو رکعت نماز نفل پڑھے ہر رکعت میں بعد فاتحہ آیۃ الکرسی ایک بار اور قل ہو اللہ تین بار پڑھے اور اس نماز کا ثواب میت کو پہنچائے۔ اللہ تعالیٰ میت کی قبر میں نور پیدا کرے گا اور اس شخص کو بہت بڑا ثواب عطا فرمائے گا۔ اب قبرستان کو جائے، راستہ میں لایعنی باتوں میں

مشغول نہ ہو، جب قبرستان پہنچے جوتیاں اُتار دے، اور قبر کے سامنے اس طرح کھڑا ہو کہ قبلہ کو پیٹھ ہو اور میت کے چہرہ کی طرف مونھ۔ اور اس کے بعد یہ کہے اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا اَهْلَ الْقُبُوْرِ۔ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ اَنْتُمْ لَنَا سَلَفٌ وَنَحْنُ بِالْاَثَرِ اور سورۂ فاتحہ و آیۃ الکرسی و سورۂ اِذَا زُلْزِلَتْ وَ اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُر پڑھے سورۂ ملک اور دوسری سورتیں بھی پڑھ سکتا ہے (عالمگیری)

مسئلہ چار دن زیارت کے لئے بہتر ہیں دوشنبہ، پنجشنبہ، جمعہ، ہفتہ۔ جمعہ کے دن بعد نماز جمعہ افضل ہے۔ اور ہفتہ کے دن طلوع آفتاب تک۔ اور پنجشنبہ کو دن کے اوّل وقت میں۔ اور بعض علماء نے فرمایا کہ پچھلے وقت میں افضل ہے۔ متبرک راتوں میں زیارت قبور افضل ہے مثلاً شب برأت، شب قدر۔ اسی طرح عیدین کے دن اور عشرہ ذی الحجہ میں بھی بہتر ہے (عالمگیری)

مسئلہ قبرستان کے درخت کا حکم یہ ہے کہ اگر وہ درخت قبرستان سے پہلے کا ہے یعنی زمین کو جب قبرستان بنایا گیا اُس وقت وہ درخت وہاں موجود تھا تو جس کی زمین ہے اُسی کا درخت ہے وہ جو چاہے کرے۔ اور اگر وہ زمین بنجر تھی کسی کی ملک نہ تھی تو درخت اور زمین کا وہ حصہ جس میں درخت ہے اسی پہلی حالت پر ہے کہ کسی کی ملک نہیں۔ اور اگر قبرستان ہونے کے بعد کا درخت ہے اور معلوم ہے کہ فلاں شخص نے لگایا ہے تو جس نے لگایا ہے اُس کا ہے مگر اُسے یہ چاہیئے کہ صدقہ کردے۔ اور معلوم نہ ہو کہ کس نے لگایا ہے بلکہ وہ خود ہی وہاں جم گیا ہے تو قاضی کو اُس کے متعلق اختیار ہے۔ اگر قاضی کی یہ رائے ہو کہ درخت کٹوا کر قبرستان پر خرچ کردے تو کر سکتا ہے (عالمگیری)

مسئلہ بزرگانِ دین اولیا و صالحین کے مزاراتِ طیبہ پر غلاف ڈالنا جائز ہے جبکہ یہ مقصود ہو کہ صاحب مزار کی وقعت نظر عوام میں پیدا ہو اُن کا ادب کریں اُن کے برکات حاصل کریں (ردالمحتار)

ایصالِ ثواب

مسئلہ ایصالِ ثواب یعنی قرآن مجید یا درود شریف یا کلمہ طیبہ یا کسی نیک عمل کا ثواب دوسرے کو پہنچانا جائز ہے۔ عبادت مالیہ یا بدنیہ فرض و نفل سب کا ثواب دوسروں کو پہنچایا جاسکتا ہے۔ زندوں کے ایصال ثواب سے مُردوں کو فائدہ پہنچتا ہے کتب فقہ و عقائد میں اس کی تصریح مذکور ہے۔ ہدایہ اور شرح عقائد نسفی میں اس کا بیان موجود ہے۔ اس کو بدعت کہنا ہٹ دھرمی ہے۔ حدیث سے بھی اس کا جائز ہونا ثابت ہے۔ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ کا جب انتقال ہوا انھوں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی یا رسول اللہ سعد کی ماں کا انتقال ہو گیا کون سا صدقہ افضل ہے؟ ارشاد فرمایا پانی۔ اُنھوں نے کنواں کھودا اور یہ کہا کہ یہ سعد کی ماں کے لئے ہے۔ معلوم ہوا کہ زندوں کے اعمال سے مُردوں کو ثواب ملتا ہے اور فائدہ پہنچتا ہے۔

اب رہیں تخصیصات مثلاً تیسرے دن یا چالیسویں دن۔ یہ تخصیصات نہ شرعی تخصیصات ہیں نہ ان کو شرعی سمجھا جاتا ہے۔ یہ کوئی بھی نہیں جانتا کہ اسی دن میں ثواب پہنچے گا اگر کسی دوسرے دن کیا جائے گا تو نہیں پہنچے گا۔ یہ محض رواجی اور عُرفی بات ہے جو اپنی سہولت کے لئے لوگوں نے کر رکھی ہے۔ بلکہ انتقال کے بعد ہی سے قرآن مجید کی تلاوت اور خیر خیرات کا سلسلہ جاری ہوتا ہے۔ اکثر لوگوں کے یہاں اُسی دن سے بہت دنوں تک یہ سلسلہ جاری رہتا ہے۔ اس کے ہوتے ہوئے کیوں کر کہا جا سکتا ہے کہ مخصوص دن کے سوا دوسرے دنوں میں لوگ ناجائز جانتے ہیں۔ یہ محض افترا ہے جو مسلمانوں کے باندھا جاتا ہے اور زندوں مُردوں کو ثواب سے محروم کرنے کی بے کار کوشش ہے۔ پس جب کہ ہم اصلِ کلّی بیان کر چکے تو جزئیات کے احکام خود اسی کلیہ سے معلوم ہوگئے۔

سوم یعنی تیجہ جو مرنے سے تیسرے دن کیا جاتا ہے کہ قرآن مجید پڑھوا کر یا کلمہ طیبہ پڑھوا کر ایصال ثواب کرتے ہیں اور بچوں اور اہل حاجت کو چنے بتاشے یا مٹھائیاں تقسیم کرتے ہیں

اور کھانا پکوا کر فقرا و مساکین کو کھلاتے ہیں یا اُن کے گھروں پر بھیجتے ہیں جائز و بہتر ہے۔
پھر ہر پنجشنبہ کو حسب حیثیت کھانا پکا کر غربا کو دیتے یا کھلاتے ہیں۔
پھر چالیسویں دن کھانا کھلاتے ہیں۔ پھر چھ مہینے پر ایصال کرتے ہیں۔ اس کے بعد برسی ہوتی ہے۔ یہ سب اُسی ایصال ثواب کی فروع ہیں اُسی میں داخل ہیں۔
مگر یہ ضرور ہے کہ یہ سب کام اچھی نیت سے کئے جائیں نمائشی نہ ہوں نمود مقصود نہ ہو ورنہ نہ ثواب ہے نہ ایصال ثواب۔
بعض لوگ اس موقع پر عزیز و قریب اور رشتہ داروں کی دعوت کرتے ہیں۔ یہ موقع دعوت کا نہیں بلکہ محتاجوں فقیروں کو کھلانے کا ہے جس سے میّت کو ثواب پہنچے۔
اسی طرح شب برات میں حلوا پکتا ہے اور اس پر فاتحہ دلائی جاتی ہے۔ حلوا پکانا بھی جائز ہے اور اس پر فاتحہ بھی اُسی ایصال ثواب میں داخل۔
ماہ رجب میں بعض جگہ سورۂ ملک چالیس مرتبہ پڑھ کر روٹیوں یا چھوہاروں پر دم کرتے ہیں اور اُن کو تقسیم کرتے ہیں اور ثواب مردوں کو پہنچاتے ہیں یہ بھی جائز ہے۔ اسی ماہ رجب میں حضرت جلال بخاری علیہ الرحمہ کے کونڈے ہوتے ہیں کہ چاول یا کھیر پکوا کر کونڈوں میں بھرتے ہیں اور فاتحہ دلا کر لوگوں کو کھلاتے ہیں یہ بھی جائز ہے۔ ہاں ایک بات مذموم ہے وہ یہ کہ جہاں کونڈے بھرے جاتے ہیں وہیں کھلاتے ہیں وہاں سے ہٹنے نہیں دیتے۔ یہ ایک لغو حرکت ہے مگر یہ جاہلوں کا طریق عمل ہے۔ پڑھے لکھے لوگوں میں یہ پابندی نہیں۔ اسی طرح ماہ رجب میں بعض جگہ حضرت سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایصال ثواب کے لئے پوریوں کے کونڈے بھرے جاتے ہیں اور فاتحہ دے کر کھلاتے ہیں یہ بھی جائز ——— مگر اس میں بھی اسی جگہ کھانے کی بعضوں نے پابندی کر رکھی ہے یہ بے جا پابندی ہے۔ اس کونڈے کے متعلق ایک کتاب بھی ہے جس کا نام داستان عجیب ہے اس موقع پر بعض لوگ اُس کو پڑھواتے ہیں اُس میں جو کچھ لکھا ہے اُس کا کوئی ثبوت نہیں۔ وہ نہ پڑھی جائے۔ فاتحہ دلا کر ایصال ثواب کریں۔
ماہ محرم میں دس دنوں تک خصوصاً دسویں کو حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

عنہ و دیگر شہدائے کربلا کو ایصال ثواب کرتے ہیں کوئی شربت پر فاتحہ دلاتا ہے کوئی شیر برنج پر، کوئی مٹھائی پر، کوئی روٹی گوشت پر، جس پر چاہو فاتحہ دلاؤ جائز ہے۔ ان کو جس طرح ایصال ثواب کرو، مندوب ہے۔ بہت سے پانی اور شربت کی سبیل لگا دیتے ہیں۔ جاڑوں میں چائے پلاتے ہیں۔ کوئی کھچڑا پکواتا ہے جو کار خیر کرو اور ثواب پہنچاؤ ہو سکتا ہے۔ ان سب کو ناجائز نہیں کہا جا سکتا۔ بعض جاہلوں میں مشہور ہے کہ محرم میں سوائے شہدائے کربلا کے دوسروں کی فاتحہ نہ دلائی جائے ان کا یہ خیال غلط ہے۔ جس طرح دوسرے دنوں میں سب کی فاتحہ ہو سکتی ہے ان دنوں میں بھی ہو سکتی ہے۔

ماہ ربیع الآخر کی گیارہویں تاریخ بلکہ ہر مہینے کی گیارہویں کو حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فاتحہ دلائی جاتی ہے۔ یہ بھی ایصال ثواب کی ایک صورت ہے بلکہ غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جب کبھی فاتحہ ہوتی ہے کسی تاریخ میں ہو عوام اُسے گیارہویں کی فاتحہ بولتے ہیں۔

ماہ رجب کی چھٹی تاریخ بلکہ ہر مہینے کی چھٹی تاریخ کو حضور خواجہ غریب نواز معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فاتحہ بھی ایصال ثواب میں داخل ہے۔ اصحاب کہف کا توشہ یا حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا توشہ یا حضرت شیخ احمد عبدالحق رُدولوی قدس سرّہ العزیز کا توشہ بھی جائز ہے اور ایصال ثواب میں داخل ہے۔

مسئلہ عُرس بزرگانِ دین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین جو ہر سال ان کے وصال کے دن ہوتا ہے یہ بھی جائز ہے کہ اس تاریخ میں قرآن مجید ختم کیا جاتا ہے اور ثواب اُن بزرگ کو پہنچایا جاتا ہے یا میلاد شریف پڑھا جاتا ہے یا وعظ کہا جاتا ہے۔ بالجملہ ایسے امور جو باعث ثواب و خیر و برکت ہیں جیسے دوسرے دنوں میں جائز ہیں ان دنوں میں بھی جائز ہیں۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر سال کے اول یا آخر میں شہدائے احد رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی زیارت کو تشریف لے جاتے۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ عُرس کو لغو و خرافات چیزوں سے پاک رکھا جائے۔ جاہلوں کو نامشروع حرکات سے روکا جائے۔ اگر منع کرنے سے باز نہ آئیں تو اُن افعال کا گناہ اُن کے ذمہ۔

مجالسِ خیر

۱۔ **مسئلہ** میلاد شریف یعنی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت اقدس کا بیان جائز ہے۔ اسی کے ضمن میں اس مجلس پاک میں حضور کے فضائل و معجزات و سیر و حالات حیاۃ و رضاعت و بعثت کے واقعات بھی بیان ہوتے ہیں۔ ان چیزوں کا ذکر احادیث میں بھی ہے اور قرآن مجید میں بھی۔ اگر مسلمان اپنی محفل میں بیان کریں بلکہ خاص ان باتوں کے بیان کرنے کے لئے محفل منعقد کریں تو اس کے ناجائز ہونے کی کوئی وجہ نہیں۔ اس مجلس کے لئے لوگوں کو بلانا اور شریک کرنا خیر کی طرف بلانا ہے۔ جس طرح وعظ اور جلسوں کے اعلان کئے جاتے ہیں، اشتہارات چھپوا کر تقسیم کئے جاتے ہیں اخبارات میں اس کے متعلق مضامین شائع کئے جاتے ہیں اور ان کی وجہ سے وہ وعظ اور جلسے ناجائز نہیں ہو جاتے اسی طرح ذکر پاک کے لئے بلاوا دینے سے اس مجلس کو ناجائز و بدعت نہیں کہا جا سکتا۔

اسی طرح میلاد شریف میں شیرینی بانٹنا بھی جائز ہے۔ مٹھائی بانٹنا پر وصلہ ہے۔ جب یہ محفل جائز ہے تو شیرینی تقسیم کرنا جو ایک جائز فعل تھا اس مجلس کو ناجائز نہیں کر دے گا۔ یہ کہنا کہ لوگ اسے ضروری سمجھتے ہیں اس وجہ سے ناجائز ہے۔ یہ بھی غلط ہے کوئی بھی واجب یا فرض نہیں جانتا۔ بہت مرتبہ میں نے خود دیکھا ہے کہ میلاد شریف ہوا اور مٹھائی تقسیم نہیں ہوئی۔ اور بالفرض اسے کوئی ضروری سمجھتا بھی ہو تو عرفی ضروری کہتا ہوگا نہ کہ شرعاً اس کو ضروری جانتا ہوگا۔

اس مجلس میں بوقت ذکر ولادت قیام کیا جاتا ہے یعنی کھڑے ہو کر درود و سلام پڑھتے ہیں۔ علمائے کرام نے اس قیام کو مستحسن فرمایا ہے۔ کھڑے ہو کر صلاۃ و سلام پڑھنا بھی جائز ہے۔ بعض اکابر کو اس مجلس پاک میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت کا شرف بھی حاصل ہوا ہے اگرچہ یہ نہیں کہا جا سکتا کہ حضور اس موقع پر ضرور تشریف لاتے ہی ہیں مگر کسی غلام پر اپنا کرم خاص فرمائیں اور تشریف لائیں تو مستبعد بھی نہیں۔

مسئلہ مجلس میلاد شریف میں یا دیگر مجالس میں وہی روایات بیان کی جائیں جو ثابت ہوں۔ موضوعات اور گھڑے ہوئے قصے ہرگز ہرگز بیان نہ کیے جائیں کہ بجائے خیر و برکت ایسی باتوں کے بیان کرنے میں گناہ ہوتا ہے۔

مسئلہ معراج شریف کے بیان کے لئے مجلس منعقد کرنا اس میں واقعہ معراج بیان کرنا جس کو رجبی شریف کہا جاتا ہے جائز ہے۔

مسئلہ یہ مشہور ہے کہ شب معراج میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نعلین مبارک پہنے ہوئے عرش پر گئے اور واعظین اس کے متعلق ایک روایت بھی بیان کرتے ہیں۔ اس کا ثبوت نہیں اور یہ بھی ثابت نہیں کہ برہنہ پا گئے۔ لہٰذا اس کے متعلق سکوت کرنا مناسب ہے۔

مسئلہ خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی وفات کی تاریخوں میں مجلس منعقد کرنا اور ان کے حالات و فضائل و کمالات سے مسلمانوں کو آگاہ کرنا بھی جائز ہے کہ وہ حضرات مقتدایانِ اہلِ اسلام ہیں۔ ان کی زندگی کے کارنامے مسلمانوں کے لئے مشعلِ ہدایت ہیں۔ اور ان کا ذکر باعث خیر و برکت اور سببِ نزولِ رحمت ہے۔

مسئلہ رجب کی ۲۶ و ۲۷ کو روزے رکھتے ہیں پہلے کو ہزاری دوسرے کو لکھی کہتے ہیں یعنی پہلے میں ہزار روزے کا ثواب اور دوسرے میں ایک لاکھ کا ثواب بتاتے ہیں۔ ان روزوں کے رکھنے میں مضائقہ نہیں مگر یہ جو ثواب کے متعلق مشہور ہے اس کا ثبوت نہیں۔

مسئلہ عشرہ محرم میں مجلس منعقد کرنا اور واقعات کربلا بیان کرنا جائز ہے جبکہ روایات صحیحہ بیان کی جائیں۔ ان واقعات میں صبر و تحمل رضا و تسلیم کا بہت مکمل درس ہے۔ اور پابندیِ احکام شریعت و اتباعِ سنت کا زبردست عملی ثبوت ہے کہ دینِ حق کی حفاظت میں تمام اعزہ و اقربا اور رفقا اور خود اپنے کو راہِ خدا میں قربان کیا اور جزع و فزع کا نام بھی نہ آنے دیا۔ مگر اس مجلس میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا بھی ذکر خیر ہونا چاہیئے۔ تاکہ اہلسنت اور شیعوں کی مجالس میں فرق و امتیاز رہے۔

مسئلہ تعزیہ داری کہ واقعات کربلا کے سلسلے میں طرح طرح کے ڈھانچے بنائے اور ان کو حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روضہ پاک کی شبیہ کہتے ہیں۔ کہیں تخت بنائے

جاتے ہیں۔ کہیں ضریح بنتی ہے اور علم اور شدے نکالے جاتے ہیں۔ ڈھول تاشے اور قسم قسم کے باجے بجائے جاتے ہیں۔ تعزیوں کا بہت دھوم دھام سے گشت ہوتا ہے۔ آگے پیچھے ہونے میں جاہلیت کے سے جھگڑے ہوتے ہیں۔ کبھی درخت کی شاخیں کاٹی جاتی ہیں۔ کہیں چبوترے کھود وائے جاتے ہیں۔ تعزیوں سے منتیں مانی جاتی ہیں۔ سونے چاندی کے علم چڑھائے جاتے ہیں۔ ہار پھول ناریل چڑھائے جاتے ہیں۔ وہاں جوتے پہن کر جانے کو گناہ جانتے ہیں بلکہ اس شدت سے منع کرتے ہیں کہ گناہ پر بھی ایسی ممانعت نہیں کرتے۔ چھتری لگانے کو بہت برا جانتے ہیں۔ تعزیوں کے اندر دو مصنوعی قبریں بناتے ہیں ایک پر سبز غلاف اور دوسری پر سرخ غلاف ڈالتے ہیں سبز غلاف والی کو حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر اور سرخ غلاف والی کو حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر یا شبیہ قبر بتلاتے ہیں۔ اور وہاں شربت مالیدہ وغیرہ پر فاتحہ دلواتے ہیں۔ یہ تصور کر کے کہ حضرت امام عالی مقام کے روضہ اور مواجہہ اقدس میں فاتحہ دلا رہے ہیں۔ پھر یہ تعزیے دسویں تاریخ کو مصنوعی کربلا میں لے جاکر دفن کرتے ہیں گویا یہ جنازہ تھا جسے دفن کر آئے۔ پھر تیجہ، دسواں، چالیسواں سب کچھ کیا جاتا ہے اور ہر ایک خرافات پر مشتمل ہوتا ہے۔ حضرت قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مہندی نکالتے ہیں گویا ان کی شادی ہو رہی ہے اور مہندی رچائی جائے گی۔ اور اسی تعزیہ داری کے سلسلے میں کوئی پیک بنتا ہے جس کے کمرے گھنگرو بندھے ہوتے ہیں گویا یہ حضرت امام عالی مقام کا قاصد اور ہرکارہ ہے جو یہاں سے خط لے کر ابن زیاد یا یزید کے پاس جائے گا اور وہ ہرکاروں کی طرح بھاگا پھرتا ہے۔ کسی بچہ کو فقیر بنایا جاتا ہے اس کے گلے میں جھولی ڈالتے ہیں۔ اور گھر گھر اس سے بھیک منگواتے ہیں۔ کوئی سقہ بنایا جاتا ہے چھوٹی سی مشک اس کے کندھے سے لٹکتی ہے گویا یہ دریائے فرات سے پانی بھر کر لائے گا۔ کسی علم پر مشک لٹکتی ہے اور اس میں تیر لگا ہوتا ہے گویا یہ حضرت عباس علم دار ہیں کہ فرات سے پانی لا رہے ہیں اور یزیدیوں نے مشک کو تیر سے چھید دیا ہے۔ اسی قسم کی بہت سی باتیں کی جاتی ہیں۔ یہ سب لغو و خرافات ہیں۔ ان سے ہرگز سیدنا حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ خوش نہیں۔ یہ تم خود غور کرو کہ انہوں نے احیائے دین و سنت کے لئے یہ زبردست قربانیاں کیں اور تم نے معاذ اللہ اس کو

بدعات کا ذریعہ بنالیا۔

بعض جگہ اسی تعزیہ داری کے سلسلے میں براق بنایا جاتا ہے جو عجب قسم کا مجسمہ ہوتا ہے کہ کچھ حصہ انسانی شکل کا ہوتا ہے اور کچھ حصہ جانور کا سا۔ شاید یہ حضرت امام عالی مقام کی سواری کے لئے ایک جانور ہوگا۔ کہیں دلدل بنتا ہے کہیں بڑی بڑی قبریں بنتی ہیں۔ بعض جگہ آدمی ریچھ، بندر، لنگور بنتے ہیں اور کودتے پھرتے ہیں۔ جن کو اسلام تو اسلام انسانی تہذیب بھی جائز نہیں رکھتی۔ ایسی بری حرکت اسلام ہرگز جائز نہیں رکھتا۔ افسوس کہ محبت اہلبیت کرام کا دعویٰ اور ایسی بے جا حرکتیں۔ یہ واقعہ تمہارے لئے نصیحت تھا اور تم نے اس کو کھیل تماشا بنالیا۔

اسی سلسلے میں نوحہ و ماتم بھی ہوتا ہے اور سینہ کوبی ہوتی ہے۔ اتنے زور زور سے سینہ کوٹتے ہیں کہ ورم ہوجاتا ہے۔ سینہ سرخ ہوجاتا ہے۔ بلکہ بعض جگہ زنجیروں اور چھریوں سے ماتم کرتے ہیں کہ سینے سے خون بہنے لگتا ہے۔ تعزیوں کے پاس مرثیہ پڑھا جاتا ہے اور تعزیہ جب گشت کو نکلتا ہے اس وقت بھی اس کے آگے مرثیہ پڑھا جاتا ہے۔ مرثیے میں غلط واقعات نظم کیے جاتے ہیں۔ اہل بیت کرام کی بے حرمتی اور بے صبری اور جزع فزع کا ذکر کیا جاتا ہے اور چوں کہ اکثر مرثیے رافضیوں ہی کے ہیں بعض میں تبرا بھی ہوتا ہے مگر اس رو میں سنی بھی اسے بے تکلف پڑھ جاتے ہیں اور انھیں اس کا خیال بھی نہیں ہوتا کہ کیا پڑھ رہے ہیں۔ یہ سب ناجائز اور گناہ کے کام ہیں۔

مسئلہ اظہار غم کے لئے سر کے بال بکھیرتے ہیں۔ کپڑے پھاڑتے اور سر پر خاک ڈالتے اور بھوسا اڑاتے ہیں۔ یہ بھی ناجائز اور جاہلیت کے کام ہیں۔ ان سے بچنا نہایت ضروری ہے۔ احادیث میں ان کی سخت ممانعت آئی ہے۔ مسلمانوں پر لازم ہے کہ ایسے امور سے پرہیز کریں اور ایسے کام کریں جن سے اللہ اور رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم راضی ہوں کہ یہی نجات کا راستہ ہے۔

مسئلہ تعزیوں اور علم کے ساتھ بعض لوگ لنگر لٹاتے ہیں یعنی روٹیاں یا بسکٹ یا اور کوئی چیز اونچی جگہ سے پھینکتے ہیں۔ یہ ناجائز ہے کہ رزق کی سخت بے حرمتی ہوتی ہے۔ یہ چیز کا

کبھی نالیوں میں بھی گرتی ہیں اور اکثر لوٹنے والوں کے پاؤں کے نیچے بھی آتی ہیں اور بہت کچھ کچل کر ضائع ہوتی ہیں۔ اگر یہ چیزیں انسانیت کے طریق پر فقرا کو تقسیم کی جائیں تو بے حرمتی بھی نہ ہو اور جن کو دیا جائے انھیں فائدہ بھی پہنچے۔ مگر وہ لوگ اس طرح لٹانے ہی کو اپنی نیک نامی تصور کرتے ہیں۔

آدابِ سفر کا بیان[1]

حدیث ۱ صحیح بخاری میں کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ تبوک کو پنجشنبہ کے روز روانہ ہوئے اور پنجشنبہ کے دن روانا ہونا حضور کو پسند تھا۔

حدیث ۲ ترمذی و ابوداؤد نے صخر بن وداعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا الٰہی تو میری امت کے لئے صبح میں برکت دے اور حضور جب سریہ یا لشکر بھیجتے تو صبح کے وقت میں بھیجتے اور صخر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تاجر تھے۔ یہ اپنی تجارت کا مال صبح کو بھیجتے یہ صاحب ثروت ہوگئے اور ان کا مال زیادہ ہوگیا۔

حدیث ۳ صحیح بخاری میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تنہائی کی خرابیوں کو جو کچھ میں جانتا ہوں اگر دوسرے لوگ جانتے تو کوئی سوار رات میں تنہا نہ جاتا۔

حدیث ۴ امام مالک و ترمذی و ابوداؤد بروایت عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ایک سوار شیطان ہے اور دو سوار دو شیطان ہیں اور تین جماعت ہے۔

حدیث ۵ ابوداؤد نے ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ

[1] سفر کے متعلق بہت سی باتیں (بہار شریعت) حصہ ششم میں بیان کی گئیں وہاں سے معلوم کریں ۱۲

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب سفر میں تین شخص ہوں تو ایک کو امیر یعنی اپنا سردار بنالیں۔

حدیث ۶ بیہقی نے سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سفر میں قوم کا سردار وہ ہے جو ان کی خدمت کرے۔ جو شخص خدمت میں سبقت لے جائے گا تو شہادت کے سوا کسی عمل سے دوسرے لوگ اس پر سبقت نہیں لے جاسکتے۔

حدیث ۷ صحیح بخاری و مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا سفر عذاب کا ٹکڑا ہے سونا اور کھانا پینا سب کو روک دیتا ہے۔ لہٰذا جب کام کرلے جلدی گھر کو واپس ہو۔

حدیث ۸ صحیح مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب رات میں منزل پر اترو تو راستے سے بچ کر ٹھہرو کہ وہ جانوروں کا راستہ ہے اور زہریلے جانوروں کے ٹھہرنے کی جگہ ہے۔

حدیث ۹ ابوداؤد نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جانوروں کی پیٹھوں کو منبر نہ بناؤ۔ یعنی جب سواری رکی ہوئی ہو تو اس کی پیٹھ پر بیٹھ کر باتیں نہ کرو۔ کیوں کہ اللہ نے سواریوں کو تمہارے لئے اس لئے مسخر کیا ہے کہ تم ان کے ذریعہ سے ایسے شہروں کو پہنچو جہاں بغیر مشقت نفس نہیں پہنچ سکتے تھے اور تمہارے لئے زمین کو اللہ تعالیٰ نے بنایا ہے اس پر اپنی حاجتیں پوری کرو۔ یعنی باتیں کرنی ہوں تو زمین پر اتر کر کرو۔

حدیث ۱۰ ابوداؤد نے ابوثعلبہ خشنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ لوگ جب منزل میں اترتے تو متفرق ٹھہرتے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارا متفرق ہوکر ٹھہرنا شیطان کی جانب سے ہے۔ اس کے بعد صحابہ جب کسی منزل میں اترتے تو مل کر ٹھہرتے۔

حدیث ۱۱ ابوداؤد نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا رات میں چلنے کو لازم کرلو (یعنی فقط دن ہی میں نہیں بلکہ رات کے کچھ حصہ میں بھی چلا کرو) کیوں کہ رات میں زمین لپیٹ دی جاتی ہے یعنی رات میں چلنے سے

راستہ جلد طے ہوتا ہے۔

حدیث ۱۲ ابوداؤد نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہتے ہیں کہ جب ہم منزل میں اترتے تو جب تک کجاوے کھول نہ لیتے نماز نہیں پڑھتے۔

حدیث ۱۳ ترمذی وابوداؤد نے بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پیدل تشریف لے جارہے تھے۔ ایک شخص گدھے پر سوار آیا اور عرض کی یا رسول اللہ سوار ہو جائیے اور خود پیچھے سرکا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا یوں نہیں جانور کی صدر جگہ بیٹھنے میں تمہارا حق ہے مگر جب کہ یہ حق تم مجھے دے دو۔ انھوں نے کہا میں نے حضور کو دیا۔ حضور سوار ہو گئے۔

حدیث ۱۴ ابن عساکر نے ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب سفر سے کوئی واپس آئے تو گھر والوں کے لئے کچھ ہدیہ لائے اگرچہ اپنی جھولی میں پتھر ہی ڈال لائے۔

حدیث ۱۵ صحیح بخاری ومسلم میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے اہل کے پاس سفر سے رات میں نہیں تشریف لاتے۔ حضور صبح کو آتے یا شام کو۔

حدیث ۱۶ صحیح بخاری ومسلم میں جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب کسی کے غائب ہونے کا زمانہ طویل ہو یعنی بہت دنوں کے بعد مکان پر آئے تو زوجہ کے پاس رات میں نہ آئے۔ دوسری روایت میں ہے کہ حضور نے ان سے فرمایا اگر رات میں مدینہ میں داخل ہوئے تو بی بی کے پاس نہ جانا جب تک وہ بناؤ سنگار کر کے آراستہ نہ ہو جائے۔

حدیث ۱۷ صحیح بخاری ومسلم میں کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سفر سے دن میں چاشت کے وقت تشریف لاتے۔ تشریف لانے کے بعد سب سے پہلے مسجد میں جاتے اور دو رکعت نماز پڑھتے۔ پھر لوگوں کے لئے مسجد ہی میں بیٹھ جاتے۔

حدیث ۱۸ صحیح بخاری میں جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہتے ہیں میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں تھا جب ہم مدینہ میں آگئے تو حضور نے مجھ سے فرمایا

مسجد میں جاؤ اور دو رکعت نماز پڑھو۔

مسائل فقہیہ عورت کو بغیر شوہر یا محرم کے تین دن یا زیادہ کا سفر کرنا ناجائز ہے اور تین دن سے کم کا سفر اگر کسی مرد صالح یا بچہ کے ساتھ کرے تو جائز ہے۔ باندی کے لئے بھی یہی حکم ہے (درمختار ردالمحتار)

مسئلہ جہاد کے سوا کسی کام کے لئے سفر کرنا چاہتا ہے مثلاً تجارت یا حج یا عمرہ کے لئے سفر کرنا چاہتا ہے۔ اس کے لئے والدین سے اجازت حاصل کرے۔ اگر والدین اس سفر کو منع کریں اور اس کو اندیشہ ہو کہ میرے جانے کے بعد ان کی کوئی خبر گیری نہ کرے گا اور اس کے پاس اتنا مال بھی نہیں ہے کہ والدین کو بھی دے اور سفر کے مصارف بھی پورے کرے ایسی صورت میں بغیر اجازت والدین سفر کو نہ جائے۔ اور اگر والدین محتاج نہ ہوں ان کا نفقہ اولاد کے ذمہ نہ ہو مگر وہ سفر خطرناک ہے ہلاکت کا اندیشہ ہے جب بھی بغیر اجازت سفر نہ کرے اور ہلاکت کا اندیشہ نہ ہو تو بغیر اجازت سفر کر سکتا ہے (عالمگیری)

مسئلہ بغیر اجازت والدین علم دین پڑھنے کے لئے سفر کیا اس میں حرج نہیں اور اس کو والدین کی نافرمانی نہیں کہا جائے گا (عالمگیری)

متفرقات

مسئلہ یادداشت کے لئے یعنی اس غرض سے کہ بات یاد رہے بعض لوگ رومال یا کمربند میں گرہ لگا لیتے ہیں یا کسی جگہ انگلی وغیرہ پر ڈورا باندھ لیتے ہیں یہ جائز ہے اور بلاوجہ ڈورا باندھ لینا مکروہ (درمختار ردالمحتار)

مسئلہ گلے میں تعویذ لٹکانا جائز ہے جب کہ وہ تعویذ جائز ہو یعنی آیات قرآنیہ یا اسمائے الٰہیہ یا ادعیہ سے تعویذ کیا گیا ہو۔ اور بعض حدیثوں میں جو ممانعت آئی ہے اس سے مراد وہ تعویذات ہیں جو ناجائز الفاظ پر مشتمل ہوں جو زمانہ جاہلیت میں کئے جاتے تھے۔ اسی طرح تعویذات اور آیات و احادیث و ادعیہ رکابی میں لکھ کر مریض کو بہ نیت شفا پلانا بھی جائز

ہے۔ جنب و حائض و نفساء بھی تعویذات کو گلے میں پہن سکتے ہیں بازو پر باندھ سکتے ہیں جب کہ تعویذات غلاف میں ہوں (درمختار ردالمحتار)

مسئلہ بچھونے یا مصلے پر کچھ لکھا ہوا ہو تو اس کو استعمال کرنا ناجائز ہے۔ یہ عبارت اس کی بناوٹ میں ہو یا کاڑھی گئی ہو یا روشنائی سے لکھی ہو اگرچہ حروف مفردہ لکھے ہوں کیوں کہ حروف مفردہ کا بھی احترام ہے (ردالمحتار) اکثر دستر خوان پر عبارت لکھی ہوتی ہے ایسے دستر خوانوں کو استعمال میں لانا ان پر کھانا کھانا نہ چاہیئے۔ بعض لوگوں کے تکیوں پر اشعار لکھے ہوتے ہیں ان کا بھی استعمال نہ کیا جائے۔

مسئلہ وعدہ کیا مگر اس کو پورا کرنے میں کوئی شرعی قباحت تھی اس وجہ سے پورا نہیں کیا تو اس کو وعدہ خلافی نہیں کہا جائے گا اور وعدہ خلاف کرنے کا جو گناہ ہے اس صورت میں نہیں ہوگا۔ اگرچہ وعدہ کرنے کے وقت اس نے استثنا نہ کیا ہو کہ یہاں شریعت کی جانب سے استثنا موجود ہے اس کو زبان سے کہنے کی ضرورت نہیں مثلاً وعدہ کیا تھا کہ میں فلاں جگہ آؤں گا اور وہاں بیٹھ کر تمہارا انتظار کروں گا مگر جب وہاں گیا تو دیکھتا ہے کہ ناچ رنگ اور شراب خواری وغیرہ میں لوگ مشغول ہیں۔ وہاں سے یہ چلا آیا یہ وعدہ خلافی نہیں ہے یا اس کے انتظار کرنے کا وعدہ کیا تھا اور انتظار کر رہا تھا کہ نماز کا وقت آگیا یہ چلا آیا وعدہ کے خلاف نہیں ہوا (مشکل الآثار امام طحاوی)

مسئلہ بعض کاشتکار اپنے کھیتوں میں کپڑا لپیٹ کر کسی لکڑی پر لگا دیتے ہیں اس سے مقصود نظر بد سے کھیتوں کو بچانا ہوتا ہے کیوں کہ دیکھنے والی کی نظر پہلے اس پر پڑے گی اس کے بعد زراعت پر پڑے گی اور اس صورت میں زراعت کو نظر نہیں لگے گی۔ ایسا کرنا ناجائز نہیں کیوں کہ نظر کا لگنا صحیح ہے۔ احادیث سے ثابت ہے۔ اس کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔ حدیث میں ہے کہ جب اپنی یا کسی مسلمان بھائی کی چیز دیکھے اور پسند آئے تو برکت کی دعا کرے یہ کہے تَبَارَكَ اللهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ، اَللّٰهُمَّ بَارِكْ فِيْهِ۔ یا اردو میں یہ کہہ دے کہ اللہ برکت کرے اس طرح کہنے سے نظر نہیں لگے گی (ردالمحتار)

مسئلہ مشرکین کے برتنوں میں بغیر دھوئے کھانا پینا مکروہ ہے یہ اس وقت ہے کہ

برتن کا نجس ہونا معلوم نہ ہو اور معلوم ہو تو اُس میں کھانا پینا حرام ہے (علمگیری)

مسئلہ عجیب و غریب قصے کہانی تفریح کے طور پر سننا جائز ہے جب کہ اُن کا جھوٹا ہونا یقینی نہ ہو بلکہ جو یقیناً جھوٹ ہوں اُن کو بھی سُنا جا سکتا ہے جب کہ بطور ضرب مثل ہوں یا ان سے نصیحت مقصود ہو جیسا کہ مثنوی شریف وغیرہ میں بہت سے فرضی قصے وعظ و پند کے لیے درج کیے گئے ہیں۔ اسی طرح جانوروں اور کنکر پتھر وغیرہ کی باتیں فرضی طور پر بیان کرنا یا سننا بھی جائز ہے مثلاً گلستان میں حضرت شیخ سعدی علیہ الرحمۃ نے لکھا ہے گلے خوشبوئے در حمام روزے الخ (درمختار وغیرہ)

مسئلہ تمام زبانوں میں عربی زبان افضل ہے ہمارے آقا و مولا سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی یہی زبان ہے۔ قرآن مجید عربی زبان میں نازل ہوا۔ اہل جنت کی جنت میں عربی ہی زبان ہوگی۔ جو اس زبان کو خود سیکھے یا دوسروں کو سکھائے اُسے ثواب ملے گا (درمختار) یہ جو کہا گیا صرف زبان کے لحاظ سے کہا گیا ورنہ ایک مسلم کو خود سوچنے کی ضرورت ہے کہ عربی زبان کا جاننا مسلمانوں کے لیے کتنا ضروری ہے۔ قرآن و حدیث اور دین کے تمام اصول و فروع اسی زبان میں ہیں۔ اس زبان سے ناواقفی کتنی کمی اور نقصان کی چیز ہے۔

مسئلہ عورت رخصت ہو کر آئی اور عورتوں نے کہہ دیا کہ یہ تمہاری عورت ہے اس سے وطی جائز ہے اگرچہ یہ خود اُسے پہچانتا نہ ہو (درمختار) اسی طرح عورتوں نے شب زفاف میں اس کے کمرے میں جس عورت کو دُلہن بنا کر بھیج دیا اگرچہ یہ نہیں کہا یہ تمہاری عورت ہے۔ اس سے وطی جائز ہے کہ اُس کو ہیئات مخصوصہ کے ساتھ یہاں پہنچانا ہی اس کی دلیل ہے کیوں کہ دوسری عورت کو اس طرح ہرگز نہیں بھیجا جاتا۔

مسئلہ جس کے ذمہ اپنا حق ہو اور وہ نہ دیتا ہو۔ تو اگر اُس کی ایسی چیز مل جائے جو اُسی جنس کی ہے جس جنس کا حق ہے تو لے سکتا ہے۔ اس معاملہ میں روپیہ اور اشرفی ایک جنس کی چیزیں ہیں یعنی اُس کے ذمہ روپیہ تھا اور اشرفی مل گئی تو بقدر اپنے حق کے لے سکتا ہے (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ لوگوں کے ساتھ مدارات سے پیش آنا، نرم باتیں کرنا، کشادہ روئی سے کلام

کرنا مستحب ہے مگر یہ ضرور ہے کہ مداہنت نہ پیدا ہو۔ بدمذہب سے گفتگو کرے تو اس طرح نہ کرے کہ وہ سمجھے میرے مذہب کو اچھا سمجھنے لگا برا نہیں جانتا ہے (عالمگیری)

مسئلہ مکان کرایہ پر دیا اور کرایہ دار اس میں رہنے لگا اگر مکان دیکھنے کو جانا چاہتا ہے کہ دیکھیں کس حالت میں ہے اور مرمت کی ضرورت ہو تو مرمت کرادی جائے تو کرایہ دار سے اجازت لے کر اندر جائے۔ یہ خیال نہ کرے کہ مکان میرا ہے مجھے اجازت کی کیا ضرورت کہ مکان اگرچہ اس کا ہے مگر سکونت دوسرے کی ہے اور اجازت لینے کا حکم اسی سکونت کی وجہ سے ہے (عالمگیری)

مسئلہ حمام میں جائے تو تہبند باندھ کر نہائے لوگوں کے سامنے برہنہ ہونا ناجائز ہے تنہائی میں جہاں کسی نظر پڑنے کا احتمال نہ ہو برہنہ ہو کر بھی غسل کر سکتا ہے۔ اسی طرح تالاب یا دریا میں جب کہ ناف سے اونچا پانی ہو برہنہ نہا سکتا ہے (عالمگیری) اگر جب کہ پانی صاف ہو اور دوسرا کوئی شخص نزدیک ہو کہ اس کی نظر مواضعِ ستر پر پڑے گی تو ایسے موقع پر پانی میں بھی برہنہ ہونا جائز نہیں۔

مسئلہ اہل محلہ نے امام مسجد کے لئے کچھ چندہ جمع کر کے دے دیا یا اسے کھانے پینے کے لئے سامان کر دیا۔ یہ ان لوگوں کے نزدیک بھی جائز ہے جو اجرت پر امامت کو ناجائز فرماتے ہیں کہ یہ اجرت نہیں بلکہ احسان ہے کہ ایسے لوگوں کے ساتھ کرنا ہی چاہیئے (درمختار ردالمحتار)

مسئلہ جو شخص مقتدا اور مذہبی پیشوا ہو اس کے لئے اہل باطل اور برے لوگوں سے میل جول رکھنا منع ہے اور اگر اس وجہ سے مدارات کرتا ہے کہ ایسا نہ کرنے میں وہ ظلم کرے گا تو مضایقہ نہیں جب کہ یہ غیر معروف شخص ہو (عالمگیری)

مسئلہ کسی نے کٹکھنا کتا پال رکھا ہے جو راہ گیروں کو کاٹ کھاتا ہے تو بستی والے ایسے کتے کو قتل کر ڈالیں۔ بلی اگر ایذا پہنچاتی ہے تو اسے تیز چھری سے ذبح کر ڈالیں اسے ایذا دے کر نہ ماریں (عالمگیری)

مسئلہ ٹڈی حلال جانور ہے اسے کھانے کے لئے مار سکتے ہیں اور ضرر سے بچنے

کے لئے بھی اُسے مار سکتے ہیں۔ چیونٹی نے ایذا پہنچائی اور مار ڈالی تو حرج نہیں ورنہ مکروہ ہے جُوں کو مار سکتے ہیں اگرچہ اُس نے کاٹا نہ ہو اور آگ میں ڈالنا مکروہ ہے۔ جوں کو بدن یا کپڑوں سے نکال کر زندہ پھینک دینا طریقِ ادب کے خلاف ہے (عالمگیری) کھٹمل کو مارنا جائز ہے کہ یہ تکلیف دہ جانور ہے۔

مسئلہ جس کے پاس مال کی قلت ہے اور اولاد کی کثرت اُسے وصیت نہ کرنا ہی افضل ہے اور اگر ورثہ اغنیا ہوں یا مال کی دو تہائیاں بھی اُن کے لئے بہت ہوں گی تو تہائی کی وصیت کر جانا بہتر ہے (درمختار ردالمحتار)

مسئلہ مرد کو اجنبیہ عورت کا جھوٹا اور عورت کو اجنبی مرد کا جھوٹا مکروہ ہے۔ زوجہ و محارم کے جھوٹے میں حرج نہیں (درمختار ردالمحتار) کراہت اس صورت میں ہے جب کہ تلذذ کے طور پر ہو اور اگر تلذذ مقصود نہ ہو بلکہ تبرک کے طور پر ہو جیسا کہ عالم باعمل اور باشرع پیر کا جھوٹا کہ اُسے تبرک سمجھ کر لوگ کھاتے پیتے ہیں اس میں حرج نہیں۔

مسئلہ بی بی نماز نہ پڑھے تو شوہر اس کو مار سکتا ہے اسی طرح ترک زینت پر بھی مار سکتا ہے اور گھر سے باہر نکل جانے پر بھی مار سکتا ہے (درمختار ردالمحتار)

مسئلہ بی بی بے ہودہ بلکہ فاجرہ ہو تو شوہر پر یہ واجب نہیں کہ اُسے طلاق ہی دے ڈالے یوہیں۔ اگر مرد فاجر ہو تو عورت پر یہ واجب نہیں کہ اُس سے پیچھا چھڑا لے۔ ہاں اگر یہ اندیشہ ہو کہ وہ دونوں حدود اللہ کو قائم نہ رکھ سکیں گے حکم شرع کی پابندی نہ کریں گے تو جدائی میں حرج نہیں (درمختار ردالمحتار)

مسئلہ حاجت کے موقع پر قرض لینے میں حرج نہیں جبکہ ادا کرنے کا ارادہ ہو اور اگر یہ ارادہ ہو کہ ادا نہ کرے گا تو حرام کھاتا ہے۔ اور بغیر ادا کئے مر گیا مگر نیت یہ تھی کہ ادا کرے گا تو امید ہے کہ آخرت میں اس سے مواخذہ نہ ہو (عالمگیری)

مسئلہ جس کا حق اس کے ذمہ تھا وہ غائب ہو گیا پتا نہیں کہ وہ کہاں ہے نہ یہ معلوم کہ زندہ ہے یا مر گیا تو اس پر یہ واجب نہیں کہ شہروں شہروں اُسے تلاش کرتا پھرے (عالمگیری)

مسئلہ جس کا دَین تھا وہ مر گیا اور مدیون دَین سے انکار کرتا ہے۔ ورثہ اس سے

وصول نہ کر سکے تو اس کا ثواب دائن کو ملے گا اس کے ورثہ کو نہیں۔ اگر مدیون نے اُس کے ورثہ کو دَین ادا کر دیا تو بری ہو گیا (عالمگیری)

مسئلہ جس کے ذمّہ دَین تھا وہ مر گیا اور وارث کو معلوم نہ تھا کہ اس کے ذمّہ دین ہے تاکہ ترکہ سے ادا کرے اُس نے ترکہ کو خرچ کر ڈالا تو وارث سے دَین کا مواخذہ نہیں ہوگا۔ اور اگر وارث کو معلوم ہے کہ میت کے ذمّہ دَین ہے تو اُس پر ادا کرنا واجب ہے اور اگر وارث کو معلوم تھا مگر بھول گیا اس وجہ سے ادا نہ کیا جب بھی آخرت میں مواخذہ نہیں۔ ودیعت کا بھی یہی حکم ہے کہ بھول گیا اور جس کی چیز تھی اسے نہیں دی تو مواخذہ نہیں (عالمگیری)

مسئلہ مدیون اور دائن جا رہے تھے راستہ میں ڈاکوؤں نے گھیرا مدیون یہ چاہتا ہے کہ اسی وقت میں دَین ادا کر دوں تاکہ ڈاکو اس کا مال چھینیں اور میں بچ جاؤں۔ آیا اس حالت میں دائن لینے سے انکار کر سکتا ہے یا اس کو لینا ہی ہوگا۔؟ فقیہ ابو اللیث رحمۃ اللہ تعالیٰ یہ فرماتے ہیں کہ دائن لینے سے انکار کر سکتا ہے (عالمگیری)

مسئلہ کسی نے کہا فلاں شخص کی کچھ چیزیں میں نے کھالی ہیں اسے پانچ روپے دے دینا وہ نہ ہو تو اس کے وارثوں کو دینا، وارث نہ ہو تو خیرات کر دینا۔ اس شخص کی صرف بی بی ہے کوئی دوسرا وارث نہیں ہے اگر عورت یہ کہتی ہے کہ میرا دَین مہر اس کے ذمّہ ہے جب تو روپے اسی کو دیے جائیں۔ ورنہ صرف اسے چہارم دیا جائے یعنی سوا روپیہ جب کہ عورت یہ کہے کہ اس کی کوئی اولاد نہ تھی (عالمگیری)

مسئلہ اگر جان مال آبرو کا اندیشہ ہے ان کے بچانے کے لئے رشوت دیتا ہے یا کسی کے ذمّہ اپنا حق ہے جو بغیر رشوت دئے وصول نہیں ہوگا اور یہ اس لئے رشوت دیتا ہے کہ میرا حق وصول ہو جائے۔ یہ دینا جائز ہے۔ یعنی دینے والا گنہگار نہیں مگر لینے والا ضرور گنہگار ہے اُس کو لینا جائز نہیں۔ اسی طرح جن لوگوں سے زبان درازی کا اندیشہ ہو جیسے بعض لچے شہدے ایسے ہوتے ہیں کہ سر بازار کسی کو گالی دے دینا بے آبرو کر دینا ان کے نزدیک معمولی بات ہے ایسوں کو اسی لئے کچھ دے دینا تاکہ ایسی حرکتیں نہ کریں یا بعض شعرا ایسے ہوتے ہیں کہ انھیں اگر نہ دیا جائے تو مذمت میں قصیدے کہہ ڈالتے ہیں اُن کو اپنی آبرو بچانے اور زبان بندی کے لئے کچھ دے دینا جائز

ہے (درمختار ردالمحتار)

مسئلہ بھیڑ بکریوں کے چرواہے کو اس لئے کچھ دے دینا کہ وہ جانوروں کو رات میں اس کے کھیت میں رکھے گا کیونکہ اس سے کھیت درست ہو جاتا ہے یہ ناجائز و رشوت ہے۔ اگرچہ یہ جانور خود چرواہے کے ہوں اور اگر کچھ دینا نہیں ٹھہرا ہے جب بھی ناجائز ہے کیونکہ اس موقع پر عرفاً دیا ہی کرتے ہیں تو اگرچہ دینا شرط نہیں مگر مشروط ہی کے حکم میں ہے۔ اس کے جواز کی یہ صورت ہو سکتی ہے کہ مالک سے ان جانوروں کو عاریت لے لے اور مالک چرواہے سے یہ کہہ دے کہ تو اس کے کھیت میں جانوروں کو رات میں ٹھہرانا اب اگر چرواہے کو احسان کے طور پر دینا چاہے تو دے سکتا ہے ناجائز نہیں۔ اور اگر مالک کے کہنے کے بعد بھی چرواہا مانگتا ہے اور جب تک اسے کچھ نہ دیا جائے ٹھہرانے پر راضی نہ ہو تو یہ پھر ناجائز و رشوت ہے (عالمگیری)

مسئلہ باپ کو اس کا نام لے کر پکارنا مکروہ ہے کہ یہ ادب کے خلاف ہے۔ اسی طرح عورت کو یہ مکروہ ہے کہ شوہر کو نام لے کر پکارے (درمختار) بعض جاہلوں میں یہ مشہور ہے کہ عورت اگر شوہر کا نام لے لے تو نکاح ٹوٹ جاتا ہے۔ یہ غلط ہے شاید اسے اس لئے گڑھا ہو کہ اس ڈر سے کہ طلاق ہو جائے گی شوہر کا نام نہ لے گی۔

مسئلہ مرنے کی آرزو کرنا اور اس کی دعا مانگنا مکروہ ہے جب کہ کسی دنیوی تکلیف کی وجہ سے ہو مثلاً تنگی سے بسر اوقات ہوتی ہے یا دشمن کا اندیشہ ہے مال جانے کا خوف ہے۔ اور اگر یہ باتیں نہ ہوں بلکہ لوگوں کی حالتیں خراب ہو گئیں معصیت میں مبتلا ہیں اسے بھی اندیشہ ہے کہ گناہ میں پڑ جائے گا تو آرزوئے موت مکروہ نہیں (عالمگیری)

مسئلہ زلزلہ کے وقت مکان سے نکل کر باہر آجانا جائز ہے اسی طرح اگر دیوار جھکی ہوئی ہے گرنا چاہتی ہے اس کے پاس سے بھاگنا جائز ہے (عالمگیری)

مسئلہ طاعون جہاں ہو وہاں سے بھاگنا جائز نہیں اور دوسری جگہ سے وہاں جانا بھی نہ چاہیئے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو لوگ کم زور اعتقاد کے ہوں اور ایسی جگہ گئے اور مبتلا ہو گئے ان کے دل میں بات آئی کہ یہاں آنے سے ایسا ہوا۔ نہ آتے تو کاہے کو اس بلا میں پڑتے۔ اور بھاگتے ہیں بچ گیا تو یہ خیال کیا کہ وہاں ہوتا تو نہ بچتا۔ بھاگنے کی وجہ سے بچا ایسی صورت میں بھاگنا اور جانا دونوں ممنوع۔ طاعون کے زمانہ میں عوام سے اکثر اسی

قسم کی باتیں سننے میں آتی ہیں اور اگر اس کا عقیدہ پکا ہے جانتا ہے کہ جو کچھ مقدر میں ہوتا ہے وہی ہوتا ہے نہ وہاں جانے سے کچھ ہوتا ہے نہ بھاگنے میں فائدہ پہنچتا ہے تو ایسے کو وہاں جانا بھی جائز ہے اور نکلنے میں بھی حرج نہیں کہ اس کو بھاگنا نہیں کہا جائے گا۔ اور حدیث میں مطلقاً نکلنے کی ممانعت نہیں بلکہ بھاگنے کی ممانعت ہے۔

مسئلہ کافر کے لئے مغفرت کی دعا ہرگز ہرگز نہ کرے ہدایت کی دعا کر سکتا ہے (عالمگیری)

مسئلہ ایک شخص مرا جس کا کافر ہونا معلوم تھا مگر اب ایک مسلمان اس کے مسلمان ہونے کی شہادت دیتا ہے اس کے جنازہ کی نماز پڑھی جائے گی۔ اور مسلمان مرا اور ایک شخص اس کے مرتد ہونے کی شہادت دیتا ہے تو محض اس کے کہنے سے اسے مرتد نہیں قرار دیا جائے گا اور جنازہ کی نماز ترک نہیں کی جائے گی (عالمگیری)

مسئلہ مکان میں پرندے نے گھونسلا لگایا اور بچے بھی کئے۔ بچھونے اور کپڑوں پر بیٹ گرتی ہے۔ ایسی حالت میں گھونسلا بگاڑنا اور پرند کو بھگا دینا نہیں چاہیئے بلکہ اس وقت تک انتظار کرے کہ بچے بڑے ہو کر اڑ جائیں (عالمگیری)

مسئلہ جماع کرتے وقت کلام کرنا مکروہ ہے اور طلوع فجر سے نماز فجر تک بلکہ طلوع آفتاب تک خیر کے سوا دوسری بات نہ کرے (عالمگیری)

مسئلہ ماہ صفر کو لوگ منحوس جانتے ہیں اس میں شادی بیاہ نہیں کرتے لڑکیوں کو رخصت نہیں کرتے اور بھی اس قسم کے کام کرنے سے پرہیز کرتے ہیں۔ اور سفر کرنے سے گریز کرتے ہیں خصوصاً ماہ صفر کی ابتدائی تیرہ تاریخیں بہت زیادہ نحس مانی جاتی ہیں اور ان کو تیرہ تیزی کہتے ہیں۔ یہ سب جہالت کی باتیں ہیں۔ حدیث میں فرمایا کہ صفر کوئی چیز نہیں۔ یعنی لوگوں کا اسے منحوس سمجھنا غلط ہے۔ اسی طرح ذیقعدہ کے مہینے کو بھی بہت لوگ برا جانتے ہیں اور اس کو خالی کا مہینہ کہتے ہیں۔ یہ بھی غلط ہے اور ہر ماہ میں ۳، ۱۳، ۲۳، ۸، ۱۸، ۲۸ کو منحوس جانتے ہیں۔ یہ بھی لغویات ہے۔

مسئلہ قمر در عقرب یعنی چاند جب برج عقرب میں ہوتا ہے تو سفر کرنے کو برا جانتے ہیں اور نجومی اسے منحوس بتاتے ہیں اور جب برج اسد میں ہوتا ہے تو کپڑے قطع کرانے اور سلوانے کو برا

جانتے ہیں ایسی باتوں کو ہرگز نہ مانا جائے یہ باتیں خلافِ شرع اور نجومیوں کے ڈھکوسلے ہیں۔

مسئلہ نجوم کی اس قسم کی باتیں جن میں ستاروں کی تاثیرات بتائی جاتی ہیں کہ فلاں ستارہ طلوع کرے گا تو فلاں بات ہوگی۔ یہ بھی خلافِ شرع ہے۔ اسی طرح نچھتروں کا حساب کہ فلاں نچھتر سے بارش ہوگی۔ یہ بھی غلط ہے۔ حدیث میں اس پر سختی سے انکار فرمایا۔

مسئلہ ماہ صفر کا آخر چہار شنبہ ہندوستان میں بہت منایا جاتا ہے۔ لوگ اپنے کاروبار بند کردیتے ہیں۔ سیر و تفریح و شکار کو جاتے ہیں۔ پوریاں پکتی ہیں۔ اور نہاتے دھوتے خوشیاں مناتے ہیں۔ اور کہتے یہ ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس روز غسل صحت فرمایا تھا اور بیرونِ مدینہ طیبہ سیر کے لئے تشریف لے گئے تھے۔ یہ سب باتیں بے اصل ہیں بلکہ ان دنوں میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مرض شدت کے ساتھ تھا۔ وہ باتیں خلافِ واقع ہیں۔ اور بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ اس روز بلائیں آتی ہیں اور طرح طرح کی باتیں بیان کی جاتی ہیں۔ سب بے ثبوت ہیں۔ بلکہ حدیث کا یہ ارشاد "لاصفر یعنی صفر کوئی چیز نہیں" ایسی تمام خرافات کو رد کرتا ہے۔

مسئلہ ایک شخص نے کسی کو اذیت پہنچائی اس سے معافی مانگنا چاہتا ہے مگر جانتا ہے کہ ابھی اسے غصہ ہے معاف نہیں کرے گا لہٰذا معافی مانگنے میں تاخیر کی۔ اس تاخیر میں یہ معذور نہیں ظالم نے مظلوم کو بار بار سلام کیا اور وہ جواب بھی دیتا رہا اور اس کے ساتھ اچھی طرح پیش آیا یہاں تک کہ ظالم نے سمجھ لیا کہ اب وہ مجھ سے راضی ہوگیا یہ کافی نہیں ہے بلکہ معافی مانگنی چاہیئے (عالمگیری)

مسئلہ عمامہ کھڑے ہو کر باندھے اور پاجامہ بیٹھ کر پہنے۔ جس نے اس کا الٹا کیا وہ ایسے مرض میں مبتلا ہوگا جس کی دوا نہیں۔ (ضیاء القلوب فی لباس المحبوب للشیخ عبدالحق محدث دہلوی)

مسئلہ کپڑا پہنے تو داہنے سے شروع کرے۔ یعنی پہلے داہنی آستین یا داہنے پائنچہ میں ڈالے پھر بائیں میں۔

مسئلہ پاجامہ کا تکیہ نہ بنائے کہ یہ ادب کے خلاف ہے اور عمامہ کا بھی تکیہ نہ بنائے (اعلیٰحضرت)

مسئلہ بیل پر سوار ہونا اور اس پر بوجھ لادنا۔ اور گدھے سے ہل جوتنا جائز ہے یعنی یہ ضرور نہیں کہ بیل سے صرف ہل جوتنے کا کام لیا جائے اس پر بوجھ نہ لادا جائے اور گدھے پر

صرف بوجھ ہی لادا جائے ہل نہ جوتا جائے (در مختار)

مسئلہ جانور سے کام لینے میں یہ لحاظ ضروری ہے کہ اُس کی طاقت سے زیادہ کام نہ لیا جائے۔ اتنا نہ لیا جائے کہ وہ مصیبت میں پڑجائے۔ جتنا بوجھ اُٹھا سکتا ہے اُتنا ہی اُس پر لادا جائے۔ یا جتنی دور جا سکے وہیں تک لے جایا جائے۔ یا جتنی دیر تک کام کرنے کا متحمل ہو سکے اُتنا ہی لیا جائے۔ بعض یکہ تانگہ والے اتنی زیادہ سواریاں بٹھا لیتے ہیں کہ گھوڑا مصیبت میں پڑ جاتا ہے۔ یہ ناجائز ہے۔ اور یہ بھی ضرور ہے کہ بلا وجہ جانور کو نہ مارے اور سر یا چہرہ پر کسی حالت میں ہرگز نہ مارے کہ یہ بالاجماع ناجائز ہے۔ جانور پر ظلم کرنا ذمی کافر پر ظلم کرنے سے زیادہ بُرا ہے۔ اور ذمی پر ظلم کرنا مسلم پر ظلم کرنے سے بھی بُرا۔ کیوں کہ جانور کا کوئی معین و مددگار اللہ کے سوا نہیں۔ اُس غریب کو اس ظلم سے کون بچائے (در مختار ردالمحتار) وصلی اللہ علیٰ خیر خلقہٖ محمد وّ آلہٖ وصحبہٖ اجمعین والحمد للہ ربّ العالمین۔

تمت

— تصنیف —

مولانا عبدالستار ہمدانی برکاتی رضوی

— ناشر —

رومی پبلیکیشنز اینڈ پرنٹرز

۳۸۔ اردو بازار، لاہور

إِنْ تَجْتَنِبُوا كَبَائِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ

ترجمہ: اگر بچتے رہو کبیرہ گناہوں سے جن کی تمہیں ممانعت ہے تو ہم تمہارے دوسرے گناہ بخش دیں گے

(القرآن)

کتاب الکبائر

ذہبی

(اردو ترجمہ)

بڑے بڑے گناہوں کا بیان
اور ان کی خوفناک سزائیں

تصنیف
امام علامہ محمد بن احمد ذہبی رحمۃ اللہ تعالیٰ
(۶۷۳ — ۷۴۸ھ)

ترجمہ
مولانا علامہ محمد صدیق ہزاروی مدظلہ العالی
سینئر مدرس جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

ناشر
فرید بک سٹال (رجسٹرڈ) ۳۸۔ اردو بازار لاہور

جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا

حق آیا اور باطل مٹ گیا بے شک باطل کو مٹنا ہی تھا (بنی اسرائیل ۱۸)

اِحقاقِ حق

قرآن کریم پر ستھیارتھ پرکاش کے اعتراضات کا جواب

آریہ دھرم ہندومت اور آواگون (تناسخ) کے فلسفیانہ اوہام کا محققانہ بطلان

تصنیف:

حضرت صدر الافاضل مولانا مفتی سید محمد نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ تعالیٰ

مرتب:

حضرت علامہ مفتی حکیم سید غلام معین الدین نعیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ

ناشر:

فرید بک سٹال

۳۸ اردو بازار لاہور